بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجھن کی سلجھن

مولف

مولانا حافظ محمد یونس ضیاء القادری

خطیب

سُنّی رضوی جامع مسجد چک نمبر 58 گ ب (شاہکوٹ کڑیال روڈ)

تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد

فون: 0302-3443655 / 0302-6076619

Marfat.com

جُملہ حقوق محفوظ بحق ادارہ ضیاء الاسلام ۵۸ گ ب جڑانوالہ فیصل آباد

نام کتاب — اُلجھن کی سُلجھن

81001

نام مولف — مولانا حافظ محمد یونس ضیاء القادری

ایڈیشن — باراوّل 1999ء
باردوم 2002ء
بارسوم مئی 2006ء
بارچہارم اگست 2006ء

تعداداشاعت بارچہارم — 2500

کمپوزنگ — حسین بن ابراہیم

پرنٹنگ — علی پرنٹرز جڑانوالہ

ہدیہ — ۱۸۵ روپے

Marfat.com

تقریظ (اول)

پیرِ طریقت رہبر شریعت استاذ العلماء حضرت شیخ الحدیث والتفسیر

مولانا علامہ **محمد الیاس** صاحب ہزاروی دامت فیوضھم العالیہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

عہد حاضر تمدنی ارتقاء کا زمانہ ہے انسانی اذھان اور عملی صلاحیتیں کھل کر میدان میں آ گئے ہیں فطرت کے اسرار نہفتہ پر خاکی نژادوں کا دست رس روز بروز اس تیزی سے بڑھتا جا رہا ہے کہ کم علموں اور کوتاہ بینوں کی نگاہیں خیرہ ہو رہی ہیں جن کو وا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ ذی علم لوگوں سے دین کا کام لے لیتا ہے۔ جیسا کہ زیر نظر کتاب میں حضرت علامہ محمد یونس صاحب نے حقیقتِ اسلام کو بڑی محنت شاقہ کے ساتھ ترتیب فرما کر عوام الناس کے لیے نجات وفلاح کا راستہ واضح کر دیا۔ اللہ تعالیٰ انکی اس خدمتِ دین کو قبول فرما کر اجر دارین عطا فرمائے ۔ آمین بجاہ نبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

دعا گو

محمد الیاس ہزاروی

Marfat.com

تقریظ (دوم)

حضرت علامہ مفتی مولانا ابوالفیض محمد سردار علی نقشبندی دامت فیوضھم العالیہ تحصیل گوجرہ

حامداً ومصلیاً مسلماً۔ دورِ حاضر میں مختلف ذہنوں میں اُبھرنے والے جن سوالات کے جوابات "اُلجھن کی سُلجھن" جس انداز میں دیئے گئے ہیں۔ اور حصہ دوم "گلشن ہی گلشن" میں اہل سُنت وجماعت مسلک بریلوی کی ٹھوس احادیث کی رُو سے وضاحت پیش کی گئی ہے۔ یہ واقعی فاضل مصنف کی گرانقدر دینی خدمات ہیں۔ کتاب ھذا کا مطالعہ قارئین کے لیئے انشاء اللہ العزیز انتہائی مفید ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مصنف کی اس کاوش کو شرفِ قبولیت بخشے اور انکے لیے باعثِ علوّ درجات بنائے۔ آمین

بجاہ النبی الکریم علیہ وآلہ واصحابہ افضل الصلواۃ والتسلیم

ابوالفیض محمد سردار علی نقشبندی

Marfat.com

تقریظ (سوم)

حضرت علامہ فاضلِ جلیل مولانا پیر سید سجاد حیدر قادری دامت برکاتھم العالیہ

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ من کان نبیا و آدم بین الماء و الطین و آلہٖ واصحابہٖ اجمعین ہ

امابعد

کتاب مستطاب اُلجھن کی سُلجھن جسکے سوالات گُستاخان رسول کے لیے بالخصوص لاینحل سوالات ہیں۔ البتہ ان سوالات کی تشریح اور گُلشن ہی گلشن حصہ دوم کی وضاحت سیر حاصل انداز میں خود علامہ حافظ محمد یونس ضیاء القادری صاحب نے ہی فرما دی ہے اور اہل سُنت کے سادہ عوام کو گمراہ کرنے والوں کا کامل طور پر انسداد کر دیا ہے۔ **اللہ تعالیٰ جلّ شانہ** اپنے حبیب پاک صاحب لولاک **صلی اللہ علیہ وآلہٖ و اصحابہ و بارک وسلم** کی طفیل موصوف پر ظاہری و باطنی رحمتیں نازل فرمائے۔ مسلک اہل سُنت کی خدمت کرنے کی مزید توفیق عطا فرمائے۔

دعا گوئے ودعا جوئے حافظ سید سجاد حیدر قاد کٹھوڑ من مضافات گوجرہ

Marfat.com

تعارفِ مُصنّف

نام ابوالقثوم حافظ محمد یونس ضیاء القادری۔ آغاز تعلیم 1961ء سن فراغت 1970ء۔

دورۂ حدیث کی تعلیم اور سَند فراغت جامعہ رضویہ مظہر اسلام گلشن شیخ الحدیث رحمتہ اللہ علیہ میں حضرت علامہ شیخ الحدیث غلام رسول رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل کی۔

دورہ حدیث کے اُسی سال فارغ ہونے والے ہم جماعت چند مشہور علماء:

۱۔ مناظر اسلام حضرت علامہ صاحبزادہ عبدالتواب اچھروی دامت برکاتہم العالیہ

۲۔ حضرت علامہ مولانا محمد اشرف صاحب دامت فیوضھم القدسیہ

۳۔ حضرت علامہ مُفتی عبدالرشید رحمتہ اللہ علیہ سمندری والے

جن اساتذہ سے اکثر تعلیم حاصل کی

۱۔ حضرت علامہ قبلہ شیخ الحدیث والتفسیر ابوالفتح محمد نصراللہ خاں غزنوی دامت فیوضھم العالیہ

۲۔ حضرت علامہ قبلہ شیخ الحدیث والتفسیر ابوالمصباح مولانا محمد الیاس ہزاروی دامت برکاتہم العالیہ

حفظ قرآن پاک کی تعلیمی سعادت جامعہ غوثیہ رضویہ مصباح العلوم میں 1969ء میں حضرت علامہ حافظ حبیب اللہ صاحب راہی رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ دینی تعلیمات وخدمات تحفیظ و تدریس وخطابت وامامت از 1974ء تا اشاعت انجمن کی سلجھن چک نمبر 58 گ ب (کڑیال شاہکوٹ روڈ) تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد میں بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں۔

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	سبب تالیف	1
2	پیش لفظ	5
3	اکیس سوالات چیلنج	8
4	بسم اللہ کے لفظی ترجمہ کو چیلنج	12
5	لفظ نعرہ تکبیر کا وجود	13
6	مسجد میں محراب یا مینار بنانے کا وجود	13
7	نسل بھینس کا وجود	13
8	صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ کا وجود	15
9	قرآن پاک کے اعراب اور سورتوں و پاروں کی تقسیم کا وجود	17
10	صحاح ستہ اور اسماء الرجال کے وجود کا ثبوت	17
11	رفع یدین کا حدیث میں کوئی حکم؟	19
12	میلاد مصطفےٰ کی تاریخ بارہ ربیع الاول یا؟	22
13	اللہ تعالیٰ کے لیے الفاظ حاضر و ناضر	24
14	نبی پاک ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے پر اُٹھنے والے اعتراض کا جواب	25
15	آٹھ رکعت تراویح کا وجود	29
16	تشریح سوال نمبر 12	30
17	تشریح سوال نمبر 13	33
18	قوت ادراک	33
19	تشریح سوال نمبر 14	35
20	تشریح سوال نمبر 15	36
21	تشریح سوال نمبر 16	38
22	تشریح سوال نمبر 17	38
23	مزارات اولیاء اور ہم	40
24	مساجد اور تبلیغی جماعتیں	42
25	بسیار خوری اور سُنت مصطفےٰ	44
26	کونسی تبلیغی جماعت میں شمولیت کرنی چاہیے	4[illegible]
27	تشریح سوال نمبر 18	50
28	تشریح سوال نمبر 19	51
29	تشریح سوال نمبر 20	52
30	تشریح سوال نمبر 21	54
31	اکیس (21) معلوماتی سوالات	57
32	تشریح معلوماتی سوال نمبر 1	59
33	ایمان افروز قرآنی نکتہ	64
34	تشریح معلوماتی سوال نمبر 2	65
35	تشریح معلوماتی سوال نمبر 3	68
36	تشریح معلوماتی سوال نمبر 4	74
37	تشریح معلوماتی سوال نمبر 5	77
38	تشریح معلوماتی سوال نمبر 6	79
39	ایک غلطی کا ازالہ	79
40	بشر نور ہو سکتا ہے	79
41	تشریح معلوماتی سوال نمبر 7	83
42	نبی اور اللہ تعالیٰ کے عالم الغیب ہونے میں بنیادی فرق	84

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
43	تشریح معلوماتی سوال نمبر 8	86
44	تشریح معلوماتی سوال نمبر 9 (باغِ فدک)	91
45	گستاخ صحابہ کا ایک اعتراض	93
46	تشریح معلوماتی سوال نمبر 10	96
47	تشریح معلوماتی سوال نمبر 11	102
48	تشریح معلوماتی سوال نمبر 12	104
49	تشریح معلوماتی سوال نمبر 13	105
50	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا مشاہدہ	109
51	محمد بن عبدالوہاب نجدی کے لختِ جگر کا فتویٰ	109
52	میلادِ مصطفیٰ اور توحیدی خزانے	112
53	تشریح معلوماتی سوال نمبر 15	112
54	انبیاء و اولیاء کا باخبر و بااختیار ہونا	113
55	ضروری تنبیہ	122
56	دور حاضر کا مسلک اہلحدیث اور دوہرا معیار	123
57	تشریح معلوماتی سوال نمبر 16	126
58	تشریح معلوماتی سوال نمبر 17	128
59	تشریح معلوماتی سوال نمبر 18	132
60	تشریح معلوماتی سوال نمبر 19	134
61	پردہ اور قرآن شریف	134
62	تشریح معلوماتی سوال نمبر 20	138
63	تشریح معلوماتی سوال نمبر 21	139
64	غزوہ تبوک و بنائے مسجد ضرار	142
65	لُبِ لُباب	145

Marfat.com

سببِ تالیف

اَلْحَمْدُلِلّٰه حَمْدًا یُوافِیْ نِعَمَهٗ وَ یُکَافِئُ مَزِیْدَهٗ وحمد أکما حَمِدَ نَفْسَهٗ جلّ جلالُهٗ اللّٰهُمّ صَلِّ وَسَلِّم و بارك علٰے سَیِّدنا وَ مَوْلٰنا وَرَءُوْ فِنا وَرَحِیمِنا و مَلِیکِنا مُحَمَّدٍ وّعطّر مَعْهَدَهٗ الشمیمُ ونوّر مرقَدَهُ الکریمِ وّعلےٰ آله واصحابه وأزواجِهٖ اَجمعین

امّا بعد= عہد حاضر میں ہوش رُبا فرقہ پرستی نے اس قدر طوفان بپا کر رکھا ہے کہ سادہ لوح کم علم مسلمان حیران ہیں۔ کہ وہ اسلامی تقاضوں اور عشق رسُول سے مُزیّن اپنے ایمان کو ہمیشہ محفوظ کیسے رکھیں ہر نام نہاد مسلمان صرف قُرآن وحدیث کا مصنوعی جھنڈا اُٹھائے رنگ برنگی وارداتوں کا عادی مُجرم بن چُکا ہے۔

آغاز تخلیق سے لیکر تا قیامت تین قوّتیں معرضِ وجود میں ہمیشہ سے رہی ہیں۔

۱۔کُفر ۲۔ایمان ۳۔نفاق

اس **اُمّةٌ مُحَمَّدیةٌ علےٰ صاحِبِھاَ الفُ الفِ تحیة** میں فرقہ واریت کی یلغار زیادہ تر منافقت کے شُعبوں سے منسلک ہے۔اور یہی منافقت کفر اور شرک سے زیادہ خطرناک اور نقصان دہ ہے۔

مسلمان ہونے کے بعد تمام ظاہری اعمال (نماز، روزہ، زکوۃ، حج، فعل خیرات) پر پوری کوشش سے کمربستہ ہونے کے ساتھ ساتھ محبوب خُدا اشہنشاہِ ہردوسرا مُحمّد مُصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بغض اور عداوت رکھنے کا بھی نام منافقت ہے۔ دور حاضر میں ایسے لوگ کافی تعداد میں موجود ہیں جو جھنڈا تو اسلام کا لہراتے ہیں۔لیکن جب کبھی کہیں

Marfat.com

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف سُنی یا دیکھی تو دل گرفتہ ہو کر یوں افسردہ ہو جاتے ہیں۔ کہ جیسے عنقریب اُن پر موت واقع ہو جائیگی۔ ایسے لوگ اُمور اسلام کو چونکہ صرف قرآن وحدیث تک محدود رکھ کر مسلمان کو کافر اور مشرک اور بدعتی قرار دے چکے ہیں اس لئے اس رسالے میں بطور الزام ایسے سوالات قائم کیے گے ہیں۔ جن پر غور کرنے سے بخوبی پتہ چل رہا ہے کہ قرآن وحدیث کے بعد مُجتہدین محققین و بزرگانِ دین کی خُداداد صلاحیتیں اور فیصلے اسلام کا تیسرا بنیادی اُصولِ دین ماننے کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔ جو کہ اہلِسُنت وجماعت کے اٹل صحیح عقیدے کا طُرّہ امتیاز ہے۔ اور یہ رسالہ اِنشاء اللہ العزیز ثم انشاء النبیُ الکریم (اِنشاء النبی الکریم سے مراد نبی کی مرضی۔ خدا کی مرضی کے ساتھ نبی کی مرضی کو منسلک کرنا مستند حدیث پاک کی تعلیم ہے۔

عن حذیفة بن الیمان رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه و آله و سلم لاتقولوا ماشاء الله و شاء فلان ولکن قولوا ماشاء الله ثم ماشاء فلان هذا حدیث صحیح رواه احمد و ابو داؤد و النسائی۔

ترجمہ:۔ کہ نبی پاک صلی اللہ وآلہ وسلم نے فرمایا یوں نہ کہو کہ جو اللہ اور فلاں چاہے گا (بلکہ یوں کہو جو اللہ چاہے پھر جو فلاں چاہے) عاشقانِ رسول کے لیئے گستاخانِ رسُول سے اپنا صحیح عقیدہ محفوظ رکھنے میں کافی مددومُعاون ثابت ہوگا۔ ویسے اجمالاً بھی یہ بات سمجھنا کوئی مُشکل نہیں کہ آغاز بعثت سے لے کر سو فیصد صحیح عقائد وافکار پر مبنی جماعت ہے تو صرف اور صرف اہلِ سُنّت وجماعت ہی ہے۔ باقی تمام فرقے اِسی جماعت سے نکل کر اپنے جھنڈے الگ الگ اٹھائے اسلام کی بیخ کُنی کرنے میں

Marfat.com

مصروف ہیں۔ جس کو اسلام کی بنیادی حقیقت کی فضا موافق نہ آئی وہ اسی جماعت سے نکل کر الگ فرقہ تیار کر کے پیکرِ گمراہی ہونے کا پورا پورا ثبوت فراہم کرنے لگا۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں مُنافقوں کو کفار اور مُشرکین سے زیادہ خطرناک قرار دیا گیا تو کیوں؟ اِس لیئے کہ اُن منافقوں نے امام الانبیاء کے پاک ہاتھوں میں ہاتھ دیکر کلمہ پڑھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نمازیں پڑھیں، روزے رکھے، حج وزکوٰۃ وعُشر ادا کیئے۔ لیکن اِن تمام ظاہری اعمال کو بھرپور کوشش سے ادا کرنے کے باوجود مقامِ مُصطفی ﷺ کی عظمت کو دِل سے نہ مانا۔ اِس لیئے قُرآن پاک نے اُن کو ایسا کافر قرار دیا کہ ابوجہل، عتبہ، ابولہب، اخنس بن شریک جیسے کافروں سے بدترین ٹھہرے۔ جیسا کہ قُرآنِ حکیم میں ارشاد ہے کہ

☆یَحلِفُونَ با اللہ مَاقَالُوا وَلَقَد قالُوا کَلمۃَ الکُفرِ و کَفرُوا بَعد اِسلامھم

(پارہ۔۱۱)

ترجمہ:۔ اپنے اقرار کی تصدیق کے لیے منافق اللہ تعالیٰ کی قسمیں اُٹھاتے تھے حالانکہ وہ اسلام لانے کے بعد کُفر کا کلمہ کہہ کر کافر ہو چُکے۔

☆انَ المُنٰفِقینَ فی الدّرکِ الاَسفلِ مِنَ النّار ولَن تَجِدَلَھُم نصیراً۔

ترجمہ: بیشک منافق لوگ جہنم کے شدید ترین عقوبت خانوں میں ہوں گے اور آپ کو ہرگز اُن کا کوئی حامی وناصر نظر نہیں آئے گا۔

اِس کی وجہ صرف اور صرف یہی تھی کہ اِن کے دِلوں میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عداوت تھی اور وہ ایسے بُغض اور کینہ کا شکار ہونے کی وجہ سے جہنم کا ایندھن ٹھہرے۔

اللہ تعالیٰ اسلام سے دُور نام نہاد مُسلمانوں کو اپنا عقیدہ صحیح کرنے کے بعد اسلام کے قریب

Marfat.com

تر ہونے اور مکمل نیک عمل کرنے کے ساتھ ساتھ اُن کے دِلوں کو عشق رسول ﷺ سے مالا مال فرمائے۔

اسی عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سینوں میں گرمانے کے لیے اور حقانیت پر مبنی جماعت بریلوی مسلک میں ہر مسلمان کو شمولیت کرنے کا اشتیاق پیدا کرنے کا موقع فراہم کیا گیا ہے۔ اور اس کتاب کو تین بڑے مضامین میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔

۱۔ اکیس سوالات چیلینج ۲۔ اکیس معلوماتی مذہبی سوالات ۳۔ ایک صد سے زائد معقول مستند احادیث بمع اصل عبارات وحوالہ اور ممکنہ حد تک ترجمہ وتشریح۔

Marfat.com

پیش لفظ

کیا قرآن وحدیث کے بعد بھی کوئی چیز اصولِ دین ہے؟

بیشک حضور سرور کائنات صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات مبارکہ ہی میں دین مکمل ہو چکا اور راہنما اُصول امت کو عطا ہوئے۔ لیکن اِسی قرآن وحدیث اور انہی عطا کردہ دینی راہنما اصولوں کی روشنی میں تا قیامت اِجماعِ اُمّت و اجتہادی امور کے فیصلے اُمت کو عطا کرنے کیلیے بزگانِ دین **مُحقّقین مُجتہدین** کو اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی۔

اہلِ اِسلام کیلیے قرآن وحدیث دو بڑی علمی و ایمانی طاقتیں اس قدر مؤثر اور بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ جن کے بغیر مسلمانی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا لیکن ان دو عظیم نعمتوں سے مکمل استفادہ کیلیے سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس تیسری علمی قوّت کی نشاندہی فرمائی ہے۔ جس کے بغیر قرآن وحدیث سے مکمل فیض حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ وہ ہے اجماعِ اُمّت اور درجہ اجتہاد یعنی محققین بزرگانِ دین کے فیصلے۔ اس بنیادی علمی اصلاحی عظیم قوّت کی نشاندہی زمنِ رسالت میں کچھ اِس انداز میں کی گئی ہے۔

والئی یمن مقرّر کرتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم وہاں فیصلے کیسے کرو گے؟ عرض کیا میرے پاس قرآن پاک ہے۔ فرمایا اگر قرآن میں وہ بات نظر نہ آئی تو عرض کیا آپ کے اقوال مبارکہ احادیث مقدسہ کی روشنی میں فیصلے کیا کروں گا۔ آپ نے فرمایا اگر میری احادیث مبارکہ میں اُس تصیفہ طلب چیز کا فیصلہ نظر نہ آیا تو! عرض کیا میں اجتہاد کروں گا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا الحمدُ للہ جس ذات نے اپنے رسول کے نائب کو صحیح

Marfat.com

مقام عطا فرمایا۔ایسا ہی ایک واقعہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بھی والئی یمن مقرر کرتے وقت پیش آیا۔ایک اور حدیث پاک میں اسی عظیم علمی قوت کی نشاندہی فرمائی گئی ہے۔

عن عبداللہ بن عمروؓ قال رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **اَلعلِمُ ثلاثة اية مُحکمة اوسُنّة قائمةاو فريضة عادلة و ما كان سوىٰ ذالك فهو فضلٌ**

(رواہ ابوداؤدوالترمذی ص ۳۵ ج ۱ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ۔حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شرعی علوم تین ہیں ۱۔قرآن ۲۔حدیث ۳۔فریضہ عادلہ (اجتھاد) ان تینوں کے علاوہ تمام اُمور غیر ضروری ہیں۔اس حدیث کو ترمذی اور ابوداؤد نے ذکر کیا

(مشکوٰۃ شریف:ص ۳۵ جلد۔۱)

تیسری قسم فریضہ عادلہ یعنی قرآن وحدیث کو سامنے رکھ کر ہر جدید دور کے جدید اُمور کے فیصلے۔یوں سمجھ لیجئے ادوار سابقہ کے بزگانِ دین کے فیصلوں کو سامنے رکھ کر ہر جدید دور کے **علمائے حقہ** کا کسی بھی شرعی معاملہ میں فیصلہ کرنا فریضہ عادلہ کے مفہوم کو شامل ہے۔اسلامی شرعی علوم کے اسی تیسرے درجہ فریضہ عادلہ میں **صحابہ کرام تابعین تبع تابعین فقہاء مُجتہدین وائمہ مُحدثین و مُفسّرین** کی تصانیف پر مشتمل اُمور کے فیصلے ہیں۔جب تک بزرگانِ دین کے فیصلوں کے مقابل سرِ تسلیم خم نہیں کیا جاتا۔اور انہی بزرگان ِدین کو اپنے سے زیادہ قرآن و سُنّت وفریضہ عادلہ کے ماہرین قائد تسلیم نہیں کیا جاتا اس وقت تک اسلامی شرعی زندگی

Marfat.com

گزارنا محال ہے۔اور اِن تین شرعی علوم کے علاوہ باقی غیرضروری ہیں۔لہذا قُرآن اور حدیث اور بُزرگانِ دین کے فیصلے تینوں چیزیں ہی اسلام،ایمان بلکہ ہر چیز کی روح رواں ہیں۔البتہ مُجتہدین محققین ملّت نے چاراصولِ دین مقرر کیئے ہیں۔قُرآن۔سُنّت ۔اِجماعِ اُمّت۔قیاس۔چونکہ فریضہ عادلہ دو چیزوں پر مُشتمل ہے اِجماعِ اُمّت اور قیاس۔اِس حوالہ سے مُجتہدین نے چاراصولِ دین مقرر کیئے ہیں۔

لہذا دورحاضر میں اسلام کے دعوے دار موجود فرقوں میں سے جن کے نزدیک اصول دین صرف دو ہیں۔قرآن اور حدیث (سنت مصطفیٰ)۔ان سے انصاف کا مطالبہ ہے کہ آئندہ تحریر کردہ اکیس چیلنج امور یا تو قرآن اور حدیث سے دکھادیں یا وہ ان اکیس امور سے دست بردار ہو جائیں۔اگر وہ ان آئندہ صفحات پر تحریر کردہ اکیس امور نہ چھوڑ سکیں اور نہ ہی قرآن وحدیث سے دکھا سکیں۔تو خدارا فیصلہ کریں کہ دین اسلام کو پارہ پارہ کرنے کی کون سی جماعت یا فرقہ ذمہ دار ہے۔اور آئندہ اکیس امور کا نہ تو قرآن وحدیث سے وجود ثابت کرسکیں اور نہ ان کو چھوڑ سکیں تو کم ازکم اِس امت مرحومہ پر رحم کرتے ہوئے اپنے علاوہ ہر دوسرے مسلمان کو،کافر،مشرک،بدعتی کہنا یا لکھنا چھوڑ دیں۔

Marfat.com

☆ اکیس سوالات چیلنج ☆

اِسی سلسلے میں آئندہ صفحات پر تعمیری انداز میں مندرجہ امور کے اکیس سوالات تحریر کئے گئے ہیں ۔ یہ سوالیہ امور بڑی شدت سے اِسی بات کا احساس دلا رہے ہیں کہ صرف قرآن وحدیث سے تمام شرعی، علمی سرمایہ حاصل نہیں کیا جا سکتا جب تک بُزرگانِ دین کی بارگاہ سے فیض نہیں لیا جاتا۔

[اگلے صفحات پر درج اکیس سوالات میں سے کسی ایک سوال کا مُثبت جواب **تحت اللفظ قُرآن وحدیثِ نبوی** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیش کرنے والے کو پانچ صدروپے (500) انعام دِیا جائے گا۔]

درج ذیل اکیس سوالات کے جوابات فقط قرآن وحدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملنا ناممکن ہے۔

١۔ بِسمِ اللہ شریف میں وہ کونسا لفظ ہے جس کا ترجمہ اِبتدا یا شروع قرآنی تراجم میں لکھا یا کیا جاتا ہے۔ اور وہ لفظ کیا قرآن وحدیث نبوی سے ثابت ہے؟

٢۔ لفظ نعرۂ تکبیر کیا قرآن وحدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے؟

٣۔ دائرہ اسلام میں مساجد کے اندر قبلہ رُخ دیوار میں محراب بنانا یا مسجد کے مینار بنانا کیا قرآن وحدیث نبوی سے ثابت ہے؟

٤۔ بھینس نسل کو کِس نے حلال قرار دِیا۔ کیا یہ قرآن وحدیث نبوی سے ثابت ہے؟

٥۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیجنے کے لئے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ کی تعلیم کیا قرآن وحدیثِ نبوی سے ثابت ہے؟ اور عربی کے علاوہ کسی دوسری زبان میں درود وسلام لکھنا یا پڑھنا کیا قرآن وحدیث نبوی سے

Marfat.com

ہے؟

۶۔ قرآن پاک کی ایک صد چودہ سورتوں کو تیس پارں میں اور ہر پارہ کو رکوعوں میں تقسیم کرنا اور اِعراب (زبر، زیر، پیش) لگانا کیا قرآن وحدیث نبوی سے ثابت ہے؟

۷۔ بُخاری، مُسلم وبقیہ صحاحِ ستہ ودیگر کُتبِ احادیث بشمول فَنِ اسماء الرجال کا وجود کیا قرآن وحدیث نبوی سے ثابت ہے؟

۸۔ کیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رفع یدین کے متعلق کوئی وجوبی حُکم کسی بھی ایسی صحیح، مرفوع، قولی حدیث سے ثابت ہو جس کے متن اور سند پر اصحاب اسماء الرجال کو کوئی اعتراض نہ ہو؟ اور کیا قرآن وصاحب قرآن کا ہر حکم اُمّت کے لیئے لازمی واجب العمل ہے؟

۹۔ کیا اسلامی سال کے تیسرے مہینے ربیع الاول شریف کی بارہ تاریخ کے علاوہ آٹھ یا نو یا کسی بھی تاریخ کا میلادِ مُصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق کوئی ٹھوس حوالہ کسی مرفوع، قولی، صحیح حدیث۔ سے ثابت ہے۔ جس پر اصحابِ فن اسماء الرجال میں سے کسی کو اعتراض نہ ہو؟

۱۰۔ اللہ تعالیٰ کے لیے الفاظ ''حاضر وناظر'' اکٹھے استعمال کرنا کیا قرآن وحدیث نبوی سے ثابت ہے؟

۱۱۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رات کی عبادت رمضان وغیر رمضان مہینے میں گیارہ یا تیرہ رکعتوں میں، سے آٹھ رکعتوں کا نام تراویح رکھنا کیا قرآن وحدیث نبوی سے ثابت ہے؟

Marfat.com

۱۲۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصور یا خیال مُبارک کو معاذ اللہ گدھے کے خیال یا زنا کے وسوسے سے زیادہ بُرا قرار دینا کیا قرآن وحدیث نبوی سے ثابت ہے؟

۱۳۔ دُور سے دیکھنا یا سُننا یا دُور سے آ کر مُشکل کشائی کرنا یا فوت ہو جانے کے بعد دُنیاوی زندگی کی نسبت زیادہ باخبر اور زیادہ بااختیار رہنا کیا صفاتِ خداوندی ہیں اگر ہیں تو کیا قرآن وحدیث نبوی سے ثابت ہیں؟

۱۴۔ اسلام کے شرعی احکام کا دائرہ کار صرف قرآن وحدیث تک محدود رکھنے والی جماعتوں میں سے کسی ایک جماعت کا نام جو **مأمور من الله ورسوله** اور **امرِ مُتفق صحابہ کرام** ہو کیا قرآن وحدیث نبوی سے ثابت ہے

۱۵۔ نجد واہلِ نجد کے لیے کیا نبی پاک ﷺ نے دُعا مانگی؟

۱۶۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گوہ (ضب) کا گوشت خود کھایا کیا قرآن وحدیث نبوی سے ثابت ہے؟

۱۷۔ سر پر بستر اُٹھا کر قریہ بقریہ ترتیب وار تبلیغی چلے کاٹنا یا کسی خاص وضع قطع سے تنظیمی تشخص قائم رکھنا اور اس طریقِ کار کو جہادِ اکبر کہنا کیا قرآن وحدیث نبوی سے ثابت ہے؟

۱۸۔ قرآن وحدیث تک شرعی احکام کا دائرہ کار محدود رکھنے والے فرقوں میں سے کوئی فرد قرآن وحدیث نبوی سے خود کو کیا **صحیح النسب** ثابت کر سکتا ہے؟

۱۹۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر سے کبھی بدبو آئی ہو یا قضائے

Marfat.com

حاجت سے فراغت کے بعد آپ کے جسمِ مبارک سے بدبودار غلاظت خارج ہوئی ہو یا کسی نے دیکھی ہو کیا قرآن وحدیث نبوی سے ثابت ہے؟

۲۰۔ اسلامی مذھبی امامت خطابت یا تدریس کے امور انجام دینے پر مقررہ تاریخ پر تنخواہ لینا یا عیدین پر معقول رقم وصول کرنا یا ششماہی وسالانہ غلہ کی وصولی کرنا یا قرآن وحدیث تک شرعی دائرہ کار محدود رکھنے والے کسی مولوی کی کسی مذہبی اسٹیج یا جلسہ گاہ میں آمد پر پھول نچھاور کرنا یا بالخصوص مولوی صاحب کا نام لیکر زندہ باد کے نعرے لگانا اور لگوانا، یا لاؤڈ سپیکر میں اسلامی تبلیغی وعظ و نصیحت کرنا یا لاؤڈ سپیکر میں خطبہ جُمعہ واذانِ ثانی جُمعہ وخطبہء عیدین سنانا یا فوت شدگان مسلمانوں کے جنازہ کے پڑھنے کے لئے مخصوص الگ جنازگاہ کمرہ یا بلڈنگ بنانا اور اُس میں جنازہ پڑھنا ، کیا قرآن وحدیث نبوی سے کہیں بھی ثابت ہے؟

۲۱:۔ کیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کوئی صحیح، مرفوع، قولی ایسی حدیث ثابت ہے؟ جس میں یہ سارے الفاظ **(لا اله الا الله محمد رسول الله عليؔ ولى الله وصى رسول الله و خليفته بلا فصل)** بطور کلمہ ترتیب وار موجود ہوں۔

Marfat.com

☆ تشریح انعامی سوالات ☆

سوال نمبر **1**۔ بسم اللہ شریف میں وہ کونسا لفظ ہے جس کا ترجمہ ''ابتدا یا شروع'' لکھا یا پڑھا جاتا ہے؟

تشریح:۔ بِسمِ اللہ شریف میں ایسا کوئی لفظ مذکور نہیں اور نہ قرآن و حدیث میں ایسا کوئی لفظ منقول ہے۔ جس کا ترجمہ آغاز یا ابتداء یا شروع کیا جاتا ہے۔ البتہ بُزرگانِ دین کے فیصلوں اور تفسیری ترجمے کے مطابق لفظ بسم اللہ سے پہلے **اَبدأ** لفظ مُخفّف و مقدّر لگایا جاتا ہے۔ **اَبدَأُ بسم الله الرحمن الرحيم** جیسا کہ تفسیری ترجمے کے تحت معروف مُفسّرِ قرآن علی بن محمد بغدادی المعروف بالخازن (متوفیٰ ۷۲۵ھ) اپنی تفسیر خازن میں فرماتے ہیں **تَقدیرُہ اَبدَأُ بسم الله الرحمن الرحيم** (تفسیرِ خازن ص ۱۲ عربی مطبوعہ مصر)۔ تفسیرِ مدارک التنزیل میں عظیم بزرگ مفسر قرآن احمد بن محمود نسفی بھی یوں ہی رقم طراز ہیں

اور تفسیر روح المعانی عربی میں بھی اسی طرح موجود ہے۔ اور بہت سے محققین بزرگوں نے یہی لفظ **اَبدَءُ یا اَقرَءُ بسمِ اللّٰہ** لفظ سے پہلے محذوف اور پوشیدہ مانا ہے۔ تب صحیح اور معقول ترجمہ یوں پڑھا جائے گا۔ اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ ورنہ بسم اللہ کا لفظی ترجمہ۔ ساتھ نام اللہ رحمٰن و رحیم کے بنتا ہے۔ جب تک تیسرے درجہ پر بزرگوں سے فیض نہیں لیا جائے گا بات نہیں بنے گی۔

Marfat.com

سوال نمبر۲۔لفظ نعرہ تکبیر کہنا کیا قرآن وحدیث نبوی سے ثابت ہے؟

تشریح:۔اَللہُ اکبر لفظِ جلالت تو قرآن وحدیث سے ثابت ہے لیکن لفظ نعرہ تکبیر قرآن وحدیث سے ثابت نہیں۔

سوال نمبر۳۔دائرہ اِسلام میں مساجد کے اندر قبلہ رُخ دیوار میں محراب بنانا یا مسجد کے مینار بنانا کیا قرآن وحدیث نبوی سے ثابت ہے؟

تشریح۔اسلام کے اندر مسجد کے محراب یا مینار بنانا قرآن وحدیثِ نبوی سے کہیں بھی ثابت نہیں۔

سوال نمبر۴۔بھینس نسل کو کس نے حلال کیا، کیا قرآن وحدیث نبوی سے ثابت ہے؟

تشریح: قرآن وحدیث کے اندر کہیں بھی بھینس جنس کا وجود نہیں

لُبِّ لُباب سابقہ سوالات

قرآن وحدیث تک شرعی احکام کا دائرہ کار محدود رکھنے والی تمام جماعتوں کو یہ انصاف کرنا چاہیے۔ کہ یا تو بسم اللہ کا وہ لفظ جس کا ترجمہ شروع یا آغاز کیا جاتا ہے۔قرآن وحدیث میں دکھائیں یا ایسا ترجمہ لکھنا، پڑھنا، سیکھنا علی الاعلان چھوڑ کر صرف لفظی ترجمہ چھپوائیں وہ یہ ہے ''ساتھ نام اللہ رحمٰن ورحیم کے''۔اور تمام جلسوں ،محفلوں ،کانفرنسوں اور مذہبی اجتماعات میں لفظ نعرہ تکبیر کہنا چھوڑ دیں صرف اللہ اکبر کہا کریں یا قرآن وحدیث میں لفظ نعرہ تکبیر دِکھا دیں۔تمام مینار اور سارے محراب اپنی مساجد میں سے توڑ کر پھینک دیں یا قرآن وحدیث نبوی سے دکھادیں۔بھینس اور اُس کی نسل یا قرآن وحدیث سے دکھادیں کہ اس جنس کو کس نے حلال قرار دیا یا اپنی تمام بھینس نسل اُن کے سپرد کریں جو قرآن وحدیث کے بعد تیسرا قانون بزگانِ دین کے فیصلے مانتے ہیں۔

Marfat.com

حِلت وحُرمتِ شرعیہ حقیقی طور پر اللہ اور رسول سے منسلک ہے۔لیکن قرآن وحدیث میں غیر مذکور اشیاء کو قرآن وحدیث کے ضابطے کے مطابق حلال یا حرام قرار دینا بزگان دین مجتھدین کی طرف مجازی نسبت ہے۔جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے۔

اَرَاَیتَ اذا صَلَّیتَ المکتوبات و صُمتَ رَمَضَانَ وَ اَحلَلتَ الحَلَال وحَرَّمتَ الحرام۔

ترجمہ۔جب تو نے فرائض پنجگانہ نماز ادا کی اور رمضان المبارک کے مہینے کے روزے رکھے اور حلال چیزوں کو تو نے حلال کیا اور حرام چیزوں کو تو نے حرام کیا ۔نیز دوسری حدیث پاک میں امام بیہقی نے حضرت ابوھریرہؓ سے روایت کیا ہے۔

فَاَحِلُّواالحَلالَ و حَرِّمُوالحرامَ،

ترجمہ۔تو حلال چیزون کوحلال کرو اور حرام چیزوں کوحرام کرو۔ایسے ہی بھینس کی حلت سمجھی جائے گی۔کہ محققین ،مجتھدین و بزرگان دین کی طرف سے کسی چیز کے حلال یا حرام کرنے کی نسبت مجازی سمجھی جائے گی جس کی بیشمار مثالیں قرآن پاک ہی سے اپنے مقام پر پیش کی جاسکتی ہیں۔

Marfat.com

سوال نمبر ۵۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیجنے کے لیے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ کی تعلیم کیا قرآن وحدیثِ نبوی سے ثابت ہے؟

تشریح: احادیث مقدسہ کی کتابوں میں مذکور درود ابراھیمی اور کئی متبادل الفاظ کی تعلیم درود ابراھیمی سے ملتے جلتے الفاظ والے درود وسلام نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیے گئے ہیں۔ لیکن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الفاظ کی نبی پاک نے تعلیم نہیں دی۔ اور عربی زبان میں منقول درود وسلام کے علاوہ کسی دوسری زبان میں درود وسلام پڑھنا قرآن وحدیث سے ثابت نہیں۔ لھذا قرآن وحدیث کے دائرہ کار سے باہر معرضِ وجود میں آنے والی ہر چیز کو ممنوع اور حرام قرار دینے والے آدمی کے لئے کسی بھی موقع پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نامِ نامی لیکر بعد میں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھنا انصاف اور دیانت داری کے خلاف ہے۔ اُسے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جگہ تحریری انداز ہو یا تقریری! پُورا درود ابراھیمی لکھ پڑھ کر آگے چلنا چاہیے۔ اُردو یا فارسی یا کسی بھی غیر عربی زبان میں درود وسلام بھیجنے کا ایسے لوگوں کو کوئی حق نہیں ہے کہ لکھیں "ہزاروں درود" یا "ہزاروں سلام" یا "لاکھوں کروڑوں بیحد وحصر درود وسلام" بلکہ اُنہیں چاہیے کہ صرف درود ابراھیمی مکمل لکھیں اور پڑھیں پھر آگے چلیں۔ اور اپنی تمام تصنیف کردہ کتابوں اور رسالوں سے غیر عربی زبان کے درود وسلام نکال کر پورا درودِ ابراھیمی چھپوائیں اور دورانِ تقریر و وعظ بجائے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پورا درودِ ابراھیمی پڑھیں پھر سلسلہ تقریر شروع کریں۔

بزرگوں کا جاری کردہ طریقہ غیر عربی زبان میں درود وسلام پڑھنا اور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی بزرگوں کا دیا ہوا درود ہے۔ محبت وعشق رسول رکھنے والے سُنّی لوگوں کے لیے بزرگوں کے اجتماعی فیصلے یعنی اسلام کے تیسرے قانون کے مطابق یہ درود چھوڑنا نہایت

Marfat.com

مشکل ہے **الصَّلٰوۃُ و اَلسَّلامُ علیك یا رسول اللّٰہ۔ وعلی الك واصحابك یا حبیب اللہ** ۔ درود بھی انہی بزرگوں کا دیا ہوا ہے۔ یہ ناجائز اور شرک کیوں اور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھنا اور غیر عربی زبان میں درود پڑھنا جائز کیوں؟

خدارا اسلام میں فتنہ بازی اور فرقہ واریت نہ کی جائے تعمیری، مساوی سُنہری اصولوں پر عمل کیا جائے حالانکہ السلام علیك یا رسول اللہ یہ الفاظ حدیث میں بھی موجود ہیں بزرگوں نے شروع میں لفظ الصَّلٰوۃ کا اضافہ فرمادیا۔ اور ہر نماز کے اندر ہر قعدہ التحیات میں حدیث کے یہ الفاظ۔ **السلامُ علیك ایھا النبی**۔ اس جملے اور **الصلوۃ والسلام علیك یا رسول اللہ** کا لفظی ترجمہ اور مفہوم بالکل ایک ہی ہے۔ یہی بزرگانِ دین ہی تو ہیں۔ جنہوں نے ہمیں ہر قسم کی زندگی کے تعمیری اور معیاری اُصول عطا فرمائے۔ انہی بزرگوں نے انبیاء واولیاء کو پسِ مرگ بھی زندہ قرار دیا۔ انہی بزرگوں نے اللہ تعالیٰ کے نبیوں میں غیب کی باتیں معلوم کرنے کے ادراک کو ہمیشہ جاری وساری قرار دیا۔

البتہ اللہ تعالیٰ جب چاہے انبیاء واولیا کی جاری وساری قوتِ ادراک میں کسی حکمت کی بنا پر اُن کی توجہ میں تبدیلی یا وقفہ کرسکتا ہے۔ یہی بزرگ ہیں جنہوں نے بسم اللہ کا تفسیری ترجمہ اور لفظ نعرہ تکبیر ایجاد کیا۔ مساجد کے اندر محراب اور مینار رائج کیئے۔ بھینس نسل کو ہمیشہ کیلئے قرآن وحدیث کے ضابطہ کی روشنی میں حلال قرار دیکر اُمت پر احسان کیا۔ یہی بزرگ ہیں جنہوں نے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور **الصَّلٰوۃ و السلام علیك یارسول اللہ و علی الك و اصحابك یا حبیب اللہ** جیسے ایمان افروز درود وسلام اُمت کو عنایت کیئے۔

Marfat.com

سوال نمبر ٦۔ قرآن پاک کی ایک سو چودہ سورتوں کو تیس پاروں میں اور ہر پارہ کو رکوعوں میں تقسیم کرنا اعراب (زبر، زیر یا پیش) لگانا کیا قرآن وحدیث نبوی سے ثابت ہے؟

تشریح۔ ایک سو چودہ سورتوں کا ذکر قرآن و حدیث سے ملتا ہے لیکن ان سورتوں کو تیس پاروں میں اور ہر پارے کو رکوعوں میں تقسیم کرنا اور قرآن پاک کے الفاظ پر حرکات (زبر، زیر یا پیش) لگانا قرآن و حدیثِ نبوی میں کہیں بھی نہیں ملتا۔ یہ اِحسان بزرگانِ دین نے ہم پر کیا ہے۔ لہٰذا قرآن وحدیث تک حد بندی کرنے والے اور قرآن وحدیث سے باہر ہر دوسری چیز کو بدعت، ناجائز اور حرام کہنے والے قرآن پاک کی سورتوں کو پاروں اور رکوعوں میں تقسیم کرنا اور چھپوانا بند کردیں۔ تاکہ وہ کم از کم اپنے مسلکی ضابطے میں سرخرو ہوسکیں۔ اور اگر ایسے منکر لوگ یہ کہیں کہ ہم بھی بزرگوں کی باتوں اور فیصلوں کو مانتے ہیں۔ تو غور طلب بات یہ ہوگی کہ کن فیصلوں کو مانتے ہیں اور کیوں؟ اور کن فیصلوں سے فرار ہے تو کیوں؟ اور اگر اپنی سمجھ کے مطابق بزرگوں کے کچھ فیصلے مانتے ہیں اور کچھ ردّ کرتے ہیں تو کیوں اور کس شرعی اصول کے تحت؟

سوالنمبر ۷۔ بُخاری و مسلم کُتبِ صحاح ستہ و دیگر کتب احادیث بشمول فن اسماء الرجال کا وجود کیا قرآن وحدیث نبوی سے ثابت ہے؟

تشریح۔ بُخاری و مُسلم و بقیہ صحاحِ ستہ و دیگر کُتب احادیث کو جانچنے اور پرکھنے کا فن ''فنِ اسماء الرجال'' (جس فن کے ذریعے حدیثوں کو ضعیف، مرفوع یا صحیح وغیرہ کہا جاتا ہے) قرآن وحدیث میں ایسی کوئی بات بھی مذکور نہیں۔ اور کسی بھی حدیث کی کتاب کا ذکر یا نام قرآن وحدیث میں درج نہیں۔ یعنی قرآن وحدیث کے علاوہ کسی بھی تیسری طاقت کو نہ ماننے والا اگر واقعی دیانت دار ایمان والا ہے۔ تو کسی بھی حدیث کو مرفوع یا صحیح یا

Marfat.com

ضعیف وغیرہ کہنے کا حق نہیں رکھتا۔ورنہ وہ اپنے مسلکی ضابطے کی بنا پر سخت مجرم ہی نہیں بلکہ ایمان دار ہی نہیں رہے گا۔اور جہنمی بھی قطعی طور پر ہوگا۔ایسے لوگوں نے اس حدیث کو بھی اپنے علاوہ دوسرے مسلمانوں کو مشرک بدعتی کہنے کیلئے قانون تیار کر رکھا ہے۔

کُلُّ مُحدَ ثۃٍ بذعۃو کُلُ بِدعۃ ضلا لۃو کُلُ ضلا لۃ فی النَّار۔ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ ہرنئی چیز بدعت اور ہر بدعت گمراہی ہےاور ہر گمراہی جہنم کو لے جانے والی ہے۔

حالانکہ حدیث وقرآن کی ایک چیز لے لینا اور دوسری کو نظر انداز کرنا یہی گمراہی اور بے ایمانی ہے۔مسلم شریف کی ہی دوسری حدیث پاک میں صاف وضاحت ہے۔کہ ہر وہ نئی چیز بدعت ہے۔جو اسلام کے امور سے مطابقت نہ رکھتی ہو اور جو نئی چیزیں اسلامی امور سے مطابقت رکھتی ہیں وہ بدعت نہیں ہیں۔

عن عائشہ بنت ابی بکر الصدیق قالت قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَنْ اَحدث فِی اَمْرنا ھذامالیسَ منہُ فھورَدٌّ (صحیح مسلم شریف ص ۷۷ ج ۲)

ترجمہ۔صدّ یقہ بنت صدیق ،حضرت عائشہ صدیقہ رضوان اللہ علیھما روایت کرتی ہیں کہ رسول اکرم شفیع مُعظّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو ہمارے اس پروگرام (اسلام) میں ایسی نئی چیز داخل کرے گا جو اس اسلام سے مطابقت نہ رکھتی ہو وہ نا قابلِ قبول ہے۔اس حدیث پاک میں خط کشیدہ لفظ **ما لیس منہُ** نہایت قابلِ غور ہےاور اگر تیسرے قانون کو تسلیم کرلیا جائے تو حدیث کے میدان میں یہ خرابی واقع نہ ہوگی ورنہ کسی بھی حدیث کی کتاب کو تسلیم کرنا یا ایک کو دوسری حدیث کی کتاب پر فضیلت دینا سخت قابلِ سزا جُرم ہوگا۔

Marfat.com

سوال نمبر ۸:۔ کیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رفع یدین کے متعلق اُمتی کو کوئی وجوبی حُکم کسی بھی ایسی صحیح، مرفوع، قولی حدیث نبوی سے ثابت ہے۔ جس کے متن اور سند پر اصحابِ اسماء الرجال کو کوئی اعتراض نہ ہو؟

تشریح:۔ احادیثِ نبوی علے صاحبها الف الف تحیة میں مذکور ہے۔ اور بُہت سی صحیح احادیث میں رفع یدین رکوع سے پہلے اور بعد کے متعلق مذبور ہے۔ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکوع سے پہلے اور بعد میں اور سجدے سے پہلے اور بعد میں رفع یدین کیا کرتے تھے۔ لیکن کسی کو وجوبی حُکم نہیں دیا کہ رفع یدین کرو۔ البتہ رفع یدین کو بعد میں منسوخ فرما دیا۔ جیسا کہ مُسلم شریف وطحاوی وعمدۃ القاری شرح بخاری میں رفع یدین کی منسوخی کا حُکم ارشاد فرما دیا۔ لہٰذا رفع یدین کی منسوخی کی احادیث نہ ماننے والے رفع یدین کو شرعی طور پر ضروری قرار نہیں دے سکتے۔ اور ایسی حدیث جو رفع یدین سے متعلق ہو اور وہ صحیح، مرفوع، قولی ہونے کے ساتھ ساتھ اصحاب اسماء الرجال کو ایسی حدیث کے متن اور سند پر کوئی بھی اعتراض نہ ہو۔ تمام کتبِ احادیث میں کہیں بھی مذکور نہیں ہے کہ نماز میں رفع یدین کرو۔ کسی بھی نبی کا ہر فعل یا ہر طریقہ اُمتی کے لئے لازمی نہیں ہوا کرتا۔ بعض امور صرف نبی کے لئے ہی ضروری ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ہمارے نبی پاک صلی الہ علیہ وآلہ وسلم کی نو پاک بیویاں تھیں۔ لیکن اُمتی کو اپنے نکاح میں چار سے زائد بیویاں رکھنا حرام ہے۔ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تہجد فرض تھی اور اُمت پر فرض نہیں ہے۔ ایسے ہی اللہ اور رسول کا قرآن و حدیث میں ہر حکم لازمی نہیں ہوا کرتا۔ بعض حکم استحبابی بھی ہوتے ہیں۔ بعض اختیاری ہوتے ہیں۔ بعض زجر و توبیخ کیلئے ہوتے ہیں۔ اور بعض حکم لازمی ہوا کرتے ہیں۔ اور یہ نمونے قرآن و حدیث میں موجود ہیں۔ مثلاً۔ کفار اور منافقین سے

Marfat.com

قیامت کے دن بطور ڈانٹ ڈپٹ کہا جائے گا۔

قیل ارجعوا وراکم فالتمسوا نوراً۔ (پ ۲۷)

ترجمہ: کہا جائے گا اے منافقو اور کافرو! واپس لوٹو (دنیا میں) اور نور تلاش کر کے لاؤ۔ ارجعوا حکم ہے۔لیکن لازمی نہیں ہے۔اور حکم بطور استحباب کے مثلاً۔قرآن پاک میں ایمان والوں سے خطاب ہے۔

یا یھا الذین امنو اتّقوااللہ حقّ تُقتہ (پ ۴)

ترجمہ:۔اے ایمان والواللہ سے ڈرو جیسا کہ اُس سے ڈرنے کا حق ہے۔یہاں پر لفظ اتقوا امر ہے۔حکم الٰہی ہے۔لیکن حکم لازمی نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈرنا جتنا اُس کا حق ہے یہ تو کسی سے بھی ممکن نہیں۔ ہر انسان اپنی طاقت کے مطابق اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ ڈرتا رہے یہ وجوبی حکم ہے۔

فاتقو اللہ مااستطعتم (پ ۲۸ ع ۱۶)

ترجمہ:۔تو اللہ تعالیٰ سے جتنا ہو سکے ڈرتے رہو۔تو معلوم ہوا کہ اللہ ورسول کے بھی قرآن وحدیث میں تمام احکام لازمی نہیں ہیں۔اور جبکہ نبی پاک۔ نے اپنی اُمت میں سے کسی کو بھی نماز میں رفع یدین کرنے کا حکم دیا ہی نہیں۔خواہ استحبابی طور پر ہی کیوں نہ ہو۔رفع یدین کو نماز میں کیسے لازمی قرار دیا جا سکتا ہے۔اور زمانہ رسالت میں جو جو بھی کام کیئے گئے کیا وہ ہر کام ساری امت کے لیئے لازمی تھے؟ ایسا ہر گز نہیں۔جیسا کہ حدیث پاک میں موجود ہے کہ نبی پاک ﷺ کے زمانہ میں عورتوں کے ختنے کیئے جاتے تھے اور آپ نے اُن کو ختنے کے ضروری مسائل سے تعلیماً آگاہ کیا۔رفع یدین کرنے والے

Marfat.com

حضرات اس سُنّت کے بارے میں کیا جواب دیں گے؟ حالانکہ منسوخی رفع یدین کے بارے میں مسلم شریف اور طحاوی شریف کی حدیث کے الفاظ گواہ ہیں۔ **مالی اراکم ترفعون ایدیکم کانھا اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوٰۃ۔**

(نوٹ: رفع یدین کے بارے میں مزید تفصیل اور احادیث اسی کتاب کے معلوماتی سوال نمبر تین میں ملاحظہ فرمائیے۔)

Marfat.com

سلوک دیکھ بھی رہی ہے۔تو تمام پیغمبروں کے امام مدینہ طیبہ میں رہ کر اپنے غلام اُمتی کا درودوسلام دنیا کے کسی بھی گوشے سے سنیں۔اور ہماری طرف نگاہِ رحمت فرمائیں۔تو کون سی قباحت اور شرعی ممانعت ہے۔**الصلوٰۃ و السلام علیك یا امام حضرۃ اللہ و علیٰ اٰلك و اصحابك سیّدی یا حبیب اللہ** ۔ ہمارے آقائے رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی وفات کے بعد بھی زندہ تابندہ اور دنیا کی زندگی کی طرح ہی نہیں بلکہ اس دنیا کی زندگی کی نسبت بہت بہتر انداز میں دیکھتے اور سنتے ہیں۔

آج کا ٹیلیفون وموبائل جیسے حسّاس نظام اعلانیہ للکار رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کسی بھی نبی یا ولی کی طاقت کو غیر نبی یا غیر ولی پوری طرح سمجھ سکیں بہت بڑی خام خیالی ہے۔نبی یا ولی دنیا کی تمام طاقتوں سے وراء الوراء ہوا کرتا ہے۔ان ترقی یافتہ جدید سائنسی پروگراموں کا تعلق زیادہ تر چند چیزوں سے ہی ہے۔لوہا، جست، تانبا، سکہ، قلعی، پلاسٹک، اور چند مادی، جماداتی اشیاء۔اور یہی مادی جمادات اشیاء شعور اور افزائش کے لحاظ سے موجودات کے سفلی اور کم ترین درجہ ء جمادات میں شامل ہیں۔جبکہ ان کے اوپر نباتات (تمام روئے زمین سے اُگنے والی اشیاء) اور ان کے اوپر حیوانات کا درجہ اور حیوانات (جاندار) کے اوپر عام انسان کا درجہ اور تمام عام انسانوں پر نبی یا ولی کا درجہ اور تمام نبیوں اور ولیوں پر ہمارے نبی ءلاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درجہ ہے۔اتنی بلند و بالا ہستی کے عالم الغیب ہونے اور باخبر و بااختیار ہونے کا انکار کرنا خردماغی نہیں تو پھر اور کیا ہے؟

81001

Marfat.com

قل بفضل الله و برحمته فبذلك فليفرحوا۔

ترجمہ:۔ فرمادیجیئے یا رسول اللہ جب اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ہو تو خوب خوشیاں مناتے رہو۔

چونکہ تمام ارض و سما کی انمول نعمتوں میں سے عظیم ترین نعمت و احسان خداوندی یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنا محبوب نبی عطا فرمایا۔ **لقد من الله علے المومنين اذ بعث فيهم رسولا** ۔ اس لئے ہمیں آمدِ مصطفےٰ کی خوشی اور عید منانا مقصد ہے۔ جب بھی محفل میلاد اپنے صحیح مقاصد پر مبنی منعقد کرتے ہیں وہ آمد مصطفےٰ کی خوشی اور جشن ہی ہوا کرتا ہے۔لہذا آٹھ یا نو ربیع الاول یا کسی بھی دوسری تاریخ کی بارہ ربیع الاول کے علاوہ متعلق بمیلادِ مصطفےٰ کی رٹ لگانے والوں کو حتمی چیلنج ہے کہ بارہ ربیع الاوّل کے علاوہ کوئی بھی ایسی حدیث مرفوع ،صحیح ،قولی پیش کریں جس کی سند و متن پر اصحاب فن اسماء الرجال کو کوئی اعتراض نہ ہو۔انشاءاللہ العزیز ثم انشا النبی الکریم ایسی حدیث کسی بھی گستاخ رسول کو کسی بھی حدیث کی کتاب میں مطلوبہ صفات کے ساتھ کبھی نہ مل سکے گی۔لہذا میلاد شریف بارہ ربیع الاول کو ہی ہے جو صدیوں سے اِسی دن کو ترجیح دی جاتی رہی ہے۔

(نوٹ: بارہ ربیع الاول شریف کے متعلق احادیث اسی رسالہ کے معلوماتی سوال نمبر ۱۳ میں ملاحظہ فرمائیں۔)

Marfat.com

سوال نمبر ۱۰۔ اللہ تعالیٰ جلّ جلالُہ کی ذات کیلئے ''حاضر و ناظر'' اکٹھے الفاظ استعمال کرنا کیا قرآن وحدیث نبوی سے ثابت ہے؟

تشریح:۔ اللہ تعالیٰ جلّ جلالُہ کی ذات کیلئے حاضر و ناظر اکٹھے الفاظ استعمال کر کے کہنا کہ اللہ حاضر و ناظر ہے یہ دونوں اکٹھے الفاظ قرآن وحدیث نبوی میں کہیں بھی استعمال نہیں کیے گئے۔ یہ دونوں اکٹھے الفاظ حاضر و ناظر اللہ تعالیٰ اور انبیاء و اولیا اور ملائکہ کیلئے صرف بزرگوں نے ہی استعمال کیے ہیں۔ اس اجمال کی قدرے تفصیل کچھ یوں ہے

حاضر و ناظر کا مفہوم محققین (بزرگوں) نے قرآن کے لفظ علیم و بصیر و شاہد و شہید سے منسلک کیا ہے۔ قرآن پاک میں شاہد اور شہید کا لفظ مختلف جگہوں پر انبیاء واولیاء کیلئے اور عام **شهيد في سبيل الله** کیلئے اور عام اُمتی کیلئے بھی استعمال کیا گیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اپنی شان قدوسی کے مطابق حاضر و ناظر بلا کیف ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے مُقربینِ بارگاہ کا حاضر و ناظر ہونا حد بندی اور دائرہِ عقل اور ممکنات سے تعلق رکھتا ہے۔ علیم و بصیر اور شاہد و شہید کا مفہوم بزرگوں نے لفظ حاضر و ناظر سے تعبیر کیا ہے۔ حاضر (موجود) ناظر (دیکھنے والا) ویسے تو ہر ذی روح چیز اپنی اپنی جگہ حاضر بھی ہے اور ناظر بھی لیکن درجہ بدرجہ محدود انداز میں اللہ تعالیٰ کو بھی بزرگوں نے حاضر و ناظر لکھا تو ہے لیکن اس لحاظ سے کہ اس کے حاضر و ناظر ہونے میں کوئی جہت یا مکان یا کوئی حد یا قید و بند و کیفیت مثال نہ ہے اور نبی یا ولی کا حاضر و ناظر ہونا مخلوق کی حیثیت سے ہے۔ اللہ پاک کی نگاہِ پاک میں محدود ہے۔ اللہ تعالیٰ خالق ہونے کی حیثیت سے حاضر و ناظر ہے۔

گو محققین کرام نے اللہ تعالیٰ کا حاضر و ناظر ہونا زیادہ تر اسماءِ حُسنہٰ علیم و بصیر سے لیا ہے ۔لیکن لفظی اشتراک کے پیشِ نظر لفظی مادہ شہادت سے ہو یا علیم و بصیر سے ہو اللہ تعالیٰ کے

Marfat.com

حاضر و ناظر ہونے کا مفہوم منسلک کرنا محض اشتراک لفظی ہے نہ کہ حقیقی۔ کیونکہ لفظ شہادت سے حضور سرور کائنات صلی اللہ و آلہ وسلم کا بالخصوص حاضر و ناظر ہونا بیان کیا گیا ہے وہ مخلوق ہونے کی حیثیت سے ہے۔ اور اللہ تعالیٰ لفظ شہادت کے مادی، لُغوی اور اصطلاحی تصور سے پاک ہے مثلاً **واللهُ شهيد علے ما تعملون**۔ اللہ تعالیٰ تُمہارے اعمال پر گواہ ہے۔ لفظ شہادت کی نسبت جو کلام پاک میں اللہ تعالیٰ کی طرف کی گئی ہے۔ وہ محض لفظی اشتراک ہے نہ کہ حقیقی طور پر۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے لیئے حاضر و ناظر کے اکٹھے الفاظ استعمال کرنا قرآن وحدیث نبوی سے ثابت نہیں۔ البتہ بزرگوں نے ہی یہ الفاظ (حاضر و ناظر) اکٹھے اللہ تعالیٰ کے لیے بھی منتخب کیے ہیں۔ شرعی دائرۂ کار کو قرآن وحدیث تک محدود رکھنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنے کا کوئی حق نہیں پُہنچتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا قرآن وحدیث نبوی سے ثابت نہیں۔ شاہد کا لفظی معنیٰ اور شہید کا لفظی معنیٰ گواہ ہے۔ تحقیقی طور پر اللہ تعالیٰ کا حاضر و ناظر ہونا یا علیم و یا بصیر اسماء حُسنیٰ سے منسلک ہے۔ اور انبیاء کا لفظ حاضر و ناظر سے متعلق ہونا لفظ شہادت سے بھی منسلک ہے۔

اعتراض

دور حاضر میں بڑے زور و شور سے ایک اعتراض کیا جارہا ہے کہ اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہر جگہ حاضر و ناظر (موجود) ہیں پہلے بھی اور اب بھی حاضر و ناظر ہیں تو عقل اور شعور کے پیمانے کے مطابق سامنے نظر آنا چاہئے اور کسی بھی امام کو نماز کی امامت نہیں کرنی چاہیے۔ بلکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء میں ہر جگہ نماز ادا کی جائے اور ہر جگہ حضور ہی امامت کروائیں۔

Marfat.com

جواب: سب سے پہلے یقین کر لینا چاہئے کہ نبی یا ولی کی شان عقل و شعور سے جانچنا، پڑتال کرنا اکثر حماقت کی علامت ہے۔ نبی ہو یا غیر نبی وقتِ اجل آجانے کے بعد وہ مُکلّف رہتا ہی نہیں اور عبادات کی فرضیت کے احکام اُن پر پس مرگ لاگو ہوتے ہی نہیں۔

اگر معترض کور چشم وقلب رہے بھی تو اس بات کا کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ مسلم شریف کی حدیث پاک سے ثابت ہے کہ نبی اپنے اُمتی کے پیچھے نماز ادا کر سکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کے پیچھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ادا کی اور یہ واقعہ غزوہ تبوک کا ہے (مسلم شریف ص:۱۴۴ جلد۔۱)۔ نبی یا ولی یا فرشتے کا ایک جگہ رہ کر کائنات کی متعدد اشیاء کے قریب بھی اور اتنی ہی تعداد میں کثرت سے بھی حاضر و ناضر ہونا باذنِ اللہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔

حدیث پاک: عن عمّار بن یاسِرٍ قَالَ قَالَ رَسول اللہِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اِنَّ لِلّٰہ مَلِکًا اَعطا ہ اللّٰہُ اَسماءَ اَلخَلائق فھو قَائم علٰی قَبری اِذُامتُّ فَلَیسَ اَحَدُ یُصَلّے عَلیَّ اَلاَّ قال یا مُحَمّدُ صلّٰی علیک فلاں بن فلان فیُصَلّے الرّبُّ تبارک و تعالی علٰے ذالک الرَّجُلِ بکُلّ واحدِ عَشرًا۔
(رواہ البزار وابن حبانِ والطبرانی فی الکبیر ایضا مفاھیم یجب ان تُصَحّح عربی مطبوعہ سعودی عرب)

ترجمہ: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ کا ایک ایسا فرشتہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کے ناموں کا علم عطا فرمایا ہے۔ جب مجھ پر وقتِ اجل آجائے گا تو وہ میرے روضہ انور پر کھڑا ہو جائیگا۔ جب بھی کوئی کہیں بھی مجھ پر درود پڑھے گا تو وہ فرشتہ مجھ سے عرض کرے

Marfat.com

گا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم فلاں ولد فلاں نے آپ پر درود پڑھا ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ اس آدمی پر دس مرتبہ رحمت کی بارش برسا دے گا۔

ایسے ہی ہمارے نبی کریم روف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ شریف میں جلوہ گر رہ کر پوری کائنات میں حاضر وناظر ہیں۔

☆ایمان افروز نکتہ☆

ایک فرشتہ مدینہ شریف میں گنبدِ خضراء کے پاس کھڑا ہو کر تمام جنّات اور انسانیت کے افراد کو دیکھتا بھی ہے اور پہچانتا بھی ہے۔اور تمام کی باتیں ہر وقت سنتا بھی ہے۔ کہ کون اور کب درود پڑھ رہا ہے یا کوئی اور بات کر رہا ہے۔ اگر یہی صفت نبی پاک ﷺ کے لیے مان لی جائے تو کم از کم کلمہ گو اُمتی کو تکلیف نہیں ہونی چاہیے۔ یہ حدیث پاک محدّث طبرانی، محدّث بزّار اور محدّث ابن حبان نے ذکر کی ہے

(بحوالہ اصلاحِ مفاہیم عربی مطبوعہ الریاض)

؎ آقا دے دوارے تے غلاماں دیاں ٹولیاں
اوہ اک سُنن والا اے ہزاراں دیاں بولیاں

ایک اور حدیث پاک جو مشہور ومعروف بسوال نکیرین کُتبِ صحاح میں بھی موجود ہے ۔**انّ العبد اذاوُضع فی قبرہ الخ** (حدیث کے مکمل الفاظ اسی رسالہ کے حصہ دوم کی حدیث نمبر ۵ حدیث نکیرین میں ملاحظہ فرمائیں) یعنی کوئی بھی جن و اُنس میں سے کہیں بھی مر جائے مسلمان ہو خواہ کافر ہو میت سے قبر میں مُنکر ونکیر تین سوال کرتے ہیں۔

۱۔ مَن رّبُک ۲۔ ما دینُک ۳۔ ما کُنتَ تَقُولُ فی ھذا الرجُل۔

Marfat.com

۱۔ تیرارب کون ہے؟ ۲۔ تیرادین کون سا ہے ۳۔ تو اس عظمت والے انسان کو دُنیا میں کیا کہا کرتا تھا۔

~ آخری سوال حضور کے سامنے میت کو مخاطب کر کے فرشتے پوچھتے ہیں۔ کہ اس عظیم انسان کو تو دنیا میں کیا کہا کرتا تھا۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ کائنات میں لاکھوں سے زائد شرح اموات ہیں جہاں چاہیں بیشمار جگہوں پر تشریف لے بھی جاتے ہیں ۔ورنہ مدینہ شریف میں رہ کر بھی سرکار ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔

عقل کے پیمانے سے نبی کی شان جانچنے والا کیا بتا سکے گا۔ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون کون سی قبر میں کس کس وقت تشریف لے جاتے اور کب واپس مدینے تشریف لاتے ہیں۔ اور اسکی کیا کیفیت ہے؟ یا فرشتہ کی اطلاع پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس کس درود پڑھنے والے کا کب کب جواب دیتے ہیں۔ یا وہ فرشتہ تمام جہان میں تمام افرادِ انسانیت و جنات کے تمام افراد کو بیک وقت کیسے دیکھتا ہے۔ اور ہر ایک کی بات بیک وقت کیسے سن رہا ہے۔ ایک فرشتے کی شان جو دربارِ مدینہ پر حاضری دے رہا ہے۔ عقل کے پیمانے میں نہیں آسکتی تو صاحبِ دربار محبوبِ خُدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان عقل و شعور کے پیمانے سے کیسے ماپی جاسکتی ہے؟

Marfat.com

سوال نمبر ۱۱:۔ نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت رمضان وغیر رمضان مہینے میں گیارہ یا تیرہ رکعتوں میں سے آٹھ رکعتوں کا نام تراویح رکھنا کیا قرآن وحدیثِ نبوی سے ثابت ہے؟

تشریح:۔ نبی پاک ﷺ کی رات کی عبادت رمضان وغیر رمضان مہینے میں یعنی سارے سال کے دوران گیارہ یا تیرہ رکعتیں ہوا کرتی تھیں آٹھ رکعت نوافل تہجد اور تین یا پانچ وتر گیارہ یا تیرہ رکعتیں رات کی عبادت ہوئی (عن عائشہ رضی اللہ عنہا رواہ البخاری)

فرقہ پرستی کرنے والے یار لوگوں نے بڑی سینہ زوری سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رات کی عبادت سے آٹھ رکعتیں نکال کر اُسے تراویح کا نام دے رکھا ہے حالانکہ قرآن وحدیث نبوی میں کسی بھی جگہ آٹھ رکعتوں کو تراویح نہیں کہا گیا۔ جن رکعتوں کا نام تراویح کتابوں میں لکھا گیا ہے۔ وہ بیس تراویح ہیں۔ جن بیس رکعتوں کو کتابوں میں تراویح کا نام دیا گیا وہ خلافت فاروقی میں جماعت کی شکل میں مستقل طور پر اجماعِ امت قائم کی گئیں جو کہ سُنّت موکدہ کا درجہ رکھتی ہیں۔ بلاوجہ تراویح چھوڑنے والا فاسقِ معلنِ شدید سزا کا مستحق ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے عہدِ خلافت میں بیس رکعت تراویحوں کی باقاعدہ جماعت شروع کی۔ صحابہ کرام کے جمِ عفیر حضرت عثمانِ غنی مولیٰ علی شیرِ خدا حضرت اُبی بن کعب و دیگر اجلّہ صحابہ کرامؓ نے ان تراویحوں کی جماعت پر ہمیشہ پابندی کی۔ اور یہی اجماع امّت جو کہ مکہ مدینہ سمیت تمام عالمِ اسلام میں بیس تراویحوں کی جماعت جاری وساری ہے صحابہ کرام کی سُنّت کی تفصیل نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سُنّت سُنّیہ سے عین مطابقت رکھتی ہے۔ دورِ حاضر میں رمضان المبارک مہینہ میں آٹھ

Marfat.com

تراویح پڑھنے والے خدارا انصاف کریں ضد سے کام نہ لیں ۔یا کوئی ایسی حدیث دیکھا دیں۔جس میں آٹھ رکعتوں کو تراویح کا نام دیا گیا ہو۔اگر ایسا نہیں اور ہرگز نہیں تو عالم اسلام میں فتنہ بازی اور فرقہ پرستی کرنے سے باز رہیں۔کم از کم یہ ہوجائے کہ رمضان المبارک میں جو آٹھ رکعتیں پڑھتے ہیں اُن کو علی الاعلان مشتہر کیا جائے کہ ہم آٹھ نوافل یا آٹھ رکعتیں ادا کرتے ہیں آٹھ تراویح نہیں ادا کرتے۔کیونکہ صحابہ کرامؓ کے دور سے لیکر آج تک حرمین شریفین سمیت تمام عالم اسلام میں رمضان المبارک مہینے میں رات کی جو عبادت کی جارہی ہے ان کا نام تراویح ہے۔جو کہ ٹھوس و مدلّل کتابوں میں بھی ایسا ہی مذکور ہے اور ان کی تعداد بیس رکعت ہے

(مسلم شریف شرح نووی۔طحاوی شریف،عمدہ القاری شرح بخاری)

سوال نمبر۱۲:۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصوّر (خیال مبارک) کو''نماز کے اندر یا باہر''معاذ اللہ زنا کے وسوسے اور گدھے کے خیال سے زیادہ بُرا قرار دینا کیا قرآن وحدیث نبوی سے ثابت ہے؟

تشریح: دورِ حاضر کے فتنہ پرست لوگ اپنے مسلمہ امام کے اس بیہودہ شرمناک اور گستاخی بھرے طاغوتی فیصلے کا وجود کیا قرآن وحدیث میں دکھا سکتے ہیں؟ سادہ لوح مسمانوں کو تو مصیبت میں ڈال رکھا ہے۔قدم قدم پر،بات بات پر قرآن وحدیث کی دلیل مانگتے ہیں۔ قرآن وحدیث میں نہ ملنے پر جی میں آیا تو طاغوتی فتویٰ لگادیا۔اور اب جب کہ اپنے گھر کی باری آئی ہے۔ہاں یا نہ کا جواب تو ایک طرف بات سننے کیلئے بھی تیار نہیں۔قرآن و

Marfat.com

حدیث میں ایسے خبیث الفاظ کا وجود تو ایک طرف یا کسی ایک بزرگ کا قول بھی کلّا و حاشا ایسا شخص بزرگی کا حقدار ہی کیسے ہوگا

جو رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات کے بارِے اتنا گندہ عقیدہ رکھتا ہو۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خیال مبارک کو تو قرآن پاک وحدیث کی رو سے اتنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ جس کے بغیر عبادت کا وجود ہی نامکمل ہے۔ جب کہ نمازی کو تو حکم ہے ۔ کہ التحیات (قعدہ) میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مخاطب کر کے سلام عرض کرے (**السلام علیك ایھا النبیّ**) اے غیب کی خبر دینے والے آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکات کا نزول ہو۔ دور حاضر کے ایسے گندے لوگوں کا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خیال مبارک کو معاذ اللہ گدھے اور زنا کے وسوسے سے زیادہ بُرا اقرار دینا کہاں کا اسلام اور ایمان ہے۔ سادہ لوح مسلمانوں سے بار بار ہر مقام پر قرآن و حدیث کا ثبوت مانگنے والے ناموس رسالت کی کیسی دھجیاں بکھیر رہے ہیں اور دین اسلام کی کونسی خدمت کر رہے ہیں۔ ایسا گندہ عقیدہ وہ قرآن وحدیث سے کیوں نہیں دکھاتے؟ اگر نہیں تو ایسے بیہودہ گستاخ کو اپنا امام ماننا کتنی شرمناک بات ہے۔

☆ صحابہ کرامؓ اور تصور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم: ☆

صحابہ کرامؓ سے پوچھا گیا کہ حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ظہر اور عصر میں کیا قرآن پڑھتے تھے تو اُنہوں نے فرمایا کہ ہاں۔ پوچھا گیا کہ ظھر اور عصر میں قرآن اونچی آواز سے تو آپ پڑھتے نہیں تھے۔ آپ کو کیسے پتہ چل جاتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قرآن پڑھ رہے ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے فرمایا ''**باضطِرابِ لحیتہٖ**'' ہم پیچھے کھڑے نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چہرہِ انور کی طرف دیکھتے رہتے تھے۔

Marfat.com

سرکارابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ڈاڑھی شریف اور منہ مبارک حرکت کرتا دیکھ کر ہمیں یقین ہو جاتا تھا کہ آپ قرآن پڑھ رہے ہیں۔ صحاح ستہ کی کتابوں میں یہ حوالہ موجود ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال اور تصورِ عبادت کے اندر قائم رکھیں۔ لیکن دور حاضر کا بدقسمت شقی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیال اور تصوّر کو معاذ اللہ گاؤ، خر اور زنا کے وسوسے سے بدتر قرار دے کر جہنمی ہونے کا پورا پورا ثبوت فراہم کر رہا ہے۔ محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور امام غزالی جیسے محققین تو یہ تلقین کریں کہ قعدہ التحیات میں السلام علیک ایھا النبی کے مقام پر "وَاحضِر فی قَلبِکَ شخصَہُ النّبی الکریم (احیار العلوم عربی مطبوعہ مصر، ص:۱۷۵، جلد:۱)

ترجمہ:۔ اور اے نمازی! نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تصور پوری توجہ سے اپنے دل میں لا کر پھر کہہ **السلام علیك ایھا النبی**۔ لیکن اسی قسم کا خیال رکھنے والے گروہ کے مایہ ناز ایک عالم کی سُنیے۔ اپنی کتاب صراطِ مستقیم فارسی میں یوں رقم طراز ہے۔ وصرفِ ہمّت (درنماز) بسوئی شیخ و امثال آن از معظّمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندین مرتبہ بدتر از استغراق درصورت گاؤ خر خود است چنانچہ از وسوسہ زنا، خیال مجامعت زوجہ خود بہتر است بمقتضای ظُلُمٰتٌ بعضھا فوق بعض

(صراط مستقیم فارسی مطبوعہ نولکشور: ص،۸۶)

ترجمہ:۔ اور شیخ یا انہی جیسے بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ بُرا ہے۔ جیسا کہ زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے۔ (ایسا ہی نماز میں ایک سے بڑھ کر دوسرا اندھیرا گہرا اور عمیق ہے)

Marfat.com

سوال نمبر ۱۳۔ دُور سے دیکھنا یا سننا یا دُور سے آ کر مشکل کشائی کرنا یا فوت ہو جانے کے بعد دُنیاوی زندگی کی نسبت زیادہ باخبر اور بااختیار ہونا کیا صفاتِ خداوندی ہیں اگر ہیں تو کیا قرآن وحدیث نبوی سے ثابت ہیں؟

تشریح: اللہ تعالیٰ اِن دُوریوں سے مُنزّہ اور پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی چیز سے دُور نہیں ہر چیز کے قریب اور ہر وقت بلا کیف موجود ہے۔ دُور سے آنا اور آ کر مشکل کشائی کرنا، یا دُور سے سننا یا دیکھنا نبی یا ولی کی صفات تو ہو سکتی ہیں۔ لیکن صفاتِ خداوندی نہیں۔ قرآن و حدیث سے ایسی صفاتِ خداوندی ثابت نہیں ہیں۔ اگر ایسی صفاتِ خداوندی معرض وجود میں ہوتیں تو نظامِ کائنات کا بہترین حالت میں جاری رہنا ایک لمحہ کے لیے بھی ممکن نہ ہوتا۔

ایک عالمِ خلق ہے اور ایک عالمِ اَمر (الا لہ الخلقُ و الامر) ہے۔ شمسی وقمری نظام سے مُنظّم جہاں کو عالمِ خَلق کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ تمام جہان عالمِ اَمر ہیں۔ یعنی جہاں اسباب کو کوئی دخل نہیں، دُوریوں اور فاصلوں کا تعلق اس عالم خلق سے ہے۔ عالمِ اَمر کا ان فاصلوں اور دُوریوں سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر بالفرض تعلق ہو تب بھی اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ دُوری اور فاصلہ کا تعلق اُس کے شایانِ شان نہیں، وہ ہر چیز کے قریب ہے۔

☆قُوّتِ اِدراک☆

توجہ سے کسی چیز کو تلاش کرنے کے بعد پالینا قُوّتِ اِدراک ہے۔ اور یہ صفت نبی یا ولی کی ہوسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے منزّہ اور پاک ہے۔ جو علمی قوتِ اِدراک توجہ کی محتاج ہو بغیر توجہ کے وہ چیز علم میں نہ رہے ایسی علمی قوت ادراک سے اللہ تعالیٰ پاک ہے۔ اُس کا علم

Marfat.com

جاری و ساری، دائمی و ابدی ہے۔اور جس ادراک کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف قرآن و حدیث میں کی گئی ہے۔تو وہ اللہ تعالیٰ کا علمی ادراک توجہ کا محتاج نہیں۔اسی لئے یہ بات مسلّم ہے۔کہ غیبی امور کو توجہ سے دریافت کرنا انبیاء و اولیا کی صفت ہے ان ذوات قدسیہ کو اللہ کریم نے بے حد قوت ادراک اور دور سے سننے اور دیکھنے کی ستودہ صفاتی عطا فرمائی ہے

ترمذی شریف کی حدیث جو کہ مشکوٰۃ شریف میں بھی موجود ہے۔عن ابی ذرؓ

قال قال رسُولُ اللّٰہ ﷺ اِنی اریٰ مالاَتَرون و اَسمَعُ مالا تَسمَعُون اَطّتِ السماء و حُقّ لھا اَنْ تَاطّ والذی نفسی بیدہٖ ما فیھا مَوضَعُ اَربعِ اَصابعَ الّا و فیھا ملک واضع .....الخ (ترمذی شریف جلد۲ص۵۵)

ترجمہ:۔''دو سو اکیاسی احادیث کے حافظ جلیل القدر صحابیؓ'' حضرت ابوذر جندب بن جنادہ غفاریؓ سے روایت ہے کہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں دیکھتا ہوں جو تمہیں نظر نہیں آتا۔اور میں سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے آسمان میں چرچراہٹ پیدا ہوتی ہے۔اور اسے چرچرانے کا حق ہے۔مجھے اسکی قسم ہے جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے آسمان میں چار انگشت برابر بھی کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں فرشتہ اپنی پیشانی ٹیکے سجدہ ریز نہ ہو۔خدا کی قسم اگر تم جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم ہنستے کم اور روتے بہت زیادہ۔

یعنی تسبیح و تمجید اور حمد و ثناء کے رُعب سے آسمانِ اولیٰ کی چیخیں نکل رہی ہیں۔غور کیجئے حدیث کی رُو سے نبی کے دُور سے سننے اور دیکھنے کا یہ نہایت ابتدائی مقام ہے۔ورنہ ایسے مقامات تو فرشتوں اور اولیا اکرام کو بھی حاصل ہیں۔(جس کیلئے قارئین سوال نمبر۱۰ کی تشریح میں حدیث ملاحظہ فرمائیں۔)

Marfat.com

سوال نمبر۱۴:۔اسلام کے شرعی احکام کے دائرہ کار کو صرف قرآن وحدیث تک محدود رکھنے والی جماعتوں میں سے کسی ایک جماعت کا نام جو مامو رمن اللّٰہ و رسولہٖ و امر مُتفق صحابہ کرام ھو کیا قرآن وحدیث نبوی سے ثابت ہے؟

تشریح:۔دور حاضر میں شرعی دائرہ کار کو قرآن وحدیث تک محدود رکھنے والی جماعتیں جو قرآن وحدیث سے باہر تیسرے درجے پر بزرگانِ دین کی دی ہوئی چیزوں کو بدعت یا شرک یا حرام اور ممنوع قرار دیتے ہیں۔ازروئے انصاف ان کے ذمہ لازم ہے۔کہ وہ اپنے جماعتی گروہی نام کھلے لفظوں میں قرآن وحدیث سے دیکھا دیں۔جن ناموں اور الفاظ کی اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول نے اجازت دی یا صحابہ کرام کا امر مسلّم ہو۔اس کے بر عکس جن کا مسلکی پیمانہ یہ ہے۔کہ قرآن وحدیث کے علاوہ جب تک بزرگانِ دین کے فیصلوں کو شرعی حیثیت نہیں دی جاتی شرعی زندگی گزارنا محال ہے۔ایسے مسلمانوں سے ان کے تنظیمی تشخص کا ثبوت قرآن وحدیث سے مانگنا انصاف کے خلاف ہے۔

اس رسالہ میں بزرگانِ دین سے مراد صحابہ کرام، آئمہ اہلِ بیت ومجتھدین کرام وتابعین، آئمہ حدیث وتفسیر واولیاء کاملین ہیں۔لھذا ان ستودہ صفات ذوات میں سے کسی ایک صنف کا منکر یا گستاخ یہ دعوٰی کرنے کا حق نہیں رکھتا کہ میں بزرگانِ دین کا ماننے والا ہوں۔

لھذا دورِ حاضر کی وہ تمام جماعتیں جو قرآن وحدیث کے باہر تیسرے درجہ پر بزرگانِ دین کے فیصلے بمطابق ضابطہ قرآن وسنت کو رد کرنے والی ہیں۔وہ جماعتیں اپنے گروہی جماعتی نام اس حیثیت سے قرآن وحدیث سے کھلے لفظوں میں دکھائیں۔جن ناموں اور تشخص ہائے تنظیمی کی اجازت اللہ اور رسول نے دے رکھی ہو۔یا اصحابہ کرام نے اتفاق

Marfat.com

رائے سے اجازت دی ہو۔ورنہ بصورت دیگر ایسے تمام فرقے اسلام کو پارہ پارہ کرنے کے خود ذمہ دار ہوں گے۔

سوال نمبر۱۵:۔کیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجد واہل نجد کے لئے دعا مانگی ہے کیا قرآن وحدیث نبوی سے ثابت ہے؟

تشریح:۔قدیم زمانے کے اعتبار سے سرزمین جزیرہ عرب اور دور حاضر کی نسبت سے مملکت سعودیہ کی ایک ریاست کا نام نجد ہے۔جس ریاست کا مرکز موجودہ شہر الریاض ہے ۔نجد واہلِ نجد کے لئے قرآن وحدیث میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعائے خیر کا کہیں ذکر نہیں ۔البتہ حدیث میں مذکور ہے۔کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ حضرات کے بار بار دعائے خیر کے مطالبہ کے باوجود اہل نجد کیلئے دعائے خیر مانگنے سے صاف انکار کردیا۔اوروجہ بھی بتلادی۔جیسا کہ بخاری شریف کی حدیث سے ثابت ہے۔

عن عبدالله بن عمر بن الخطاب قال قال النبی ﷺ اللهم بارك لنا فی شامنا اللهم بارك لنا فی یمننا قالو یا رسول الله و فی نجد نا قال اللهم بارك لنا فی شامنا اللهم بارك لنا فی یمننا قالو یا رسول الله و فی نجد نا فاظنّه قال فی الثالثة هناك الزلازل و الفتن و بها یطلع قرن الشیطان

(رواہ البخاری مشکوٰۃ شریف ص۵۷۶)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا اے اللہ ہمارے ملک شام اور یمن میں برکتوں کا نزول فرما۔کچھ حضرات نے عرض کیا ہمارے نجد کے لیے (دعا فرمائیے)۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا اے اللہ ہمارے

Marfat.com

شام اور ملک یمن میں برکتوں کا نزول فرما۔ اُنہوں نے پھر کہا ہمارے نجد کے لیے بھی دعا فرمائیے۔ راوی کہتا ہے میرا خیال ہے تیسری مرتبہ حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ وہاں نجد میں زلزلے ہوں گے اور فتنے ہونگے اور اِسی سرزمین نجد سے شیطان کا سینگ بھی نکلے گا۔

اس حدیث پاک کو امام بخاری نے اپنی کتاب صحیح بُخاری میں روایت کیا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۸۲ جلد ۲)

اس حدیث پاک پر سیر حاصل وضاحت کے لیے یہ رسالہ ناکافی ہے البتہ چند چیزیں قارئین غور فرمائیں۔

تمام جہانوں کی رحمت ہونے کے حوالے سے نجد و اہل نجد کے لیے دعائے خیر نہ کرنا، بار بار اصرار کرنے کے باوجود تیسری دفعہ بھی دعا سے صاف انکار ہی نہیں کیا بلکہ نا اہل ہونے کی وجہ بھی بیان فرما دی۔ تمام لوگوں کے لیے ہدایت اور ایمان کی دعائیں لیکن اہل نجد کے لیے رحمۃ للعالمین کی ذات کے پاس دعائے خیر کا ایک لفظ بھی نہیں۔ اس حدیث پاک سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نگاہ نبوت کے کمال کا ایک کرشمہ ظاہر ہے کہ کسی بھی سرزمین کے خمیر سے لیکر اس کی تاثیر و اخیر تک مکمل خبر رکھتے ہیں۔ شیطان کا سینگ فتنے اور زلزلے نجد سے واقعی ظاہر ہوئے۔ (اس حدیث کی پُوری پُوری تفصیل دیکھنا درکار ہو تو کُتبِ تاریخ بالخصوص کتاب حجاز مقدس اردو، تاریخ ابنِ خلکان و فتاوٰی شامی وغیرہ ملاحظہ ہو)

Marfat.com

سوال نمبر ۱۶:۔ کیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گوہ (ضبّ) کا گوشت کھایا کیا قرآن وحدیث نبوی سے ثابت ہے؟

تشریح:۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساری زندگی گوہ کا گوشت نہیں کھایا قرآن و حدیث میں کہیں بھی مذکور نہیں البتہ آپ کی موجودگی میں ابتدائے اسلام میں بعض اعرابی دیہاتی لوگوں نے گوہ کھائی تھی۔ لیکن آپ نے نہیں کھایا۔ اور سخت ناپسند فرمایا۔ بعد میں گوہ کا گوشت حرام قرار دے دیا حدیث ملاحظہ ہو۔

عن عبدالرحمن بن شبلؓ ان النبی ﷺ نھی عن اکل لحم الضبّ رواہ ابو داود

(مشکوٰۃ شریف ص۳۶۱)

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن شبل روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گوہ کا گوشت کھانا منع فرمادیا۔

دور حاضر کے بے مہار لوگ گوہ کا گوشت کھانے والے جواز کی یہ وجہ بیان کرتے ہیں۔ کہ حدیث میں جو چیز مذکور ہو وہ سُنّت کا درجہ رکھتی ہے۔ حالانکہ یہ نظریہ بڑا غلیظ اور شدید غلط ہے۔ حدیث میں ہر مذکور چیز سُنّت یا جائز نہیں ہوا کرتی۔ اگر حدیث میں مذکور ہر چیز سنت ہوا کرتی ہے۔ تو احادیث میں عورتوں کے ختنوں کا ذکر موجود ہے۔ دور حاضر کے ایسے لوگ اس بارے میں کیا جواب دیں گے؟

سوال نمبر ۱۷:۔ سر پر بستر اٹھا کر قریہ بقریہ ترتیب وار وعظ اور تبلیغ کے چلّے کاٹنا یا کسی خاص وضع قطع کے تنظیمی تشخص کو قائم رکھ کر اور اس طریقہ کو جہاد اکبر کہنا کیا قرآن وحدیثِ نبوی سے ثابت ہے؟

تشریح:۔ اسلام کے کسی بھی دور میں تبلیغی طریقہ وضع کر کے سر پر بستر اُٹھا کر ترتیب وار چلّے

Marfat.com

کاٹنے کے لئے اس صورت کو جہادِ اکبر کہہ کر چکّر کاٹنا قرآن و حدیث میں کہیں بھی مذکور نہیں ۔لیکن یہ چلّے ترتیب وار لازمی قرار دے کر اور اس کو اسلام کا خودساختہ (دو نمبری مصنوعی) چھٹا رکن قرار دے کر بستر سر پر اُٹھا کر اسے جہادا کبر قرار دینا محض دھوکا اور فریب ھے۔ جہاں تک تبلیغ اسلام کا سلسلہ ہے وہ تو ہر مسلمان سے منسلک ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے بلّغوا عَنی وَلو ایه او کماقال۔ لیکن موجودہ دور کی ایسی تبلیغی تنظیمیں اکثر فرقہ واریت کو پروان چڑھا رہی ہیں نہ کہ دین کی خدمت کر رہی ہیں۔ تبلیغ کرنا یعنی **امر بالمعروف اور نھی عن المنکر**! تو ہر مسلمان کا بنیادی فرض ہے۔ لیکن دورِ حاضر میں مختلف قسم کی تبلیغی جماعتیں رونما ہو چکی ہیں۔ جن میں سے اکثر اپنی جماعتی تنظیمی افرادی قوت کو بڑھانے اور اسلام کے بنیادی فکری و عملی حقائق سے مسلمانوں کو بے خبر رکھنے کے لئے اس قسم کے ہتھکنڈے استعمال کیے ہوئے ہیں۔ کہ اسلام کی روح کو سرے سے جواب ہی دینا چاہتے ہیں۔

Marfat.com

☆مزارات اولیاءاور ہم☆

دورِ حاضر کے پُرفتن دور میں جہاں زندگی کے اور اکثر سلسلے نمائشی حد تک بے اثر ہو کر رہ گئے ہیں وہاں اسلامی طریقہ تربیت و روحانیت بھی بہت سے رنگ اختیار کر چکا ہے۔ جہاں تک مصنوعی مزارات کا تعلق ہے۔ جیسے کچھ مرکّب جاہل لوگوں نے ڈھونگ رچا رکھا ہے۔ جہاں بھی کوئی اجنبی یا راہ گیر یا نشہ خور کوئی ملنگ کہیں مرا ہوا خواہ کسی سڑک کے کنارے خواہ کسی قبرستان میں ۔اُس کو دفنا کر اُوپر جھنڈا لگا کر بیٹھ گئے اور ایسے مقامات کو نشہ خور جرائم پیشہ افراد فوراً اپنے قبضہ میں لے لیتے ہیں۔تا کہ خوب عیاشی چلا سکیں اس کی کئی مثالیں ہیں اسطرح سمجھ لیجئے کہ اصل اولیاء کرام کے صحیح مزارات کی نسبت غیر شرعی مزارات کئی گنا زیادہ ہیں۔ہم اہلسنت و جماعت تحریری یا تقریری طور پر ایسے مزارات کے قائل نہیں ہیں۔ جہاں شریعت محمدیہ علے صاحبھا الف الف تحیۃ اور اسلام کے خلاف اصول شکنی اور اصول فروشی کا اڈہ بنایا جائے۔وہ روحانی تربیت گاہ نہیں شیطانی تربیت گاہ ہے۔

ہمارے ہاں دور حاضر میں جو مسلّمہ مزارات ہیں۔جن کی حاضری سے کچھ تبلیغی جماعتیں گریز ہی نہیں کرتی بلکہ اولیاء کرام کے درباروں کی حاضری مطلق شرک اور کفر قرار دیتے ہیں ایسی جماعتوں کا کوئی ٹولہ کسی دربار پر حاضری کے لئے کبھی نظر نہیں آنے پایا۔

☆مُسلّمہ صحیح مزارات۔مُشتے از خروارے☆

دربارہائے مقدّسہ۔حضور علی بن عثمان داتا گنج بخش ہجویری لاہوری...آئینہ صدق و صفا لجپال شیخ الحدیث علاّمہ سردار احمد صاحب فیصل آباد...آقائے لجپال میاں شیر محمد صاحب شرقپوری...علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ خواجہ سُلیمان تونسہ شریف...حضرت بابا فرید

Marfat.com

شکر پاکپتن شریف...سیال شریف..گولڑہ شریف...سلطان باہو سرکار۔.بندہ نواز شاہ ابو الخیر نولکھ ہزاری شاہکوٹ ...خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری اجمیر شریف ...خواجہ بہاء الحق والدین زکریا ملتانی ...خواجہ غلام فرید کوٹ مٹھن ...خواجہ علی احمد صابر کلیر شریف...خواجہ قطب الدین دہلی...خواجہ مجدد الف ثانی سرہند شریف (دامت برکاتھم وفیوضاتھم العالیہ)۔

بعض صحیح مزاراتِ اولیاء پر بھی غیر شرعی حرکات کرنے والے قبضہ جمائے بیٹھے ہیں۔لیکن ان بدفطرت بدقماشوں کی وجہ سے اولیاء کرام اصحاب مزارات کی پاک ذوات پر بدظن ہونا ایمان کیلئے سمِّ قاتل ہے۔ایسے بے اصل قبضہ گروپ افراد کا قلع قمع کرنا ہر مسلمان اور حکومت وقت کا اخلاقی فرض ہے۔

Marfat.com

☆مساجد اور تبلیغی جماعتیں☆

مساجد ذکر و فکر اور عبادت کے لئے ہوتی ہیں۔ مساجد ہوسٹل یا مسافر خانے نہیں ہوتیں۔ دورِ حاضر میں چند تبلیغی جماعتیں مساجد کو ہوسٹل اور مسافر خانہ بنا چکی ہیں۔ اور اصحابِ صُفّہ اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حوالہ دیتی ہیں۔ کہ وہ بھی مسجدِ نبوی میں رہائش رکھتے تھے۔ حالانکہ یہ نری جہالت ہے۔ اصل صورتحال یوں ہے۔ کہ مسجدِ نبوی کے ایک طرف ایک چبوترہ بنا دیا گیا تھا۔ جو مسجد کی حدود سے باہر تھا۔ وہاں بیٹھ کر اصحابِ صفہ سبق بھی یاد کرتے تھے۔ اور رہائش بھی وہیں تھی جیسا کہ علامہ نووی شارح مُسلم اور علامہ عینی شارح بخاری نے وضاحت کی ہے۔ لیکن دورِ حاضر کے بستر بند یار لوگ تبلیغی ڈھونگ رچانے والے مساجد کے اندر یوں دندناتے پھر رہے ہیں۔ جیسے کہ ان کی موروثی جائیداد ہے ان کا پہلا مطالبہ یہ ہوتا ہے۔ کہ ہمیں پلید بستروں سمیت مساجد میں رات رہنے سے کوئی منع نہ کرے۔ جن بستروں میں احتلام ہوتا ہے اُن بستروں کو مساجد میں لے جانا کتنی بدقسمتی ہے۔ خورد و نوش جانوروں سے بڑھ کر اور ساری رات مسجد میں ہوا گیس چھوڑتے رہنا کیا یہی آدابِ مسجد ہیں۔ (خفتہ را خفتہ کے کند بیدار) حوالہ اصحاب صُفّہ کا دیتے ہیں۔ حالانکہ اصحابِ صُفّہ اتنے کم خور تھے۔ کہ کئی کئی دن پیٹ بھر کر کھانا میسر نہیں آتا تھا۔ اور پھر وہ مسجدِ نبوی کے اندر نہیں سوتے تھے۔ مسجد کے خارج میں اِن کی رہائش کا چبوترہ تھا جس کا نام صفہ تھا۔

☆ضروری نکتہ☆

اس قسم کی مکار تبلیغی جماعتیں جہاں بھی جاتی ہیں۔ کہتے ہیں ہم اور آپ سب مسلمان ایک

Marfat.com

صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی

ہیں ہم اللہ کی توحید کی باتیں، اسلام کی باتیں، نماز کی باتیں، اخلاق کی باتیں کرتے ہیں۔ قابل غور امر یہ ہے کہ جو کم علم سُنی ان کے ساتھ چند روز گزارتے اور چلّے کاٹتے ہیں۔ وہ واپس آ کر سُنیوں میں سماتے کیوں نہیں؟ بلکہ وہ اپنے سُنی بھائیوں کی مسلمانی پر شک کرنے لگ جاتے ہیں۔ پہلے جیسی فضا قائم کیوں نہیں رہتی؟ درباروں پر جانے والے اور اولیاء کرام کو مشکل کشا ماننے والے لوگوں کو مسلمان کہنے سے وہ گھبراتے کیوں ہیں؟ صرف اسی وجہ سے واپسی پر اپنوں سے جدائی ہو جاتی ہے کہ ایسے تبلیغی مشن میں پختہ ہو جانے والے کے ذہن میں یہ چیز نہایت مستحکم طریقے سے بٹھا دی جاتی ہے۔ کہ انبیاء و اولیاء کرام سب اللہ تعالیٰ کے غیر اور بے خبر اور بے اختیار بندے ہیں۔ ان کو اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان وسیلہ یا واسطہ ماننے والا مسلمان ہی نہیں رہتا۔ یا رسول اللہ کہنا شرک ہے، ختم شریف دلانے والے اور بزرگوں کے درباروں پر حاضری دینے والے مسلمان نہیں ہیں۔ العیاذ باللہ

اس اُلجھن کی ایک سُلجھن یہ بھی ہے کہ ایسی مکار تبلیغی جماعتوں کے لیے مکتب اہل سُنت و جماعت اپنی ہر مسجد میں یہ ضروری نوٹس لکھ کر لٹکا دیں۔ ۱۔ مسجد کے اندر رات رہنا (شب باشی) ممنوع ہے۔ ۲۔ بلا اجازت خطیب و انتظامیہ مسجد کے اندر کسی قسم کا لیکچر ممنوع ہے۔

ان دونوں پابندیوں کا یہ فائدہ ہوگا کہ بالخصوص گستاخ تبلیغی جماعتیں خود بخود بھاگ جائیں گی۔ ایسے جیسے۔ **کانھم حمر" مستنفرہ**

☆ فروغ حرام خوری ☆

حلقہ بگوش حضرات کو حرام خوری سے روکنے میں تساہل چشم پوشی کرنا اس فکر میں کہ یہ آدمی

Marfat.com

ہماری تبلیغی جماعت سے ہٹ جائے گا۔یا آمدنی میں کمی آجائے گی۔

☆ بسیارخوری اور سُنّتِ مصطفےٰ ☆

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک زمانے کے بعد سب سے بڑی اور بہت بُری بدعت رائج ہوئی وہ بلاضرورت کھانے پینے کی زیادتی ہے۔خوردونوش اس قدر کہ سانس لینا مشکل ہو جائے ساتھ ساتھ لوگوں کو تبلیغ ہو رہی ہے۔اور خود عظیم سنتِ مصطفوی سے اتنا گریز کر رہے ہیں۔کہ جو بھی جب بھی جیسا بھی مال مل جائے آؤ دیکھا نہ تاؤ سب کُلوا واشربوا میں مُستغرق۔بڑے بڑے فربہ جسموں والے بے تحاشا خوراک کھانے والے سُنّت کے خلاف چلنے والے جو اپنی تربیت ہی نہ کر سکے وہ دوسروں کی تربیت کیا کریں گے۔ بسیارخوری سُنّتِ مصطفےٰ نہیں ہے۔کم خوری سُنّتِ مصطفےٰ ہے۔دیکھا جاتا ہے تبلیغی مشن سے متعلق ہونے کے چند ہی ایام کے بعد اکثر مبلّغین کا جسم اتنا فربہ اور شحیم و جسیم ہو جاتا ہے۔کہ گردن موڑ کر دیکھنا مشکل ہو جاتا ہے حدیثِ پاک میں ہے ان اللہ یبغض الحبر السمین (ترجمہ) اللہ تعالیٰ فربہ، چربیلے مبلّغ پر ناراض ہے اور دیکھنے والا ناواقف یہی سمجھتا ہے کہ تبلیغ کی روحانی قوّت پورے زوروں پر ہے۔حالانکہ یہ نہایت خام خیالی اور حقیقت سے کوسوں دُور۔البتہ بیماری اور کمزوری کا موٹاپا (جسکی وجہ خوردونوش کی کثرت نہ ہو) اس سے مُستثنےٰ ہے۔اسکے علاوہ بعض تبلیغی جماعتیں یہی کچھ نہیں کرتیں بلکہ ایک اور خطرناک گھناؤنا کھیل (جو اسلام کی بیخ کُنی کا کامل نمونہ ہے) کھیل رہے ہیں۔وہ ہے سادہ لوح مسلمانوں کا عقیدہ خراب کرنا۔

بات نماز کی ہے، روزہ کی ہے، نفل نوافل، تہجد کی تسبیح وتحمید کی باتیں لیکن اللہ تعالیٰ کے انبیاء واولیاءِ کرام کی عقیدت سے ناواقف مسلمانوں کو اس قدر پیچھے ہٹا دیا جاتا ہے کہ ان کو اپنی

Marfat.com

اصلی سابقہ حالت میں واپسی ناممکن ہو جاتی ہے۔مشاہدہ سے ثابت ہے کہ جو اِن گستاخ ،گندم نما جوفروش تبلیغی جماعتوں کے ساتھ چند چلّے یا چند چکر لگا لیتے ہیں وہ پہلے کی طرح سُنّیوں میں شیر وشکر نہیں ہوتے۔اوراہلِ سُنّت و جماعت بریلوی مسلک کی مسلمانی کو بھی شک کی نظر سے دیکھنے لگ جاتے ہیں۔

اول تو ایسے لوگ تبلیغی مشن کا رُخ اکثر اُن مقامات کی طرف کرتے ہیں جہاں دین کا کام پہلے ہی ہورہا ہو یہ لوگ فلم سٹوڈیو، یا میوزک سنٹروں، سینماؤں، شراب خانوں، قحبہ خانوں اور بازارِ حُسن میں تبلیغ کا رُخ نہیں کرتے بلکہ صرف مساجد کو ہی بطور ہتھیار استعمال کرتے ہیں۔اکثر نماز روزے کی بات کریں گے سادہ لوح مسلمانوں کو گستاخِ رسُول بنانے کے لیے رنگ برنگے باغ دکھائیں گے تاکہ اُنکی افرادی قوت زیادہ ہوجائے۔بالخصوص دورِ حاضر کے جرائم اور برائی کو تفصیل سے بیان کرنے میں تساہل اور چشم پوشی برتتے نظر آئیں گے۔ یہ تمام سلسلہ صرف اپنی جماعتی نفری بڑھانے اور مسلمان لوگوں کوانبیاء، اولیاء کا گستاخ بنانے کے لیے ہے۔

بزرگانِ دین کے مزارات پر کبھی حاضری دیتے نظر نہ آئیں گے۔اکثر وہ سادہ لوح ناخواندہ مسلمان جو اِن کے فریب میں آجاتے ہیں۔کبھی کسی مزار کا رُخ نہیں کرتے بلکہ اسے شرک قرار دیتے ہیں۔اگرچہ ایسے سادہ لوگ اس سے پہلے بزرگانِ دین اوران کے مزارات کی حاضری کے کتنے ہی گرویدہ کیوں نہ ہوں۔ایسے بے شمار نمونے ملتے ہیں۔کہ کسی آدمی کے اگرچہ ماں باپ یا اہل وعیال کا معاشی روزگار کا دارومدار اِسی شخص پر ہو، اہل وعیال یا مائی باپ کسمپرسی اور بے بسی کی حالت میں مریں تو کوئی بات نہیں لیکن ایسی تبلیغی جماعتوں کا تیار کردہ خودساختہ یہ چھٹا رُکن اسلام ہاتھ سے نہ جائے۔

Marfat.com

اسی قسم کی تبلیغی جماعتوں کی بدعنوانی اور دورنگی کے ڈھول کا پول سعودی عرب کے مُفتی حمود بن عبداللہ بن حمود التوھجیری نے اپنے فتویٰ میں خُوب کھولا ہے۔اور اس فتویٰ کو کتابی شکل دے کر الریاض سے چھپوا کر اس قسم کی تبلیغی جماعتوں کی اصل حقیقت سے لوگوں کو آگاہ کیا ہے۔اور اس کتاب کا نام رکھا ہے القول البلیغ فی التحزیر عن جماعته التبلیغ(عربی مطبوعہ الریاض ۱۹۹۳ء) میں پہلی دفعہ چھپی اور اب تک سعودی حکومت کے زیرِ انتظام چھپوائی جا رہی ہے چند نمونے مفتی سعودیہ کے تبلیغی جماعت سے متعلق ملاحظہ ہوں۔

۱۔ اما جماعته التبلیغ فانهم جماعته بدعة و ضلالة ولیسوا علے الامر الذی کان علیه رسول الله ﷺ و اصحابه.....الخ(القول البلیغ مطبوعہ الریاض ص ۷)

ترجمہ:۔البتہ ایسی تبلیغی جماعتیں بدعتی اور گمراہ ہیں۔اور اُس اُسوہ حسنہ پر یہ جماعتیں بالکل نہیں ہیں۔جس پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام تھے۔

ایسی تبلیغی جماعتوں نے اپنی مرضی سے اسلام کے پانچ ارکان کے ساتھ چھٹا رکن ملا دیا ہے۔اور وہ کیا ہے؟ تبلیغی جماعتوں کے طریقہ کار کو اپنانا۔

(۵۲ص القول البلیغ مطبوعہ الریاض)

یہ ایسی تبلیغی جماعتیں اسلام اور اہلِ اسلام کی ایسی خیر خواہ ہیں کہ اسرائیل کے یہودی ان کو خوش آمدید کہتے ہیں۔اور مسلمان ملک مصر میں اِن کا داخلہ بند۔تیسرا نمونہ ملاحظہ فرمائیے۔

نشاطالقاد یا نییّن والتّبلیغیین ممنوع فی مصر ولکن فی اسرائیل نشاط الاثنین مسمموح بل ان القادیانیین لهم مرکز دائم فی اسرائیل کما ان التبلیغیین لهم

Marfat.com

محوّلات شبه دائمةفی اسرائیل۔ (ص۱۲۱القول البلیغ مطبوعہ الریاض)

ترجمہ:۔مرزائی قادیانی اورایسی تبلیغی جماعتوں کواسرائیلی یہودی خوش آمدید کہتے ہیں۔اور مصر میں ان دونوں جماعتوں کا داخلہ بند ہے۔اور اِسرائیل میں جیسے قادیانی تبلیغی جماعت کے مرکز ہیں ویسے ہی ''مزاراتِ اولیاء سے نفرت کرنے والی'' تبلیغی جماعت کے بھی اِسرائیل میں مرکز ہیں۔مدینہ منورہ میں ایسی تبلیغی جماعتوں نے مسجد نبوی کے مقابلے میں ایک مسجد تعمیر کررکھی تھی مسجد نور جس کا نام رکھا۔

ایسی تبلیغی جماعتوں کے مراکز کی تمام مساجد میں کسی بھی دوسرے مسلک سے تعلق رکھنے والے مُبلّغ کووعظ اور نصیحت کا لیکچر دینے کی اجازت نہیں اور خود مطالبہ کرتے ہیں۔کہ تمام مسالک کی مساجد میں بے روک ٹوک اپنا مشن جاری رکھنے دیا جائے۔یہ کیسی تخریبی تبلیغ کہ اسلام کے اندر منافرت اور بغض وعناد کی وسیع فصلیں تیار کی جارہی ہیں۔

جوتبلیغی جماعتیں پوجااور تعظیم کی تمیز نہیں رکھتیں کہ پُوجا کی تعریف کیا ہےاور تعظیم کی تعریف کیا ہے۔مزارات اولیاء کی حاضری کو ایسے لوگ پُوجا کہہ رہے ہیں۔حالانکہ ہر تعظیم عبادت نہیں اور ہر عبادت تعظیم ہے۔اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی تعظیم کرتے وقت جب تک پُوجا کی نیت نہ کی جائے وہ شرک نہیں۔اور نہ ہی اس میں کوئی قباحت ہے۔بلکہ ایسی تعظیم بجالانے کی اسلام کی بنیادی تعلیم ہے جیسا کہ اولیاء کرام کے مزارات کی حاضری اور تعظیم کرنا۔جیسا قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

ومن یُعظّم شعائر اللہ فانھا تقویٰ القلوب (پارہ۱۷)

ترجمہ:۔اور جوشخص اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی تعظیم کرے گا۔ایسے لوگوں کے دل پرہیز گار ہیں۔انبیاء اولیاء ومساجد اور قربانی کا جانور صفا اور مروہ ،کعبہ شریف ،عرفات ،آب زم

Marfat.com

زم، حجرِاسود، مقامِ ابراہیم یہ سب اللہ کی نشانیاں ہیں ان کی تعظیم تقوٰی کے بیّن ثبوت ہے۔ دنیا میں کوئی ایسی ملت نظر نہ آئے گی۔ جس میں تعظیم کو شرک کہا گیا ہو۔ لیکن بد قسمتی سے یہاں تو فوج در فوج کئی تبلیغی جماعتیں صرف یہی کام سر انجام دے رہی ہیں۔ کہ انبیاء اولیاء کی تعظیم اور عقیدت دلوں سے نکال دی جائے۔ تب انہیں تبلیغی مشن کامیاب نظر آتا ہے۔ جب تک سینوں میں عشقِ مصطفٰے ومُحبت اولیاء جاگزین نہیں ہوتی ہزاروں سال کی خدمت دین بھی بے کار ہے۔

﴿مدارِ نجات صحیح عقیدہ ہے مدارِ نجات نیک عمل نہیں ہے﴾

عقیدہ صحیح ہوگا تو عمل کارآمد ہے۔ ورنہ دونوں جہانوں میں بد مذہب گستاخ کی بربادی ہی بربادی ہے۔ دورِ حاضر میں اس قسم کی تخریبی تبلیغی گستاخ جماعتیں نہایت منافقت کا شکار ہیں۔

آغاز دنیا سے لیکر تا قیامت تین مشن جاری ہیں اور جاری رہیں گے۔

ایمان ، نفاق ، کفر

جیسا کہ سورہ بقرہ کے آغاز میں یہ تینوں مشن ترتیب وار موجود ہیں۔ کلمہ پڑھ کر ضروریات دین کے اہم ارکان عشق امام الانبیاء ومُحبت اولیاء سے نہ واقف مسلمان کو منحرف کرنا کون سی خدمت دین ورضائے الٰہی ہے۔ لہذا دورِ حاضر میں اس قسم کی تبلیغی جماعتیں جو سبق تو کلمہ شریف، نماز، روزہ کا دیں۔ لیکن انبیاء کرام کی عصمت وعظمت بالخصوص امام الانبیاء محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات کا مقامِ ذیشان ہی دل سے نکالنے کی کوشش کریں۔ اولیاء کرام کی ذواتِ مقدسہ اور مزاراتِ عالیہ سے نفرت دلانے والی نظامِ مصطفٰے

Marfat.com

کی علمبر دار اور مقامِ مصطفےٰ سے دستبر دار ہوں ۔ایسی تبلیغی تنظیموں سے کوسوں دُوری لازمی واجب ہے۔بُخاری شریف کی حدیثِ پاک میں موجود ہے کہ ہر آیۃ الکرسی کا سبق دینے والا صحیح العقیدہ نہیں ہوتا ان میں سے لُٹیرے ڈاکو بھی ہوتے ہیں (عن ابی ہریرہ مشکوٰۃ شریف: جلد۔اول ص ۱۸۵) لہذا صحیح العقیدہ تبلیغی جماعتوں سے رابطہ قائم کرنا چاہیئے۔

☆کونسی تبلیغی جماعتوں میں شمولیت کرنی چاہیے؟☆

جو نہ گستاخِ رسول ہوں ، نہ گستاخِ صحابہ ہوں، نہ گستاخِ اہلِ بیت ہوں، اور نہ گستاخِ اولیاء، اور کردار کے لحاظ سے نہ دہشت گرد ہوں، نہ نفس پرست اور نہ منصب پرستی کا شکار ہوں۔ایسی جماعتوں سے رابطہ قائم کرنا چاہیئے۔اگر بالفرض صحیح العقیدہ تبلیغی جماعت نہ مل سکے۔تو بدعقیدہ کی مصاحبت اور دوستی بھی تو ایمان کے لیے زہر قاتل سے بڑھ کر نقصان دہ ہے۔ عاشق رسول اور اولیاء کرام کا غلام ہوتو اسکی بات سُنیئے ۔ورنہ اکثر ایسی تبلیغی جماعتیں قرآن وحدیث اور دین کی باتیں سنانے کی آڑ میں سادہ لوح مسلمانوں کا ایمان لوٹتے ہیں۔کسی کا پیچھا اُس وقت چھوڑتے ہیں جب وہ مکمل گُستاخ انبیاء اولیاء اور گستاخ صحابہ تیار ہو جائے۔یا اسکے مقدر اسکو ایسے ڈاکوں سے نجات دلا دیں۔

(لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم)

تبلیغ کرنا ہر مسلمان کا ہر وقت لازمی فریضہ ہے۔لیکن اس تبلیغ کو دورِ حاضر میں فرقہ واریت قتل وغارت اور دہشت گردی کے لیے مورچہ بنا کر اپنے اپنے تنظیمی اور ذیلی مفادات کے

Marfat.com

لیے استعمال کیا جارہا ہے۔ **الدین النصیحۃ** تبلیغ تو خیر خواہی ہے۔ لیکن دورِ حاضر میں اس قسم کی تبلیغ کا معاملہ برعکس ہے۔ اللہ تعالیٰ، ہم سب کو ایسی جماعتوں سے رابطہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے جو عاشقِ رسول، مُحبِ صحابہ و اہلبیت اور برگزیدہ اولیاء کرام ہوں۔ اور ایسی تبلیغی جماعتوں سے قطعی کوئی رابطہ نہ رکھیں جو صحیح مزاراتِ اولیاء پر کبھی بھی حاضری دیتے نظر نہیں آتیں۔

سوال نمبر ۱۸:۔ قرآن و حدیث تک شرعی احکام کا دائرہ کار محدود رکھنے والے فرقوں میں سے کوئی فرد صرف قرآن و حدیث نبوی سے کیا خود کو **صحیح النسب** ثابت کر سکتا ہے؟

تشریح:۔ قرآن و حدیث کے بعد تیسرا اصولِ دین ماننے والے تو اپنے صحیح النسب ہونے کی شرعی دلیل پیش کر سکتے ہیں۔ کہ میری والدہ کا نکاح میرے باپ سے ہوا اور بزرگوں و رشتہ داروں کی انفرادی اور اجتماعی گواہی موجود ہے۔ اور دائی بھی یہ گواہی دیتی ہے کہ میں اپنی ماں کی گود میں پیدا ہوا اور میرا نام اِسی نسبتِ ولدیت سے رکھا گیا کہ میرا باپ فلاں ہی ہے۔ اور معاشرہ میں رسم و رواج کے تحت ایسے آدمی کو حلال زادہ قرار دیا جاتا ہے۔ لیکن جس مسلمان کے نزدیک قرآن و حدیث کے بعد کوئی بھی چیز عملاً یا فکراً نا قابل قبول ہے ۔ وہ اپنا صحیح النسب حلالی ہونا قرآن و حدیث سے کیسے ثابت کرے گا؟

کیا قرآن و حدیث سے وہ ثابت کر سکتا ہے کہ اس کی والدہ بنت فلاں ہے اُس کا فلاں ولد فلاں سے نکاح ہوا اور یہ آدمی اپنی والدہ فلانۃ بنت فلاں زوجہ فلاں اپنے ہی **مجوزہ شرعی** خاوند کے گوہرِ حیات ہی سے مادی اجزاء لیکر اپنی والدہ کی گود میں اُسی کے پیٹ

Marfat.com

سے پیدا ہوا۔ **فان لم تفعلو ولن تفعلوا** ۔

ایسا ہرگز نہیں اور نہ ہو سکے گا۔ قرآن وحدیث تک شرعی احکام کا دائرہ کار محدود رکھنے والا کسی بھی صورت اپنے آپ کو حلالی صحیح النسب ثابت نہیں کرسکتا۔ جب تک قرآن وحدیث کے علاوہ تیسرے قانون (بزرگوں کے فیصلے) کو تسلیم نہیں کرے گا۔ یعنی جب تک آپ سے بڑے والدین یا بزرگوں کی بات کو حرفِ آخر قرار نہیں دے گا، حلال زادہ ثابت نہیں ہو سکے گا۔ اور حلال زادہ یا حرامی ہونا اس پر دینی اور دنیاوی دونوں لحاظ سے ہر قسم کے احکام لاگو کیے جاتے ہیں۔ یہ مسئلہ دین اور دنیا دونوں سے مشترکہ طور پر ہمیشہ سے متعلق رہا ہے۔

سوال نمبر ۱۹:۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسمِ اطہر سے کبھی بدبُو آئی ہو یا قضائے حاجت سے فراغت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسمِ مبارک سے بدبودار غلاظت، گندگی خارج ہوئی ہو یا کسی نے دیکھی ہو کیا قرآن وحدیث نبوی سے ثابت ہے؟

تشریح:۔ قانون فطرت کے مطابق حیوانات اور انسانوں میں سے دنیاوی مطعومات کھانے والے اور دنیاوی مشروبات پینے والے کے جسم سے خوشبودار پسینہ برآمد نہیں ہو سکتا۔ اور جو قانون فطرت سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہو۔ اور اُس کا پسینہ کستوری ساز ہو۔ اُس کے جسم کے ہضم شدہ مواد سے جُزوی یا کُلی طور پر گندگی برآمد نہیں ہو سکتی۔ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پسینہ مبارک صرف خوشبودار ہی نہ تھا بلکہ کستوری ساز تھا۔ احادیث صحاح ستہ کے علاوہ دیگر کُتب احادیث میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینہ اطہر کو کستوری ساز کہا گیا، دیکھا گیا، سونگھا گیا اور فیض حاصل کیا گیا

Marfat.com

وھومن اطیب ا لطیب

(نوٹ: ایسا مضمون اسی رسالہ کی حدیث نمبر ۵۹،۶۰ حصہ دوم میں ملاحظہ فرمائیں)

لہٰذا سیدہ عائشہ صدیقہ بنتِ صدیق اُم المومنین سے لے کر حضرت ابو ہریرہ (پانچ ہزار سے زائد احادیث کے حافظ) تک تمام صحابہ کرام سمیت کسی سے بھی کہیں بھی ایسی حدیث روایت نہیں کی گئی جس سے ثابت ہو۔ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک جسمِ اطہر سے کسی قسم کی کوئی گندگی یا غلاظت برآمد یا بدبو آئی ہو۔

سوال نمبر۲۰:۔اسلامی مذہبی امامت، خطابت، تدریس کے امور انجام دینے پر ہر ماہ مقررہ تاریخ پر تنخواہ لینا یا عیدین پر معقول رقم یا ششماہی یا سالانہ اجناس غلہ کی وصولی یا قرآن وحدیث تک شرعی دائرہ کار محدود رکھنے والے مولوی کی کسی مذہبی اسٹیج یا جلسہ گاہ میں آمد پر پھول نچھاور کرنا بالخصوص مولوی صاحب کا نام لے کر زندہ باد کے نعرے لگانا اور لگوانا یا لاوڈ سپیکر میں اسلامی تبلیغی وعظ ونصیحت کرنا یا لاوڈ سپیکر میں خطبہ جمعہ وعیدین سُنانا یا جُمعۃ المبارک کی دوسری اذان یا جُمعہ کا خطبۂ ثانی یا فوت شدگان مسلمانوں کا جنازہ پڑھنے کیلئے مخصوص الگ جنازگاہ، کمرہ یا بلڈنگ بنانا اور اس میں جنازہ پڑھنا یا عید کی نماز پڑھنے کے لئے کوئی الگ جگہ یا بلڈنگ بطور عیدگاہ تیار کرنا کیا قرآن وحدیث نبوی سے کہیں بھی ثابت ہے؟

تشریح:۔قرآن وحدیث (دونوں چیزوں) پر تمام شرعی احکام کا دارومدار رکھنے والے اپنے فتویٰ کے مطابق بے شمار بدعتوں اور گمراہیوں کا خود شکار ہیں۔اور وہ فتویٰ سُنیوں پر لگاتے ہیں۔جن کے اصولِ دین ہی چار ہیں قرآن۔حدیث۔اجماعِ اُمت۔قیاس یعنی بزرگانِ دین محققین کے اجتماعی اور اجتہادی فیصلے۔

Marfat.com

اسلامی مذہبی امامت، خطابت، تدریس کے امور انجام دینے پر مقررہ تاریخ پر تنخواہ وصول کرنا۔ قرآن وحدیث نبوی میں کہیں بھی ثابت نہیں ۔عید الفطر، عید الاضحی پر معقول رقمیں ششماہی یا سالانہ اجناس غلہ کی وصولی اور مطالبہ۔ اسلامی اصولوں میں سے تیسرے اور چوتھے اہل سنت و جماعت والے اصول کے مطابق جائز ہے ۔صرف دو اصول پر پابند رہنے والے کیلئے ایسے امور بدعت ہی رہیں گے ۔اتنی بدعتیں اور اتنی بے ہودگی اور بے راہ روی کا شکار رہنے والوں کو یہ چیزیں قرآن وحدیث میں نہ ملیں تو کوئی بات نہیں کیونکہ یہ ان کے گھر کا مسئلہ ہے ۔لیکن دربارں پر حاضری، ختم شریف، الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ جیسی چیزیں قرآن وحدیث میں نہ ملیں تو فوراً سُنّیو ں پر بدعت وشرک کے فتویٰ جڑ دیتے ہیں ۔اسلام سے کتنی بڑی غداری ہے۔

کسی بھی واعظ یا مبلغ مولوی کی آمد پر کسی بھی اسلامی مذہبی اجتماع میں مولوی صاحب زندہ باد کے نعرے لگانا یا کسی مولوی کو مولوی یا حضرت یا علامہ یا مولانا کہنا قرآن وحدیث میں کہیں بھی موجود نہ ہے۔ الاوَڈ سپیکر میں خطبہ جمعہ وعیدین وجُمعہ کی دوسری اذان وخطبہ و وعظ ونصیحت کرنا قرآن وحدیث میں کہیں بھی موجود نہ ہے۔الاوڈ سپیکر اور بجلی کا مسجد میں کنکشن لگوا کر بل بجلی کو ثواب سمجھ کر رقوم اکٹھی کرنا قرآن حدیث میں کہیں بھی نہیں۔

نکتہ

بعض اوقات ایسے بے مہار لوگ یہ جواب دیتے سنے جاتے ہیں۔ کہ ”جی ہم ایسے کام جو قرآن وحدیث سے ثابت نہیں۔ انہیں ہم ثواب سمجھ کر نہیں کرتے۔“ حالانکہ یہ ان کی شاطرانہ پالیسی اور نوسر بازی ہے۔اگر ایسے ہی ہے۔تو ایسے کاموں کیلئے فنڈز اور پیسے

Marfat.com

اکٹھے کرنے سے پہلے اعلان کر دیں۔ کہ شرعی طور پر ثواب نہیں ملے گا۔ بغیر ثواب کی نیت کے ہم پیسے اکٹھے کر رہے ہیں۔ آپ کو ثواب نہیں ہوگا تو پھر یہ دیکھیں گے کہ مولوی صاحب کی تنخواہ اور اجناس غلہ کیسے اکٹھے ہونگے؟ ایسے ہی جنازہ پڑھنے کیلئے یا پڑھانے کیلئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کمرہ یا بلڈنگ کی شکل میں کسی قسم کی کوئی مخصوص جنازگاہ نہیں تعمیر کروائی۔ اور کسی قسم کی جنازگاہ کا زمنِ رسالت میں وجود نہ ہے۔ ایسے ہی عید کی نماز پڑھنے کے لئے کوئی بھی عید گاہ تیار کرنا قرآن وحدیثِ نبوی سے ثابت نہ ہے لہذا قُرآن وحدیث تک حد بندی کرنے والوں کے لیئے اس سوال میں مذکورہ امور میں سے کسی امر کو اپنانا ہر حال ناجائز ہی رہے گا ۔ ایسے لوگوں کے لئے بالخصوص کسی بھی جنازگاہ میں جنازہ پڑھنا یا کسی عید گاہ میں عید کی نماز پڑھنا بدعت اور حرام ہی رہے گا

سوال نمبر ۲۱: کیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قولی، مرفوع، صحیح ایسی حدیث ثابت ہے؟ جس میں ترتیب وار کلمہ کے یہ الفاظ "**لا اله الا لله محمد رسول الله علی ولیُّ اللّٰه وصِیُّ رسولِ الله وخلیفته بِلَا فَصلٍ**" موجود ہوں اور ایسی حدیث کی سند ومتن پر ماہرین فنّ اسماء الرجال کو کوئی اعتراض نہ ہو؟

تشریح:۔ مسلمان ہونے کے ابتدائی دو بڑے رکن ہیں۔

(۱) توحید:۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو **وحده لا شريك له** ایک ایسا بے مثال خدا ماننا جس کے علاوہ اور کوئی نہ معبود ہوسکتا ہے۔ اور نہ کوئی اس کا شریک ہوسکتا ہے۔

(۲) رسالت:۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا بے مثال بندہ اور رسول ماننا۔

اور اس مفہوم کے اقرار کیلئے **لا الــه الا اللّٰه مـحـمـد رسـول**

Marfat.com

اللہ تک اکٹھے اور متفرق الفاظ بھی قرآن و حدیث میں موجود ہیں۔ لیکن ان مزید الفاظ
کیساتھ **علی ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفتہ بلا فصل۔**
کہیں بھی قرآن پاک یا کسی مرفوع، قولی صحیح حدیث میں موجود نہیں ہے۔ یہ زائد الفاظ
کلمے میں داخل کرنے والے دور حاضر کے وہی لوگ ہیں۔ جو قرآن پاک کو شک کی نگاہ
سے دیکھتے ہیں۔ اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلے تین وزرائے اعظم سیدنا
ابوبکر، عمر، عثمان رضوان اللہ علیھم اجمعین اور سیدہ عائشہ صدیقہ بنت صدیق صلوات اللہ علیہا
جیسی پاک ہستیوں پر لعنت بھیجتے ہیں (معاذ اللہ)۔ اور ان کو مسلمان نہیں سمجھتے۔ اور اُن
کے ایمان اور پاک دامنی پر شک کرتے ہیں۔ جن کو قرآن پاک میں کھلے الفاظ میں ایمان
دار اور بے داغ صحابی قرار دیا گیا ہے۔ اور ایسے لوگ اہل بیت رسول پاک سے محبت کا
مصنوعی جھنڈا اٹھائے پورے سال بعد ایک دفعہ مارے مارے پھرتے دیکھے جاتے ہیں۔
کہ ہم کو لوگ محب اہل بیت مان لیں۔ حالانکہ یہی لوگ دشمنان اہل بیت ہیں۔ جو اہل
بیت کے بیشتر فیصلوں کو نہیں مانتے۔ ایسے لوگ صرف اہل بیت رسول اعظم صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کے ہی منکر نہیں بلکہ صحابہ کرام اور قرآن پاک کے بھی منکر ہیں۔

خلیفتہ بلا فصل ۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ مولیٰ علی کرم اللہ وجھہ الکریم نبی
پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلے بغیر کسی وقفے کے دائمی خلیفہ ہیں۔ یعنی یہ گستاخ
صحابہ لوگ پہلے تینوں خلفائے راشدین حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان کو ڈاکو اور
غاصب سمجھتے ہیں۔ کہ مولیٰ علی سے پہلے ان تینوں خلیفوں نے زبردستی خلافت چھین لی۔
حقیقت یہ ہے کہ مولیٰ علی کرم اللہ وجھہ نے ان تینوں خلیفوں کی بیعت کر کے ان کے پیچھے
پچیس سال نمازیں ادا کر کے فیصلہ صادر فرمادیا۔ کہ پہلے تینوں خلفائے راشدین حق کے

Marfat.com

امام تھے۔ دور حاضر کے جعلی محبانِ اہلِ بیت جو پورے سال بعد اہلِ بیت سے محبت کا اعلان کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی عبادت گاہوں کے مین گیٹوں پر موٹے جلی حروف میں یہ مصنوعی اور بناوٹی کلمہ لکھا پایا جاتا ہے۔ جو کہ اہلِ بیت سے صحیح معنوں میں محبت رکھنے والے نہیں ہیں۔ ایسا کلمہ نہ اہل بیت نے پڑھا نہ پڑھایا نہ تعلیم دی نہ ایسے کلمہ کی تصدیق کی اور نہ یہ کلمہ صحابہ کرام نے پڑھا اور نہ حضور سرورِ عالم ﷺ نے ہی ایسے کلمے کی تعلیم دی۔ اور اہل بیت کے ذہن میں ان الفاظ کا تصور تک موجود نہ تھا۔ لھذا خود ساختہ جعلی کلمہ والوں سے اللہ تعالی ہر مسلمان کو اپنا ایمان محفوظ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

﴿ضروری نوٹ﴾

جن اکیس سوالات کو بطور چیلنج تحریر کیا گیا اور ان میں سے کسی ایک سوال کے مثبت تحت اللفظ جواب پر پانچ صد روپے انعام کا اعلان کیا گیا وہ اکیس سوالات اور ان کی تشریح ختم ہوئی۔

Marfat.com

☆ معلوماتی سوالات ☆

اسلامی اصلاحی، معلوماتی اکیس سوالات

١۔ **وما اُھلّ به لغیر الله** کا کیا واقعی یہ مفہوم ہے کہ جس چیز کی بھی نسبت اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی طرف ہو وہ ممنوع، حرام یا **دائرہ** شرک میں داخل ہو جاتی ہے؟

٢۔ باجماعت نماز ادا کرتے وقت مقتدی کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۃ فاتحہ یا مطلق قرات (قرآن پاک) کرنے سے کیا منع نہیں کیا؟

٣۔ کیا نماز کے اندر رفع یدین کرنے سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع نہیں کیا؟

٤۔ کیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ننگے سر نماز پڑھنے کی بجائے سر پر پگڑی باندھ کر نماز پڑھنے کو ترجیح نہیں دی؟

٥۔ محدثین اور مفسرین خود بھی کیا مُقلد اور شخصی تقلید کے قائل تھے؟

٦۔ کیا نور بشر یا بشر نور ہو سکتا ہے؟

٧۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ بھی کوئی کیا غیب کا علم جانتا ہے؟

٨۔ ہمارے آقا مولیٰ امام الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولادِ امجاد کتنی تھی؟

٩۔ اپنے دورِ خلافت میں حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے باغ فدک اپنی اور دیگر افراد اہل بیت کی ملکیت میں کیوں نہیں لیا؟

١٠۔ حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنھم کو کیا سمجھ کر اپنی خلافت کا حق اُن کے سپرد کیا؟

Marfat.com

۱۱۔ قرآن پاک کی کچھ آیات اور الفاظ کا لغت (گرامر) کے لحاظ سے لفظی ترجمہ کیا واقعی ناممکن ہے؟

۱۲۔ تمام امورِ دین و دنیا کی ابتداء وانتہاء کو سپردِ خدا کرتے وقت ساتھ ہی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نامِ پاک شامل کرنا کیا واقعی شرک ہے؟

۱۳۔ کیا واقعی بارہ ربیع الاول کو مسلمان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کی (معاذ اللہ) خوشیاں مناتے ہیں؟

۱۴۔ کیا بارہ ربیع الاول کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کا دِن ہے؟

۱۵۔ اُمتِ محمدیہ علی صاحبہا الف الفِ تحیہ میں دورِ حاضر کی بے لگام فرقہ واریت کو کم کرنے کے لیے کیا کوئی طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے؟

۱۶۔ ایک سو چودہ سورتوں والا قرآن پاک جو **اُمّت محمدیہ علی صاحبہا الف الف تحیۃ** کے پاس موجود قرآن ہی کیا اصل اور مکمل قرآن ہے؟

۱۷۔ مُرتد کا فر کو اپنا امام ماننے والے کو کیا مسلمان ہی کہیں گے؟

۱۸۔ کیا اسلام کی تمام فکری ونظری حدود میں سیکولرازم کا کوئی بنیادی یا اضافی عمل دخل ہو سکتا ہے؟

۱۹۔ دورِ حاضر اور خواتین میں پردہ کی بنیادی حدود کیسے قائم رکھی جا سکتی ہیں؟

۲۰۔ کیا حرامی سچ بھی بولتے ہیں؟ کیا قرآن وحدیث پڑھ کر سُنانے والا بھی گستاخِ رسول ہو سکتا ہے؟

۲۱۔ کیا ہر مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے؟

Marfat.com

☆اسلامی اصلاحی، معلوماتی اکیس سوالات کی تشریح☆

سوال نمبرا۔ **وما أُهلّ به لغير الله** قرآن پاک کی مختلف آیات کا حصہ یہ الفاظ **وماأُهلّ به لغير الله** کا ترجمہ اور مفہوم کیاواقعی یہ ہے؟ کہ جس چیز کی بھی نسبت اللہ تعالیٰ کے سوااور کی طرف ہووہ چیز حرام، ممنوع، دائرہ کفروشرک میں داخل ہو جاتی ہے؟

جواب۔**وما أُهلّ به لغير اللّٰه** قرآن پاک میں چار جگہوں پر مختلف آیات کا حصہ ہے۔

(۲پ، ٦پ، ٧پ، ١٤پ)

وما أُهلّ به لغير اللّٰه کےلفظی ترجمے پر اکتفا کرنے کی بجائے صرف بزرگان دین کے دیئے ہوئے تفسیری ترجمہ پر ہی انحصار کیا جائے گا۔ اگر صرف لفظی ترجمے پر انحصار کیا گیا تو عقل ونقل کی رُو سے مسلّم ہے۔ کہ کائنات کی بیشمار چیزیں حرام قرار پائیں گی۔خانہ کعبہ، بیت اللہ شریف کے گھر کے دروازوں کی نسبت خالص غیر اللہ کی طرف ہے۔ مثلاً بابِ عبدالعزیز اور بابِ فھد گھر تو اللہ تعالیٰ کا ہے اور دروازہ ملک عبدالعزیز کا گھر تو اللہ تعالیٰ کا ہے اور دروازہ شاہ فھد کا ہے۔ زمین کی ملکیت اور جائیدادوں کی نسبت اور ملکیت انسانوں کی طرف جانوروں کی مالکی کی نسبت مختلف انسانوں (غیر اللہ) کی طرف وغیرہ وغیرہ۔ یہ مجازی نسبتیں ہیں ایسی نسبتوں سے کوئی قباحت کفر یا بدعت یا شرک ثابت نہیں ہوسکتا **وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰه** کا صرف لفظی ترجمہ کیا جاسکتا ہی نہیں۔ بلکہ قرآن پاک کی متعدد آیات کریمہ کا لفظی ترجمہ نہیں کیا جاسکتا

Marfat.com

۔تفسیری مرادی ترجمہ بزرگانِ دین کی کرم نوازی ہے۔ اور ایسے مواقع پر تفسیری مرادی ترجمہ ہی صحیح رہتا ہے۔ مثلاً ظن بمعنی یقین بھی ہے اور بمعنی شک بھی ہے اور لفظِ قِسط بمعنی انصاف بھی ہے اور بمعنی ظُلم بھی ہے۔ اور ضلالت بمعنی محبت بھی ہے اور بمعنی گمراہی بھی۔ اور یہ مناظر قُرآن پاک میں موجود ہیں مثلاً۔

ا۔قالوا تا اللہ انك لفی ضللك القدیم	ضلالت بمعنی محبت
ب۔ وان كانو من قبل لفی ضلل مبین	ضلالت بمعنی گمراہی
ج۔ا لا یظن اُولئك انهم مبعو ثون ہ	ظن بمعنی یقین
د۔الذین یظنون انهم ملقوار بهم ہ	ظن بمعنی یقین
ھ۔ان هم الا یظنون ہ	ظن بمعنی شک
و۔وما ظن الذ ین یفترون علے اللہ الكذب ہ	ظن بمعنی شک
ز۔هو اقسط عنداللہ ہ	قسط بمعنی انصاف
ح۔ و اَما القاسطون فكانوالجهنم حطباً ہ	قسط بمعنی ظلم
ط۔والذین یتوفّون منكم و یذرون ازواجًا و صیۃلا زواجهم ۔	زوج بمعنی بیوی

ی۔واذا طلقتم النساء فبلغن اجلهن فلا تعضلو هن ان ینكحن ازواجهن ۔

زوج بمعنی خاوند۔

ایسی اور بیشمار مثالیں قرآن پاک میں موجود ہیں کہ جن آیات کا لفظی ترجمہ نہیں صرف

Marfat.com

مرادی تفسیری ترجمہ ہی کیا جا سکتا ہے۔اور بعض اوقات ایک ہی لفظ کا جو ترجمہ ایک جگہ پر کیا گیا ہے دوسری جگہ پر اسی لفظ کا ترجمہ بالکل برعکس کرنا پڑتا ہے۔جیسا کہ قرآنی آیات کی مثالوں میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ایسے ہی **وما اُھلَّ به لغیر اللہ** ۔ کا لفظی ترجمہ نہیں صرف مرادی تفسیری ترجمہ ہی کیا جائے گا۔حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی تفسیر ابن عباس سے لیکر آج تک چوٹی کی عربی، فارسی،تفسیروں میں **وما اُھلَّ به لغیر اللہ** کا ترجمہ تفسیری مرادی ہی کیا گیا ہے ملاحظہ ہو۔

وما اُھلَّ به لغیر اللہ ای ذُبح لغیر الله عمد اً للا صنام

(ص ۲۲ البقرہ تفسیر ابن عباس)

ترجمہ:یعنی جان بوجھ کرارادے سے بتوں کیلئے جو جانور اللہ کے غیر کا نام لے کر ذبح کیا جائے وہ جانور حرام ہے۔

تفسیر ابن جریر میں بھی یہی ترجمہ **اُھلَّ** الفاظ کی چاروں جگہوں پر کیا گیا ہے۔ایسے ہی تفسیر کبیر علامہ فخر الدین رازی (ص ۳۸۱) مطبوعہ مصر اور تفسیر خازن عربی۔تفسیر روح البیان عربی۔تفسیر جامع البیان عربی۔تفسیر دُرّ منثور۔تفسیر معالم التنزیل۔تفسیر مدارک عربی۔تفسیر روح المعانی عربی۔تفسیر مفردات راغب۔تفسیر جمل۔تفسیر جلالین عربی۔ تفسیر مظھری۔تفسیر ظلال القرآن عربی۔تفسیر ابن کثیر عربی۔تفسیر بیضاوی عربی۔تفسیر کبیر۔جصاص عربی۔تفسیر فتح القدیر شوکانی۔تفسیر کشاف۔تفسیرات احمدیہ۔تفسیر کنز الایمان اردو۔اور تفسیر فتح الرحمان میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی **وما اُھلَّ به لغیر اللہ** کا قرآن کی چاروں جگہوں پر ان الفاظ میں ترجمہ اور تفسیر کرتے ہیں۔ملاحظہ ہو

انما حرم علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اُھلَّ به

Marfat.com

لغیر اللہ(٦پ مائدہ)

ترجمہ وتفسیر: جز این نیست کہ حرام کردہ است برشما مُردار را وخون را وگوشت خوک را وآنچہ آواز بلند کردہ شود در ذبح وے بغیر خدا۔ ص ١٤١ تفسیر فتح الرحمٰن مفسر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

ترجمہ اردو۔ بیشک تم پر حرام کردیا گیا ہے مُردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جس جانور پر بوقت ذبح غیر اللہ کا نام لیا گیا۔اور فوز الکبیر فی اصول التفسیر میں بھی شاہ ولی اللہ نے وما اُھلّ کا ترجمہ یہی کیا ہے اُھلّ ای ذُبح ص١٣٩ فوزلکبیر۔

تفسیر فتح البیان میں نواب صدیق حسن خاں بھوپالوی نے بھی وما اُھلّ کا یہی تفسیری ترجمہ کیا ہے۔

ذُبح للا صنام والطّواغیت وصحیح فی ذبحِ لغیر اللہ

(٢٢٢ص تفسیر فتح البیان مطبوعہ حیدرآباد)

ترجمہ: یعنی جو جانور بتوں کے لئے شیاطین کیلئے ذبح کیا جائے۔اور صحیح تفسیر **وما اُھلّ** کی یہی ہے کہ اللہ کے غیر کیلئے جو چیز ذبح کی جائے یعنی ذبح کرتے وقت اللہ کے غیر کا نام پکارا جائے یہ نواب صدیق حسن بھوپالوی صاحب دور حاضر کے مسلک اہلحدیث کے مایہ ءناز مفسر قرآن ہیں۔

تفسیر تدبر القرآن اُردو: امین احسن اصلاحی مکتب دیوبند۔ **وما اُھلّ بہ لغیر اللہ** یعنی کسی چیز کو غیر اللہ کے نام سے ذبح کرنا۔ تفسیر القرآن اُردو: مکتب دیوبند کے حکیم الامت مولانا اشرف تھانوی **وما اُھلّ بہ لغیر اللہ** یعنی: اور جس پر ذبح کرنے میں کسی کا نام سوائے خدا پکارا جائے۔(تفسیر القرآن)

کسی چیز کی نسبت اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی طرف کی جائے تو حرام نہیں ہوتی۔نہ کفر

Marfat.com

نہ شرک کا سبب ہی بنتی ہے۔ دورِ حاضر میں کچھ لوگوں کو عجیب قسم کا خبط برباد کر رہا ہے۔ کہ جس چیز کی بھی نسبت غیرُ اللہ کی طرف ہو جائے وہ حرام ہے۔ اصل مقصد ان لوگوں کا یہ ہے۔ کہ جو لوگ اولیائے کرام کی بارگاہ میں صدقہ کے جانوروں، طعام، خیرات وغیرہ پکا کر یا ویسے ہی کسی جانور کو یہ کہہ دیتے ہیں۔ کہ یہ بکرا یا چھترا یا گائے یا نیاز داتا صاحب کی ہے۔ یا حضور غوث پاک کی ہے۔ (بطور ایصال ثواب) تو یہ غیر اللہ کی طرف نسبت ہے لہٰذا حرام۔ حالانکہ جمہور، مفسرین بزرگان دین کے کیئے ہوئے تفسیری تراجم اور تفاسیر کے یہ بات بالکل خلاف ہے۔ ذرا عدل وانصاف ضمیر میں قائم رہے تو خرابی نہیں ہوتی۔

اللہ تعالیٰ کے گھر بیت اللہ شریف کا دروازہ شاہ فہد کا۔ دروازہ ہے بابِ فہد اور خانہ کعبہ بیت اللہ شریف گھر تو اللہ کا ہے اور دروازہ ملک عبدالعزیز کا باب عبدالعزیز۔ گھر کے اندر جانا ہو تو شاہ فہد اور ملک عبدالعزیز کے دروازے سے جانا پڑے یہ شرک نہیں کفر نہیں کوئی قباحت نہیں تو غوث پاک کے درِ دولت سے گزر کر اللہ تعالیٰ تک رسائی کیوں شرک ہے؟

داتا علی بن عثمان گنج بخش ہجویریؒ کے دروازے پر حاضر ہونے سے خدا کیوں نہیں مل سکتا؟ فریدالدین گنج شکر کے دروازے سے گزر کر اللہ تعالیٰ تک رسائی کیوں نہیں ہو سکتی؟ یقیناً ہو سکتی ہے۔ جیسا شاہ فہد اور ملک عبدالعزیز کے دروازوں سے گزر کر اللہ تعالیٰ کے گھر میں داخلہ مل سکتا ہے۔ ایسے ہی اولیائے کرام کے درِ دولت پر حاضری دینے سے اللہ تعالیٰ مل جاتا ہے۔ مؤثر بالذات یا عطا کرنے والا حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ البتہ مجازی طور پر انبیاء کرام اور اولیاء کرام مطلق مجاز و ماذون من اللہ ہوتے ہیں اللہ کی اجازت سے مختارِ کُل ہوتے ہیں۔ اگر ایسے نہیں اور مـا اُهـل کا لفظی ترجمہ اور اس کا مفہوم قائم رکھا گیا تو جس چیز کی بھی نسبت غیر اللہ کی طرف کی گئی ہو حرام اور کفر کے دائرہ میں داخل ہو

Marfat.com

جائے گی۔ مثلاً مسجد نبوی۔ مسجد عائشہ۔ مسجد ابراھیم ۔ مسجد جن ۔ اور جامع مسجد فاروقی جامع مسجد صدیقی وغیرہ حالانکہ **وَ اَنَّ المساجدللّٰہ** قرآن کہہ رہا ہے کہ تمام مساجد اللہ تعالیٰ کی ہیں ۔ یہ مساجد اور ان میں اب تک کی گئی عبادت کس شمار میں ہوگی ۔ اور پھر ایسا بھی کرنا ہوگا اگر **اُھلّ لغیر اللّٰہ** کو اولیائے کرام اور ان کے مزارات پر حاضری اور وہاں صدقات و خیرات نذر و نیاز و غیرہ پر ہی چسپاں کرنا ہے تو خانے کعبے کے دروازوں سے غیر اللہ کا نام مٹا دیا جائے باب فہد اور بابِ عبدالعزیز کی جگہ باب الکعبہ یا بابِ بیت اللہ یعنی اللہ کے گھر کا دروازہ لکھا جائے لہذا روزِ روشن کی طرح واضح ہوا کہ **وما اُھلّ لغیر اللّٰہ** کا ترجمہ یہی ہے کہ جس جانور کو ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے ۔ وہ جانور حرام ہے اور جن الفاظ قرآنیہ وآیات طیّبہ کا ترجمہ آئمہ مفسرین ومحدّثین نے تفسیری مرادی ترجمہ کیا ہے وہاں لفظی ترجمہ کرنے کی ہرگز اجازت نہیں ہوتی ۔

ایمان افروز قرآنی نکتہ

قرآن پاک میں اس مجازی نسبت کی ایک اور مثال بھی ہے سیّدہ مریم علیھا السلام کے پاس جب سیدنا جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے تو فرمایا۔

انما انا رسول ربك لاھب لك غلاما زکیاہ

(پ ١٦ س مریم)

ترجمہ: اے مریم علیک السلام مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے تا کہ میں تجھے پاکیزہ لڑکا عطا کروں ۔ بلاواسطہ بیٹا عطا کرنے کی نسبت (**لِاَھب لكِ**) جبرائیل علیہ السلام نے اپنی طرف کی ۔ مطلب یوں ہوا ۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام جبرائیل بخش تھے (جبرائیل کی عطا) جبرائیل علیہ السلام نے عطا کیا تھا ۔ ایسے ہی حضور غوث پاک و داتا صاحب و دیگر اولیائے

Marfat.com

کرام کی طرف ڈائریکٹ بلاواسطہ نسبت کیوں نہیں کی جاسکتی۔ جبرائیل نے بیٹا دیا داتا نے بیٹا دیا غوث نے بیٹا دیا۔ حقیقت میں دینے والا اللہ ہی ہے لیکن ایسی مجازی نسبت کا عقیدہ رکھنے والے ستم زدہ مسلمان پر کفر شرک کا فتویٰ کیوں لگایا جائے؟

لہٰذا **وما اھل بہ لغیر اللہ** کا ترجمہ مرادی تفسیری ہی کیا جائے گا۔ یعنی جس جانور پر بوقت ذبح غیر اللہ کا نام لیا گیا وہ حرام ہے۔ اس مقام پر وما اھل بہ لغیر اللہ کی لفظی ترجمہ کی ایسی قطعاً کوئی گنجائش نہ ہے۔

(جلیل القدر صحابی رسول مُفسرِ قرآن۔ اور دورِ حاضر کے سُنّی)

امام بُخاری نے اپنی کتاب صحیح بُخاری میں سیّدنا حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اُنہوں نے فرمایا کہ آئندہ کُچھ بدفطرت مولوی ہوں گے جو بُتوں اور شیاطین کے بارے میں نازل ہونے والی آیات کو انبیاء کرام و اولیاء کرام پر زبردستی ٹھونس دیں گے۔ دورِ حاضر کے بدقسمت اندھے فتنہ پرور لوگ سارے قرآن سے ہی یہی سلوک کررہے ہیں۔ جن آیات مبارکہ کو تمام آئمہ تفسیر و حدیث بتلا رہے ہیں۔ کہ یہ آیتیں بتوں اور کفار کے حق میں نازل ہوئیں۔ وہ ہی آیات اولیائے و انبیاء پر ان کو بُت غیر اللہ کہہ کر انہی پر ٹھونس دیتے ہیں۔ اور اعلان کئے جارہے ہیں۔ کہ یہی توحید ہے۔ بتوں، شیاطین، غوث یا انبیاء اولیاء کو ایک ہی صف میں کھڑا کردیا جائے تب توحید مکمل ہوگی۔ ایسی توحید سے خدا کی پناہ **لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم**۔

سوال نمبر۲۔ کیا باجماعت نماز ادا کرتے وقت متقدی کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے یا قرات کرنے سے منع نہیں کیا؟

جواب نمبر۲۔ سورۃ فاتحہ واجب اور مطلق تلاوت قرآن نماز میں فرض ہے۔ اس کے بغیر نماز

Marfat.com

قبول نہیں۔لیکن باجماعت نماز پڑھتے وقت امام کے پیچھے نمازی کوتلاوت قرآن یا سورۃ فاتحہ پڑھنے سے احادیث میں منع فرما دیا ہے۔اس کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی چیز تسبیح وتمجید،قعدہ،میں التحیات ،دُرود اور دعاؤں سے امام کے پیچھے منع نہیں فرمایا۔قرآن پاک کی نص صریح سے بھی یہ بات ثابت ہے۔**واذاقری ء القرافاستمعواله وانصتوالعلكم ترحمون(۹پ)**

ترجمہ:اور جب قرآن پڑھا جائے تو سنو اور چپ رہو کہ تم پر رحم کیا جائے۔ابن تیمیہ اور ائمہ مفسّرین کی کثیر تعداد نے اس آیت کریمہ کا تعلق بالخصوص نماز کے ساتھ بیان کیا ہے فتاوی ابن تیمیہ میں اس بات کومنصوص قرار دینے کے علاوہ حدیث پاک ملاحظہ ہو۔

عن جابر بن عبد الله رضی الله تعالیٰ عنهما قال قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم من کان له امام فقرأ ةُ الامام له قرأة (رواه الطحاوی معانی الاثار ص۱۴۹) ورواه محمد بن حسن الشیبانی فی المئوطا والدار قطنی واسناده صحیح :ص ۱۱۳ اثار السنن للنیموی و رواه من الصحابة ثمانية جابر و ابن عمر و ابو سعید الخدری وابوهریره وابن عباس وانس وعلی وعمران بن حصین رضی الله عنهم و اقواها حدیث جابر بن عبد الله الانصاری رضی الله عنه ص ۱۱۳ اثار السنن للنیموی

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نمازی کا امام ہے۔تو امام کی قراءت

Marfat.com

مقتدی نمازی کی قراءت ہے۔اس حدیث کو امام طحاوی نے اپنی کتاب معانی الا ثار المعروف طحاوی شریف میں روایت کیا ہے۔اور اسی حدیث کو امام محمد بن حسن شیبانی نے اپنی کتاب مؤطا امام محمد میں اور دار قطنی محدّث نے بھی اس حدیث کو صحیح الا سناد قرار دیا ہے۔اور اس مضمون کی احادیث صحابہ کرام میں سے آٹھ صحابیوں سے مروی ہے۔

۱۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری ۲۔حضرت عبداللہ بن عمر ۳۔حضرت ابو سعید خدری ۴۔حضرت ابو ھریرہ ۵۔حضرت عبداللہ بن عباس ۶۔حضرت انس بن مالک ۷۔حضرت علی بن ابی طالب ۸۔حضرت عمران بن حصین رضوان اللہ علیہم اجمعین

ان تمام میں سے سند اور متن کے لحاظ سے حضرت جابر بن عبداللہ انصاری کی روایت زیادہ صحیح ہے۔اور یہ تحقیق محدّث نیموی متوفی ہجری ۱۳۲۲ نے اپنی کتاب اثار السنن میں تحریر فرمائی ہے۔

ضروری نوٹ:امام بخاری کے اُستاد احمد بن منیع محدّث نے حضرت جابر بن عبداللہ انصاری والی روایت کو اپنی مسند میں صحیح لکھا ہے۔اور کہا ہے کہ اس حدیث کے صحیح ہونے میں کوئی شک نہیں۔اور یہ بات چیلنج ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے کسی بھی ایسی صحیح ،مرفوع ،قولی حدیث (جس کے متن اور سند پر ماہرین اسماء الرجال کو کوئی اعتراض نہ ہو) میں کسی بھی اُمتی کو حکم نہیں دیا کہ نماز میں جب امام پڑھے (فاتحہ یا مطلق قرأت قرآن) تو تم بھی اُس کے پیچھے سورۃ فاتحہ یا تلاوت قرآن کرو۔بلکہ فرمایا

واذاقرء الامام فانصتوا ۔اور جب امام قرآن پڑھ رہا ہو تو تم خاموش ہو جاؤ (صحاح ستہ) ومسلم شریف ص ۱۷۴ ج ۱)

ترجمہ:۔اور جب امام پڑھ رہا ہو تو تم خاموش رہو۔

Marfat.com

سوال نمبر۳۔نماز کے اندر (سوائے تکبیرِ تحریمہ کے) رفع یدین کرنے سے کیا نبی پاک صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے منع نہیں کیا ہے؟

جواب نمبر۳۔ابتداء اسلام میں نبی پاک صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے نماز کے اندر رفع یدین کیا تھا۔اس کی تائید میں بہت سی صحیح احادیث موجود ہیں۔لیکن بعد میں سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نماز کے اندر مطلق رفع یدین سے منع فرمایا۔ان تمام حقائق کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کسی بھی اُمّتی کو رفع یدین کرنے کا حکم نہیں دیا۔البتہ بیشمار احادیثِ جواز کے عمل کو رد کرنے کیلئے نبی کا ایک ہی حکمِ ممانعت کافی ہوا کرتا ہے۔

حدیث نمبر۱۔ **حدثنا هنادنا وكيع (ابن الجراح) عن سُفيان (ابنِ عيينه) عن عاصم بن كليب عن عبدالرحمٰن بن الاسود عن علقمة قال قال عبدالله بن مسعود رضى تعالى عنه الا اصلى بكم صلاة رسولِ الله صلّى الله عليه و آلهٖ وسلّم فصلى فلم يرفع يديه الا فى اول مرة, قال ابو عيسىٰ حديث ابن مسعود حسن رواه الترمذى ص ٣٥ ج ١ و رواه الثلا ثةو قالواهو حديث صحيح ص: ١٥٤ 'معانى الاثار المعروف طحاوى شريف ايضا رواه النسائى ص ١٨٢ ج ٢ و ص ١٣٣ ج ١ وابوداود ص ١١٦ ج اول**

ترجمہ۔حضرت علقمہ روایت کرتے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کیا میں تمھیں نبی پاک صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں؟ توانھوں نے نماز پڑھی سوائے تکبیر تحریمہ کے پوری نماز میں رفع یدین نہیں کیا۔امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں لکھا

Marfat.com

ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نبی پاک صلّی اللّہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے جائے نماز اور لوٹا اٹھانے والے نعلینِ پاک اٹھانے والے ساتھ رہنے والے تھے۔اس حدیث کو تین محدثین نے بیان کیا ہے اور صحیح قرار دیا۔

حدیث نمبر۲۔ **حد ثنا ابو بکر قال حدثنا مئو مل قال حدثنا سفیان عن المغیرۃ قال قلت لابراھیم النخعی حدیث وائل بن حجر انه رأى النبی صلّى اللّه علیه وآلہٖ وسلّم یر فع یدیه اذا افتتح الصلاۃ و اذا رکع واذا رفع راسهٗ من الرکوع فقال ان کان وائل رای النبی صلّى اللّه علیه وآلیہٖ وسلّم یرفع یدیه مرّۃ فقدراہ عبداللّه بن مسعود خمسین مرّۃً لا یفعل ذالك۔**

(ص١٥٤ طحاوی شریف و صفحه ٣٥ جلد اول ترمذی شریف)

ترجمہ۔حضرت مغیرہ نے حضرت ابراھیم نخعی تابعی سے ایک دفعہ کہا کہ وائل بن حُجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کیا۔اور رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد بھی رفع یدین کیا تھا۔حضرت ابراھیم نخعی تابعی عظیم محدّث و مفسر قرآن نے فرمایا اگر وائل بن حجر نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایک دفعہ رفع یدین کرتے دیکھا ہے۔تو کیا ہوا؟ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، صاحبِ نعلین، صاحبِ وجادہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو (جو ہر وقت پاس رہتے تھے)' پچاس مرتبہ دیکھا ہے نماز پڑھتے رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

Marfat.com

حدیث نمبر ۳۔عن جابربن سمرۃقال دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم المسجد فرأی قومایصلون وقد رفعواایدیھم فقال مالی اراکم ترفعون ایدیکم کا نہا اذناب خیل شمس اُسکُنوا فی الصلوۃ

(ص۳۰۹طحاوی شریف ایضاص ۱۸۱ ج ۱ مسلم شریف)

ترجمہ۔حضرت جابربن سمرۃؓ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھالوگ نماز پڑھ رہے ہیں اور رفع یدین کررہے ہیں۔تو آپ نے فرمایا کیاہوا؟ میں تمھیں دیکھ رہاہوں۔جیسے سرخ رنگ کے گھوڑے اپنی دُم ہلاتے ہیں نماز میں سکون کرو،احادیث کااگرچہ ایک خاص واقعہ سے تعلق ہے۔کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نماز سے فراغت پر سلام پھیرتے وقت ہاتھ سے اشارہ کرکے السلامُ علیکم ورحمۃُ اللہ کہتے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دیکھ کرمنع فرمایاتو پوری نماز میں رفع یدین کرنے سے منع فرمادیاکہ پوری نماز کے دوران ہی رفع یدین مت کروحدیث کے الفاظ پر غورکیجیے کہ(**اُسکُنوافی الصلوۃ**) پوری نماز میں سکون کرو۔رفع یدین مت کرو۔

البتہ یہ واقعہ ءممانعت رفع یدین کادومقامات پرہوا۔ایک دفعہ تو سلام کے وقت رفع یدین کرتے دیکھاکہ صحابہ کرام کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مطلق رفع یدین سے منع اورنماز میں سکون کاحکم دیا۔دوسراواقعہ یوں ہے صحابہ کرام فرماتے ہیں۔کہ سرکاردوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے اور ہم نماز کے اندر رفع یدین کررہے تھےتو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دیکھ کرمنع فرمایاکہ رفع یدین مت کرو۔

اورفرمایاہاتھ اُٹھاکر(رفع یدین) ایک دوسرے کوسلام کہنے کی بجائے صرف مُنہ سے کہہ

Marfat.com

لیا جائے السلام علیکم ورحمت اللہ یہی کافی ہے۔ اسکے علاوہ بہت سے محدثین نے منسوخی احادیث رفع یدین کے ثبوت میں یہی مضمون مختلف صحیح الاسناد کے طریقوں پر احادیث ذکر کی ہیں۔

مثلاً مُسند امام احمد بن حنبل ص ۳۸۷ ج ۱ و مُسند امام اعظم ص ۳۵۲ ج ۱ و مُسند ابو یعلی موصلی ص ۳۶ ج ۵ و مؤطا امام محمد ص ۹۰ و دارقطنی ص ۳۹۹ ج ۱ و سُنن کُبریٰ بیہقی ص ۸۷ ج ۲ و مُصنف عبدالرزاق ص ۷۱ ج ۲ و مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۳۶ ج ۱ و میزان الاعتدال ذھبی ص ۴۹۶ ج ۳

رفع یدین کے قائل حضرات اگر واقعی حدیث کے بالخصوص امام بُخاری کے ماننے والے ہیں۔تو امام بُخاری نے بذریعہ ثقہ راویوں کے دو سجدوں کے درمیان رفع یدین کی صحیح حدیث ذکر فرمائی ہے۔تو دورِ حاضر کے ایسے لوگوں کو دو سجدوں کے درمیان بھی رفع یدین کرنی چاہیئے۔مثلاً

حدثنا موسیٰ بن اسمعاعیل ثنا حماد بن سلمه عن یحییٰ بن ابی اسحاق قال رأیت انس بن مالك یرفع یدیه بین السجدتین ص ٦٠ جُز رفع یدین

ترجمہ: امام بُخاری اپنی صحیح روایت کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو سجدوں کے درمیان بھی رفع یدین کیا کرتے تھے۔

اور اِسی حدیث کو بطور صحیح مرفوع سند ابو یعلی محدث نے ذکر فرمایا ہے

حدثنا ابو بکر بن ابی شیبه حدثنا عبدالوهاب الثقفی عن حُمید عن انس ان النبی ﷺ کان یرفع یدیه فی الرکوع

Marfat.com

و السجود ص ۳۱٤ ج ۳ مُسند ابو يعلى

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ رکوع میں بھی اور سجدوں میں بھی رفع یدین کیا کرتے تھے۔ قائلین رفع یدین کو دونوں سجدوں کے درمیان بھی رفع یدین کرنا ضروری ہے جبکہ وہ اس بات کو سُنت کے خلاف سمجھتے ہیں۔

لہذا رفع یدین کی منسوخی والی احادیث کو مان لینے سے ہی بات بنے گی۔

نماز کے اندر رفع یدین کرنے والے دورِ حاضر کے لوگ کیا کوئی بھی ایک صحیح حدیث جس حدیث کے بیان کرنے والے محدث کو ثقہ اور اُس حدیث کے تمام راویوں کو ماہرین اسماء الرجال نے قابلِ اعتبار تسلیم کیا ہو۔ جس سے یہ ثابت ہو کہ نبی پاک ﷺ نے تادمِ آخر پوری زندگی نماز کے اندر رفع یدین کی ہو ایسی حدیث پیش کر سکتے ہیں؟ ہر گز ایسا نہیں ہو سکے گا اور یہ بات عالمی طور پر حدیث کے میدان میں چیلنج ہے۔ کہ ایسی کوئی حدیث ہرگز نہیں مل سکتی۔

اگر ایسا نہیں ہو سکتا تو لیجئے! ہم اہل سُنت و جماعت ایک ایسی صحیح حدیث پیش کرتے ہیں جس حدیث کے محدّث اور تمام راویوں کو اصولِ حدیث کے تحت ماہرین اسماء الرجال نے ثقہ اور معتمد قرار دیا ہے۔

حافظ الحدیث ابو عبداللہ محمد بن حارث الخشنی القیر انی متوفی ھجری ۳۶۱ اپنی صحیح اور مرفوع سند کے ساتھ یہ روایت اپنی کتاب اخبار الفقہاء والمحدّثین میں بیان کرتے ہیں۔

Marfat.com

حدثنی عثمان بن محمد قال قال لی عبید اللہ بن یحییٰ حدثنی عثمان بن سوادہ بن عباد عن حفص بن میسرہ عن زید بن اسلم عن عبداللہ بن عمر قال کنا نرفع ایدینا فی بدء الصلوۃ و فی داخل الصلوۃ عند الرکوع فلما ھاجر النبی ﷺ الیٰ المدینہ ترک رفع الیدین فی داخل الصلوۃ عند الرکوع و ثبت علیٰ رفع الیدین فی بدء الصلوۃ حتیٰ تُوُفِّیَ ص ۲۱٤ اخبار الفُقھاء و المحدثین مطبوعہ مصر

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نماز کے شروع میں (تکبیر تحریمہ کی رفع یدین) اور نماز کے اندر رکوع کے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے تو جب حضور نبی کریم ﷺ نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی تو آپ نے نماز کے اندر رفع یدین کرنا چھوڑ دیا اور تکبیرِ تحریمہ کی رفع یدین پر ہمیشگی اختیار فرمائی یہاں تک کہ آپ نے دُنیا سے کُوچ فرمایا۔

حدیث پاک سے وفا اسی صورت میں ہے۔ کہ اصول حدیث اور تمام احادیث کا بنیادی تقاضا پیش نظر رکھ کر فیصلہ کیا جائے۔ مثلاً ممانعتِ قرآت خلف الامام و منسوخی مسئلہ رفع یدین والی احادیث کو دور حاضر کے بے مہار لوگ یہ کہہ کر رد کر دیتے ہیں کہ یہ احادیث ضعیف ہیں حالانکہ ممانعتِ قرات خلف الامام و منسوخی ء رفع یدین اور اس قسم کے اختلافی مسائل والی احادیث جو کہ حنفی مسلک میں مسلم ہیں۔ اُن احادیث کے بارے میں مخالف لوگ انصاف کا دامن تھامنے سے قاصر ہیں۔ ذرا یہ تو بتائیں کہ امام اعظمؒ کا مسلک جن

Marfat.com

احادیث سے منسوب ہے۔ان احادیث میں اگر ضعف کمزوری واقع ہوئی تو بعد میں راوی کے قابل اعتراض ہونے کی وجہ سے۔وہ راوی امام اعظم ابوحنیفہؒ کے زمانہ کے بہت بعد پیدا ہوئے۔اور اُن احادیث کے بعد میں راوی بنے تو اُن احادیث کوضعیف کہا گیا۔امام صاحب سے لیکر صحابہ کرام تک روایت کرنے کے ایک یا دو واسطے ہوتے ہیں لٰہذا بعد میں کسی ضعیف راوی کے صحیح حدیث کے روائت کرنے میں شمولیت سے صحیح حدیث ضعیف نہیں ہوسکتی۔

سوال نمبر۴۔کیا ننگے سر نماز پڑھنے کی بجائے سر پر پگڑی باندھ کرنماز پڑھنے کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ترجیح نہیں دی؟

جواب نمبر۴۔بیان جواز کیلئے حضور علیہ السلام نے ننگے سر نماز پڑھی ہے اور اجازت بھی دی ہے۔لیکن جاری دائمی سُنّت سر پر پگڑی عمامہ یا کپڑا باندھ کرنماز ادا کرنا ہے۔جیسا کہ احادیث میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی بات پر زور دیا ہے۔

حدیث نمبر۱۔**عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ انّ للہ عزوجل ملائکۃ یصلون علی اصحاب العمائم یوم الجمعۃ اخرجہ الطبرانی فی الکبیرہ**

ترجمہ حدیث: حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ عزوجل کے ایسے فرشتے بھی ہیں جو جمعہ کے دن پگڑی باندھ کرنماز پڑھنے والوں کیلئے رحمت کی دعا کرتے ہیں اس حدیث کوطبرانی نے اپنی کتاب معجم کبیر میں ذکر کیا ہے۔

حدیث نمبر۲۔ **عن ابن عمر رضی اللہ عنھما قال سمعت رسول**

Marfat.com

الله صلی الله علیه و آلہٖ وسلم یقول صلوۃ تطوعٍ و فریضۃ بعمامۃ تعدل خمسا وعشرین صلاۃ بلا عمامۃ و جمعۃ بعمامۃ تعدل سبعین جمعۃ بلا عمامۃ رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس۔

ترجمہ حدیث۔ حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے سنا کہ ایک نماز نفل ہو یا فرض پگڑی باندھ کر ادا کی جائے تو وہ بغیر پگڑی کے ادا کی ہوئی پچیس نمازوں کے برابر ہے۔ اور ایک جمعہ پگڑی باندھ کر ادا کیا ہوا بغیر پگڑی کے ادا کیئے ہوئے ستر جمعوں سے افضل ہے۔ اس حدیث کو مُحدّث دیلمی نے اپنی کتاب مسند فردوس میں ذکر کیا ہے۔

حدیث نمبر ۳:۔ **قال السیوطی فی الجامع الصغیر عن جابر بلفظ رکعتان بعمامۃ خیر من سبعین رکعۃ من غیر عمامۃ ھذا حدیث غیر موضوع لان الجامع الصغیر جرّدہ مولفہ عن الموضوع ص: ۳۱ کشف الخفاء**

ترجمہ: جلال الدین سیوطی نے جامع صغیر میں حضرت جابر بن عبداللہؓ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے کہ سر پر پگڑی باندھ کر دو رکعت ادا کرنا بغیر پگڑی باندھے ستر رکعتوں سے افضل ہے۔ یہ حدیث غیر موضوع ہے۔ اس لیے کہ جامع الصغیر میں جلال الدین سیوطی نے کسی بھی موضوع حدیث کو روایت نہیں کیا۔ اور ایک حدیث پاک میں ارشاد نبوی ان الفاظ میں۔

عن عبادۃ بن الصامت رضی الله عنه قال قال رسول الله

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیکم با العمائم فانہا سیماء الملائکۃ وارخوھا خلف ظھورکم رواہ البیہقی فی شعب الایمان (ص۳۷۷ جلد ۲ مشکوۃ شریف)

ترجمہ:۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عبادہ بن صامت روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا پگڑی باندھا کرو اس لئے کہ یہ فرشتوں کا لباس ہے۔اور پگڑی کا کچھ حصہ اپنے کندھوں کے درمیان لٹکا لیا کرو۔دورِ حاضر میں پگڑی (عمامہ) کے متعلق کچھ تشویش بھی پائی جاتی ہے کہ بعض لوگ صرف سفید پگڑی کو اپنے تنظیمی تشخص کے لئے باندھتے ہیں اور ظاہر یہ کرتے کہ ہم سُنت پر عمل کر رہے ہیں۔اور بعض لوگ سبز پگڑی کو اپنے تنظیمی تشخص کے لئے باندھتے ہیں اور ظاہر یہ کرتے ہیں کہ ہم سُنت پر عمل کر رہے ہیں۔دونوں میں سے کوئی بھی ایک رنگ ہمیشہ کے لئے اختیار کرنا سُنتِ مصطفےٰ کے خلاف ہے۔نبی پاک ﷺ نے سفید پگڑی اور سبز بھی اور سیاہ بھی، تینوں رنگوں کے علاوہ مطلق بغیر پگڑی کے اندازِ حیات اختیار کیا ہے۔لہذا خدارا ایسے لوگ سُنتِ مصطفےٰ کو اپنی تنظیمی مشہوری کے لئے کھلونا بنانے سے باز رہیں۔

اور اس لیے بھی کہ قرآن پاک نے پُوری زینت کا لباس پہن کر نماز پڑھنے کا حُکم دیا ہے۔

قولہ تعالیٰ یا ایھا الذین امنوا خذوا زینتکم عند کل مسجد

(پ:۸)

ترجمہ:۔اے ایمان والو مسجد کو جاتے وقت زینت کا پورا لباس لے لو۔

ایام حج میں ننگے سر نمازیں پڑھی جاتی ہیں۔اور اس کے علاوہ کہیں مجبوری ہو کپڑا پاس نہ ہو

Marfat.com

تو ننگے سر نماز پڑھنا صحیح ہے کوئی قباحت نہیں۔ لیکن دیدہ دانستہ یعنی جان بوجھ کر پاس کپڑا ہوتو اسے اُتار پھینک کر بضد ہو کر مسلسل لگاتار ننگے سر نماز پڑھنا حدیث اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت جاریہ دائمہ کے خلاف ہے۔ اگر ہمیشہ ننگے سر نماز پڑھنے میں کوئی خرابی نہ ہوتی تو سر پر پگڑی باندھ کر ستّر گنا زائد ثواب ملنے کا خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعلان نہ فرماتے۔ لہٰذا احادیث رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تو وفا اسی صورت میں ہے۔ کہ ننگے سر نماز پڑھنے کو شغل یا ہٹ دھرمی کا اور ضد کا مسئلہ بنائے بغیر ہر نماز کیلئے سر پر پگڑی یا کپڑے کا اہتمام کیا جائے۔ احادیث سے ثابت ہوا کہ ننگے سر نماز پڑھنے پر پگڑی باندھ کر نماز پڑھنے کو حضور علیہ السلام نے ترجیح دی ہے۔

واللہ اعلم بصواب

سوال نمبر ۵۔ محدثین اور مفسرین کیا خود بھی مقلّد اور شخصی تقلید کے قائل تھے؟

جواب نمبر ۵۔ اکثر و بیشتر محدثین و مفسرین شخصی تقلید کے نہ صرف خود قائل تھے۔ بلکہ عامتہ الناس عام علماء سمیت سب کیلئے انہوں نے تقلید واجب قرار دی ہے۔ اور قرآن و حدیث سے استنباط کرنے والے فقہاء خود بھی مجتہدین ائمہ اربعہ کے مقلّد تھے ان میں سے چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

☆ امام المحدثین محمد بن اسماعیل بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں دور حاضر کے غیر مقلدین کے پیشوا نواب صدیق حسن خان بھوپالوی قنوجی اپنی کتاب ظفر المحصّلین میں یوں رقم طراز ہیں۔ رسالہ انصاف میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے وضاحت کی ہے کہ امام بخاری امام شافعی کے مقلد تھے ظفر المحصّلین ص ۱۰۸۔

اور اس بات کی واضح علامت ایک یہ بھی ہے کہ امام بخاری اپنی صحیح بخاری میں اکثر وہی

Marfat.com

روایات لائے ہیں جو محمد بن ادریس امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے مسلک اوران کے طریق اجتھاد کی تائید کرنے والی ہیں۔

☆امام مُسلم محدّث☆

مسلم بن حجاج قشیری صاحب صحیح مسلم کے متعلق نواب صدیق حسن خان قنوجی بھوپالوی اپنے رسالہ ظفر المحصّلین میں یوں رقم طراز ہیں۔صاحب کشف الظنون نے امام مسلم کے متعلق فرمایا ہے کہ امام مسلم بن حجاج قشیری بھی امام محمد بن ادریس شافعیؒ کے مقلد تھے۔ کشف الظنون میں یہ الفاظ ہیں۔الجامع الصحیح لامام المسلم الشافعی ۱۴۱ ظفر المحصّلین مصنف نواب صدیق حسن خاں۔☆ ابوعیسیٰ امام ترمذی مُحدّث اورامام بخاری مُحدّث دونوں امام شافعی کے مقلد تھے۔ابجد العلوم مصنف نواب صدیق حسن☆۔

☆امام نسائی مُحدّث☆

امام نسائی مُحدّث کے بارے شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی نے لکھا ہے کہ امام نسائی محدّث امام شافعی کے مقلد تھے۔ص ۱۸۹ بستان المحدثین مصنف شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی۔

☆ابن ماجہ محدّث☆

علامہ انور کشمیری مسلک دیو بند کے محدث اعظم نے اس بات کی تصریح کی ہے۔کہ محدث ابن ماجہ بھی امام شافعی کے مقلد تھے ص: ۱۴۱ ظفر المحصّلین مصنف نواب صدیق حسن خاں۔ جب کہ دور حاضر کے بعض بے لگام جاھلوں نے تقلید کو کفر اورشرک قرار دیا ہے حالانکہ شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی اور شاہ عبدالعزیز دہلوی بذات خود حنفی مُقلّد تھے۔

Marfat.com

سوال نمبر ٦:۔ کیا نور بشر یا بشر نور ہو سکتا ہے؟

جواب نمبر ٦۔ نور بشر ہو سکتا ہے اللہ جل مجدہ کے کلام پاک میں نور پر بشر کا اطلاق کھلے الفاظ میں کیا گیا ہے۔ سیدنا جبرائیل علیہ السلام جب سیدہ مریم علیہا السلام کے پاس گئے تو سورۃ مریم میں سلسلہ کلام الٰہی کچھ اس طرح ہے۔

قوله فاتخذت من دونهم حجابا فارسلنا اليها روحنا فتمثل لها بشر اسويا پ:١٦ سوره مريم

ترجمہ: حضرت مریم علیہا السلام نے اپنی قوم سے علیحدگی اختیار کی تو ہم نے مریم علیہا السلام کی طرف روح الامین جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا جبرائیل علیہ السلام مکمل بشر کی مثال بن کر ان کے سامنے آئے۔

☆ایک غلطی کا ازالہ☆

بعض لوگ یہ اندیشہ ظاہر کر کے ٹال دیتے ہیں۔ کہ وہ تو مثال بن کر گئے اصل تو نہیں تھے۔ تو پھر ایسی صورت میں یہ بتانا پڑے گا کہ مریم علیہا السلام سے ہمکلامی مثال نے کی یا جبرائیل علیہ السلام کی ذات نے۔ قرآن کہہ رہا ہے کہ مثال وہی جبرائیل تھے جو ہمکلام ہوئے معلوم ہوا نور بشر ہو سکتا ہے اور بشر بھی ناقص نہیں کامل مکمل۔ بشراً سویاً۔ پارہ نمبر ۱۷ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام نوری فرشتوں کو (بشر) عبد کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے۔

بل عباد مکرمون۔ ۱۷پ

ترجمہ۔ بلکہ تمام فرشتے اللہ تعالیٰ کے مُعزز بندے ہیں۔ عباد جمع عبد کی۔

Marfat.com

☆ بشر نُور ہو سکتا ہے ☆

بشر ہونا نور ہونے کے خلاف نہیں ۔اس امر کی وضاحت خود قرآنی الفاظ نے کردی ہے۔

قولہ تعالیٰ یَاھل الکتاب قد جاء کم رسولنا یُبین لکم کثیر امما کنتم تخفون من الکتاب و یعفوا عن کثیر ط قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین

(پ٦ مائدہ)

ترجمہ۔اے اہل کتاب (یہود،نصارٰی) تحقیق ہمارا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے پاس آچکا تمہیں بہت سی اُن چیزوں کی اطلاع دیتا ہے۔جو تم کتاب (توریات،انجیل) میں چھپاتے رہے۔اور بہت کچھ معاف کردیتے ہیں۔یقیناً اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس نور آگیا اور کھلی کتاب آگئی حبرِ امتہ جلیل القدر صحابی رسول سیدّ نا عبداللہ بن عباسؓ نے اپنی تفسیر ابنِ عباس میں اسی مقام پر **(قدجاء کم من اللہ نور وکتاب مبین)** نور سے مراد نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے۔اوراسی مقام پر تفسیر جلالین عربی نور ھو النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تفسیر جلالین ص:٥٧ اور تفسیر خازن۔

قد جاء کم من اللہ نور ھو النبی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ای سماہ اللہ نورَالانہ یھتدٰی بہ کما یھتدیٰ بالنور فی الظلام ص:٤٤١ تفسیر خازن؛

ترجمہ۔نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کواللہ تعالیٰ نے نور کے نام سے اس لیے نوازا ہے کہ آپ ہی سے ہدایت ملتی ہے جیسا اندھیرے میں نور سے روشنی لی جاتی ہے۔(تفسیر

Marfat.com

مدارک التنزیل میں اسی مقام پر نور سے مراد یعنی قرآن و محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

لا نہ یھتدی بہ کما سمی سراجا پ٦ مدارک التنزیل اور

تفسیر روح المعانی میں ہے۔

قد جاء کم من اللہ نور عظیم و ھو نور الانوار و النبی المختار صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم۔

(ص:٩٧ جلد ٣ روح المعانی)

ترجمہ۔یعنی جاء کم من اللہ نور سے مراد نور الانوار با اختیار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ۔معلوم ہوا بشر نور ہو سکتا ہے۔اہلسنت و جماعت کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ آپ نور بھی ہیں اور بشر بھی۔نور بھی بے مثال اور بشر بھی بے مثال ۔جو نبی کی بے مثال بشریت کا منکر ہے اسلام سے خارج ہے۔لیکن نبی کی عبدیت اور بشریت عام بندوں جیسی ماننے والا بھی اسلام سے خارج ہے۔کیونکہ یہ سوچ اور عقیدہ کفار کا ہے۔جیسے قرآن پاک نے اپنے اندر جا بجا بیان فرمایا ہے۔ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفِ انسانیت سے ابنِ آدم ایک کامل بے مثال بشر ہونے کی حیثیت سے سب کے رسول بن کر آئے جیسا کہ قرآنِ پاک میں مذکور ہے۔

قُل انما انا بشر" مثلکم یُوحیٰ الیّ انما الھکم اللہُ واحد الخ(پ ١٥)

ترجمہ: فرما دیجیئے یا رسول اللہ بے شک میں تم جیسا ایک بے مثال بشر بھی ہوں ۔میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تم سب کا خدا ایک ہے۔یہ آیت کریمہ بالخصوص اہل سنت و جماعت بریلوی مسلک کیلئے خصوصی تحفہء خداوندی ہے۔اس آیت کریمہ کے انداز اور

Marfat.com

لغوی قانونی اور فنی معیار پر غور کرنے سے عظمتِ مصطفوی علیٰ صاحبھا الف الف تحیہ کا عظیم حسین مُرقّع سامنے آجاتا ہے۔لفظ انّما کلمہ قصر اور حصر ہے اور علمِ معانی والوں نے تین قسم کا حصر بیان کیا ہے۔یعنی یوں سمجھ لیجیئے کہ **انّما انا بشر" مثلکم** میں بشریت کہ حصر کے زیادہ سے زیادہ تین معانی ہو سکتے ہیں۔

ا۔میں ہی بشر ہوں۔

۲۔میں بشر ہی ہوں۔

۳۔میں بشر بھی ہوں۔

ان تینوں میں سے تیسرا حصر ہی صحیح ہے۔کہ میں دوسرے تمام صفات و کمالاتِ کے علاوہ ایک بے مثال بشر بھی ہوں۔اب رہا **مثلکم**، تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثال ہمارے ساتھ صرف ایک ہی بات میں ہے۔ **یوحیٰ الی انّما الھکم اله واحد** کہ میرا اور تم سب کا خدا ایک ہے۔صحیح مفہوم یوں برآمد ہوا۔کہ یارسول اللہ آپ فرما دیجیئے کہ بے شک میں ایک بے مثال بشر بھی ہوں تم جیسا کہ میری طرف وحی نازل ہوتی ہے۔کہ (میرا اور) تمھارا سب کا خدا ایک ہے۔یعنی میں تمھاری مثال صرف ایک ہی بات میں ہوں۔کہ میرا خدا بھی ایک اور تمھارا خدا بھی ایک ہے۔ویسے بھی ممثّل اور ممثّل لہٗ کے درمیان صرف ایک آدھ صفت کی ہی مثال ہوا کرتی ہے۔نہ کہ تمام صفتیں پائی جاتی ہیں۔جیسا کہ ضرب المثل عام ہے۔کہ فلاں آدمی شیر کی طرح ہے۔ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ آدمی کی چار ٹانگیں،ایک دُم ہو اور شیر کی کھال جیسے بال ہوں۔بلکہ مثال صرف ایک ہی بات میں ہوتی ہے۔کہ شیر کی بہادری سامنے رکھ کر آدمی کو شیر کی مثال دی جاتی ہے۔یعنی فلاں آدمی ایسا جرأت مند ہے۔جیسا شیر میں جرأت اور بہادری ہوتی ہے

Marfat.com

۔ورنہ شیر کے ہاتھ بھی ہوتے ہیں۔پاؤں بھی ہوتے ہیں۔اور خون خوار کچلیوں والا منہ بھی ہوتا ہے۔لہٰذا شیر کے ساتھ انسان کی مثال دینے کے ساتھ یہ لازم نہیں آتا۔کہ انسان جانور بن جاتا ہے۔ایسے ہی ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثال ہمارے ساتھ قرآن وحدیث میں یونہی بیان کی گئی ہے۔

کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری مثال ہیں۔صرف ایک بات میں کہ ہمارا بھی خدا ایک ہے۔اور ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی وہی خدا ایک ہے۔

بشر مّثلکم یوحیٰ الیّ انّما الھکم اله واحد ۔خلاصہ کلام یہ ہوا کہ ہماری مثال نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ صرف ایک ہی بات میں ہے۔وہ ہے توحید۔اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ نور بشر ہوسکتا ہے اور بشر نور ہوسکتا ہے۔اور یہ کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشر ہیں۔لیکن عام انسانوں کی طرح نہیں بلکہ بے مثال بشر

سوال نمبر ۷۔کیا اللہ تعالیٰ کے علاوہ بھی کوئی غیب کا علم جانتا ہے؟

جواب نمبر ۷۔ہر ذات سے جو چیز پوشیدہ ہے اُس کے لئے اس کو غیب کہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ جلّ مجدّہ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں اللہ تعالیٰ کا عالم الغیب ہونا اس حیثیت سے ہے۔کہ جو اشیاء مخلوق سے پوشیدہ ہیں اللہ تعالیٰ ان تمام امور اور اشیاء کا بھی عالم الغیب ہے۔اور غیب کا علم اللہ تعالیٰ کا ذاتی علم ہے۔اسے کوئی دینے والا نہیں اور نہ اس کے علوم میں کوئی وقفہ اور کسی قسم کا انقطاع ہے۔اس کے تمام علوم ابدی، جاری وساری قائم ودائم ہیں۔انبیاء و اولیاء کا پوشیدہ چیزوں کا عالم الغیب ہونا اللہ تعالیٰ کی عطا اور اجازت سے منسلک ہے۔کوئی نبی یا ولی اپنی طرف سے ذاتی طور پر کسی چیز کا علم نہیں رکھتا۔اللہ تعالیٰ کی عطا سے نبی اور ولی بیشمار علوم غیر متناہیہ عندالخلق کے مالک ہوتے ہیں۔اور انبیاء و اولیاء کی علوم غیبیہ کی یہ خبر

Marfat.com

داری ہمیشہ جاری وساری ہوتی ہے۔لیکن اللہ تعالیٰ جب چاہے نبی اور ولی کی توجہ اور علم میں وقفہ ڈال سکتا ہے۔کوئی نبی یا ولی اللہ تعالیٰ کی توجہ یا علوم الٰہیہ میں وقفہ نہیں ڈال سکتا اور نہ اُس کے علوم کا کوئی احاطہ ہی کر سکتا ہے۔

نبی اور اللہ تعالیٰ کے عالم الغیب ہونے میں بنیادی فرق

خالق اور مخلوق کے عالم الغیب ہونے میں بنیادی فرق یہی ہے کہ مخلوق کو غیب معلوم کرنے کیلئے توجہ کی لازمی شرط ہے۔خالق کو غیب معلوم کرنے کیلئے توجہ کی قطعاً ضرورت نہ ہے۔ اُس کی توجہ ہمیشہ مسلسل ہمہ گیر جاری وساری ہے۔ہمارے آقائے رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام علوم مجموعی حیثیت سے اللہ تعالیٰ عزوجل کے علوم کے مقابلہ میں ایک قطرہ کے ہزارویں حصہ سے بھی قلیل ہیں۔علم غیب کے بارے میں اہلسنت و جماعت کا یہی عقیدہ ہے اور یہی عقیدہ امام اہلسنت حامی دین وملت ماحی شرک و بدعت اعلیٰحضرت احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ العزیز نے اپنی کتاب **الدولة المکیه** میں بیان فرمایا

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم غیب جاننا قرآن سے ثابت ہے۔سیدِّ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطلق علم غیب کا منکر کافر ہے۔کیونکہ قرآن پاک کی ان آیات طیبہ کا انکار لازم آئے گا۔جن میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء عُظّام بالخصوص سیدّ الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں وضاحت فرمائی ہے۔کہ غیب کا علم اللہ تعالیٰ نے انبیاء بالخصوص محبوبِ خدا محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا ہے۔جن آیتوں میں

Marfat.com

مطلق غیب کی نفی وارد ہوئی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی غیب کا علم نہیں جانتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ذاتی طور پر اللہ کے علاوہ اور کوئی غیب کا علم نہیں جانتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنی کمالِ رحمت سے جس کو چاہے عطا فرمادیتا ہے۔ جیسا کہ متعدد آیات قدسیہ اس مقصد کی وضاحت کر رہی ہیں۔ انبیائے کرام اور اولیاء کرام اپنی طرف سے ذاتی طور پر کچھ نہیں جانتے سوائے اللہ تعالیٰ کی عطا کے۔ اور پھر جب اللہ تعالیٰ ان کو خزانے عطا فرمادیتا ہے۔ تو ہمیشہ کے لئے۔ کیوں کہ وہ سخی جواد ہے کوئی چیز دے کر واپس نہیں لیتا۔ جب کبھی وہ اپنی حکمت ظاہر کرنا چاہے تو عارضی طور پر نبی یا ولی کی توجہ یا قدرت میں وقفہ ڈال سکتا ہے۔

بطورِ مثال انبیاء کو غیب کے علم کا جو اختیار دیا گیا ہے آیت کریمہ ملاحظہ ہو۔

قولہ تعالیٰ عالم الغیب فلا یظھر علے غیبہٖ احداً الا من ارتضے من رسول (۲۹پ جن)

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے اپنے خصوصی علم غیب پر کسی کو قبضہ نہیں دیتا مگر رسولوں میں سے جسے پسند فرمالے (اسے عطا فرمادیتا ہے)۔

دوسری آیتِ کریمہ:

وما کان اللہ لیطلعکم علے الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء ہ (پ ٤ اٰل عمران)

ترجمہ۔ اور اللہ تعالیٰ تمھیں غیب کے علم کی اطلاع نہیں دیتا لیکن اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے غیب کا مقام اور قبضہ عطا فرمادے اس کے علاوہ اور بہت سی آیات قرآنیہ موجود ہیں بعض میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لئے بھی نفی علم غیب ہے۔ بعض میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ نبی یا ولی کا عالم الغیب ہونا ظاہر و باہر ہے۔ لہٰذا مساوی حیثیت سے قرآن پر ایمان قائم

Marfat.com

رکھنا اِسی صورت میں ہوگا۔۔جن آیات میں نفی ہے اُس سے مراد لی جائے ذاتی طور پر اور کوئی نہیں جانتا۔اور جن آیات میں انبیاء کرام کیلئے غیب کے علم کا ثبوت ہے۔تو مراد لی جائے اللہ تعالیٰ کی اجازت سے (باذن اللہ)۔

سوال نمبر ۸۔ ہمارے آقا و مولیٰ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد امجاد کتنی تھی؟

جواب نمبر ۸۔حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد پاک تین صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں تھیں۔

صاحبزادے تین تھے۔۱۔سیدّ نا ابراہیم بن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۲۔سیدّ نا قاسم بن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۳۔سیدّ نا عبداللہ بن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت ابراہیم علیہ السلام نبی پاک کی بیوی ام المومنین حضرت ماریہ قبطیہ صلوۃ اللہ علیہا کے بطن انور سے تھے۔باقی دو صاحب زادے سیدنا قاسم بن محمد وعبداللہ (ملقب بطیّب وطاہر) بن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ صلوٰات اللہ علیھم کے بطن انور سے تھے۔

☆ صاحبزادیاں چار تھیں۔جیسا کہ قرآن کی سورۃ احزاب کے آخر میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے واضح الفاظ میں بیان فرمادیا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک سے زیادہ صاحبزادیاں تھیں۔

قولہ تعالیٰ۔یا یھاالنبی قل لّازواجك وبنٰتك و نساء المئومنین یُدنین علیھن من جلا بیبھنّ۔(پ: ۲۲احزاب)

ترجمہ۔یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیویوں پاکوں (ازواج) کو اور اپنی صاحبزادیوں کواور ایمان والوں کی عورتوں کو حکم دیجیئے کہ پردہ کیا کریں۔

Marfat.com

اس آیت کریمہ میں موضوع کے مطابق لفظ بــــــنتک ہے بنات جمع بنت کی ہے پس قرآن پاک سے ہی ثابت ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک سے زیادہ صاحبزادیاں تھیں۔

ا۔سیدّہ زینب بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔۲۔سیدہ رقیہّ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔۳۔سیدّہ اُمِ کلثوم بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔۴۔سیدّہ فاطمۃ الزہرا بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ نبی پاک کی یہ چار صاحبزادیاں آپ کی بیوی اُم المومنین سیدّہ خدیجہ الکبری رضوان اللہ وصلوۃ اللہ علیہا کے بطن سے تھیں۔

ا۔سیدّہ زینب بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے بڑی تھیں ان کی شادی مبارک اُم المومنین سیدّہ خدیجہ الکبری صلواۃ اللہ علیہھا کے بھانجے سے ہوئی۔

۲۔سیدّہ اُم کلثوم بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شادی مبارک بھی حضرت عثمان سے ہوئی سیدّہ رقیہ (زوجہ عثمان) بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فوت ہونے کے بعد ۔

۴۔سیدّہ طیبہ طاہرہ زہراء فاطمہ خاتون جنت صلوٰۃ اللہ علیھا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادیوں میں سے کم عمر اور شان میں بہت بڑی چوتھی صاحبزادی بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شادی مبارک مولیٰ مشکل کشا حضرت علی بن ابی طالب سے بخیر انجام پائی۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار صاحبزادیوں اور تین صاحبزادوں کی سند تصدیق اہل سنت وجماعت کی بے شمار کتب متداولہ کے علاوہ شیعہ حضرات کی معتبر کتابوں میں بھی اسی طرح موجود ہے مثلاً اہل تشیع (شیعہ) کی بہت بڑی معتبر مشہور کتاب اصول کافی مصنف محمد بن یعقوب کلینی رازی متوفی ھجری ۳۰۰ میں یوں موجود ہے۔

فُولد له صلی الله علیه وا له وسلم من خدیجة قبل مبعثه

Marfat.com

عليه السلام القاسم ورقية وزينب وام كلثوم وولد له صلى الله عليه واله وسلم بعد المبعث الطيب والطاهر و فاطمه عليها السلام (صفحہ ۴۲۹ جلد اول اصول کافی عربی مطبوعہ تہران)

ترجمہ: تو حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو اولاد اطہار سیدہ خدیجہ سے اعلان نبوت سے قبل پیدا ہوئی وہ حضرت قاسم اور سیدہ رقیہ اور سیدہ زینب اور سیدہ ام کلثوم (رضوان للہ علیہم) تھی اور اعلان نبوت کے بعد طیّب (عبداللہ) اور سیدہ فاطمہ خاتون جنت صلوات اللہ علیہما۔

نیز شیعہ حضرات کی معتبر کتاب جلاء العیون فارسی مطبوعہ ایران میں ملاں باقر مجلسی یوں رقم طراز ہیں کہ فرمود سیّد انس وجان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایھا الناس میخواھید خبر دھم شمارا بہترین مردم از جھت خال و خالہ گفتند بلیٰ یا رسول اللہ فرمود کہ حسن و حُسین چنین اند خالوے ایشان قاسم فرزند رسول خدا است خالہ ایشان زینب دختر رسول خدا است و خالو و خالہ ایشان در بہشت خواہند بود (ص ۲۳۱ جلاء العیون فارسی مصنف ملاں باقر مجلسی)

ترجمہ: سید انس وجان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں بتلاؤں کہ کس کے خالو اور خالہ سب کے خالو اور خالہ سے افضل ہیں۔ صحابہ کرام نے عرض کیا ہمیں ضرور خبر دیجئے آپ نے فرمایا خالو اور خالہ کے لحاظ سے سب سے افضل حسن وحسین ہیں۔ جن کے خالو قاسم بن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خالہ جن کی سیدہ زینب بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ گویا کہ شیعہ حضرات کے عظیم ذاکر باقر مجلسی نے بھی یہ تسلیم کرلیا کہ حسن وحسین کی ایک خالہ حضرت سیدہ زینب بنت محمد بھی تھیں جو کہ خاتونِ جنت کی ہمشیرہ تھیں۔

اُم المؤمنین سیدہ خدیجہ الکبریٰ کے بطن انور سے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار صا

Marfat.com

جزادیاں اور صاحبزادے دو تھے۔تیسرے صاحبزادے حضرت ابراہیم اُم المومنین ماریہ قبطیہ رضوان اللہ علیہا کے بطن انور سے تھے۔

حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد امجاد میں سے سیّدہ خاتون جنت صلواۃ اللہ علیہا کے وجود مسعود کے علاوہ باقی تین صاحبزادیوں کا وجود موجودہ دور کے کچھ فتنہ باز گستاخ لوگ تسلیم نہیں کرتے ۔سیدہ خاتون جنت فاطمہ الزہراء کے علاوہ تین صاحبزادیوں کا انکار کرتے ہوئے یوں کہہ کر ٹال دیتے ہیں۔کہ حضور علیہ السلام کی وہ تین صاحبزادیاں پالتو متبنّے منہ بولی بیٹیاں تھیں۔حقیقی بیٹیاں نہیں تھیں۔حالانکہ سُنی ،شیعہ فریقین کی معتبر کتابوں میں یہ حقیقت لفظی طور پر موجود ہے۔کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی چاروں صاحبزادیاں بی بی خدیجہ سے نسلی اور صُلبی حقیقی بیٹیاں تھیں۔گستاخ صحابہ قسم کے لوگوں کو باقی تین صاحبزادیوں سے انکار اس لیئے ہے۔ کہ اگر مان لیں تو صرف حضرت عثمان بن عفان کو خلیفہ وامام برحق ہی نہیں بلکہ فاروق اعظم وصدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ائمۃ الھدی حق کے امام ماننا پڑے گا۔اور یہ دور حاضر کے اسلام دشمن لوگ تو ان تینوں برحق اماموں سے عداوت رکھتے ہیں۔کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو صاحبزادیوں حضرت رقیہ وحضرت اُم کلثوم کا نکاح اور شادی یکے بعد دیگرے حضرت عثمان سے ہوئی اور حضرت عثمان شیخین حضرت ابو بکر صدیق وحضرت عمر رضی اللہ عنھم کو اپنا حق کا امام ماننے والے تھے۔

دور حاضر میں ایسے لوگوں کی تعداد کچھ کم بھی نہیں جو حضرت عثمان بن عفان داماد رسول اعظم کو اپنی مجلسوں اور محافل میں گالیاں نکالتے ہیں۔اور کہتے ہیں۔کہ حضرت عثمان اہل بیت کے دشمن تھے۔حالانکہ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی صلبی

Marfat.com

دو صاجبزادیوں کی شادی ایسے شخص سے کریں ۔ جو اہل بیت کا دشمن ہو۔ دور حاضر کے ایسے لوگ اگر مان لیں ۔کہ حضورسیّد عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تین اور صاجبزادیاں بھی تھیں تو بالخصوص حضرت عثمان کو کس منہ سے گالیاں نکالیں گے۔اسی لیے وہ باقی تین صاجبزادیوں کا انکار ہی کر دیتے ہیں۔البتہ مان لینے سے تو گزشتہ دور بھی بے داغ ماننے پڑیں گے۔

کلمۂ بلافصل پڑھنے والے لوگ فرقہ واریت کا شکار ہونے کی وجہ سے کہتے نظر آئیں گے کہ حق کا امام صرف مولیٰ علی شیر خدا ہے۔باقی تین خلیفوں (حضرت عثمان ،حضرت عمر ،حضرت ابوبکر صدیق رضوان اللہ علیہم اجمعین) کو (العیاذ باللہ) ڈاکو قرار دیتے ہیں۔کیا مولا علی کے علاوہ باقی سادات میں سے بھی کوئی حق کا امام نہیں۔اگر مولا علی کے علاوہ سادات میں سے اور بھی حق کے امام ہیں تو مولا علی کے علاوہ پہلے تینوں خلیفے حق کے امام کیوں نہیں ہو سکتے؟ یقیناً پہلے تینوں خلیفے بھی حق کے امام ہیں اور تمام ائمہ اہلبیت بھی حق کے امام ہیں ۔

اللہ تعالیٰ اس دور کے تمام لوگوں کو بھی اہل بیت اور صحابہ کرام کی صحیح عقیدت اور محبت عطا فرمائے۔

معلوم نہیں ایسے لوگوں کے ذہن میں یہ بات کس نے بٹھا دی کہ اہل بیت سے محبت رکھنے والا وہ ہی ہو سکتا ہے۔ جو صحابہ کرام اور خلفائے راشدین (اصحاب ثلثہ) سے عداوت رکھے۔(العیاذ باللہ)

☆۔ نبی کی ایک اور سب صاجبزادیوں سے کم عمر صاجبزادی کا خاوند سرتاج حق کا امام ہے دو صاجبزادیوں کا خاوند سرتاج حق کا امام کیوں نہیں؟ ایک صاجبزادی رسول صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وآلہ وسلم کے خاوند سے محبت عین ایمان ہے اور دو صاحبزادیوں کے خاوند سے محبت عین ایمان کیوں نہیں؟ یقیناً حضرت عثمان بن عفان سے محبت عین ایمان ہے۔ اور حضرت عثمان حق کے امام ہیں۔

سوال نمبر ۹:۔ اپنے چھ سالہ دورِ خلافت میں حضرت مولیٰ علی شیر خداؑ نے باغِ فدک اپنی و دیگر متعلقہ افراد کی ملکیت میں کیوں نہیں لیا؟

جواب نمبر ۹۔ اہل تشیع (شیعہ) اور سنی کتب میں واضح طور پر موجود ہے کہ مولیٰ مشکل کشا **حضرت علی رضی اللہ عنہ** نے پہلے تین خلفائے راشدین حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمر بن خطاب، حضرت عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور خلافت کے بعد چھ سال خلافت کی۔ لیکن باغ فدک نہ اپنی ملکیت میں نہ افراد بنو ہاشم کی ملکیت میں دیا اس لئے کہ یہ باغ فدک ان کا یا اور کسی کا بھی موروثی ملکیتی حق تھا ہی نہیں۔ اس اجمال کی تفصیل کچھ یوں ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور رسالت میں بنو نصیر یہودی قبیلہ کو اسلام کے زرّین اصولوں کے مطابق جلاوطن کرنے اور خیبر فتح ہونے کے بعد جو علاقہ اور جائیدادیں اسلام کے قبضہ آئیں اُن میں فدک کا ایک باغ بھی تھا۔ جس کو ایک چھوٹی سی ریاست کا نام دیا جا سکتا ہے۔ اس باغ فدک جو مدینہ شریف سے چند میل پر واقع ہے کو (بسلسلہ خمس) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خصوصی استعمال وضروریات کے لئے مقرر فرما لیا۔ اس کی آمدنی سے ازواج پاک اور مالی لحاظ سے کمزور افراد اہل بیت و بنو ہاشم کو گزارہ الاؤنس یومیہ یا ششماہی عنایت فرماتے رہے۔ اور باہر سے آنے والے وفود اور مہمانوں کا خرچ اخراجات بھی اور ازواج پاک اُمھات المؤمنین کے اخراجات بھی اسی آمدنی سے پورا فرماتے جو آمدنی (باغ فدک کی) بچ جاتی وہ آپ صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلامی خزانہ بیت المال میں جمع فرما دیتے۔

- حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مقدس کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور خلافت شروع ہوا مولیٰ علی شیر خدا و خاتون جنّت بمعہ سرکردہ کچھ افراد بنو ھاشم نے مطالبہ کیا کہ باغ فدک نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصوصی زیر انتظام رہا لہٰذا اس کی ملکیت ہمیں دی جائے ہمارا استحقاق ہے۔لیکن صدیق اکبر نے صحابہ کرام کی گواہی سمیت نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ حکم نامہ سر عام سنا دیا۔کہ ہم پیغمبروں کا گروہ کسی متوفی کی متروکہ جائیداد کا وارث نہیں بنتے۔اور نہ ہی ہماری چھوڑی ہوئی متروکہ جائیداد کا کوئی وارث بن سکتا ہے۔اس کے بعد بمطابق کتب شیعہ بھی خلافت فاروقی کا دور شروع ہوا اور دوبارہ مطالبہ کیا گیا۔فاروق اعظم سیدنا عمر بن خطابؓ نے حسب سابق ہی فیصلہ برقرار رکھا جس فیصلے کی بنیادی نہادی اساس حدیث پاک ہے۔جو سنی شیعہ، معتبر کتب میں عام موجود ہے حدیث پاک کے مشہور الفاظ مبارکہ یہ ہیں۔

نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث ماترکناہ فھو صدقة او کما قال اصول کافی اور عامہ کتب حدیث میں یہ روایت کثرت سے موجود ہے۔

ترجمہ حدیث۔ہم پیغمبروں کا گروہ کسی کی جائیداد متروکہ کے نہ وارث بنتے ہیں۔نہ اپنی متروکہ جائیداد کا کسی کو وارث بناتے ہیں۔دنیا سے روانگی کے بعد ہم جو چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہے۔البتہ فاروق اعظمؓ نے ایک وہی خصوصی رعایت پیش کی جو سیّدنا صدیق اکبرؓ اپنے دورِ خلافت میں مولا علیؓ کو پیش کر چکے تھے۔کہ افراد اہل بیت و بنو ہاشم اگر چاہیں تو باغ فدک ان کے حوالے اس شرط پر کیا جا سکتا ہے۔کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک طریقہ کار کی طرح اپنے اخراجات باغ فدک کی آمدنی سے پورا کرنے کے بعد

Marfat.com

بقیہ آمدنی بیت المال میں جمع کرادی جائے۔اور یہ باغ فدک وراثت کی نہج پر مالکی جائیداد کسی کی نہ بن سکے گی۔لیکن مطالبہ کنندگان نے اس بات سے اتفاق نہ کیا۔اس باغ کا انتظام وانصرام حسب سابق حضرت عثمان غنی ذی النورین کے دور خلافت تک چلتا رہا۔ فاروق اعظم کے دور خلافت میں اس مطالبے کا ذکر شیعہ کُتب میں بھی موجود ہے ۔(اصول کافی)اس کے بعد مولیٰ علی شیر خدا کا حیدری دور خلافت شروع ہوا۔ چھ سال تک لگا تار حیدر کرار کی شہادت تک خلافت کا دور رہا۔مولیٰ علی شیر خدا نے باغ فدک نہ اپنی ملکیت میں اور نہ بنو ہاشم متعلقہ افراد اہل بیت سمیت کسی کی ملکیت میں دیا۔

سنی شیعہ کتب میں کہیں بھی ایک لفظ کا وجود نہیں ملتا۔کہ مولیٰ علی نے باغ فدک اپنے چھ سالہ دور خلافت میں اپنی ملکیت یا کسی کی ملکیت میں دیا ہو۔جبکہ یہ باغ فدک محل وقوع کے لحاظ سے حجاز مقدس (مکہ، مدینہ، جدہ، طائف) میں واقع ہے۔مدینہ شریف سے چند میل دور واقع باغ فدک چھ سالہ دور خلافت میں مولیٰ مشکل کشاء کے زیر نگین رہا۔نہ اپنی نہ کسی اور کی ملکیت میں دیا چونکہ باغ فدک مولیٰ مشکل کشا کی نہ اپنی نہ کسی اور کی ملکیت تھی جو مالکی حقوق کسی کو دے دیتے۔باغ فدک کی مالک صرف اسلامی ریاست تھی۔بنو عباسیہ خلافت کے دور بھی گُزرے کسی خلیفہ نے باغ فدک کے فیصلہ پر نہ اعتراض کیا نہ اہل بیت کے کسی فرد کو اور نہ پورے بنو ہاشم میں سے ہی نہ ازواج مطہرات ہی میں سے کسی کی ملکیت میں دیا۔

☆ گستاخِ صحابہ کا ایک اعتراض ☆

اس حقیقت مسلمہ بدیہیہ کے باوجود موجودہ دور کے کچھ احمق لوگ یہ جواب دیتے ہیں ۔کہ پہلے تینوں خلفائے راشدین ابوبکر صدیق، عمر بن خطاب، عثمان، غنی رضوان اللہ علیہ ا

Marfat.com

جمعین نے خلافت کے حق پر ڈاکہ ڈالا (معاذ اللہ) زبردستی خلافت پر قابض رہے اور باغ فدک بھی زیر انتظام رہا۔ لہٰذا ڈاکوؤں کے انتظام میں رہنے والی جائیداد باغ فدک اپنی ملکیت میں لے لینا اہل بیت کی شان کے خلاف تھا۔ کہ وہ ایسی پلید دولت اور مستعمل جائیداد اپنی ملکیت میں لے لیتے۔ (معاذ اللہ) پہلے تین ڈاکوؤں (ابو بکر، عمر، عثمان، العیاذ باللہ) کے دائرہ اختیار میں رہ کر باغ فدک پلید ہو چکا تھا۔ اس لیے اہل بیت و دیگر افراد بنو ہاشم نے اس جائیداد کو قبول نہ کیا۔

☆الجواب☆

پچاس ہزار درہم سالانہ جو مولا حسن ابن علی، حضرت امیر معاویہ سے بیت المال کے خزانے سے مُدّتِ دراز تک وصول کرتے رہے کیا وہ دولت پاک تھی؟ اور باغ فدک پلید ہو گیا؟ جبکہ حضرت امام حسن کا حضرت امیر معاویہ سے سالانہ پچاس ہزار روپیہ وصول کرنا شیعہ حضرات کی مشہور زمانہ کتاب جلاء العیون فارسی مطبوعہ ایران ص ۲۵۳ مصنف ملا باقر مجلسی میں بھی یہ حوالہ موجود ہے۔

☆ایک اور الزامی تحقیقی جواب☆

حضرت مائی شہر بانو مولیٰ حسین علیہ السلام کی بیوی پاک شہزادہ علی اکبر اور امام زین العابدین کی اماں جان امام باقر کی دادی جان امام جعفر صادق علیہ السلام سمیت تمام سادات کی اماں جان کا نکاح امام حسین سے صحیح تھا تو باغ فدک بھی پاک رہا۔ اور اگر بی بی شہر بانو کا نکاح مولیٰ حسین علیہ السلام سے صحیح نہ تھا تو باغ فدک کو بھی پلید ناپاک کہا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

شیعہ، سنی کتب گواہ ہیں۔ کہ خلافت فاروقی میں بی بی شہر بانو کا مولیٰ حسین علیہ السلام سے اس وقت نکاح ہوا۔ جب وہ ایرانی فتوحات کے قیدیوں میں ایران سے مدینہ منورہ لائی گئیں۔ بی بی شہر بانو رضوان اللہ علیہا دختر یزدجر جب فاروق اعظم کے دربار میں تشریف لائیں۔تو صحابہ کرام نے کہا دنیا کی شہزادی بی بی شہر بانو کا نکاح فاروق اعظم خلیفہ وقت کے شہزادے سے کر دیا جائے۔ فرمایا ایسا ہرگز نہیں شہزادہ دین و دنیا امام حسین علیہ السلام سے دنیا کی شہزادی کا نکاح کر دیا جائے۔ تا کہ وہ دین کی شہزادی بھی بن جائے۔ لہٰذا باجازت فاروق اعظم حضرت عمر شہر بانو رضوان اللہ علیہا کا نکاح مولیٰ حسین علیہ السلام سے کر دیا گیا۔ جس مائی شہر بانو سے دنیائے کائنات کے اکثر و بیشتر سادات کا نسلی تعلّق ہے۔

مقام غور ہے۔ کہ اگر باغ فدک پلید اور مستعمل ہو چکا تھا اور اہلبیت کے استعمال کے قابل اس لئے نہ رہا (معاذ اللہ) کہ باغ پہلے تینوں خلیفوں کے غاصبانہ انتظام میں رہا تو پھر بی بی شہر بانو بھی فاروق اعظم دوسرے خلیفہ وقت کے انتظام میں تشریف لائیں اور نکاح بھی خلیفہ وقت حضرت عمر کی اجازت سے ہوا۔ کیا بی بی شہر بانو اور سارے سادات پاک رہے یا......؟ معلوم ہوا کہ نہ سادات پلید ہیں نہ باغ فدک ہی پلید ہوا باغ فدک مولیٰ علی و اہل بیت نے اپنی ملکیت میں اس لئے نہ لیا۔ کہ وہ اُسے وراثت یا اپنی ملکیت ہی نہ سمجھتے تھے۔ اسلامی بیت المال کی ملکیت سمجھتے تھے۔

دور حاضر کے فتنہ پرور لوگ صحابہ کرام سے عداوت رکھنے والے اور انہیں گالیاں نکالنے والے بے لگام لوگ جو اپنی محفلوں مجلسوں میں باغ فدک کا مسئلہ اس انداز سے بیان کرتے ہیں۔ اور واویلا کرتے ہیں۔ کہ اہل بیت اور مولیٰ علی و خاتون جنت کا حق صحابہ کرام نے غصب کر لیا اور پھر روتے ہیں اور رولاتے ہیں۔ یہ لوگ کتنا بڑا دھوکہ دیتے ہیں۔ یہ

Marfat.com

ثابت کرنے کے لئے کہ ہم اہل بیت کے حقیقۃً محبت و پیار کرنے والے ہیں۔ حالانکہ بنظر غائر غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ مولیٰ مشکل کشا بمع افراد اہل بیت بشمول متعلقہ افراد بنو ہاشم و ازواج مطہرات میں سے کسی ایک کا بھی باغ فدک میں وراثت کا کوئی حق نہ تھا عقلاً و نقلاً مُسلّم۔

سوال نمبر ۱۰۔ حضرت امام حسن بن علی صلوۃ اللہ علیہما نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کیا سمجھ کر اپنی خلافت کا حق اُن کے سپرد کیا؟

جواب۔ سُنّی، شیعہ دونوں مکاتبِ فکر کی مشہور معروف مستند کتابوں میں یہ واقعہ تفصیل سے موجود ہے۔ جس کا اجمالی خاکہ کچھ ایسے ہے۔ مولیٰ مشکل کشا کی شہادت پاک کے بعد خلا فت کے مسئلے پر اختلاف پیدا ہوا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مطالبہ کیا کہ خلافت کا حق میرا ہے اور امام حسن بن علی علیہ السلام نے مطالبہ کیا کہ خلافت کرنے کا حق میرا ہے۔ بالا آخر طویل بحث و تمحیص کے بعد جنگ کی نوبت پیش آئی تو ایک بار پھر مصالحتی کمیٹی قائم کی گئی۔ سمجھوتہ چند شرائط پر ہوا۔ کہ اگر یہ شرائط حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو منظور ہو ں تو امام حسن بن علی علیہ السلام اپنی خلافت کا حق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیں گے ان میں چند شرائط یہ ہیں۔

۱۔ کہ حضرت امام حسن ابن علی، حضرت امیر معاویہ بن ابوسفیان (رضی اللہ عنہما) کی کسی معاملے میں مخالفت نہیں کریں گے۔ بشرطیکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ قرآن وسُنت رسول و سیرتِ خلفائے راشدین کے مطابق خلافت کا کام چلائے گا۔

۲۔ بیت المال سے خلافت راشدہ کے دور کے مطابق متعلقہ حق داروں کو گزارہ الاؤنس دیا جائے گا اور اہل بیت میں سے متعلقہ افراد کو بیت المال سے پچاس ہزار درہم سالانہ معقول

Marfat.com

معاوضہ دیا جائے گا۔

۳۔ حضرت امیر معاویہ کے بعد خلافت کا حق اہل بیت کی طرف واپس ہوگا۔ حوالہ ملاحظہ فرمایئے۔

پس آنحضرت (حسن بن علی) پسر عم خود عبداللہ بن حارث را فرست بنزد معاویہ کہ عہد حاوی انحاز و بگیرد و نامہ صلح را بنویسد۔ نامہ را چنین نوشتہ اند۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم صلح کرد حسن بن علی بن ابی طالب با معاویہ بن ابوسفیان کہ متعرض او نگردد بشرط آں کہ او عمل کند درمیان مردم بکتاب خدا و سنت رسول خدا و سیرت خلفاء شائستہ و ہر سالہ از خراج پنجاہ ہزار درہم بآں حضرت برساند

(ص ۲۵۳ جلاء العیون)

1- و سید مرتضیٰ روایت کردہ است چوں امام حسن با معاویہ صلح کرد شیعیان کہ بیک دیگر میرسیدند اظہار تأسف و حسرت مینمودند و آرزوئے قتال میکردند چوں دو سال از صلح گزشت بخدمت آنحضرت آمدند سلیمان بن صُرد الخزاعی بحضرت عرض کرد کہ تعجب ما بر طرف نمیشود از صلح کردن تو با معاویہ حالانکہ چہل ہزار کس از مردان کارزار با تو بودند از اہل کوفہ کہ مواجب از تو گرفتند۔ و در خانہ خود بودند علاوہ ازیں کہ لشکر ہائے ترا در بصرہ حجاز داشتی (ص ۲۶۳ جلاء العیون فارسی مطبوعہ ایران مصنف ملاں باقر مجلسی)

2 ۔ پس سیدنا مولا حسن بن علی نے صلح اور تحریری معاہدہ کیلئے اپنے چچازاد بھائی حضرت عبداللہ بن حارث کو حضرت امیر معاویہ کے پاس بھیجا۔ جس صلح نامے کی تحریر اس طرح تھی۔ کہ حسن بن علی بن ابی طالب کا معاویہ بن ابوسفیان کے ساتھ صلح کا معاہدہ ان شرائط پر طے پایا۔ کہ قرآن پاک اور سنّت مصطفےٰ اور خلفائے راشدین شائستہ کی سیرت کے

Marfat.com

کے مطابق اُمّت کے معاملات سرانجام دیے جائیں گے۔ اور اس شرط پر کہ وہ بیت المال سے پچاس ہزار درم سالانہ مجھے بدستور دیتا رہے گا۔

(ص ۲۰۳، جلاء العیون)

سید مرتضےٰ روایت کرتے ہیں کہ جب مولائے حسن نے حضرت معاویہ سے صلح کر لی۔ شیعہ حضرات جب آپس میں ملتے بہت افسوس کرتے اور دوبارہ لڑائی چھیڑنے کی تمنا کرتے۔ جب اِس صلح کو دو سال گزر گئے تو سب شیعہ مل کر مولائے حسن بن علی کے پاس آئے سلیمان بن صُرد خزاعی کہنے لگا کہ معاویہ بن ابوسفیان سے آپ کی صلح ہمارے لئے اب تک باعثِ تعجب و نا قابلِ فہم ہے۔ حالانکہ اہلِ کوفہ سے آپکے تنخواہ دار چالیس ہزار سے زائد جنگی شہسواروں کا لشکر آپ کے زیرِ نگین ان لشکروں کے علاوہ ہے جو بصرہ اور حجاز میں ہیں (ص ۲۶۳ جلاء العیون فارسی مطبوعہ ایران مصنف ملّاں باقر مجلسی)

چنانچہ ان شرائط پر حضرت مولیٰ حسن ابن علی نے اپنی خلافت کا حق حضرت امیر معاویہ کے سپرد کر دیا۔ مصالحتی پروگرام اتفاقیہ نہ تھا۔ بلکہ مشکوٰۃ نبوت سے اس مصالحتی سلسلے کی غیبی اطلاع برسوں پہلے دی جا چکی تھی۔ حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں۔

حدیث پاک۔ **اخرج احمد و البخاری و ابوداؤد و الترمذی و النسائی عن ابی بکرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان ابنی ھذا سید و لعل اللہ ان یصلح بہ بین فئیتن عظیمتین من المسلمین یعنی الحسن ہ**

(صفحہ ۱۹۲ الصواعق المحرقہ)

Marfat.com

ترجمہ۔ بچپن میں ہی حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمادیا تھا۔ کہ میرا یہ نواسہ حسن ابن علی بہت بڑی دو مسلمان جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا۔

گذشتہ دونوں حوالوں اور اس حدیث پاک سے درج ذیل نکات ظاہر و باہر ہیں۔

ا۔ مولائے حسن بن مولائے علی کرم اللہ وجھہ الکریم نے حضرت امیر معاویہ سے دو سال سے زائد عرصہ تک صلح قائم رکھی۔

ب:۔ پچاس ہزار سالانہ وظیفہ حضرت امیر معاویہ سے مولائے حسن ابن علی وصول کرتے رہے۔

ج:۔ خلفائے راشدین کی سیرت اور خلافت کو حسن ابن علی نے تسلیم ہی نہیں کیا بلکہ سابقہ خلفائے راشدین کی خلافت کو خلافت شائستہ قرار دیا۔

د:۔ مولائے حسن کے حمایتی متبعین شیعہ آپ کی صلح کے فیصلہ پر راضی نہ ہوئے اور نہ اِسکو تسلیم کیا۔

ھ:۔ مولائے حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کے مریدین لشکر اسلام کی گنتی چالیس ہزار سے زائد تھی۔

و۔ مذکورہ حدیث کے مطابق نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لشکرِ امام حسن بن علی اور لشکرِ امیر معاویہ (رضی اللہ عنھما) دونوں لشکروں کو (**بین فئتین عظیمتین من المسلمین**) دو مسلمان جماعتیں قرار دیا۔

یہی وہ مقام تھا کہ نصف لشکرِ اسلام حضرت امیر معاویہ کے ساتھ تھا اور نصف لشکر امام حسن ابن علی کے ساتھ تھا۔ اور مولائے حسن کے تحمل اور برداشت کا صدقہ اللہ تعالیٰ نے اُمت کو ایک بڑے خون خرابے سے محفوظ فرمالیا۔ اور اس سابقہ حدیث میں قابل غور

Marfat.com

الفاظ یہ ہیں۔ **من المسلمین** یعنی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں جماعتوں جماعت امیر معاویہ اور جماعت حضرت حسن بن علی کا نام مسلمان رکھا۔ باقی تمام پہلوؤں کے علاوہ صرف ایک ہی پہلو کا جائزہ لیا جائے۔ کہ حضرت امام حسن ابن علی کے اِس مصالحتی اقدام میں یہ بات کھل کر سامنے آ رہی ہے۔ کہ مولائے حسن ابن علی نے حضرت امیر معاویہ کو کیا سمجھ کر اپنی خلافت کا حق اُن کے سپرد کیا۔

مسلمان ایمان دار یا منافق بے ایمان؟ (**العیاذ باللہ**) اگر حضرت امیر معاویہ کو منافق یا بے ایمان سمجھ کر اپنی خلافت کا حق اُن کے سپرد کیا۔ تو یہ امامت و عظیم منصبِ اہل بیت پر بہت بڑا بدنما دھبہ اور ایسا داغ ثابت ہوتا ہے۔ کہ سارے جہانوں کے سمندروں کے پانی سے بھی صاف نہیں کیا جا سکتا۔ کسی کو بے ایمان کافر سمجھ کر بھی اپنی خلافت کا حق اُس کے سپرد کر دے۔ اور وہ سپرد کرنے والا امام الانبیاء کا نواسہ ہو مولائے علی کے جگر کا پارہ ہو فاطمہ زہرا کی آنکھ کا تارہ ہو ٹوٹے دلوں کا سہارہ ہو مولائے حسن ابن علی **صلوٰات اللہ علیہم حاشا و کلا** ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اور اگر حضرت امیر معاویہ کو صحابی رسول مسلمان سمجھ کر صلح کی تو معاملہ بالکل صاف ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ امام حسن ڈر گئے تقیہ کرتے ہوئے صلح کر لی۔ اتنے بڑے اسلامی اہم منصب پر فائز ہونے اور چالیس ہزار سے زائد زیرِ نگیں لشکر کے باوجود تقیہ (حق بات کہنے سے ڈرتے ہوئے خاموش رہنا) کرنا کیا مطلب؟ ڈرنے کا حق تو مولا حسین کو ہو سکتا تھا کہ بہتّر (۷۲) سے کچھ زائد جانثاروں پر مشتمل لشکر لئے ہزاروں کوفیوں کے مقابل تشنہ کام پیاسے کربلا کے تپتے ریگزار میں کھڑے ہیں۔ لیکن یزید سے صلح اس لئے نہیں کی کہ وہ امامت اور خلافت کے منصب کا حق دار ہی نہیں تھا۔ امام حسن پورے لشکر اسلام کا نصف

Marfat.com

لشکر (چالیس ہزار سے زائد نفری) ساتھ لیتے ہوئے اور وہ ڈر گئے۔ یہ امام حسن پر بہت بڑا بہتان ہے۔ امام حسن نہ ڈرے نہ بِکے بلکہ حق بات سامنے رکھ کر صلح کر لی۔ کربلا میں بھی مسئلہ خلافت تھا۔ اور صُلح مولا حسن ابنِ علی و حضرت امیر معاویہ کے وقت بھی یہی مسئلہ خلافت اور تلاش قاتلانِ عثمان پیش پیش تھا۔ یہ تاثر دینا بالکل غلط ہے کہ کربلا میں اور مسئلہ تھا۔ اور صُلح مابین حضرت حسن و حضرت معاویہ میں اور مسئلہ تھا۔ حالانکہ دونوں مقام پر خلافت کا بنیادی مسئلہ موجود تھا۔ اور یہ بات بخوبی واضح ہوگئی کہ حضرت امام حسن بن علی نے حضرت امیر معاویہ سے صلح کر کے اُن کے ایمان اور اسلام و صحابیت پر ہی مُہرِ تصدیق ثبت نہیں کی بلکہ ادوارِ سابقہ خلافت راشدہ سمیت حضرت امیر معاویہ کو ملک شام میں اسلامی امارت کے عہدے پر مقرر کرنے والے تنیوں خلفاء (حضرت ابوبکر، عمر، عثمان) سمیت بقیہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی حقانیت اور تمام صحابیت پر بھی ایمان کی مُہرِ تصدیق ثبت فرما دی۔ اگر صحابہء کرام اور اہل بیت کی آپس میں لڑائیاں ہوئی یا اختلاف ہوا تو وہ اسلام، کفر کی لڑائیاں نہ تھیں۔ بلکہ ہر دو فریق کی سوچ تعمیرِ اسلام اور اُمّت کی بہتری سے متعلق تھی۔ البتہ ان میں سے کسی ایک کی سوچ کا موقف غیر بہتر صورت پر مبنی ہوتا رہا۔ لیکن اُمت کی بہتری کے لئے ان کے اقدامات تھے نہ کہ لالچ اور ذاتی مفادات کے لئے۔

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ حضرت امام حسن بن علی نے حضرت امیر معاویہ کو ایماندار صحابی رسول سمجھ کر اپنی خلافت کا حق اُن کے سپرد کیا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

Marfat.com

سوال نمبر ۱۱:۔قرآن پاک کی کچھ آیات کا لغت (گرائمر) کے لحاظ سے لفظی ترجمہ اور لفظی مفہوم پر دارو مدار رکھنا کیا واقعی ناممکن ہے؟

جواب:۔قرآن پاک کی کافی تعداد میں ایسی آیاتِ کریمہ ملتی ہیں۔جن کا لفظی ترجمہ یا اِس لفظی ترجمہ کے ظاہری مفہوم پر انحصار ممکن نہیں ہے۔قرآن پاک کے بہت سے ظواہر ہیں اور بہت سے بواطن ہیں۔ایسے نشیب و فراز کو سمجھنے کے لئے صحابہ کرام تابعین و تبع تابعین میں سے ائمہ تفسیر کی اکثریتی یا اجماعی تحقیق پیش نظر نہ رکھی جائے تو قرآن پاک کے جامع و مُسلّم ہونے میں زبردست دشواری پیش آئے گی۔یعنی قرآن پاک میں تضاد اور اختلاف نظر آئے گا۔لھذا قرآن پاک کے چند الفاظ اور کچھ ایسی آیاتِ کریمہ تحریر کی جاتی ہیں۔ جن کی ظاہری لفظی صورتِ حال کی بجائے تفسیری ترجمہ اور ظاہری مفہوم کی بجائے حقیقی باطنی مفہوم کو مانے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں ہے۔سب سے بہترین تفسیر قرآن بالقرآن یعنی قرآن پاک کی ایک آیت کی وضاحت دوسری کسی آیت کریمہ میں مل جائے۔احادیث کا اور مفسرین کی اتفاق رائے یا اختلاف رائے کا درجہ بعد میں ہے۔اور جس چیز کی وضاحت قرآن پاک میں تحت اللفظ ہی کامل طریقے سے مل جائے اُس وضاحت کے مقابلے میں روایات کو ترک کیا جا سکتا ہے۔لیکن قرآن کو شک کی نظر سے نہیں دیکھا جا سکتا۔مثلاً شجرہ نسب محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(حدیث نمبر ۴۰ حصہ دوم گُلشن ہی گلشن رسالہ ھٰذا میں اس موضوع کی مکمل تفصیل دیکھی جا سکتی ہے۔)

ا۔بسملہ کے لفظی ترجمہ سے کوئی معقول مفہوم برآمد نہیں ہوتا جب تک بزرگانِ دین یعنی آئمہ تفسیر کا دیا ہوا تفسیری ترجمہ نہیں کیا جاتا اِس بات کی تفصیل اِسی رسالہ کے شروع

Marfat.com

میں ملاحظہ ہو۔

ب۔ **ولئن اتبعت اھواء ھم من بعد ماجاء ک من العلم انک اذالمن الظلمین** (پارہ۲ بقرہ)

ترجمہ لفظی:۔اور اگر تو پیروی کریگا (اُن) کافروں کی خواہشات کی معلوم ہو جانے کے بعد تو آپ ظالموں سے ہو جائیں گے:۔

اس لفظی ترجمہ سے ظاہری طور پر یہ بات کھل کر سامنے آرہی ہے۔کہ کافروں کی خواہشات کی پیروی نبی کیلئے ممکن ہے۔حالانکہ عصمتِ انبیاء کے سراسر خلاف ہے نبی کبھی بھی کسی کافر یا مشرک کے پیچھے نہیں چل سکتا۔لہٰذا اس آیت کا تفسیری ترجمہ ہی صحیح ہو سکتا ہے۔

تفسیری ترجمہ:۔اور اے (سننے والے) اگر تو نے (ان) کافروں کی خواہشات کی پیروی کی بعد اُس کے تجھے علم مل چکا تو اُس وقت تُو ضرور ظالم ہو گا آیت کریمہ میں مخاطب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں ہی نہیں بلکہ آپ سے سننے والا مراد ہے۔

ج:۔ **و یمکرون ویمکر اللہ و اللہ خیر المکرین** (پارہ۹ انفال)

لفظی ترجمہ:۔اور کافر مکر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی مکر کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا مکر سب سے بہتر ہے۔

حالانکہ مکر فریب اور فراڈ شانِ الوہیت کے بالکل خلاف ہے لہٰذا تفسیری ترجمہ ہی صحیح ہوگا

تفسیری ترجمہ:اور وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر ہے۔

اس قسم کے لفظی اور تفسیری ترجموں میں تمیز کرنا مقصود ہو تو کنزالایمان تفسیر نور العرفان بازار سے لاکر ترجمہ اعلحضرت احمد رضا خاں بریلوی ملاحظہ فرمائیں)

Marfat.com

سوال نمبر۱۲: ۔تمام امورِ دین ودنیا کی ابتداء اور انتہا کو سپردِ خدا کرتے وقت ساتھ ہی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام پاک شامل کرنا کیا واقعی شرک ہے؟

جواب: ۔کسی بھی کام میں گفتگو کرتے وقت اللہ اور رسول کا اکٹھا نام لینا نہ شرک ہے نہ کفر نہ ہی کوئی قباحت ہے۔ بلکہ یہ طریقہ کلام قرآن پاک کا بھی ہے۔احادیث مبارکہ میں بھی صحابہ کرام کا یہ تکیہ کلام ہوا کرتا تھا کہ اللہ و رسول بہتر جانتے ہیں۔اللہ و رسول کا بڑا احسان ہے مثلاً اندازِ قرآن کچھ یوں ہے۔

ولو انهم رضو امآ اتهم الله ورسوله و قالو حسبناالله ط سيوتيناالله من فضله ورسوله انا الىٰ الله راغبون

(پارہ۱۰توبہ)

ترجمہ: ۔اور اگر وہ منافق راضی ہو جائیں جو اُن کو اللہ اور اُس کے رسول نے عطا کردیا کیا اچھا ہوتا۔اور کہتے کہ ہمیں اللہ ہی کافی ہے اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اُس کا رسول بھی ہمیں دیتا ہے اپنے فضل سے بے شک اللہ ہی کی طرف رغبت ہے

صحابہ کرام کا تو اکثر تکیہ کلام ہی یہی ہوا کرتا تھا——"**الله ورسوله اعلم**"۔

ایک دفعہ غزوہ حنین کی غنیمتیں تقسیم فرماتے وقت نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے بارگاہِ رسالت سے ملنے والے انعامات کے بارے میں پوچھا تو صحابہ کرام نے جواباً عرض کیا۔ **الله و رسوله امن**۔اللہ اور اُس کے رسول کا بڑا احسان ہے۔یہ الفاظ مسلم شریف میں اور تفسیر خازن میں موجود ہیں۔

(مسلم شریف ص۳۳۹ جلد۱)

Marfat.com

سوال نمبر ۱۳:۔ کیا واقعی بارہ ربیع الاوّل کو مسلمان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلمکی وفات کی (معاذ اللہ) خوشی مناتے ہیں؟

جواب:۔ بے شک میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اہلِ جہان کے لئے اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم اور بڑا احسان ہے ارشادِ ربانی ہے۔

قل بفضل اللہ و برحمته فبذا لك فليفر حوا هو خير مما يجمعون(پاره ۱۱)

ترجمہ:۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ فرما دیجئے کہ اللہ جلّ جلالہ کا فضل اور اُس کی رحمت ملنے پر چاہیے کہ لوگ خوشیاں منائیں۔ اِس لئے مسلمان بارہ ربیع الاوّل کو میلادِ مصطفیٰ یعنی حضور علیہ السلام کی تشریف آوری کی خوشیاں مناتے ہیں۔

سوال نمبر ۱۴:۔ کیا بارہ ربیع الاوّل نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کا دن ہے؟

جواب:۔ وفاتِ نبوی کی تاریخ کے بارے میں صحابہ کرام سے چار قسم کی روایتیں منقول ہیں۔

روایت نمبر ۱:۔ بارہ ربیع الاوّل یہ روایت حضرت عائشہ صدیقہ اور ابن عباس کی طرف منسوب ہے۔

روایت نمبر ۲:۔ دس ربیع الاوّل یہ روایت ابن عباس کی طرف منسوب ہے۔

روایت نمبر ۳:۔ پندرہ ربیع الاوّل مروی از حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ۔

روایت نمبر ۴:۔ گیارہ رمضانِ المبارک اور یہ حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے۔

پہلی روایت کہ جس میں وفاتِ نبوی بارہ ربیع الاوّل بتائی گئی ہے اُسکی سند میں محمد بن عمرو

Marfat.com

اقدی ایک راوی ہے جس کے بارے میں امام اسحاق بن راھویہ امام علی بن مدینی امام ابو حاتم الرازی اورامام نسائی محدث نے متفقہ طور پر کہا ہے۔ کہ واقدی اپنی طرف سے حدیثیں گھڑلیا کرتا تھا۔امام یحیٰ بن معین نے کہا کہ واقدی ثقہ نہیں یعنی قابلِ اعتبار نہیں۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ واقدی کذّاب ہے۔ جو حدیثوں میں تبدیلی کر دیتا ہے۔ امام بخاری اور حاتم رازی نے کہا کہ واقدی کی حدیثیں نہ لکھی جائیں ۔عدی نے کہا واقدی کی حدیثیں تحریف سے محفوظ نہیں ۔ذھبی نے کہا واقدی کے سخت ضعیف ہونے پر ائمہ جرح وتعدیل کا اجماع ہے۔

(میزان الاعتدال ص ۴۲۵ جلد۲)

لہٰذا بارہ ربیع الاوّل کو وفات بتانے والی روایت پائیہ اعتبار سے بالکل ساقط ہے اِس قابل ہی نہیں کہ اِس حدیث سے استدلال کیا جاسکے۔

روایت نمبر۲ کی سند میں ایک راوی سیف بن عمر و ضعیف ہے ۔اور دوسرا راوی محمد بن عبداللہ ضعیف ہے۔

(تقریب التہذیب ۱۴۲۔۲۰۳ وخلاصہ التذہیب ۱۶۱،۳۵۰)

اور روایت نمبر۳ اور روایت نمبر۴ کی سند نامعلوم البتہ اجلہ تابعین ابن شہاب زھری سلیمان بن طرخان اور سعید بن ابراہیم زھری سے معتبر سندوں کے ساتھ یکم و دوم ربیع الاوّل وفاتِ نبوی منقول ہے۔ حاصل یہ کہ بارہ ربیع الاوّل کو یومِ وفاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرار دینا نہ تو صحابہ کرام سے ثابت ہے اور نہ تابعین سے لہٰذا بعد کے مؤرخ کا بارہ ربیع الاوّل کو تاریخ وفات قرار دینا کسی طرح درست نہیں ہوسکتا۔

مقام غور ہے کہ جب صحابہ کرام جو وفاتِ نبوی کے چشمِ دید گواہ تھے اُن کے شاگرد تابعین

Marfat.com

سے یہ اقوال ثابت نہیں تو بعد کے مؤرخ کو کس ذریعے سے یہ معلوم ہو گیا کہ وفاتِ نبوی بارہ ربیع الاوّل کو ہوئی ۔ یہی وجہ ہے کہ مشہور اور مستند دیوبندی مؤرخ علامہ شبلی نعمانی نے بھی یکم ربیع الاوّل کو ہی یومِ وفات قرار دیا۔ (سیرت النبی ۱۷ا ج ۲) عبدالوہاب نجدی کے بیٹے عبداللہ نے آٹھویں ربیع الاوّل کو یومِ وفات لکھا ہے)

قانون ہیت وتقویم کے لحاظ سے بھی بارہ ربیع الاوّل کو وفاتِ نبوی کسی طرح ممکن نہیں امام ابوالقاسم عبدالرحمٰن السُّہیلی متوفی ہجری پانچ سو اکیاسی مشہور مؤرخ ومحقق فرماتے ہیں

کیف ما دار الحال علےٰ ھذا الحساب فلم یکن الثا نی عشرمن ربیع الاوّل یوم الاثنین بوجه

(تاریخ اسلام للذھبی ص ۳۹۹)

ترجمہ :۔اس حساب سے کسی طرح سے بھی بارہ ربیع الاوّل کا یومِ وفات ہونا ثابت نہیں ۔ الغرض بارہ ربیع الاوّل کا یوم وفات ہونا کسی طرح بھی ثابت نہیں ہوسکتا عقلاً نہ نقلاً نہ روایۃً نہ درایۃً ۔لہٰذا بارہ ربیع الاوّل ہی یومِ میلاد ہے ۔ ولادتِ نبوی کی تاریخ کے بارے میں صحابہ کرام سے صرف ایک ہی صحیح روایت بارہ ربیع الاوّل کی منقول ہے ۔ جسے حافظ ابوبکر ابن ابی شیبہ التوفی ہجری ۲۳۵ نے سند صحیح کے ساتھ روایت فرمایا ملاحظہ ہو۔

عن عفان عن سعید بن مینا عن جابر و ابن عباس انهما قالا ولد رسول الله ﷺ عام الفیل یوم الاثنین الثانی عشر من ربیع الاول ۱۲

(بلوغ الامانی شرح الفتح الربانی ص ۱۸۹ ج ۲ ... البدایۃ والنھایۃ ۲۶۰ ج ۲)

Marfat.com

ترجمہ:۔ عفان سے روایت ہے کہ وہ سعید بن مینا سے روای کہ حضرت جابر اور حضرت عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ عنھم نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت عام الفیل میں سوموار کے روز بارھویں ربیع الاوّل کو ہوئی۔

سند:۔ اس حدیث کی سند میں پہلے راوی عفان کے بارے میں محدثین نے فرمایا کہ عفان ایک بلند پایہ امام ثقہ اور صاحبِ ضبط واتقان ہیں۔

(خلاصہ التذ ہیب ص ۲۶۸)۔ دوسرے روای سعید بن مینا ہیں یہ بھی ثقہ ہیں۔ خلاصہ التذ ہیب، خلاصہ التقریب ص ۱۲۶)

یہ کتابیں فن اسماء الرجال فنِ حدیث کی معتبر کتابیں ہیں۔ اِن دو جلیل القدر اور فقیہ صحابیوں کی صحیح الاسناد روایت سے ثابت ہوا کہ بارہ ربیع الاوّل ہی یومِ میلادِ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ لہٰذا بعد کے کسی مؤرخ کا قول یا ظن یا تخمین اِس حدیث کے بالمقابل لائق التفات وقابل قبول ہرگز نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ محدث زبیر بن بکار امام ابن عساکر امام جلال الدین ابن جوزی اور ابن الجزار وغیرہ ہم نے بارہ ربیع الاوّل کے یومِ میلاد ہونے پر اہلِ تحقیق کا اجماع نقل کیا ہے۔

(سیرتِ حلبیہ ص ۹۳، زرقانی علی المواہب اللدنیہ ص ۱۳۲، ج ۱)

اور یہی جمہور علماء اہل اسلام کا مسلک مشہور ہے۔

(البدایہ والنہایۃ، ۲۶۰ ج ۲)

امام احمد قسطلانی فرماتے ہیں خدا تعالیٰ رحمتیں نازل فرمائے اُس شخص پر جو میلاد پاک ربیع الاول کی راتوں کو خوشیوں کی عیدیں بنالے تاکہ جس کے دِل میں بغض شانِ رسالت کی بیماری ہے اُس کے دل پر قیامت قائم ہو جائے۔ (المواہب اللدنیہ اور زرقانی ۱۳۹ ج ۱، اور ملا علی قاری المتوفی ہجری ۱۰۱۴ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

اما اهلمکة یزید اهتمامهم به علیٰ یوم العید ۔

المورد الردی مطبوعہ مکہ یعنی اہل مکہ میلا د شریف کا اہتمام عید سے بڑھ کر کرتے ہیں ۔

☆ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا مشاہدہ ☆

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ میں ایک بار مکہ معظّمہ میں میلا د شریف کے روز مکان ولادت نبوی پر حاضر تھا اور لوگ آپ کے اِن معجزات کا بیان کر رہے تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے یا آپ کی بعثت سے قبل ظاہر ہوئے ۔ تو میں نے اچانک دیکھا کہ انوار کی بارش ہوئی تو میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ انوار اِن فرشتوں کے ہیں جن کو ایسی محافل پر مقرر کیا گیا ہے ۔ نیز میں نے دیکھا کہ انوار ملائکہ اور انوار رحمت ملے ہوئے ہیں ۔ (فیوض الحرمین عربی اُردو ۸۰،۸۱)

☆ مرشدا کابر دیوبند ☆

حاجی امداداللہ مہاجر مکی صاحب فرماتے ہیں کہ ۔ مولد شریف تمامی اہلِ حرمین کرتے ہیں اِس قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے ۔ (شمائم امدادیہ ص ۴۷)

☆ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے لخت جگر کا فتویٰ ☆

شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی رقم طراز ہیں ۔ ابولہب کافر نے ولادت نبوی کی خوشی میں اپنی کنیز ثوبیہ کو آزاد کیا تو اُس کافر کو قبر میں ہر سوموار یوم ولادت کو سکون بخش مشروب پینے کو ملتا ہے ۔ تو اُس موحد مسلمان کا کیا حال ہوگا ؟ یعنی اُسے کیا کیا نعمتیں نہ ملیں گی جو میلا د نبی کی خوشی منائے (مختصر سیرت الرسول ص ۱۳ شائع

Marfat.com

کردہ حافظ عبدالغفور اہل حدیث جہلم۔ یہی مضمون بخاری شریف میں بھی بعینہ موجود ہے

☆وفات کا غم کیوں نہیں مناتے؟☆

ہم ثابت کر چکے ہیں کہ بارہ ربیع الاوّل یومِ ولادت ہے نہ کہ یومِ وفات اگر بالفرض یومِ وفات بھی مان لیا جائے تو میلادنبی کی خوشی اسی تاریخ کو بھی منانا جائز رہے گا۔اور وفات کا سوگ منانا ممنوع ہی رہے گا۔ کیوں کہ نعمت کی خوشی منانا شرعاً ہمیشہ اور بار بار محبوب ہے ۔جیسے حضرت عیسیٰ نے نزولِ مائدہ کے دن کو اپنے اولین و آخرین کیلئے یومِ عید قرار دیا تھا۔لیکن وفات کا غم وفات سے تین روز کے بعد منانا قطعاً جائز نہیں ۔مگر افسوس کہ اسلام کے برائے نام اور قرآن و حدیث کے جھوٹے دعوے داروں میں سے کسی ایک کو اس قانون شرعی کی خبر نہیں ورنہ ایسا لغو اعتراض کرنے کی نوبت نہ آتی۔مختلف محدثین مفسرین اور کثیر تعداد علماء کرام ایک ہی مضمون کی روایت فرماتے ہیں۔

اُمرنا ان لّا نحد علیٰ میت فوق ثلث الالزوج الحدیث

ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم کسی وفات یافتہ پر تین روز بعد غم نہ منائیں مگر شوہر پر چار ماہ دس دن بیوی غم منا سکتی ہے۔

حوالہ جات (بخاری شریف ص۸۰۴ ج ۲ ۔صحیح مسلم ص ۴۰۶ ج ا موطا امام مالک ص۲۱۹ ۔موطا امام محمد ص ۶۷)

ثابت ہوا کہ تین روز کے بعد وفات کی غمی منانا ممنوع اور حصول نعمت کی خوشی بار بار اور ہمیشہ منانا شرعاً محبوب ہے۔اِس لئے ہم بارہ ربیع الاوّل کو وفات کی غمی نہیں میلاد کی خوشی مناتے ہیں۔

Marfat.com

☆دو سے زیادہ عیدیں☆

ا۔عیدالفطر ۲۔عیدالاضحیٰ ۳۔عید عرفہ ۴۔عید جمعہ

عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے علاوہ بھی احادیث سے کئی عیدیں

ثابت ہیں۔ مثلاً یومِ عرفہ کو احادیث میں عید کا دن قرار دیا گیا ہے۔ اور جمعہ کے روز کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عید کا دن قرار دیا ہے۔ روز جمعہ کے متعلق رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اِن ھذا یوم عید جعله الله للمسلمین

(سنن ابن ماجہ ص ۷۸)

ترجمہ:۔ جمعہ عید کا دن ہے اسے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے عید کا دن بنایا ہے۔ جمعہ کا دن یومِ میلاد حضرت آدم بھی ہے۔

اور یومِ وفات بھی ہے۔ اِس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے وفات کی غمی کو نظر انداز کرتے ہوئے یومِ میلاد نبی کی خوشی کو باقی رکھا اور جمعہ کے دن عید منانے کا حکم دیا ہے۔ دوپہر کے سورج کی طرح مسئلہ واضح اور روشن ہو گیا۔ کہ ایک ہی روز میں غمی یا خوشی کے اوقات جمع ہو جائیں تو غمی کی یاد تین روز کے بعد ختم ہو جاتی ہے۔

اور خوشی کی یاد ہمیشہ باقی رہتی ہے۔

لہٰذا بارہ ربیع الاوّل کو یومِ وفات نہیں اور اگر یومِ وفات بھی مان لیا جائے تو وفات کی غمی تین روز کے بعد ختم ہو جاتی ہے۔ اور میلاد کی خوشی قیامت تک باقی رہے گی۔

علیه الفُ الفِ تحیةً وَسلاماً

نکتہ

Marfat.com

میلادِ مصطفوی اور توحیدی خزانے

میلادِ مصطفوی **علیٰ صاحبها الفُ الفِ تحیة** کو بدعت یا شرک کہنے والے اپنا منہ سنبھالیں میلاد شریف تو اہل سنت و جماعت کو توحید کے کامل خزانے عطا فرماتا ہے۔ کیونکہ میلاد شریف کا مفہوم بھی یہی ہے کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا نہیں وہ بے مثال مخلوق ہیں۔انہیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا۔

سوال نمبر ۱۵۔اُمّت مُحمّدیہ **علیٰ صاحبها الفُ الفِ تحیة** میں دورِ حاضر کی بے لگام فرقہ واریت کو کم سے کم کرنے کیلئے کیا کوئی طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے؟

جواب:۔حق بات کو مٹانے کے لئے کوئی بھی رنگ اختیار کیا جائے اِس کا نام فرقہ واریت یا تفرقہ بازی ہی ہوسکتا ہے۔جن شرعی اسلامی سلسلوں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔اِن میں سے کسی بھی مسئلہ کی تائید جس فریق کے گھر سے مل جائے تو کم از کم ایسے مسائل میں اُس فریق کا الجھنا حق وصداقت کی علامت نہ ہے۔جس فریق کے اپنے گھر سے متنازعہ فیہ مسئلہ کا حل مل جائے تو اُس فریق کی دیانت داری یہ ہوگی کہ ایسے مسائل کو دل سے مان لے

دورِ حاضر کے اختلافی شرعی مسائل میں سے کچھ مسائل کا حل پیش کیا جاتا ہے اور حل بڑے بڑے مایہ ناز اسلاف علماء دین مسلک دیوبند اور دورِ حاضر کے مسلک اہلحدیث کے اسلاف محققین کی مثبت تحقیق اُن کے پیروکاروں کیلئے رھینِ منت ہے۔

Marfat.com

☆مثلاً دور حاضر کا اختلافی عقیدہ☆

☆انبیاء و اولیاء کا باخبر و بااختیار ہونا☆

آسمانوں اور زمینوں میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اپنے پیارے خاص مقربین بارگاہ انبیاء و اولیاء ملائکہ کو مجازی طور پر ہمیشہ کیلئے بااختیار و باخبر اپنا نائب مقرر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ قوت علمیہ و تصرف میں سے جب چاہیں کسی کو عنایت کر سکتے ہیں۔ جب کسی کی امداد کرنا چاہیں **باذن اللہ** کر سکتے ہیں۔ اور کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ خزانوں میں سے جس کو جو چاہیں عطا کر دیں دور حاضر کے اس اختلافی عقیدے کا حل ملاحظہ فرمائیں۔

عظیم بابائے مسلک دیوبند اور دور حاضر مسلک اہلحدیث کے مشترکہ بانی و سالار اعلیٰ و مسلمہ پیشوا امام مایہ ناز عالم دین ہر دو مکتب مولوی شاہ اسماعیل دہلوی اسی سلسلہ میں اپنی مثبت تحقیق کا معیاری حل پیش کرتے ہیں۔

☆ہم چنین اصحاب این مراتب عالیہ و ارباب این مناصب رفیعہ ماذون مطلق در تصرف عالم مثال و شہادت میباشند و این کبار اولی الایدی والابصار را میرسد کہ تمامی کلیات را بسوی خود نسبت نمایند مثلاً ایشانرا میرسد کہ بگویند کہ از عرش تا فرش سلطنت ما است☆

(ص ۱۰۱ صراط مستقیم فارسی مطبوعہ نولکشور انڈیا)

ترجمہ:۔ اس طرح ان مراتب عالیہ و مناصب رفیعہ کے صاحبان عالم مثال (عالم آخرت) اور عالم شہادت (دنیا) میں تصرف کرنے کے مطلق ماذون مجاز ہوتے ہیں۔ ان بزرگ واروں کو حق پہنچتا ہے کہ تمام کلیات کو اپنی طرف نسبت کریں مثلاً ان کو جائز ہے کہ کہیں عرش سے فرش تک ہماری سلطنت ہے۔ اس تحریر میں جن الفاظ سے

Marfat.com

بنیادی تصفیہ کیا گیا ہے وہ چند الفاظ یہی ہیں۔ ماذون مطلق عالم مثال (آخرت) عالم شہادت (دنیا) ایشانرامیرسد، از عرش تک فرش سلطنت ما است۔

ب:۔ ماذون مطلق (مختار عالم) کلی اختیار والے کو کہا جاتا ہے تمام کائنات کی مکمل نمائندگی اللہ والوں کیلئے ثابت بمع کلی اختیارات دین و دنیا اور اولیاء وانبیاء کو حق پہنچتا ہے۔ کہ وہ یہ کہیں کہ عرش سے لیکر فرش تک ہماری سلطنت وحکومت ہے۔

☆فرقہ واریت سوز کا ایک اور جلوہ☆

ودرین مقام بعض خلیفۃ اللہ میباشند وبعض خلیفۃ اللہ نمی باشند خلیفۃ اللہ آن کسی است کہ برائے انصرام جمیع مہام اورامقرر کردہ مانند نائب سازند وکہ این چنین بناشد پس وی خلیفۃ نیست (ص ۱۴۳ اصراط مستقیم فارسی مطبوعہ نولکشور)

ترجمہ۔ اور بعض بزرگ اس مقام میں خلیفۃ اللہ ہوتے ہیں اور بعض خلیفہ نہیں ہوتے۔ خلیفہ وہ ہے جس کو تمام مشکلات کے واسطے نائب کی مانند مقرر کریں اور جو ایسا نہیں وہ خلیفۃ اللہ نہیں قرآن حدیث سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ ہر نبی اور ولی خلیفۃ اللہ ہوتا ہے ولی نبی کی وساطت سے اور نبی بغیر وساطت کے اللہ تعالیٰ کا نائب اور خلیفہ ہے۔

☆فرقہ واریت سوز کا دوسرا جلوہ☆

وحضرت مرتضےٰ شیر خدا یکنوع تفضیل بر حضرات شیخین ہم ثابت است وآن تفضیل بجہت کثرت اتباع ایشان است ووساطت مقامات ولایت سائر خدات است مثل قطبیت، وغوثیت، وابدالیت وغیرھا از عہد کرامت مہد حضرت مرتضےٰ تا انقراض دنیا ہمہ بواسطہ ایشان است و در سلطنت سلاطین وامارت امراء ہم ہمتِ ایشان رادخلی است کہ برسیاحین عالم ملکوت مخفی نیست (ص ۵۸ صراط مستقیم مطبوعہ نولکشور انڈیا)۔

Marfat.com

ترجمہ۔اور مولیٰ علی مرتضے کو صدیق اکبرو فاروق اعظم پر اس لحاظ سے فضیلت حاصل ہے ۔اور وہ فضیلت مولیٰ علی کے تابعین (مریدین) کی کثرت ہے۔اور مقامات ولایت بلکہ تمام روحانی خدمات اوران کا عمل دخل قطبیت یا غوثیت اور ابدالیت جیسے مقامات کا انتظام وانصرام اور مولیٰ علی کے زمانہ اقدس سے لیکر اختتام دنیا تک بادشاہوں کو بادشاہی عطا کرنے میں امراء وزراء کو حکومت عطا کرنے میں مولیٰ علی کو وہ دخل اور اختیار ہے۔ کہ عالم ملکوت (فرشتوں کی دنیا) کے سیاحوں سے مخفی نہیں ہے۔

مولوی شاہ اسماعیل دہلوی ایک اور جگہ رقم طراز ہے۔ کہ برائے انکشاف حالات سموات وملاقات ارواح و ملائکہ وسیر جنت ونار واطلاع برحقائق آن مقام ودریافت امکنہ آنجا وانکشاف امری ازلوح محفوظ ذکریاحی یا قیوم است (۱۱۴ صراط مستقیم فارسی)

ترجمہ:۔تمام آسمانوں کے حالات کی آگاہی کیلیئے تمام فرشتوں سے ملاقات کیلیئے اور جنت ودوزخ کا نظارہ کرنے کیلیئے اور وہاں کے تمام حقائق سے آگاہی حاصل کرنے کیلیئے وہاں عالم امر کے تمام مقامات کو دریافت کرنے کیلیئے اور لوح محفوظ سے کسی بات کا پتہ چلانے کے لیئے یا حی یا قیوم کا ورد کیا جائے۔ ذرا غور کیا جائے تو پتہ چل رہا ہے کہ غیبی امور کے عالم الغیب بننے کیلیئے مولوی شاہ اسماعیل دہلوی نے ایک بڑا عظیم وظیفہ بتلا دیا ہے۔لوح محفوظ سے جو بھی چیز دیکھنا ہو جنت ودوزخ کی سیر کرکے وہاں کے حالات اور تمام امور کے سارے حقائق معلوم کرنے ہوں تو یہ وظیفہ یاحی یا قیوم مقرر کردیا ہے۔ یہ وظیفہ کرکے جو بھی کامیاب ہو جائے عام امتی کیوں نہ ہو علام الغیوب اور غیبی علوم پر اس کا قبضہ ہو جاتا ہے جب چاہے جو چاہے معلوم کرسکتا ہے صراط مستقیم فارسی مطبوعہ نولکشور کی کتاب کے ان چند حوالوں کے بعد یقیناً یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی اور ولی با اختیار اور تمام علوم غیبیہ اور

Marfat.com

علوم ظاہری کے ماہر اور مرکز ہوتے ہیں۔ لہذا نبی یا ولی کو بااختیار ماننے والے اور ان کو عالم الغیب ماننے والے اور ان کو قدرت کے خزانے بانٹنے والے اور مظلوم لوگوں کی دستگیری کرنے والے اس قسم کے عقائد رکھنے والے مسلمانوں کو کافر یا مشرک نہیں کہا جائے گا۔

اور انبیاء و اولیاء کی ذوات مقدسہ کے متعلق یہ عقائد رکھنے والے مسلمان پر کفر اور شرک کی مشین چلانا اسلام دشمنی اور فرقہ واریت ہی ہو سکتی ہے۔

اور کم از کم یہی صورت حال امام الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کیلئے مقرر کی جائے کہ وہ اتنی طاقت تصرف و علوم غیبیہ کے مالک ہیں۔ تو امتی آدمی کیلئے سر تسلیم خم کر دینا حقانیت کا ثبوت ہوگا۔ جب عام اُمتی یا حی یا قیوم کا وظیفہ کر کے لوح محفوظ پر نظر ڈال سکتا ہے۔ تو اولیاء و انبیاء اس لوح محفوظ پر نظر کیوں نہیں ڈال سکتے؟ جس لوح محفوظ کو قرآن پاک نے بیان فرمایا ہے۔

﴿ قرآنِ پاک کی تصدیق کے مطابق ماضی، حال، مستقبل کے تمام حالات لوح محفوظ میں مذکور و مذبور ہیں ﴾

لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین (پارہ ۷)

ہر چیز لوح محفوظ میں اللہ تعالیٰ نے قلم سے لکھوا دی ہے۔ یہ بات ہمیشہ یاد رکھنا ہوگی کہ کتابِ مبین سے مراد قرآن پاک بھی ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک نے خود ثبوت پیش کیا ہے

قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین (پ ۶)

اور دونوں کتاب مبین میں ماضی اور حال اور مستقبل کے تمام حالات محفوظ و مذکور ہیں) زندگی موت کا علم، حالات برزخ، حشر و نشر، قیامت کا علم، تندرستی اور بیماری کا علم اور مداوئ

Marfat.com

:۔ ماضی اور حال اور مستقبل کے حالات لوح محفوظ اور قرآن پاک میں قرآن پاک کی تصدیق کے مطابق مذکور ہیں ۔تو انبیاؑ و اولیاء و ملائکہ پر کس اصول کے تحت پابندی لگائی جائے گی؟ کہ لوح محفوظ سے تقدیریں دیکھنے کے اہل نہیں ہیں ۔قرآن پاک گواہ ہے ۔کہ فرشتوں کی وہ جماعتیں جو سلطنت الٰہیہ ارض و سما سمیت ساری کائنات کا انتظام چلاتی ہیں ۔ان کے حُسنِ انتظام کی اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں دو جگہ قسم اُٹھائی ہے۔

فالمُقسّمٰت امرا (پ۲٦)

اللہ تعالیٰ کے خزانوں کو تقسیم کرنے والی جماعتوں کی قسم ۔**فالمدبرات امرا** (پارہ ۳۰،سورہ نازعات) اللہ تعالیٰ کی حکومت کے امور کو مدبّرانہ انداز میں چلانے والی جماعتوں کی قسم ۔یہ بات بھی روز روشن سے زیادہ واضح ہوگئی کہ لوح محفوظ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذاتی مفاد کیلیۓ اور اپنی یاداشت کو قائم رکھنے کے لئے پیدا نہیں کیا اور یہ لوح محفوظ جو کہ مخلوق ہے خالق کو اس کا آسرا کیا ہوسکتا ہے ۔**العیاذ باالله** اللہ تعالیٰ اور اس کی یاداشت لوح محفوظ کی محتاج نہیں ہوسکتی ۔ یہ لوح محفوظ انبیاء و اولیاء و ملائکہ کی سہولت کے لئے پیدا کی گئی ہے کہ وہ لوح محفوظ سے دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی اجازت سے نظامِ کائنات چلائیں۔

انہی مولوی شاہ اسماعیل دہلوی کی تعریف میں مولوی مودودی صاحب اپنی کتاب تجدید و احیائے دین میں یوں رطب اللسان ہیں کہ مولوی اسماعیل دہلوی نے دین کی خدمت اور اصلاح کا بیڑا اٹھایا اور جہاں جہاں ان کے اثرات پہنچ سکے ۔وہاں زندگیوں میں ایسا زبردست انقلاب رونما ہوا کہ صحابہ کرام کے دور کی یاد تازہ ہوگئی۔

(تجدید و احیائے دین ص ۱۱۵ مصنف مولوی مودودی)

Marfat.com

﴿عظیم بابائے مکتبِ دیوبند﴾

اب ذرا ایک نظر ِمسلک دیوبند اور اس کی تمام ذیلی تنظیموں جماعتِ اسلامی سپاہ صحابہ جمیعۃ طلبہ مرکز الدعوۃ الارشاد اور ان کی جہادی تنظیموں سمیت تمام مسالک دیوبند کے امام و پیرو مرشد و امام اعظم سید الطائفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی طرف۔

یہ شخصیت بھی کوئی معمولی شخصیت نہیں ہے۔مسالک دیوبند کے مایہ ناز امام اس شخصیت کے مریدین اور خلیفے اور شاگرد ہیں۔مثلاً مولانا رشید احمد گنگوھی مولانا اشرف علی صاحب تھانوی مولانا محمود الحسن صدر مدرسہ دیوبند مولانا قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند مولانا حافظ محمد ضامن وغیرہ چوٹی کے علمائے دیوبند حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے مرید اور خلیفے ہیں۔اس مرشد مسلک دیوبند کی جو باتیں اور شرعی فیصلے آئندہ مذکور عبارات میں ظاہرو باہر ہیں ان کو مان لینا اور ایسے عقائد رکھنے والوں سے اتفاق رائے کرنا ایمان کی علامت ہوگی۔تاکہ فرقہ واریت کم سے کم ہوکر رہ جائے

☆ چند نمونے بطور مُشتے از خروارے ☆

نمبرا:۔ جو شخص سوتے وقت الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ پڑھے اور دائیں کروٹ لیٹے لیٹے ایک ہزار مرتبہ یارسول اللہ کا لفظ ورد کرے اس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوگی۔

(صفحہ ۱۵۔۴۵ کلیات امدادیہ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

نمبر۲: دوسری جگہ حضور ﷺ سے فریاد کرتے ہوئے استمدادی کلمات یوں ادا کیے ہیں

اگر چہ نیک یا بد تمہارا ہو چکا ہوں میں

تم اب چاہو ہنساؤ یا رلاؤ یارسول اللہ

Marfat.com

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں

بس اب چاہو ڈبا ؤیا تر ؤیا رسول اللہ

پھنسا ہوں بے طرح گرداب غم میں ناخدا ہو کر

میری کشتی کنارے پر لگا ؤیا رسول اللہ

(ص ۲۰۵ کلیات امدادیہ)

بلا تبصرہ۔ انبیاء اور اولیاء سے مدد مانگنے کی خوب وضاحت ہو گئی ۔ الحمد اللہ

☆ کلیات امدادیہ کتاب کی اہمیت ☆

جسٹس تقی عثمانی کے بھائی رضی عثمانی مفتی محمد شفیع دیوبندی خلیفہ مولوی اشرف علی تھانوی کے لڑکے اپنے مطبع دارالاشاعت کراچی سے یہ کتاب بار بار چھپوا رہے ہیں۔ شائع امدادیہ کتاب تصنیف مولانا اشرف تھانوی میں مہاجر مکی پیر و مرشد مسلک دیوبند کا نام امداد حسین لکھا گیا ہے

امداد حسین مہاجر مکی ایک اور جگہ رقم طراز ہیں۔

دُور کر دل سے حجاب جہل و غفلت میرے رب

کھول دے دل میں در علم حقیقت میرے اب

ہادی عالم علی مشکل کشا کے واسطے

(ص ۱۰۳ کلیات امدادیہ)

ایک نظر بر حکیم الامتہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی دیوبندی۔

ا:۔ دارالعلوم دیوبند کے انتظامی سلسلہ میں اختلاف پیدا ہوا تو مولوی قاسم نانوتوی (پیر بھائی مولوی اشرف علی تھانوی صاحب) جو فوت ہو چکے تھے اپنی قبر سے نکل کر مدرسہ میں

Marfat.com

آئے اور مولانا محمود الحسن کو ضروری ہدایت دے کر واپس قبر میں چلے گئے۔
(ص ۲۲۲ حکایات اولیاء (ارواح ثلاثہ) مطبوعہ دارالاشاعت کراچی تصنیف مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی)

نمبر۲:۔ حافظ محمد ضامن (پیر بھائی مولوی اشرف علی تھانوی) نے اپنی قبر سے آواز دے کر فاتحہ پڑھنے والے کو کہا کہ جاؤ کسی مردہ کی قبر پر جا کر فاتحہ پڑھ۔ (ص ۱۸۸ حکایات اولیاء تصنیف مولانا اشرف علی تھانوی دیوبندی مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

نمبر۳:۔ شاہ عبدالرحیم ولایتی کے ایک مرید تھے جن کا نام عبداللہ خاں تھا اور قوم کے راجپوت تھے۔ حضرت کے خاص مریدوں میں سے تھے۔ اور ان کی حالت یہ تھی کہ اگر کسی کہ گھر میں حمل ہوتا اور وہ تعویذ لینے آتا تو آپ فرمادیا کرتے تھے۔ کہ تیرے گھر میں لڑکی ہوگی یا لڑکا ہوگا۔ اور جو آپ بتلا دیتے تھے وہی ہوتا تھا۔

(ص ۱۵۰ حکایات اولیاء تصنیف مولانا اشرف علی تھانوی دیوبندی)

نمبر۴:۔ مولوی یعقوب نانوتوی دیوبندی کی قبر کی مٹی بخار سے شفا دیتی تھی موسمی بخار کے زمانہ میں لوگ نانوتوی صاحب کی قبر کی مٹی لے جا کر پانی میں حل کر کے مریضوں کو پلاتے تو بخار دور ہو جاتا تھا۔ نانوتوی صاحب کے بیٹے روزانہ قبر کی مٹی کی کمی کو دور کرنے کے لئے سر پر ٹوکریاں اُٹھا کر مٹی لے جا کر قبر پر ڈال دیتے۔ ایک دفعہ پریشان ہو کر بیٹوں نے قبر پر کھڑے ہو کر اپنے باپ نانوتوی سے مخاطب ہو کر کہا اب کہ اگر تمہاری قبر کی مٹی سے کسی کو بخار سے شفا ہوئی تو ہم قبر پر مٹی نہیں ڈالیں گے یوں ہی پڑے رہیو۔ چنانچہ اس کے بعد کسی کو بھی (مولوی یعقوب نانوتوی کی) قبر کی مٹی استعمال کرنے سے بخار سے شفا نہ ملی

(ص ۲۹۴ حکایات اولیاء)

Marfat.com

نمبر۵:۔ مولانا اشرف علی تھانوی مفسر قرآن مکتب دیو بند اپنی مشہور کتاب نشر الطیب میں لکھتے ہیں۔

یارسول الاله بابك لی

من غمام الغموم ملتحدی

میں ہوں بس اور آپ کا در یارسول اللہ

ابرِ غم گھیرے نہ پھر مجھ کو کبھی

یاشفیع العباد خذبیدی

انت فی الاضطرار معتمدی

دستگیری کیجئے میرے نبی

کشمکش میں تم ہی ہو میرے نبی

(نشر الطیب ص ۱۹۴ مطبوعہ تاج کمپنی ۱۹۸۰ء)

﴿ضروری تنبیہ﴾

مسلک دیو بند دور حاضر کے متعصّب لوگوں نے اس کتاب نشر الطیب سے یہ قصیدہ ختم کر دیا ہے۔ کہ کہیں ہمارا اہلِ سُنّت و جماعت بریلوی مسلک سے اتفاق نہ ہو جائے۔

نمبر۶:۔ مولانا اشرف علی تھانوی دیو بندی اپنی کتاب جمال الاولیاء مطبوعہ بلال گنج لاہور

Marfat.com

میں حاضر و ناظر کا مسئلہ یوں بیان فرماتے ہیں ۔ محمد حضرمی مجذوب نے ایک دفعہ تیس شہروں میں خطبہ اور نماز جمعہ بیک وقت پڑھا ہے اور کئی کئی شہروں میں ایک ہی شب میں شب باش ہوئے تھے۔

(ص ۸۸ جمال الاولیاء (بلاتبصرہ) فاعتبروا یااولی الابصار)

اسی طرح مکتب دیوبند کے مایہ ناز عالم دین صدر دیوبند مولوی محمود الحسن کی طرف ایک نظر کہ وہ اپنے پیرومرشد کی وفات حسرت آیات پر کیا کہہ گئے۔ بطور تعزیت مرثیہ لکھا جس کا نام بھی مرثیہ گنگوھی پاک وہند کا مطبوعہ ہر طرح دستیاب ہے۔ مولانا محمود الحسن مترجم و مفسر قرآن خلیفہ اعظم مولانا رشید احمد گنگوھی اپنے ہی پیر مولانا رشید احمد گنگوھی کی شان میں یوں قصیدہ خوان ہیں۔

نہ رُکا پر نہ رُکا پر نہ رُکا
اُس کا حکم تھا سیف قضائے مبرم
مُردوں کو زندہ کیا اور زندوں کو مرنے نہ دیا
اُس مسیحائی کو دیکھیں ذرا ابن مریم

(ص ۲۳ مرثیہ گنگوھی)

حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں یارب
گیا وہ قبلہ حاجات روحانی و جسمانی
(ص ۷ مرثیہ گنگوھی)

Marfat.com

☆دورِ حاضر کا مسلک اہل حدیث اور دوہرا معیار☆

اسی طرح دورِ حاضر کے مسلک اہل حدیث کے علماء کی کرامتیں اُن کی اپنی زبانی۔

مولوی عبدالمجید سوھدروی سیالکوٹی اہلحدیث اور مولوی ابراہیم میر اہلحدیث سیالکوٹی دونوں نے اپنے مکتب کے چیدہ چیدہ برگزیدہ علماء کی کرامتیں اکٹھی کر کے کراماتِ اہل حدیث نام رکھ کر ایک کتابچہ چھپوایا جس میں سے چند نمونے قارئین کی نظر۔

نمبر ا:۔ مولوی غلام رسول قلعوی جو کہ نذیر حسین دہلوی اہل حدیث کا شاگرد سید احمد بریلوی اہلحدیث کا مرید مولوی عبداللہ غزنوی اہلحدیث کا مصاحب خاص تھا ان کی حجامت حجام کر رہا تھا۔ حجامت کرتے کرتے اُس نے یہ شکایت کی کہ حضور میرا بیٹا کئی سال سے غائب ہے۔ جس کا ہمیں کوئی پتہ نہیں کہ کہاں ہے زندہ ہے یا مر گیا ہے۔ بس ایک ہی بیٹا تھا اُس کی فکر میں ہم تو مرئے جا رہے ہیں۔ آپ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا میاں وہ تو آپ کے گھر بیٹھا ہے اور وہ روٹی کھا رہا ہے۔ جاؤ بیشک جا کر دیکھ لو حجام گھر گیا تو سچ مچ بیٹا آیا ہوا تھا۔ اور کھانا کھا رہا تھا بیٹے سے ماجرا پوچھا تو اُس نے کہا کہ ابھی ابھی میں سکھر سندھ میں تھا معلوم نہیں مجھے کیا ہوا اور کیونکر آنکھ جھپکنے میں یہاں پہنچ گیا۔

(ص۱۲ کرامات اہلحدیث مصنف مولوی ابراہیم سیالکوٹی و عبدالمجید سوھدروی اہلحدیث)

نمبر ۲:۔ فضل دین نمبردار سکنہ مان ضلع گوجرانوالہ بیان کرتا ہے۔ کہ میرے پاس ایک بوڑھی سی بھینس تھی۔ جس سے ہم مایوس ہو چکے تھے کہ اب وہ گا بھن نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ بہت بوڑھی اور کمزور ہو چکی ہے۔ میں نے مولوی غلام رسول قلعوی سے عرض کیا کہ

Marfat.com

دعا کریں کہ خدا کوئی دودھ گھی کا انتظام کردے۔آپ نے فرمایا کہ تمہاری وہی بھینس گابھن ہوچکی ہے۔اور عنقریب بچہ دینے والی ہے وہ مدت تک دودھ دیتی رہے گی۔تم فکر نہ کرو فضل دین کا بیان ہے کہ سچ مچ تھوڑے ہی دنوں میں وہ بھینس دودھ دینے لگی تقریباً گیارہ دفعہ اُس کے بعد سُوئی (بچہ دیا) مُدّت دراز تک دودھ دیتی رہی۔

(ص ۱۳ کرامات اہلحدیث مصنف مولوی ابراہیم میر اہل حدیث و مولوی عبدالمجید سوھدروی سیالکوٹی مطبوعہ اسلامی کتب خانہ سیالکوٹ)

نمبر ۳:۔اب دیکھئے ذرا قیصر قصر اہل حدیث دور حاضر کی شان:۔

امیر حبیب اللہ خاں شاہ کابل کے پیر ضیاء معصوم صاحب پٹیالہ تشریف لائے۔تو انھوں نے سرہند جانے کے لئے قاضی سلیمان منصوری پوری اہلحدیث کو اپنے ساتھ لیا۔حضرت ضیاء معصوم جب روضہ حضرت مجدد الف ثانی پر مراقبہ کے لئے بیٹھے تو قاضی سلیمان نے دل میں کہا کہ شاید ان بزرگوں نے آپس میں کوئی راز کی بات کہنی ہو ان سے الگ ہو جانا چاہیے۔ابھی آپ اپنے جی میں یہ خیال لے کر اٹھے ہی تھے۔کہ حضرت مجدد الف ثانی نے آپ کو ہاتھ سے پکڑ لیا اور فرمایا سلیمان بیٹھے رہو۔ہم کوئی بات تجھ سے راز میں نہیں رکھنا چاہتے۔صوفی حبیب الرحمان صاحب کا بیان ہے کہ قاضی سلیمان منصور پوری نے بعض دوستوں سے ذکر کیا اور فرمایا کہ یہ واقعہ مراقبہ یا مکاشفہ کا نہیں بلکہ بیداری کا ہے۔

(ص ۱۹ کرامات اہلحدیث مصنف مولوی ابراہیم میر اہلحدیث و مولوی عبدالمجید سوھدروی سیالکوٹی اہل حدیث مطبوعہ اسلامی کتب خانہ سیالکوٹ)

☆ان تینوں کرامتوں میں واضح امور درج ذیل ہیں☆

ا:۔غیر اللہ سے مدد مانگنا۔تقریباً دو ہزار میل دُور تک گمشدہ کو آنکھ جھپکنے سے پہلے حاضر

Marfat.com

کرنا۔ علم غیب پر مکمل قبضہ۔ کسی کی زندگی یا موت کا علم۔ بڑھاپے سے واپس جوانی شباب عطا کرنا۔ بغیر وسائل اور بغیر نر کے مادہ کا بچہ دینا اولاد دینا اور گیارہ سال جوانی دوبارہ بحال کرنا۔ بزرگوں کے مزاروں پر حاضری دینا۔ پس مرگ اولیاء اللہ کو زندہ ماننا۔ مرنے کے بعد کسی کو صاحب اختیار ماننا۔ بیداری میں اولیاء اللہ کا بعد از وفات جسد عنصری سمیت ملاقات کرنا۔ کسی کو تندرستی عطا کرنا وغیرہ

قارئین غور کیجئے ! اب ضد کرنے کی کوئی گنجائش نہیں اس حقیقت کے عیاں ہو جانے کے بعد کہ اسلاف علماء دیوبند و اکابر علماء مسلک اہلحدیث نے دور حاضر میں کافی حد تک فرقہ واریت کو کم کرنے کے لئے جو مثبت انداز میں حقائق و عقائد پیش کئے ہیں۔ ان حقائق و عقائد کے برخلاف چلنا صاف گمراہی اور فرقہ واریت ہی ہو سکتی ہے۔ اور ان چند حوالہ جات میں جو نظریات مذکور ہیں وہ بعینہ اہلسنت و جماعت بریلوی مسلک میں بھی ثابت اور ظاہر و باہر ہیں۔ لہٰذا فرقہ واریت کی بے لگام افراتفری کی الجھن کو کم سے کم کرنے کیلئے سُلجھن کا ایک یہ بہترین طریقہ پیش خدمت ہوا۔ جو کہ اسلاف علماء دیوبند و اسلاف اکابر علماءِ مسلک اہل حدیث دور حاضر کی مثبت تحقیق کا حوالہ جات مذکورہ کے پیش نظر ایک معقول انداز ہے۔

اب ایسے لوگ خدارا ضد نہ کریں اور فرقہ وارریت سے باز آجائیں اگر ایسی صورت حال رہی تو پھر یہی کچھ ہوگا۔

ایسی ضد کا کیا ٹھکانہ دین حق پہچان کر
ہم ہوئے مُسلم تو وہ مُسلم ہی کافر ہو گئے۔

Marfat.com

سوال نمبر ١٦:۔ایک سو چودہ سورتوں والا قرآن پاک جو اُمّتِ محمدیہ **علے صاحبھا الف الف تحیة** کے پاس اب موجود ہے۔کیا یہی اصل اور پورا قرآن ہے؟

جواب:۔ایک سو چودہ سورتوں والا عربی زبان میں اُمّتِ محمدیہ **علے صاحبھا الف الف تحیة** کے پاس موجود قرآن ہی اصل اور پورا قرآن ہے۔عہدِ حاضر کے بعض بد قسمت لوگ اس کلام اللہ (قرآن مجید) کو شک کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ حالانکہ قرآن پاک نے اپنی بیمثال اہمیت خود بیان فرمادی ہے۔

و اِنّہٗ لکتٰب عزیزٌ لا یاتیه الباطَل مَن بین یدیه و لا من خلفهٖ تنزِیل مّن حکیمٍ حمید ْ(پارہ ٢٥)

ترجمہ:۔اور یہ کتاب عزت اور غلبہ والی ہے۔اس کے آگے اور اس کے پیچھے سے کسی قسم کا جھوٹ نہیں آسکتا۔صفتوں والے دانا کی طرف سے اتاری گئی ہے۔

ایک حدیث پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن پاک کی ایک تعارفی صورت بیان فرمائی ہے۔

ترکتُ فیکم امرین لن تضلواما تمسکتم بهما کتاب الله و عترتی۔

ترجمہ: تم میں دو عظیم نعمتیں چھوڑ چلا ہوں۔ جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔اللہ کی کتاب قرآن پاک اور میری آل۔

یہ دونوں چیزیں لازم وملزوم ہیں۔ جو قرآن کو شک کی نظر سے دیکھے گا۔وہ آلِ رسول کا ماننے والا ہو ہی نہیں سکتا۔اور جو آلِ رسول کا دشمن ومنکر ہو وہ قرآن کا بھی منکر ہے۔قرآن پاک کی جن آیاتِ کریمہ میں صحابہ کرام خلفاء راشدین و ازواج مطہرات کے ایمان

Marfat.com

وایقان وجنتی ہونے کا ذکر ہے۔ اُن آیات کے پیش نظر جو مسلمان نبی پاک کی پاک بیویوں بالخصوص سیدہ عائشہ صدیقہ بنت صدیق و نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ بالخصوص حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر بن خطاب وحضرت عثمان وحضرت علی بن ابی طالب سے عداوت رکھنے والا ہو وہ اُن آیاتِ قرآنی کا منکر ہے۔اور قرآن کا منکر مسلمان نہیں ہوسکتا۔ جو اہل بیت کی محبت کا دم بھرے اور قرآن میں بیان کی گئی صحابہ کرام کی صفات وذوات سے عداوت رکھے وہ اہل بیت کا بھی منکر ہے۔اور قرآن کا بھی مُنکر ہے۔

مثلاً قرآن پاک نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک سے زائد صُلبی بیٹیوں کا ذکر کیا ہے۔ جو نبی پاک کی چار بیٹیوں کا مُنکر ہے۔ وہ قرآن پاک کا بھی منکر ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں پارہ نمبر۲۲ رکوع ۵ میں موجود ہے۔

یا ایها النبی قل لازواجك و بنٰتك ونساء المومنین ید نین علیهن من جلابیبهن (پ ۲۲ ع ۵)

ترجمہ: اے غیب کی خبر دینے والے اپنی بیویوں اور صاحبزادیوں اور تمام ایمان والوں کی عورتوں کو حکم دے دو کہ پردہ کیا کریں۔ اس آیت کریمہ میں لفظ **بـنـاتك** سے ثابت ہے۔ کہ بنات لفظ جمع ہے! یعنی کئی صاحبزادیاں! تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک سے زائد صاحبزادیوں کا ثبوت قرآن پاک نے لفظی طور پر فراہم کر دیا۔ جیسا کہ مکتبہ شیعہ کی مُعتبر کتاب اصول کافی میں اور اہلِ سُنّت و جماعت کی حدیث کی کتابوں میں بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار صُلبی نسلی صاحبزادیوں کا ذِکر مُوجود ہے۔ اور قران پاک میں ہی حضرت عائشہ صدیقہ **صلوٰات الله علیها** کے ایمان اور پاک دامنی کا فیصلہ اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے۔ کہ اُن کے ایمان اور پاک دامنی میں کوئی شک نہیں

Marfat.com

جیسا کہ سورۂ نور کے رکوع نمبر۲ سے لیکر بالخصوص آخر تک موجود ہے۔اور صحابہ کرام کے ایمان اور فضل وکمال کے **متعلق پ ۱۱ ع ۲** شروع رکوع میں والسّٰبقون الاولون من المھاجرین والانصار ذکر موجود ہے لہذا صحابہ کرام اور ازواج پاک اُمّھات المؤمنین کے ساتھ دشمنی رکھتے ہوئے جو مُسلمان یہ دعویٰ کرے کہ میں قرآن کا ماننے والا محبِّ اہل بیت ہوں تو وہ قرآن کا مُنکر ہوا۔ایسے ہی جو بھی مسلمان قرآن پاک کے مُتعلق کسی قسم کا شک کرے تو وہ قرآن کو ماننے والا نہیں۔اس موضوع کی مزید معلومات کیلئے اصلاحی سوالنمبر ۸ ملاحظہ فرمائیے۔

سوال نمبر۱۷: **مُرتَدّ** کافر کو اپنا امام ماننے والے کو کیا مسلمان ہی کہیں گے؟

جواب: **مُرتَدّ** کافر اُس انسان کو کہا جاتا ہے جو ایک مرتبہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو کر دینِ اسلام کے لازمی اصولوں میں سے کسی ایک کا مُنکر ہو جائے یا دین کے سب اصولوں کا مُنکر ہو جائے۔مرتد کافر کو اپنا امام بنانے والا مسلمان کم ازکم یہ نظریہ تو ضرور رکھے گا۔کہ وہ مسلمان ہے۔اور یہ بات شرعی اسلامی بلکہ عالمی طور پر مُسلّم ہے۔کہ کافر کو دیدہ ودانستہ مسلمان کہنے والا خود بھی کافر ہو جاتا ہے۔ظاہری دنیاوی طور پر بھی یہ حقیقت مُسلّم ہے۔کہ حکومتِ وقت کے ایک قانون کا منکر سب قوانین کا باغی قرار دیا جاتا ہے۔ایسے ہی اسلام کے کسی ایک قانون کا منکر اسلام کے سارے اصولوں اور قوانین کا منکر ہے۔

دورِ حاضر میں نام نہاد اسلامی فرقے اکثر ایسے ہی مرض کا شکار ہیں۔بعض اللہ تعالیٰ کو مجبور مانتے ہیں۔(جبری قدری وغیرہ) صحابہ کرام پر بعض گستاخِ صحابہ لعنت بھیجنے والے قرآن کے منکر بعض اولیاء کرام واہلبیت کے مُنکر۔اِن سب غلیظ اور گندے عقیدوں سے پاک تو صرف اہلسُنت وجماعت بریلوی مسلک ہی ہے۔

Marfat.com

دورِ حاضر میں غلام احمد مرزا کو نبی ماننے والے احمدی یا قادیانی یا مرزائی ایک ہی چیز ہیں۔ایسے مرزائی لوگوں کی ہی مثال لیجیئے کہ وہ ہمارے سادہ لوح سُنیوں کو ورغلا کر مرزائی بنانے کے لیے یہ دھوکا دیتے ہیں۔کہ ہم مرزا غلام احمد کو نبی کب مانتے ہیں؟ ہم تو اُس کو اپنا امام مانتے ہیں۔حالانکہ یہ اُن کا صریحاً فریب اور مکاری ہے۔غلام احمد نبوت کا دعویٰ کرنے سے مرتد کافر ٹھہرا اور تادمِ آخر اِسی دعویٰ پر ڈٹا رہا۔ایسے مرتد کو جب امام مان لیا جائے گا۔تو مسلمان مان لیا جائے گا۔اور مرتد کافر کو مسلمان مان لینے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔نتیجہ یہ نکلا کہ مُجرم، چور، ڈاکو، قاتل، بے ایمان آدمی کا یقین ہو جانے کے بعد اُسے نیک اور ایمان دار مسلمان مانا جائے تو ایسا کہنے والا خود بدعنوان، بے ایمان ٹھہرے گا ۔حالانکہ دورِ حاضر کے گمراہ فرقے فکر و عمل کے اکثر صحیح بنیادی عقائد کے حامل ہیں۔لیکن اصولِ دین میں سے ایک یا دو اسلامی بنیادی قوانین کے مُنکر ہیں۔اس لیے ایسے فرقوں والے گمراہ مرتد ٹھہرے۔جیسا کہ غلام احمد مرزا قادیانی نے اپنے جُھوٹے، کذاب و دجال ہونے کا ایسا ایک تحریری ثبوت اپنی تصانیف میں

شائع کیا۔کہ میں مسیح ابن مریم بھی ہوں امام مہدی بھی ہوں، محمد بن عبداللہ بھی ہوں اور غلام احمد مرزا بھی ہوں مسیح ابن مریم سیدنا عیسیٰ **روح اللہ علےٰ نبینا و علیھما الصلوۃ والسلام** کا لقب ہے جو کے ملتِ نصرانیت کے مالک تھے۔اور ان کا باپ نہیں تھا اور صرف ماں (سیدہ مریم) ہی سے اللہ تعالیٰ نے بغیر باپ کے اپنی قدرت سے عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔

امام مہدی.....نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادِ عالی کے مطابق آل رسول سے قیامت کے نزدیک ایک امام ہوگا۔جس کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا اور ان ہی کی امامت میں

Marfat.com

سیدنا مسیح ابن مریم آسمانوں سے ملک شام کی جامع مسجد دمشق کے شرقی منار پر اتریں گے۔اور اس مذہب اسلام کے قوانین کے مطابق اُمتی کی حیثیت سے احکامات نافذ فرمائیں گے۔

غلام احمد مرزا قادیانی یہ وہ شخص ہے جس نے ۱۴۰۰ھ کے آغاز میں نبی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ حالانکہ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن پاک اور سُنّت واجماع اُمت کے فیصلے کے مطابق آخری نبی ہیں۔ قرآن نے آپ کو خاتم النبین کے لقب سے نوازا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اگر کوئی سابقہ انبیاء میں سے تشریف لائے گا۔ تو وہ نبی بن کر کسی اور ملت کا حامل ہو کر نہیں بلکہ اُمتی بن کر اِسی شریعتِ محمدیہ کی خدمت کیلئے جیسے حضرت عیسیٰ **علےٰ نبینا و علیه الصلوٰة والسلام** تشریف لائیں گے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا جو بھی میرے بعد نبوت کا دعویٰ کرے گا کذّاب ودجال ہوگا **انا خاتم النبین لا نبی بعدی** میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا''۔ اس لئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اسلام کے ایک قانون ختم نبوت کو توڑا۔ اس ایک شرعی قانون کا مُنکر ہوا تو مرتد کافر ٹھہرا۔ حالانکہ مرزائی یہی قرآن پاک، یہی کلمہ توحید، یہی اذان وتکبیر اور یہی نماز پڑھتے ہیں۔ ایسے ہی سال بعد رمضان المبارک کے روزے بھی رکھتے ہیں۔ لیکن اسکے باوجود مرتد کافر اس لئے ٹھہرے۔ کہ اُنہوں نے اسلام کے تمام قوانین میں سے ایک قانون ختم نبوت کا انکار کیا۔ مرزا غلام احمد کے کذّاب ودجّال ہونے کا ایک بہت بڑا ثبوت یہ بھی ہے کہ اُس نے اپنی تصانیف میں لکھا ہے کہ میں غلام احمد ولد غلام قادر بیگ۔ غلام احمد بھی ہوں عیسیٰ ابن مریم بھی ہوں اور محمد بن عبداللہ امام

Marfat.com

مہدی بھی ہوں یہ کتنا بڑا جھوٹ کا غلیظ اور گندا دعویٰ ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے؟ کہ ایک ہی شخص بیک وقت غلام احمد ولد غلام قادر بیگ بھی ہو عیسیٰ ابن مریم بھی ہو اور محمد بن عبداللہ امام مہدی بھی ہو۔ شریعت مطہرہ میں مرزائی یا کسی بھی مرتد کافر کے بارے یہ حکم ہے۔ کہ ایسے شخص کو کہیں بھی قتل کر دیا جائے اس کا خون معاف ہے۔ اُس کا مال لُوٹ لیا جائے تو جائز ہے۔ اسی طرح دورِ حاضر کے دیگر فرقے جو اپنے خیال کے مطابق خود کو اسلام کے صحیح علمبردار سمجھے بیٹھے ہیں۔۔ حالانکہ انھیں فرقوں میں سے بعض مُقامِ مصطفیٰ کے منکر اور نظامِ مصطفیٰ کے علمبردار۔ اور بعض اہل بیت کے جعلی عقیدت منداور قرآن کے منکر بضمن عداوت صحابہ ءکرام۔ اور بعض اولیاء کرام کے منکر ہیں۔ چنانچہ دورِ حاضر کے ایسے فرقوں کے متعلق حتمی رائے قائم کرنا ہر صحیح العقیدہ سُنّی مسلمان کا اپنا اخلاقی لازمی فریضہ ہے۔ اور سرفہرست اسلام کے ایک قانون (ختمِ نبوت) کی مُنکر مرزائیت کا نقشہ سامنے رکھ کر دوسرے باطل جھوٹے فرقوں کو یقین سے پہچاننا اور سمجھنا کوئی مشکل بات نہیں ہے۔

خلاصہ: جو مسلمان کسی کافر یا مرتد کو جان بوجھ کر مسلمان کہے یا مانے وہ مسلمان خود کافر ہو جاتا ہے۔ **و اللہ اعلم با الصواب**

Marfat.com

سوال نمبر ۱۸:۔ کیا اسلام کی تمام فکری و نظری حدود میں سیکولرازم کا کوئی بنیادی یا اضافی عمل دخل متصوّر ہو سکتا ہے؟

جواب :۔ اسلام کے اندر کچھ ایسے مسلمان متعدد مقامات پر نظر آتے رہتے ہیں جن کا اسلام سے متعلق یہ نظریہ ہے۔ کہ اسلام میں کسی قسم کی بندش و قید نہیں ۔مسلمان جو جی چاہے کر گزرے کوئی قباحت نہیں ۔ایسے لوگ زیادہ تر اسلام کے اصولوں سے بے خبر ہوتے ہیں ۔مغربی دُنیاوی اسکولوں کی تعلیم سے تو خوب آراستہ ہوتے ہیں ۔لیکن اسلام کے بنیادی فکری و عملی ضابطوں سے بے خبر ہوتے ہیں ۔اور ایسے لوگوں کو آپ سیکولر مسلمان کہہ سکتے ہیں ۔کہ فرائض اسلام میں سے جو طبیعت نے چاہا کر لیا اور جو طبیعت نے نہ چاہا اُسے یوں کہہ کر رد کر دیا۔ جی یہ مولویوں کے ڈھکوسلے ہیں ۔اسلام میں اتنی پابندی کہاں ہے؟ دراصل اسلام کے ضابطوں سے بے خبر لوگ یہی کہہ سکتے ہیں ۔کہ انہوں نے تعلیمی سلسلے میں جو عمر کا حصہ صرف کیا وہ تو اسکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں میں گزار دیا۔ لیکن بعد میں خشخشی رسمی سی ڈکیتی نوسر بازی، کرنے والوں کی سی داڑھی رکھ کر یا اس کے بغیر ہی علماء کے پیچھے پڑ گیا ۔اور اسلام کی بیخ کنی کرنے میں اُسے خوب مزہ آنے لگا ۔ایسے مصنوعی سیکولر بے علم مولوی کثرت سے معرض وجود میں آ رہے ہیں ۔ چونکہ اسکولوں کی کلاس اول سے لیکر اعلیٰ سے اعلیٰ یونیورسٹیوں کی ڈگریوں کے حصول تک ان لوگوں کو سوائے چند اسلامی معلومات کے کچھ خبر نہیں دی جاتی ۔سرکاری اداروں کے سند یافتہ افراد میں سے بہت کم حضرات ماہر اصولِ شریعت ہوتے ہیں ۔ ورنہ اکثر و بیشتر اصولِ قرآن ۔اصولِ حدیث ۔اصولِ فقہ کی چند چیزوں کے علاوہ کچھ معلومات نہیں رکھتے تو اپنی عقل استعمال کرتے ہیں ۔نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ فرائض اسلام میں کانٹ چھانٹ شروع کر دیتے

Marfat.com

ہیں ۔جب علماء حق ایسی بے بنیاد غیر اسلامی افکار و اعمال کا تعاقب کرتے ہیں۔تو وہ اُلٹا علمائے حقہ کے در پے آزار ہو کر ان کی کردار کشی کرنا شروع کر دیتے ہیں ۔اور ایسی بناوٹی سکالر شپ پر قبضہ جمانے والے ماڈرن فیشن پرست مولوی اکثر حکومتِ وقت یا امیر کبیر لوگوں کے پٹھو اور ان کے نمک خوار ہوتے ہیں ۔جو کے بغیر کسی اہلیت کے بلّے بلّے اور منصب پرستی کے متلاشی ہوتے ہیں ۔ ہر دور میں ایسے حکومتی پروانے کثیر تعداد میں پائے جاتے ہیں ۔نماز کی بات سامنے آئی تو کہہ گزرے کیا اللہ تعالیٰ ہماری نمازوں کا محتاج ہے؟ زکوٰۃ کی بات آئی تو کہہ گزرے کیا اللہ تعالیٰ غریب ہے؟ اُسے ہمارے پیسوں کی کیا ضرورت ہے؟ جتنا ہو سکے خیرات کر دو مزید کسی پابندی کی کوئی گنجائش نہیں پردے کی بات آئی تو کہہ گزرے ارے دل کا پردہ ہونا چاہیے ۔اور جسم کو ڈھانپنے کی کیا ضرورت ؟ اس لئے ایسی باتیں کرنے والے سیکولر مولوی اسلام کے دشمن ہیں ۔

☆ خلاصہ ☆

اسلام میں فرائض ، واجبات ۔اخلاقیات کی حدیں مقرر ہیں ۔اسلام کے اندر اس قسم کے سیکولرازم کا اسلام کی فکری و نظری حدود میں کوئی تصور نہیں ہے ۔

Marfat.com

سوال نمبر۱۹:۔دورِحاضراور خواتین میں پردہ کی بنیادی حدود کیسے قائم رکھی جاسکتی ہیں؟

جواب:۔عصر حاضر کی خواتین ہوں یا پہلے ادوارِ دنیا کی۔معاشرے میں عورتوں اور مردوں کے درمیان معاصرین دانا لوگ ممکنہ حد تک ایسی حدود متعین کرتے ہیں۔جن کی وجہ سے آوارہ جنسی رجحان کے نقصان سے مردوزن محفوظ رہتے ہیں۔اور توالد وتناسل میں نہایت متوازن اندازِ حیات قائم رہتا ہے۔قرآن پاک میں اس اُمتِ مسلمہ کی بنات آدم تمام عورتوں کیلئیے معاشرے اور پردے کا جو توازن قائم کیا گیا ہے۔وہ سابقہ اُمتوں کے ضابطہ ہائے حیات سے افادیت میں کسی طرح بھی کم نہیں ہے۔بلکہ کہیں زیادہ معقول اور سکون بخش ہے۔قرآن پاک ہر انسان کیلئے ضابطہ حیات ہونے کے حوالے سے جہاں عورتوں کے ہر قسم کے لازمی واختیاری حقوق بیان کرتا ہے۔وہاں عورت کی عزت محفوظ رکھنے کیلئے بنیادی اور لازمی قوانین بھی بیان کرتا ہے۔جس سے ہر ماں، بیٹی ،بہن ،خالہ ،پھوپھی کی عصمت کو کامل تحفظ ملتا ہے۔۔وہ ہے شرعی پردے کا قانون۔

☆پردہ اور قرآن پاک☆

یاایها النبی قل لازواجك و بنتك و نساء المؤمنین یُد نین علیهن من جلابیبهن ذالك ادنی ان یعرفن فلا یؤذَین

(پارہ۲۲،احزاب۴ع)

قل للؤمنین یغضوا من ابصارهم و یحفظوا فروجهم ذلك ازکی لهم ان الله خبیر" بما یصنعون ۔ و قل للمؤمنت یغضضن من ابصارهن و یحفظن فروجهن ولا یُبدین زینتهن الّا ما ظهر منها و لیضربن بخمر هن علٰی جُیوبهن

Marfat.com

ولا یبدین زینتھن الا لبعولتھن اَو اٰبآءِھن اَو اٰبآء بُعُولتھن...... الخ (پارہ ۱۸ ۱۰ع النور)

ترجمہ:۔اے غیب کی خبر دینے والے اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور تمام ایمان والوں کی عورتوں کو پردے کا حکم دیجئے یہ اس لئے کہ ان کی پہچان نہ ہو سکے گی تو اُن کو کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔

(سورۃ احزاب رکوع ۴)

ترجمہ:۔یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایمان والوں کو حکم دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔اور شرم گاہیں محفوظ رکھیں۔یہ ایمان والوں کیلئے بہت بہتر ہے۔بے شک اللہ تعالیٰ ان کے اعمال سے باخبر ہے۔اور ایمان والی عورتوں کو حکم دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہیں محفوظ رکھیں۔اور سوائے ہاتھ اور پاؤں کے اپنے جسم کو ننگا نہ رکھیں۔اور اپنے سر چادروں سے ڈھانپے رکھیں۔اور اپنے خاوند، باپ، بیٹے، سگے بھائی، سگے بھتیجے، سگے بھانجے، اپنے خاوند کے سگے بیٹے۔یا ان مردوں کی بیویوں اور نابالغ لڑکوں (جو میاں بیوی کے جنسی امور سے واقف نہ ہوں) کے علاوہ کسی کے سامنے اپنی خوب صورتی ظاہر نہ کریں۔ (سورۃ النور، ۱۰ع)

بے تکلفی کی معتدل فضا میں جن مرد و زن کو پردے کی ضرورت نہیں ان افراد کی شریعت مطہرہ میں قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت کر دی گئی ہے۔زندگی کے کسی بھی مرحلے میں جن مردوں کے ساتھ عورت کی شادی نہیں ہو سکتی۔ایسے تمام مردوں سے پردہ ضروری نہیں۔لیکن احتیاط کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے۔کیونکہ شیطان تو باپ، بیٹے، سسر، چچا، ماموں تک کسی کو بھی کسی بھی وقت ورغلا کر تباہ کر سکتا ہے۔غیر ضروری بے تکلفی

Marfat.com

کسی بھی وقت تباہ کن ہو سکتی ہے۔خواہ عورت کا بیٹا یا باپ ہی کیوں نہ ہو۔اخبارات ،اشتہارات کے ذریعے وقتاً فوقتاً ایسے نتیجے منظرِ عام پر آتے رہتے ہیں۔

ان مذکورہ افراد کے علاوہ بھی ایسے مواقع ہیں۔جہاں عورت کو شدید پردے کا حکم دیا گیا ہے۔مثلاً ہر قسم کے کُھسرے اور آوارہ عورتوں سے بھی پردہ ضروری ہے۔اسلئے کہ یہ کُھسرے اور غنڈی بازاری آوارہ عورتیں شریف عورتوں کی خوبصورتی اور محاسن باہر جا کر عیاش بُرے آدمیوں سے بیان کرتی ہیں نتیجۃً شریف عورتوں کے خلاف ایسے غنڈے عیاش درپے آزار اور عصمت دری کے درپے ہو جاتے ہیں۔اور شرعی پردہ کی خلاف ورزی کا یہی نتیجہ نکلتا ہے۔کہ عزت اور عصمت دونوں کا جنازہ نکل جاتا ہے۔عورتوں پر شرعی پردہ فرض ہونے کی وجہ **ذالک ادنٰی ان یُعرفن فلایوذین** یعنی غیر محرم افراد سے اور غیر ضروری بے تکلفی سے عورتیں جتنی گمنامی کے دائرہ میں رہیں گی۔اتنی ہی ان کی عزت و عصمت محفوظ رہے گی۔یہ پابندی صرف انسانی غیرت اور بنیادی اخلاق کے تحفظ کیلئے ہے۔زمنِ رسالت میں بڑی بڑی کھلی چادریں ہوا کرتی تھیں۔اس کے بعد مختلف تبدیلیاں بھی ہوئیں۔عصرِ حاضر میں ٹوپی نما بُرقع اور ترکی بُرقع اور صرف بڑی چادر اور نقاب والی چادر اور صرف رومالی اور صرف آنکھوں کی جالی قسم کے برقعے کارفرما ہیں۔

قرآن پاک نے پردے کی غرض و غایت تو **ذلك ادنـــى ان يـعـرفـن فـلا يـوءذين** سے یہ بیان کی ہے کہ غلط نظروں کو اُٹھنے کا موقع نہ ملنے پائے۔پردے کا اندازِ جاذبیت نواز ہر صورت بے پردہ ہونے سے بدتر ہے۔اور دوسرا مقصد عورت کی پہچان نہ کی جا سکے۔باپردہ ہوتے ہوئے بھی اس ارادہ سے عورت باہر نکلے کہ عام لوگوں کیلئے ان کی آنکھوں اور دلوں کا سرمایہ عیش و سکون بنوں تو ایسی

Marfat.com

عورت پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور انبیاء کی اس وقت تک لعنتیں پڑتی رہتی ہیں ۔ جب تک وہ عورت واپس اپنے گھر نہیں پہنچ جاتی ۔

☆نکتہ☆

گوہر حیات ہی جنسیت پرست اوباش افراد نے اگر چُوس لیا۔اب والدین اُس لڑکی کو کونسے مقام پر فائز کرنا چاہیں گے ۔ جبکہ اس سلسلہ طویل سے آنے والی قوم کا نسلی قومی اخلاق کا معیار کیا ہوگا ؟ دور حاضر اور عورت کے درمیان پردے کی بنیادی حدود اس طرح قائم رہ سکتی ہیں ۔ کہ عورتوں کے تجارتی اور شاپنگ سنٹر اور تعلیمی ادارے اور دیگر ملازمت کے سلسلے غیر محرم آدمیوں سے الگ رہیں ورنہ دیکھا جارہا ہے ۔ کہ بے تکلفی اور بے پردگی کی فضا کون کون سے تحفے پیش کررہی ہے ۔ خواہ علاج معالجہ کے ادارے ہوں یا کاروباری ادارے یا تعلیمی کسی بھی میدان میں بے تکلفی اور بے پردگی کی فضا قائم ہوتو شریف ترین لڑکیوں اور عورتوں میں سے چند خوش قسمت ہی اپنی عزت اور عصمت محفوظ لیکر واپس آتی ہیں ۔ ورنہ اکثر لڑکیاں اور عورتیں آوارہ منش ملازم طبقے کی جنسی پیاس کی نظر ہو جاتی ہیں

Marfat.com

سوال نمبر ۲۰:۔ کیا حرامی بھی سچ بولتے ہیں۔ کیا قرآن و حدیث پڑھ کر سنانے والا بھی گستاخ رسول ہوسکتا ہے؟

جواب:۔ حرامی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ۱۔ تخمی ۲۔ پیوندی۔ تخمی تو ہر صورت بے اصل ہی ہے۔ لیکن پیوندی حرامی اس کو کہتے ہیں جس کے نسلی تولیدی مراحل تو اپنی حدود میں مقید رہے ہوں۔

لیکن بعد میں وہ حرام زادوں کی وضع قطع، نشت و برخاست، رفتار اور گفتار کو اپنی زندگی کا جزوِ **لاینفك** بنالے ایسے آدمی کو بھی حرامی ہی کہا جاتا ہے

مثلاً کوئی آدمی اپنے والد سے کہہ دے او میری ماں کے خصم۔ یا اپنی والدہ سے کہہ دے۔ او میرے باپ کی رَن (بُڈھی)۔ دیکھنے کو تو یہ دونوں باتیں صحیح اور سچی ہیں۔ لیکن ایسا آدمی جو یہ الفاظ اپنے باپ سے کہہ دے یا اپنی ماں سے مذکورہ الفاظ کہہ دے تو باپ بھی فوراً اور ماں بھی ایسی بات پر فوراً بول اُٹھیں گے۔ او حرامزادے (حرامی) حالانکہ وہ بالکل صحیح بول رہا ہے کہ اُس کی ماں اُس کے باپ کی بیوی (رن) ہی ہے اور اس کا باپ اسکی ماں کا خصم یعنی مالک ہی ہے۔ لیکن اُس کو حرامی کا تمغہ ملے گا۔ اس لئے کہ اُس نے اپنی ماں اور باپ کے شایانِ شان اعلیٰ ادبی انداز اور الفاظ چھوڑ کر نہایت گھٹیا درجے کے الفاظ اور انداز اختیار کیا۔ اسی لئے بے ادب انسان معراجِ انسانیت کے کسی بھی درجہ کو حاصل نہیں کرسکتا۔ بہت سے حرامی سچی باتیں بتا کر قتل و غارت تک کی فضا قائم کر دیتے ہیں۔ اور ایسے ہی بعض قرآن و حدیث صحیح سنانے والے ایمان کی دولت غارت کر دیتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ حرامی سچ بھی بولتے ہیں۔

ایسے ہی بہت سے فرقہ واریت نواز مولوی، غیر معقول سکالرشپ حاصل کرنے والے اور

Marfat.com

بڑے بڑے فاضل، گولڈ میڈلیسٹ، اسلامیات کے درسی فنون کے ماہر قرآن کی آیات پڑھ کر اور سیر حاصل احادیث سنا کر وعظ کرتے ہیں۔ اور باتیں اکثر صحیح ہوتی ہیں۔ لیکن اندازِ بیاں ادب اور اصلاحِ اُمّت اور مقامِ مُصطفٰے کی عظمت سے دل خالی ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے وہ گستاخ ہی ہیں۔ اور قرآن پاک نے ایسے گستاخ اور بالخصوص گستاخِ رسول کو بڑی خصوصیت سے حرامی قرار دیا ہے۔

عُتُلٍ بَعْدَ ذَالِكَ زَنِيمٍ (٢٩) یعنی نبی پاک کا گستاخ حرامی ہے۔

سوال نمبر ۲۱:۔ کیا ہر مسجد اللہ تعالٰی کا گھر ہے؟

جواب:۔ قرآن پاک نے مساجد کی دو اقسام بیان کی ہیں۔
(۱) مسجد تقوٰی یا مسجد رضوان ۔(۲) مسجد ضرار یا مسجد کفر۔

جس مسجد میں اللہ تعالٰی سے ڈرنے والے اور رضائے الٰہی کی تلاش میں تعمیری سوچ رکھنے والے یادِ الٰہی عبادت ریاضت میں مصروف مقام مُصطفٰے کی عظمت کے گرویدہ ہوں۔ ہر ایسی مسجد کا نام مسجد تقوٰی ہے۔ جس مسجد میں تخریبی اندازِ فکر رکھنے والے فرقہ پرست اسلام کے کسی ایک رکن کے منکر یا اس رکن کے ساتھ عداوت رکھنے والے نظام مصطفٰے کے علمبردار اور مقام مصطفٰے کے منکر عبادت گزار ہوں۔ وہ مسجد تباہی کا گڑھا، خباثت نواز، اللہ و رسول کے دشمنوں کا مورچہ، دوزخ کا آتشکدہ اور شیطان کا گھر ہے۔ اللہ کا گھر نہیں۔ یہ تقسیم قرآن پاک نے کچھ اس طرح بیان فرمائی ہے۔ قولہ تعالٰی:۔

۱۔ والذین اتخذوا مسجد اضراراً و کفرا و تفریقا بین المؤمنین وارصاد المن حارب اللّٰه ورسوله من قبل ولیحلفن ان اردنا الاالحسنی واللّٰه یشهد انهم لکٰذبون۔

Marfat.com

۲:۔ لَمَسجد اُسس علیٰ التقویٰ من اوّل یوم احق ان تقوم فیه فیه رجال یحبُّون اَن یتطهروا واللہ یحب المطهرین

۳:۔ افمن اَسّس بنیانَه علیٰ تقوی من اللہ و رضوان خیر امّن اَسس بنیانه علیٰ شفا جرف هار فانهاربه فی نار جهنم واللہ لا یهدی القوم الظٰلمین۔

﴿پ۔۱۱ رکوع۔۲﴾

ترجمہ آیت نمبر ا:۔ اور وہ لوگ جنھوں نے کفر کو فروغ دینے اور ایمان والوں میں پھوٹ ڈالنے اور اللہ اس کے رسول کے اگلے پچھلے سارے دشمنوں کو ڈیرہ بطور مورچہ فراہم کرنے کے لیئے مسجد ضرار تعمیر کی۔ اور قسم کھا رہے ہیں کہ ہمارا ارادہ نیک تھا۔ اور اللہ تعالی گواہی دیتا ہے کہ یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ ایسی مسجد میں تشریف نہ لے جایئے۔

ترجمہ آیت نمبر۲:۔ اور وہ مسجد (قبا) کی پہلے دن سے ہی تقوی کی نیت پر بنیاد رکھی گئی ایسی مساجد میں آپ ضرور تشریف لیجایئے۔ ایسی مساجد میں طہارت اور پاکیزگی پسند آدمی ہیں اور اللہ طہارت پسند آدمیوں سے پیار کرتا ہے۔

ترجمہ آیت نمبر۳:۔ کیا جس نے خوف خدا اور رضائے الٰہی کی نیت سے مسجد کی بنیاد رکھی وہ **اللہ جل مجدہ** کا گھر ہے؟ یا وہ شخص جس نے کسی خطرناک تباہ کن گڑھے کے کنارے ایسی مسجد کی بنیاد رکھی جو سیدھی جہنم میں جا گرے۔ اللہ تعالی ظالم قوم کو راہ نہیں دیتا۔

یہ تینوں آیات مقدسہ تحت اللفظ واضح مفہوم بیان فرما رہی ہیں۔ کہ کسی وضاحت

Marfat.com

کی ضرورت نہ ہے۔ البتہ بعض نہایت کند ذہن مسلمان ایسے حقائق کو کسی نہ کسی حد تک سمجھنے سے قاصر ہیں۔ ان آیات سے **اظهر من الشمس** یہ بات واضح ہے۔ کہ مسجد دو قسم کی ہے۔ ایک مسجد اللہ اور اس کے رسول کے ماننے والوں کی جس کا نام قرآن پاک نے مسجد تقوی اور مسجد رضوان رکھا۔ اور دوسری قسم مسجد کی جس کا نام قرآن نے مسجد کفر اور مسجد ضرار رکھا۔ جو کہ اللہ و رسول کے دشمنوں کی ہے۔ اب دور حاضر کے مسلمان خود مشاہدہ فرما کر ان آیتوں کی مصداق مساجد کو معلوم کر سکتے ہیں۔ جن مساجد میں منفی اور تخریبی طرز عمل کے آدمی شیطانیت کے فروغ کیلئے ایمان والوں میں پھوٹ ڈالنے کیلئے عبادت گذاری کر رہے ہوں۔ وہ تمام مساجد مسجد ضرار کے حکم میں ہیں۔ اور جن مساجد میں مثبت تعمیری طرز فکر و عمل اور انسانیت سازی پر مبنی و حق پرستی کے فروغ کیلئے عبادت گذار انسان موجود ہوں ان مساجد کا حکم مسجد تقوی و مسجد رضوان کا ہے۔

توحید و رسالت اور نبوت کے منصب کی شناخت و محبت۔ اور ہر لحاظ سے قرآن پر مکمل ایمان اور اہل بیت کرام و صحابہ کرام و اولیاء کرام کی عظمت و فیضان پر ایمان تمام اصول دین کے بارے مثبت و تعمیری طرز فکر و عمل ہو تب حق پرستی کی کامل علامت ہو گی۔ ورنہ ان مذکورہ اصول دین و دوسرے تمام غیر مذکورہ اصول دین میں سے کسی ایک قانون کے منکر یا گستاخ تمام قوانین شرع و دساتیر اسلامیہ کے منکر ہی ہوں گے۔ خواہ وہ دین اسلام کے دوسرے باقی تمام قوانین کے ماننے والے ہی کیوں نہ ہوں۔ ایک قانون کا منکر سب قوانین کا منکر سمجھا جاتا ہے۔ اور اقوام عالم کا یہی متفقہ فیصلہ ہے۔ اور یہ حق پرستی دور حاضر میں مسلک حق اہل سنت و جماعت میں ہی ہے۔ اور ان کی مساجد مسجد تقوی و مسجد رضوان کے حکم میں ہے۔ اور دوسرے تمام غلط فرقوں کی مساجد مسجد ضرار۔ مسجد کفر۔ مسجد

Marfat.com

فتنہ کے حکم میں ہے۔

☆ان آیات کریمہ کا شان نزول☆

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد رسالت میں موجود تمام منافقوں کے بارے میں یہ آیات کریمہ نازل کی گئیں۔لیکن کلام اللہ قرآن پاک کے دستور کے مطابق بالخصوص شرعی احکام والی اکثر آیات کا شان نزول خاص اور حکم تا قیامت عام ہوا کرتا ہے۔احادیث وتفاسیر کی کتب میں یہ بات مذکور ومذبور ہے۔کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مسجد ضرار کی اینٹ سے اینٹ بجا کر اس کو آگ لگانے کا حکم دیا۔جو فرقہ واریت کو پروان چڑھانے اور اسلام کی بیخ کنی کیلیئے بنائی گئی تھی۔وہ منافقوں کی یہی مذکورہ مسجد، مسجد ضرار ہی تھی۔

☆غزوہ تبوک وبنائے مسجد ضرار☆

ہجری نبوی ۹ میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود بنفس نفیس روم کی وسیع وعریض سلطنت کے زیر اثر علاقوں میں صحابہ کرام کے ساتھ جو کفر واسلام کی جنگ لڑی اس جنگ کا نام غزوہ تبوک ہے۔اس غزوہ کی تیاری سے پہلے ہی جن سرکردہ منافقین نے مدینہ شریف میں مسجد قبا کے مقابلے میں ایک مسجد تعمیر کرنے کا منصوبہ تیار کر رکھا تھا۔وہ بارہ آدمی تھے۔

(۱)**خزام بن خالد** (اسی منافق نے مسجد ضرار کیلئے اپنے گھر کا کچھ حصہ وقف کر رکھا تھا اور یہیں مسجد ضرار تعمیر کی گئی۔) (۲) **ثعلبہ بن حاطب** (۳)**متعب بن قشیر** (۴)**ابو حبیبہ بن ازعر** (۵)**عباد بن حنیف** (۶) **جاریہ بن عامر** (۷) **مُجمع بن جاریہ** (۸) **زید بن جاریہ** (۹) **نبتل بن حارث** (۱۰) **بَخرج**

Marfat.com

(۱۱) بجاد بن عثمان (۱۲) ودیعہ بن ثابت ۔

جنگِ تبوک سے قبل ان منافقوں نے بڑے معذرت بھرے انداز میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا تھا کہ ہمارے محلے کو مسجد قبا دُور پڑتی ہے۔ گرمی سردی بارش میں ہمیں دُشواریاں پیش آتی ہیں۔ ہم اپنے محلے میں ایک مسجد بنانا چاہتے ہیں۔ آپ بھی وہاں تشریف لائیے گا برکت کے لیے دعا ہوگی۔ غازیان اسلام صحابہ کرام کی غزوہ تبوک پر روانگی کے بعد راستے ہی سے منافقوں کا سردار عبداللہ بن ابی ابن سلول اپنے ہمراہ تین صد منافقوں کو لشکر اسلام سے ہٹا کر واپس لے آیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ تبوک کی کامیابی کے بعد واپسی پر اللہ جل مجدہ کے حکم کے مطابق منافقوں کی بنائی ہوئی مسجد ضرار کو بنیادوں سے اکھیڑ کر آگ لگانے کا حکم دے دیا۔ جب کہ اس وقت کچھ منافق مسجد کے اندر موجود تھے۔ چند صحابہ کرام نے فوراً وہاں پہنچ کر اندر بیٹھے ہوئے منافقوں سمیت مسجد کو آگ لگادی۔ اور مسجد کے اندر بیٹھے منافقوں نے بھاگ کر اپنی جانیں بچائیں۔ بعد میں مسمار کر کے بنیادوں کو اکھیڑ کر اینٹ سے اینٹ بجادی۔ قریب کھڑے منافقین قسمیں اٹھا اٹھا کر کہہ رہے تھے۔ **ان اردنا الا الحسنی** ہمارا ارادہ نیک تھا آپ نے کیا کیا؟ ایسے منافقین کی گنتی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں تین صد کے لگ بھگ تھی۔

ان آیات کریمہ سے بڑے بڑے مفہوم ظاہر ہوتے ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) مسجد کتنی بھی بڑی خوبصورت محراب اور مینار والی ہو جب وہ اسلام دشمنی فرقہ واریت کو پروان چڑھانے کیلئے بنائی گئی ہو وہ مسجد ہندوؤں کے مندر اور سکھوں کے گرجا گھروں سے بدتر اور زیادہ خطرناک ہے۔ یہ فیصلہ مذکورہ سابقہ آیات کے ان الفاظ سے ثابت

Marfat.com

(کفراً و تفریقاًبین المؤمنین و ارصاداً لمن حارب اللہ ورسولہ)

اس لیئے بھی کہ غیر مسلموں کی عبادت گاہوں کو بلا وجہ شرعی آگ سے جلانے کی اجازت نہ ہے اور مسجد ضرار اتنی خطرناک ثابت ہوئی کہ یہ مسجد ضرار اور اس جیسی تمام مساجد کو جلانا اور اکھیڑنا ضروری قرار پایا۔ ان آیات میں مسجد ضرار کی خباثت قرآن پاک میں کن حوالوں سے بیان ہوئی۔

(مسجد ضرار) نقصان دینے والی مسجد **(و کفرا)** اور کفر کو فروغ دینے والی مسجد **(و تفریقا بین المومنین)** اور ایمان والوں میں پھوٹ ڈالنے والی مسجد فتنہ **(وارصاد لمن حارب اللہ ورسولہ من قبل)** اللہ جل مجدہ اور اُس کے رسول کے اگلے پچھلے سارے دشمنوں کا ڈیرہ بطور مورچہ **(علی شفا جرف ھار)** تباہی کا گڑھا خباثت نواز **(فانھاربہ فی نار جھنم)** جہنم کے آتشکدہ کا ایندھن۔

نکتہ

دور حاضر کے کچھ سیکولر فرسودہ ذہن مسلمان یہ کہتے سنے جائیں گے۔ کہ وہ منافق لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے کے بعد تک مر گئے تھے۔ لھذا اب کوئی منافق نہیں۔ حالانکہ یہ بات حماقت سے بھی کہیں آگے متجاوز ہے۔ اس لیئے کہ تین طاقتیں تو آغاز تخلیق سے لیکر قیامت تک موجود رہیں گی۔ جن کا انکار ممکن ہی نہیں۔ اس کی نشاندھی سورہ بقرہ کے پہلے دو رکوعوں میں کھلے الفاظ میں بیان کردی گئی ہے۔ اگر بالفرض یہ بات قطعی طور پر مان لی جائے کہ منافقت تھی ختم ہوگئی۔ تو ایسے ہی پھر یہ بھی کہا جا سکتا ہے۔ کہ کفر تھا لیکن ختم ہوگیا۔ یقیناً یہ بات مُسلّم رہے گی۔ کہ یہ تینوں شعبے (ایمان، نفاق،

Marfat.com

کفر) اب بھی کام کر رہے ہیں۔

لُبّ لُباب

خلاصہ یہ نکلا کہ دور حاضر کی تمام مساجد اللہ کا گھر نہیں ہیں۔ ان میں سے بڑی تعداد میں ایسی مساجد موجود ہیں۔ جن کے نام قرآن پاک میں مسجد ضرار، مسجد کفر، مسجد جہنم رکھ دیئے گئے ہیں۔ لہٰذا ایسی مساجد میں نماز یا عبادت کرنا قہر خداوندی کو للکارنے کے مترادف ہے ۔اور ان تخریبی مساجد خباثت کے اڈوں میں چندہ دینا سخت حرام ہے۔

واللہ اعلم با الصواب

ختم شُد

Marfat.com

Marfat.com

حصہ دوم

گلشن ہی گلشن

مجموعہ زائد از یک صد احادیث

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	مقدمہ	1
2	پیش نظر امور	2
3	دور حاضر اور بدعت کا مسئلہ	3
4	باب قوت عالم گیر سماعت وبصر شہنشاہِ بحر وبر	6
5	زمین سے لیکر آسمان دنیا کی مسافت	7
6	نگاہ نبوت کا نہایت کم ترین سفر اور ملک شام	8
7	چودہ طبقوں سے باہر ہمارے نبی کی رسائی	10
8	دلوں کے حال کی آگاہی اور عظمت مصطفیٰ	12
9	مردے سنتے دیکھتے اور جانتے بھی ہیں	14
10	رسول پاک کی نشانی مخالف کی زبانی	18
11	چودہ طبقوں کے باہر تک ایک عام عورت کی سماعت کی رسائی	21
12	مدینہ میں جلوہ گر اور مکہ میں امتی سے باخبر	23
13	رازدانِ ہر یک ﷺ سے کوئی بھی راز مخفی نہیں	25
14	نبی علوم غیبیہ کا ایمان پرور نکتہ	27
15	نبی اپنے امتی کے حشر کے انجام سے باخبر	29
16	آسمان کے کل ستارے اور فاروق اعظم کی نیکیاں	31
17	ہمارے نبی تمام دوزخیوں اور بہشتیوں کو جانتے ہیں	34
18	دور حاضر کا موبائل پروگرام اور نبی پاک کے عالم الغیب ہونے کی بھیڑیے کی تصدیق	39
19	ایک ایمان افروز نکتہ	41
20	قرآنی آیات اور علم غیب	44
21	نبی پاک کا اختیار کا باب	47
22	دنیا میں رہ کر جنت کی تقسیم اور بلا واسطہ نبی کو داتا کہنا	49
23	اللہ تعالیٰ کے خزانوں کو بانٹنے والے	52
24	جنتی جائیداد کی تقسیم	54
25	زمین کے خزانوں کی کنجیاں اور آقا مختارِ کل	56
26	سلطنت مصطفیٰ کا حدود اربعہ	59
27	نبی کا فقر غریبی اختیاری ہوتی ہے	61
28	فرائض اسلام کا نفاذ اور رضائے مصطفیٰ	62
29	نبی اپنی شریعت کا مجاز اور مختار کل ہوتا ہے	64
30	دونوں جہانوں میں نبی ہر امتی کا مالک	67
	حضور ﷺ کا اختیار قرآن وحدیث میں	70
31	وسیلہ بوسیلہ امام الانبیاء ﷺ	74
32	اللہ تعالیٰ سے مانگنے کے چار طریقے	75
33	مدینہ میں قحط اور روضہ رسول کی چھت	76
34	صحابہ کا تکیہ کلام "اللہ ورسول کا بڑا احسان"	78
35	دین ودنیا کی فتوحات اہل حق کے وسیلہ سے منسلک ہے	81
36	اللہ تعالیٰ کی قدرت اسکے قانون پر غالب ہے	84
37	مسلمان ظالم کو معافی ملنا بھی محض قدرت الٰہی ہے	87
38	اولیاء کرام کے حضور خلوص سے بیٹھنے سے تقدیریں بدلتی ہیں	89

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
39	اللہ ورسول کی محبت تمام نیک اعمال سے قیمتی	
40	رضائے الٰہی کی خاطر عام مسلمان کی زیارت اور ولی کی زیارت میں فرق	95
41	فضائل اولیاء کرام	98
42	اللہ تعالیٰ ولی کے ہاتھ، پاؤں، مُنہ اور آنکھیں بن جاتا ہے۔	100
43	زندگی، موت، بارش، دفع بلا اولیاء کرام کی رہین منت ہیں۔	102
44	دورِ حاضر کی جعلی پیری و مریدی	106
45	جعلی پیروں کی شعبدہ بازیاں	109
46	دجّال اور دورِ حاضر کی شعبدہ بازی	110
47	دورِ حاضر اور مایہ پرست جاہل مولوی	113
48	آج کے جعلی دربار، یا اسلام سے بغاوت	117
49	تعویذ گنڈا یا دم درود پر معاوضہ	120
50	ٹونے ٹوٹکے رستوں کی قلابازیاں	122
51	فضائل سید الایام الجمعۃ	123
52	جُمعہ کے پیر کے فضائل	125
53	باب فضائل سید المرسلین	128
54	ہر والد باپ نہیں اور ہر باپ والد نہیں	134
55	ہمارے نبی پاک ﷺ کو سابقہ انبیاء سے زیادہ کتنی خوبیاں حاصل ہیں	138
56	فضائل درود شریف	146
57	حضور شافع النشور پر سلام پڑھنے کا جدید سدید طریقہ	151
58	شفاعۃ کُبریٰ	155
59	کافروں اور مُشرکوں کے لیے سفارش	157
60	محشر کے دن ہمارے نبی تین جگہوں پر بیک وقت جلوہ گر ہوں گے۔	160
61	فضائل مدینہ منورہ	166
62	گستاخ رسول کی نشانیاں	170
63	ہمارے نبی ﷺ چودہ طبقوں کے وزن سے زیادہ وزنی ہیں	174
64	نبی پاک ﷺ سے نماز کے اندر بات چیت کرنا عبادت کے خلاف نہیں ہے	179
65	بارگاہِ رسالت میں پتھروں کی سلامی	181
66	بارگاہِ رسالت میں درختوں کی حاضری	184
67	سرکار ابد قرار ﷺ وستونِ حنانہ کی پکار	188
68	حیوانات کی بات اور فخر موجودات	190
69	غزوہ خندق اور خلق خدا کی دعوت اور ہمارے نبی کی طاقت	196
70	پنجاب رحمت کے پانچ دریا اور محبوب کبریا	199
71	نبی پاک ﷺ کا پسینہ کستوری ساز گنجینہ	208
72	نبی پاک ﷺ نے اپنے بال مبارک اپنی اُمت کے لیے صحابہ کرام میں تقسیم کئے	214

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
73	حضور ﷺ کے بال مبارک سے شفا	216	92	بُرائی کو نہ روکنے والا خود بُرا ہے	299
74	فضائل خلیفہ اوّل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	218	93	محبوبِ خُدا کا سمندر در کُوزہ نصیحت کا خزانہ	302
75	فضائل خلیفہ ثانی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ	227	94	عطائے مصطفےٰ	304
76	فضائل حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ	230	95	شراب پینا ماں اور بہن سے زنا کے برابر	306
77	فضائل حضرت علی رضی اللہ عنہ	235	96	اچھی بات کی تبلیغ اور بُری سے نہ روکنے والے کا حشر	310
78	خلافت امام الانبیاء اور مولا علی رضی اللہ عنہ	237	97	غریب کون؟	313
79	نبی کا معجزہ علی کی کرامت	240	98	مومن کا خواب لاجواب	316
80	اہل بیت کی پاکیزگی کا ایک نمونہ	247	99	کون سا جھوٹ بولنا جائز ہے	321
81	فضائل ام المومنین حضرت عائشہ ؓ	255	100	غیبت اور چغلی کرنے والے کا انجام	331
82	صحابہ کرام پر لعنت بھیجنے کے منہ پر وہی لعنت واپس ڈال دی جاتی ہے	261	101	فوت شدہ غیر عادی مُجرم پر دو آدمیوں کی گواہی سے فوت شُدہ کی معافی	333
83	فیضان عام ابو ہریرہ کے نام	263	102	دُنیا ایمان والے کا قید خانہ	336
84	فضائل حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ	265	103	اُمت محمد یہ پہ اللہ تعالیٰ کا کرم بالائے کرم	342
85	فضائل والدین	271	104	غیبی روزی کی تفتیش	344
86	ماں باپ کی خدمت مُشکل کُشا ہے	274	105	دوزخ کی ہولناکیاں اور غیظ وغضب	346
87	فوت شُدہ کے فرائض کی ادائیگی زندہ آدمی کر سکتا ہے	279	106	خاتم الانبیاء کا جھنڈا بلند رہے گا	352
88	کتاب الرقاق	283	107	تمام بہشتی تمام دُنیاوی غلاظتوں سے پاک	358
89	گناہ سے مکمل شرمندگی توبہ ہی ہے	285	108	اُنکے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام	361
90	پرہیزگار زمیندار اور بادلوں کے ذریعے سیرابی کا نظام قدرت	290	109	کتاب الدُعاء	367
91	دُنیاوی مال کی کثرت اُمتی کے لیے نقصان	297	110	احادیث کی جامع دُعائیں	373

Marfat.com

مقدمہ

☆بِسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم ☆

بِسم اللّٰهِ الذی لا یَضُرُّ مع اسمه شئیٌ فی الارض ولا فی السماء ☆ لا اله الّا هو له الملك وله الحمدُ وَلَهُ الاسمآء الحُسنٰی ☆ والصلوٰة والسلام علٰی حبیبهٖ سیّدِ الانبیآء مُحَمّدِنِ المصطفٰی ☆ وعلٰی اٰله المجتبٰی ☆وصَحبِهٖ المُقتَدٰی ☆ وعلٰی سائر احِبّآئِهٖ و اولیآء مِلّتِهٖ النُّجباء ☆ آمین

اما بعد

عبدہُ المذنب حافظ محمد یونس ضیاء القادری خداوندِ قدوس کے عفوو کرم کی امید رکھتے ہوئے اُس کے فضل عمیم ''بجاہ النبی **الکریم الرؤف الرحیم**'' سے یہ مجموعہ زائد از یک صد احادیث مبارکہ درج ذیل امور کے پیش نظر قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہے۔ امید ہے کہ قارئین میری کم علمی کی وجہ سے ہونے والی غلطیاں معاف فرما کر میری اصلاح کے لئے مجھے اُن سے آگاہ فرمائیں گے۔

Marfat.com

پیش نظر اُمور

ا:۔موجودہ پُرفتن دور میں فرقہ واریت کی افراتفری میں احادیث کو احادیث کے تقاضوں کے مطابق کُچھ لوگ نہ تو پڑھتے ہیں۔اور نہ ہی سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔جبکہ قرآن وحدیث کا حرف آخر سُنّت مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔اور سُنّت مصطفٰے کا مقتضے اجتھادو اجماع اُمّتِ اُمّیہ **علیٰ صاحبھا الاُمّی الف الف تحیۃً و سلاماً**۔

۲:۔فرقہ واریت کو تقویت پہچانے کے ذمہ دار لوگ اپنے لئے نہایت پسندیدہ قسم کے نام تجویز کر چکے ہیں۔اور بعض لوگ خود کو قرآن وحدیث کے علمبردار سمجھتے ہیں۔اور اس خام خیالی کا شکار ہیں۔کہ ہمارے مکتب کا ہر فرد قرآن وحدیث کو سمجھنے کی پوری پوری طاقت رکھتا ہے۔جبکہ ایسے لوگ اکثر کورے جاہل ہی نہیں بلکہ نہایت قسم کی حماقت سے بھی متجاوز ہیں

۳:۔چونکہ اس قسم کے لوگوں کا **اَ لدّینُ ا لنّصیحۃُ** (دین تمام تر خیر خواہی ہے)اور اصلاح ذات البَین تعمیری اندازِ فکر و عمل سے دُور کا بھی واسطہ نہیں۔جس کی صرف یہ وجہ ہے کہ ایسے لوگ قرآن وحدیث کو اپنی عقل کے پیمانے سے جانچتے ہیں۔اور بزرگانِ دین محققین کے اجتماعی فیصلوں سے ایسے لوگوں کو فرار بلکہ انکار ہے۔ایسے جہالت پرست اور حق پرست لوگوں کا امتیاز مقصود ہے۔

۴:۔ایسے ہی کچھ لوگ احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمہ گیر مساوی نگاہِ انصاف کے ساتھ پڑھنے سے باغی ہیں مثلاً۔

Marfat.com

دورِ حاضر اور بدعت کا مسئلہ

جس طرح یہی مذکور لوگ عبادت اور صرف تعظیم کی صحیح حدود متعین نہیں کر سکے۔ ایسے ہی بدعت اور سُنّت کی حدود بھی مقرر نہیں کر سکے۔

حدیث پاک میں بدعت کو دو معنوں میں بیان کیا گیا ہے۔ اچھا کام، بُرا کام۔ نیک کام کے لئے اگر نئی چیز ایجاد ہوئی ہو تو اس کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے **سُنّة حسنه** کا نام دیا ہے۔ اور اگر بُرے کام کے لئے کوئی بھی چیز یا طریقہ رائج کیا جائے تو اسے بدعت کا نام دیا ہے۔ دونوں مفہوم کی احادیث ملاحظہ فرمائیے۔

حدیث نمبرا:۔ **عن عائشه رضی الله عنه قالت قال رسول صلی الله علیه وآله وسلم من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهوردّ** (ص ۷۷ ج ۲ مسلم شریف)

ترجمہ:۔ عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے ہمارے اس سلسلہ (اسلام) میں کوئی ایسی نئی چیز ایجاد کی جو اسلام کے تقاضے کے مطابق نہیں (ما لیس منہ) وہ ناقابلِ قبول ہے۔

حدیث۲:۔ **عن جابر رضی الله عنه انّ رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال شر الامور محدثاتُها وکُلّ محدَثةٍ بدعة وکُلّ بدعةٍ ضلالة وکُلَّ ضلالة فیِ النار**

(ص ۲۷ ج ا مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمام کاموں میں بُرا کام نیا کام

Marfat.com

ہے۔اور ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی اور ہر گمراہی جہنم لے جانے والی۔

حدیث ۳:۔ **عن جرير بن عبدالله البجلي قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من سنّ سُنّة حسنة في الاسلام فله اجر ها واجر من عمل بها من غير ان ينقص من اجور هم شئ و من سنّ سُنّةً سيّئة فعليه وزرها ووزر من عمل بها مِن غيرَ ان يُنقص من اجورهم شئ**

(ص ۳۴۱ ج ۲ مسلم شریف)

ترجمہ:۔ حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اسلام کے اندر کوئی نیا اچھا طریقہ رائج کرے گا۔ اُس کو اُس نئے اچھے کام کے ایجاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ اور جتنے بعد میں آنے والے اس اچھے نیک طریقے پر چلیں گے۔ اُن سب کے برابر بھی موجد کو اتنے گُنا ثواب ملے گا دوسروں کے اجر میں کمی کیے بغیر۔

ان تینوں احادیث کے مضامین کو سامنے رکھ کر صرف یہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے۔ کہ اسلام کے اندر کوئی بھی ایسا نیا کام ایجاد کرنا جو سنت مصطفےٰ یا سنت صحابہ کی جگہ قائم کیا جائے۔ خواہ وہ اچھا ہی کیوں نہ ہو۔ ایسا ہر اچھا اور غیر اچھا کام بدعت اور گمراہی ہی ہوگی۔ اور زندگی کے جس مرحلے پر سنت رسول یا سنت صحابہ بالکل خاموش ہے۔ وہاں کوئی بھی نیا اچھا کام شرعی نقطہ کے مطابق سنّت کے قائم مقام ہوگا۔ جس کے لئے اجتہاد و اجماع اُمّت کے تقاضوں کو مقدم رکھنا لازمی ہوگا۔

اس مطابقت کے علاوہ ان تینوں احادیث کو ایک مقام پر اکٹھا کرنا نہایت مشکل ہے

Marfat.com

۔اور مثبت ،تعمیری انداز مگر نہایت معقول اور ٹھوس تاویل پر قائم موقف ہے تو موقف بریلوی مسلک حق اہلسنّت وجماعت ہی ہے۔

☆ صحیح معنی میں حق پرست اہلحدیث اہلسنت وجماعت مسلک ہی ہے۔دور حاضر میں بریلوی مسلک جس کی شناخت کا طرّہ امتیاز ہے۔تمام فرقے اسی مسلک اہل سنت وجماعت سے نکلے۔جو لوگ بگڑتے گئے وہ الگ ہو کر نیا فرقہ تیار کرتے اسی جماعت اہلسُنت وجماعت کے خلاف ہوتے گئے۔اور یہ حق پرست جماعت اہلسُنت وجماعت جوں کی توں قائم ودائم ہے۔اور انشاءاللہ تا قیامت ہی نہیں ابدالآباد چمکے گی دمکے گی۔

هو مسك ما كررته يتضوعُ موجودہ دور سے لے کر قائم ودائم عہد رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک سلسلہ وار وابستہ اسلام کے حقیقی معنوں کے مطابق زیورِ ایمان سے آراستہ ہے تو صرف اہلسنت وجماعت ہی ہے۔اسی وجہ سے رسالہ ھٰذا میں مختلف اور متعدد ایسے مضامین کی حقانیت کی حامل احادیث کا ذکر بالعموم کیا گیا ہے۔جو کہ مذہب مہذّب اہلسنت وجماعت کے اکثر عقائد وافکار کی حقانیت کی واضح تصدیق کرنے والی ہیں۔اور مقام مصطفٰے وعظمتِ اولیاء کو بالخصوص اُجاگر کرنے والی ہیں۔

فالله هو الموفّقُ للسّداد ☆ ويهدى من يشاءُ للرشاد ☆ ويفيض سحائب كرمه علٰے من اناب ☆ بحرمة حبيبه الاكرم المكرم صلى الله عليه وآلهٖ وسلم وبَارَكَ وعلٰے آله واصحابه وازواجهٖ واولياءِ ملّتهٖ اجمعين ۔ آمين

☆ باب قُوّت عالمگیر سماعت وبصر شہنشاہِ بحر وبر ☆

Marfat.com

حدیث نمبر۱:۔ **عن ابی ذرّ رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم انّی اریٰ ما لا ترون واسمَع ما لا تسمعون اَطّتِ السماءُ وحُقّ لها اَنْ تاطّ والذی نفسی بیدہٖ ما فیها موضع اربع اصابع الا و فیها ملك واضع جبهتهٗ ساجداً لله والله لو تعلمون ما أعلم لضحکتُم قلیلاً ولبکیتم کثیرا۔**
(ص ۵۵ ج ۲ ترمذی شریف)

ترجمہ:۔ دوصد اکیاسی احادیث کے حافظ سیّدنا ابوذر جُندب بن جنادہ غفاری رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی روایت کرتے ہیں۔ کہ آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے اور میں سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے۔ آسمان (اولی) میں چرچراہٹ پیدا ہوتی ہے۔ اور اُسے چرچراہٹ کرنے کا حق ہے۔ مجھے اس کی قسم ہے جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے۔ آسمان دنیا میں چار اُنگلی برابر کوئی بھی ایسی جگہ نہیں جہاں فرشتہ اپنی پیشانی ٹیکے سجدہ ریز نہ ہو۔ خدا کی قسم اگر تم جان لو جو میں جانتا ہوں تو تم ہنستے بہت کم اور روتے بہت زیادہ۔

؎ سرِ عرش پہ ہے تیری گزر دلِ فرش پہ ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

شرح حدیث نمبر۱:۔ اس حدیث پاک میں حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو عظیم خوبیوں کا بالخصوص ذکر ہے۔ قوّۃ سماعت۔ قوّۃِ عالمگیر بصر۔ قوّت سماعت یعنی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کان مبارک کے سننے کی طاقت۔ قوّۃِ عالمگیر بصر یعنی ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھ مبارک کے دیکھنے کی طاقت۔ دُور

Marfat.com

بینوں وموبائل پروگراموں کی سمجھ سے مُقامِ مصطفٰے وراء الوراء۔

مسجد نبوی میں بیٹھ کر پہلے آسمان دنیا کی بات سننا اور وہاں کی صورت حال کو پوری طرح دیکھ لینا عظمت مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک معمولی جلوہ ہے۔

☆ زمین سے لیکر آسمان دنیا کی مسافت ☆

حوالہ حدیث:۔ رواہ الترمذی واحمد ومشکوٰۃ شریف (ص ۵۱۰ ج ۲) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ زمین سے لیکر آسمانِ دنیا تک فاصلہ (**مَسِيرَةُ خَمسِمِائَةِ عَامٍ**) پانچ سو سال کا راستہ ہے۔

☆ سفر کا کم ترین خاکہ ☆

چوبیس گھنٹوں میں کوئی آدمی اگر دس میل پیدل سفر کرئے اور پانچ سو سال اسی رفتار سے سفر کرتا رہے تو ۱۸ لاکھ میل سے زیادہ سفر طے کرئے گا۔ گویا کہ اٹھارہ لاکھ میل دُور تک ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باآسانی سن بھی سکتے ہیں اور دیکھ بھی سکتے ہیں۔ جبکہ ساری دنیا کا حدود اربعہ ایک لاکھ میل سے زیادہ نہیں۔ معلوم ہوا کہ سیّد الکل فخر رسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوری کائنات میں اپنے تمام افرادِ اُمّت کی فریاد سنتے بھی ہیں اور حالتِ زار دیکھتے بھی ہیں۔

Marfat.com

☆ نگاہِ نبوت کا نہایت کم ترین سفر اور ملک شام ☆

حدیث نمبر۲:۔ **عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال نعیٰ النبی صلی الله علیه وآله وسلم زیداً وجعفراً وا بن رواحة للناس قبل ان یّا تیهم خبرهم فقال اخذالرأیة زیدبن حارثة فا صُیب ثم اخذ جعفر بن ابیطالب فاُصیب وعینا ہ تذ رفان حتیٰ اخذ الرأیة خالدبن الولیدحتیٰ فتح الله علیه**

(رواہ البخاری ص۵۳۳ ج ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ حدیث ۲:۔ جلیل القدر صحابی رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگِ مُوتہ کی سرزمین پر مجاہدین کی شہادتوں کی خبر دیتے ہوئے تعزیت کی۔ اور ایک ایک کی یکے بعد دیگرے شہادت پانے والوں کی اطلاع دیتے رہے۔ (جبکہ اُن کی خبر رسانی کا یہاں مدینہ شریف میں کوئی واسطہ نہ تھا) فرمایا جھنڈا زید بن حارثہ کے ہاتھ میں تھا۔ وہ شہید ہو گئے۔ پھر فرمایا اب جعفر بن ابی طالب نے جھنڈا تھام لیا۔ وہ بھی شہید ہو گئے۔ پھر عبداللہ بن رواحہ نے جھنڈا اٹھایا۔ اور وہ بھی شہید ہو گئے۔ اور آپ کی مبارک آنکھیں آنسوریزی فرما رہی تھیں۔ پھر فرمایا اب اللہ تعالیٰ کی تلوار خالد بن ولید نے جھنڈا تھام لیا۔ اس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ نے اسلامی لشکر کو کامیابی اور نصرت عطا فرمائی۔ اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا۔

(ص۵۳۳ ج ۲ مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث ۲:۔ اس حدیثِ مبارکہ میں بھی قوّتِ عالمگیر بصر شہنشاہ بحر و بر مالک ہر خشک و تر کے جلوے طُرفہ تر جلوہ گر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ مدینے شریف میں رہ کر سینکڑوں میل دور

Marfat.com

دیکھنا نگاہِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ایک کم ترین کرشمہ بصارت ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ملک شام میں موتہ مقام پر غازیانِ اسلام کو ہرقل شاہ روم اور اُسکی فوج سے مقابلہ کیلئے وہاں بھیجا۔ اسلامی لشکر کی نفری تین ہزار اور ہرقل شاہ روم کی فوج ایک لاکھ تھی۔ ہجری آٹھ میں یہ جنگ ہوئی۔ جب فیصلہ کن مراحل پر جنگ پہنچی۔ تو حضور علیہ السلام نے مدینہ شریف میں توجہ فرمائی۔ دیکھا کہ حضرت زید بن حارثہ کے ہاتھوں میں جھنڈا تھا۔ تو آپ نے فرمایا زید بن حارثہ شہید ہو گئے۔ پھر فرمایا جھنڈا جعفر بن ابی طالب نے لیا۔ وہ بھی شہید ہو گئے۔ ایسے ہی حضرت عبداللہ بن رواحہ شہید ہو گئے پھر فرمایا جھنڈا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے لیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسکے ہاتھوں پر لشکرِ اسلام کو فتح عطا فرمادی۔

Marfat.com

☆چودہ طبقوں سے باہر ہمارے نبی کی رسائی☆

حدیث نمبر۳:۔**عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قال خسفت الشمس علٰے عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فصلّٰی قالو یا رسول اللہ صلی اللہ علیك وسلم رأیناك تناولت شیئًا فی مقامك ثم رأیناك تکعکعت فقال انی رأیتُ الجنۃ و فی روایۃ عُرض علّی الجنّۃ فی ھذا الحائط فتناولتُ منھاعنقودًا و لو اخذتُہٗ لا کلتُم منہ ما بقیت الدُّ نیا** (ص۱۰۳ ج ا بخاری شریف)

ترجمہ:۔سولہ سواحادیث کے حافظ مُفسر قرآن وحبرِ اُمّت جلیل القدر صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں۔کہ عھد نبوی علٰی صاحبھا الف الف تحیۃ میں ایک دفعہ سورج کو گرہن لگا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلاۃ،خسوف با جماعت ادا فرمائی۔(نماز سے فراغت پر) صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے (دوران نماز) کسی چیز کو اپنی جگہ کھڑے پکڑا۔پھر ہم نے دیکھا کہ آپ نے پیچھے ہٹ کر اُسے چھوڑ دیا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے جنت کا معائنہ فرمایا۔ایک روایت میں ہے۔مجھ پر اس مسجد نبوی کی دیوار میں جنت پیش کی گئی۔میں نے جنّت سے انگور کا ایک گچھا پکڑ لیا اگر توڑ لیتا تو تابقائے دنیا تم اُسے کھاتے۔

Marfat.com

شرح حدیث۔ آسمان خواں، زمین خواں، زمانہ مہمان

صاحب خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا

☆ حدیث نمبر۳ کے نکات ☆

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ مبارک چودہ طبقوں سے باہر تک پہنچ سکتا ہے۔ جیسا کہ حدیث کے الفاظ (**فتناولت منها عنقودًا**) تو میں نے جنت سے انگوروں کا ایک گچھا پکڑ لیا) بتلا رہے ہیں۔

ضروری نوٹ:۔ جنت و دوزخ دونوں آخرت کے گھر چودہ طبقوں طبقاتِ ارضیہ وسماویہ کی حدود سے باہر خارج میں موجود ہیں۔ جیسا کہ قرآن پاک اسی سلسلے کی وضاحت کر رہا ہے

نمبر ۱:۔ قوله تعالیٰ

وسارعوا الیٰ مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضها السموات والارض أعدت للمتقين (پارہ ۴ رکوع ۵)

نمبر۲: **قوله تعالیٰ:**

سابقوا الیٰ مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضها كعرض السماء والارض (پارہ ۲۷ رکوع ۱۹)

ترجمہ:۔ اور جنت کی طرف سبقت کرو جس کا عرض (چوڑائی) آسمانوں اور زمینوں کے برابر ہے۔

جس جنت کی چوڑائی چودہ طبقوں کے برابر ہے۔ اُس کی لمبائی چودہ طبقو ں کے اندر کیسے سمائے گی۔

Marfat.com

معلوم ہوا ہشت بہشت دَارُ الخُلد کا وجود چودہ طبقوں سے باہر خارج میں موجود ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے یہ کامل اکمل عظمت شان عطا فرمائی ہے۔ کہ مدینہ طیبہ میں رہ کر آسمانوں وزمینوں سے باہر اپنا مبارک ہاتھ پہنچا سکتے ہیں۔ وہاں کی صورت دیکھ بھی سکتے ہیں اور سن بھی سکتے ہیں۔

☆ دلوں کے حال کی آگاہی اور عظمتِ مصطفائی ☆

حدیث نمبر۴:۔ **عن ابی هريره رضی الله عنه انَّ رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم قال هل ترون قبلتی هٰهُنا فوالله ما يخفیٰ علیّ رکوعکم ولا خشوعکم انی لا راکم من وّراء ظهری و فی روايةٍ انی لارٰکم مِن ظهرِ خلفی کما اَراکم من بين يدیّ** (ص۵۹ ج ا بخاری شریف)

ترجمہ:۔ پانچ ہزار تین صد چوہتر حدیث کے حافظ جلیل القدر صحابی سیّدنا عبدالرحمٰن بن صخر دوسی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم دیکھ رہے ہو کہ (نماز میں) میرا رُخ قبلہ کی طرف ہے (پیچھے کی خبر نہیں) خدا کی قسم نہ تمہارا رکوع مجھ پر پوشیدہ ہے۔ اور نہ ہی تمہارے دل کی حالت مجھ پر پوشیدہ ہے۔ میں تمہیں اپنے پیچھے بھی ایسا ہی دیکھتا ہوں جیسا تم کو سامنے دیکھ رہا ہوں۔

Marfat.com

وہ کمال حُسنِ حضور ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں

یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

شرح حدیث:۔اس حدیث مبارکہ میں متعدد ایمان افروز لطائف جلوہ گر ہیں۔ ہمارے نبی لجپال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے ضروری نہیں کہ اپنی مبارک آنکھوں سے دیکھیں بلکہ بغیر آنکھوں کے بھی جس طرف توجہ فرمائیں دیکھ سکتے ہیں۔

ما یخفیٰ علیّ رکوعکم

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اُمّت کی ظاہری حالت کو اچھی طرح بغیر آنکھوں کے ملاحظہ فرمارہے ہیں۔اور اُمتیوں کے دلوں کا حال بھی اچھی طرح جانتے ہیں **(ولاخشوعکم)** خشوع دل کی خاص پوشیدہ حالت کا نام ہے۔اور رکوع ظاہری حالت نماز کا نام ہے۔ یعنی **علیم بذاتِ الصدور** ذاتی اور حقیقی طور پر تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے۔لیکن اس حدیث کے مطابق حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اللہ تعالیٰ کی عطا سے **علیم بذاتِ الصدور** ٹھہرے یعنی سینوں اور دلوں کی باتوں کے راز دان ہیں۔

Marfat.com

☆مُردے سُنتے بھی ہیں اور دیکھتے جانتے بھی ہیں☆

حدیث نمبر۵:۔ عن انس بن مالك رضی الله عنه قال قال رسولِ الله صلی الله علیه وآله وسلم اِنّ العبد اذا وُضع فی قبره وتولّٰی عنه اصحابه انّه لیسمع قرعَ نعالهم قال یأتیه مَلکان فیُقعِدانه فیقولان له ما کُنت تقول فی هذا الرجل ولفظ البخاری ما علمك فی هذا الرجل قال فاما المؤمن فیقول اشهدُانّهُ عبدالله ورسوله قال فیقال لهُ اُنظر الیٰ مقعدك من النار قد ابدلك الله ُبه مقعدًا من الجنّة رواه البخاری والترمذی و ابوداوٗد وابن ماجه ومشکوٰة شریف ص۲٤ ج اول ومسلم شریف ص ۳۸٦ ج ۲ ۔

ترجمہ:۔ دو ہزار دوصد چھیاسی احادیث کے حافظ جلیل القدر صحابیٔ رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب بندہ (میّت) اپنی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے۔ اور دفنانے والے واپس لوٹنا شروع کرتے ہیں۔ تو میّت اپنی قبر میں واپس لوٹنے والوں کے قدموں اور جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تب اُس کے پاس دو فرشتے آکر اُسے اٹھا کر بٹھا لیتے ہیں۔ اور اُس سے سوال کرتے ہیں۔ کہ تو اس بے مثال آدمی کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا۔ اور اس مقام پر امام بخاری کے یہ الفاظ ہیں اور اس بے مثال انسان کے بارے میں

Marfat.com

تیرا کیا علم تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا البتہ مومن آدمی یہ کہتا ہے۔ کہ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ یہ بے مثال انسان اللہ تعالیٰ کے خاص بندے اور رسول ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اُس میت سے فرشتے کہتے ہیں۔ دیکھ جھنم میں اپنا مقام! تحقیق اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے اس کے بدلے جنت میں تجھے جگہ عطا فرما دی ہے۔ (بخاری شریف اور ص ۳۸۶ ج ۲ مسلم شریف علاوہ ازیں ترمذی ابوداؤد ابنِ ماجہ نے بھی روایت کیا اور مشکوٰۃ شریف ص ۲۴ ج ۱)

کھڑے ہیں منکر نکیر سر پر نہ کوئی حامی نہ کوئی یاور
بتا دو آ کر میرے پیمبر کہ سخت مشکل جواب میں ہے
خدائے قہار ہے غضب پر کھلے ہیں بدکاریوں کے دفتر
بچالو آ کر شفیع محشر تمہارا بندہ عذاب میں ہے

شرح حدیث ۵:۔ اس حدیث پاک میں معنی خیز چند امور درج ذیل ہیں۔

الف۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرنے والے آدمی کی کوئی تخصیص نہیں کی کہ وہ مسلمان ہو یا کافر یا منافق۔ بلکہ مطلق فرما دیا کہ کوئی بھی ہو سکھ، یہودی، کافر، کسی قسم کا بھی ہو۔ بلکہ جنات بھی ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمّت میں شامل ہیں۔

ب۔ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ کائنات کی ہر چیز کے نبی ہیں۔ جیسا کہ حدیث پاک میں وضاحت موجود ہے۔ "**اُرسلتُ الیٰ الخلق کافّۃ**" تمام مخلوقات کے رسول ہیں۔ اس لئے بالخصوص بنی آدم اور جنات میں سے کوئی بھی کہیں بھی مرے۔ تو اُس کو ہمارے لجپال آقا مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُمتی ہی تصور کیا جائے گا۔ اس دنیا میں جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مان لیا۔ وہ اُمتِ اجابت میں

Marfat.com

جائے گا۔اس دنیا میں جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مان لیا۔وہ اُمّتِ اجابت میں ہے۔اور جنہوں نے نہ مانا وہ اُمّتِ دعوت میں ہیں۔

ج۔ یہ نکتہ واضح ہوا کہ مسلمان ہو یا غیر مسلم یا منافق ہر ایک مرنے والے سے پسِ مرگ یہ سوال ہوتا ہے۔کہ تو دنیا میں سب سے اعلیٰ شان کے مالک سید الانس والجان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا۔

د:۔حدیث پاک کے الفاظ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قبر کے اندر میّت باہر کی آواز سُنتا ہے (**یسمع قَرعَ نعالهم**)اسی وجہ سے کفن ودفن کے بعد قبر پر اذان پڑھنا مستحب ہے کارِ خیر ہے۔جبکہ حدیث پاک میں پُر زور تاکید کی گئی ہے۔کہ سکراتِ موت سے لیکر دفن کرنے کے بعد تک ذکر الٰہی کرنا میّت کی فوز وفلاح کیلئے سہولت میّسر کرنا ہے۔اوراذان بہت سے اذکار کا کامل مجموعہ ہی نہیں۔ بلکہ قبر کے اندر ہونے والے میّت سے تین سوالوں میں سے دو کا جواب نہایت آسان ہو جاتا ہے۔منکر نکیر کے دوسوالوں کا جواب اذان میں موجود ہے۔جیسا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا(**لقّنو اموتا کم بلا اله الا الله**)یعنی اپنے مُردوں کوکلمہ شریف کی تلقین کرو۔تو اذان ایک ایسی بہت بڑی تلقین ہے۔جس میں قبر والے میّت کے دوسوال (**من رَّبك**)اور دوسرا سوال(**وماكنت تقولُ في هذا الرجل**)خود بخود حل ہو جاتے ہیں۔

ھ:۔دوسری احادیث کے مضامین کے پیشِ نظر قبر میں میّت سے تین بڑے سوال کیے جاتے ہیں۔ ا۔ **من رُّبك** ۔تیرا رب کون ہے۔ ۲۔ **ومادينك**۔تیرا دین کون سا ہے۔۳۔ **ماكنتَ تقولُ في هذا الرجل**۔ تو اس بڑی عظمت والے انسان کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟اس آدمی سے مراد سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ

Marfat.com

د۔ جبکہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر قبر میں موجود ہوتے ہیں۔ خواہ گنبد خضراء میں تشریف فرما ہو کر میّت کی قبر میں دیکھیں اور سنیں تب بھی قبر میں آپ کی موجودگی مسلّم اور اگر کسی غلام کی بندہ نوازی کے لئے خود بنفس نفیس متعدد قبروں میں تشریف لائیں تب بھی اُن کی موجودگی مسلّم۔

ز۔ انبیاء واولیاء کرام کو اللہ تعالیٰ نے یہ قدرت عطا کر رکھی ہے کہ وہ بیک وقت بنفس نفیس متعدد جگہوں پر حاضر وناظر ہو سکتے ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ شرح اموات کس حد تک ہے۔ سالہا سال قبل اعداد وشمار کے قیافہ دان ماہرین کے اندازے کے مطابق روزانہ ایک لاکھ شرح اموات تھی اور ایک لاکھ سے زائد شرح پیدائش تھی۔ یعنی ایک لاکھ آدمی روزانہ مرتا تھا اور سوا لاکھ پیدا ہوتا تھا۔ اس کے ساتھ اگر یہ بھی اندازہ لگا لیا جائے۔ کہ جنّات بھی مکلّف ہیں اور اسی اُمّت میں وہ بھی شامل ہیں۔ ان کی شرح اموات اور شرح پیدائش بنی آدم سے کئی گنا زیادہ ہے۔ تو یوں سمجھ لینا چاہیے۔ کہ کم از کم دو لاکھ جگہوں پر ہر میّت کے پاس مختلف اوقات میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود حاضر وناظر ہوتے ہیں۔

؎ یقیناً آپ ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں
میرے گھر بھی ہو جائے چراغاں یا رسول اللہ

ح۔ اس حدیث کے مفہوم کو تحت اللفظ ہی دیکھا جائے تو عقل کے دائرے میں یہ بات نہیں آ سکتی۔ کہ اتنی لاکھوں قبروں میں ہر میّت کو مخاطب کر کے فرشتے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے پوچھتے ہیں۔ تو اس کو دنیا میں کیا کہا کرتا تھا (**ما کُنتَ تقول فی هذا الرجل**)

تنبیہ:۔ دین اسلام کے متعلق تمام ضروری امور میں سے بیشتر ایسی چیزیں ہیں جو عقل کے

Marfat.com

پیمانے سے نہیں عشق ومحبت کے پیمانے سے تسلیم کی جاتی ہیں۔ **یؤمنون بالغیب** کے ضمن میں آتی ہیں۔

ط۔ لاکھوں مقامات پر حاضر وناظر ہونا ادھر گنبدِ خضریٰ میں موجود رہنا اور ہر وقت زائرین ملائکہ انسان، جنات کی سلامی اور درود پاک کے تحائف قبول کرنا اور ان میں سے ہر ایک کو ہر وقت سلام کا جواب دینا اور تمام کون ومکان سے نمازی وغیر نمازی افراد کی طرف سے سلامی اور اُن کا جواب دینا۔ یہ سب چیزیں اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کا ارشاد کہ یہاں مسجد نبوی میں بیٹھ کر آسمانِ دنیا کی اور آسمانوں اور زمینوں کے کُرّوں سے خارج بہشتوں میں اپنے حوض کوثر کا دیکھنا اور ارشاد فرمانا۔ کہ میں جیسے سامنے دیکھتا ہوں ویسے ہی پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔ میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا۔ اور میں **علیم بذات الصدور** ہوں۔ دلوں کی حالت دیکھتا ہوں یہ سب چیزیں عقل کے دائرے سے خارج ہیں۔ لھذا نبی کی شان عقل سے نہیں پہچانی جاسکتی۔

☆رسول پاک کی نشانی مخالف کی زبانی☆

حدیث نمبر۶:۔ **قال ابن القیّم قال الطبرانی حدثنا یحیی بن العلّاف قال حدّثنا سعید بن مریم عن خالد بن یزید عن سعید بن هلال عن ابی الدرداء رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم اکثروا الصلّوة علیّ**

Marfat.com

یوم الجمعة فانّه یوم مشھودٌ تشھدُہ الملا ئکة لیس من عبد یُصلے علیّ الا و بلغنی صوته حیث کان قلنا وبعد وفاتك یارسول الله قال وبعد وفا تی انّ الله حرّم علے الارض أن تاکل اجساد الانبیاء (ص ۶۳ جلاء الافھام عربی مطبوعہ مصر مصنف ابن قیّم)

ترجمہ:۔عویمر بن مالک انصاری سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیّد الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جمعۃ المبارک کے روز مجھ پر درود شریف کثرت سے پڑھا کرو۔اس لئے کہ یہ فرشتوں کی حاضری کا دن ہے۔کوئی بھی آدمی مجھ پر درود پڑھتا ہے۔وہ کہیں بھی ہو اُس کی آواز مجھ تک پہنچ جاتی ہے۔ہم نے عرض کیا آپ کی وفات کے بعد بھی؟ فرمایا ہاں میری وفات کے بعد بھی ایسے ہی درود پڑھنے والے کی آواز مجھ تک پہنچے گی۔اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کے پاک جسم زمین کے لئے کھالینا حرام قرار دیئے ہیں۔اس روایت کو ابن قیّم نے اپنی کتاب جلاء الافھام ص ۶۳ عربی مطبوعہ مصر میں ذکر کیا ہے۔

ے تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

شرح حدیث:۔اس حدیث پاک میں درج ذیل نکات موجود ہیں۔

نمبر ۱۔اس حدیث کو لکھنے والا اپنی کتاب جلاء الافھام میں دورِ حاضر کے اہلحدیث اور مکتب دیوبند کا مایہ ناز امام اور محقق ابن قیّم جوزی ابن تیمیہ کا شاگرد رشید ہے۔

نمبر ۲۔حیات انبیاء! یعنی نبی کی روح تو آزاد ہے ہی۔البتہ نبی کا جسم بھی زندہ ہے۔جس کو مٹی نہیں کھا سکتی۔

Marfat.com

نمبر۳۔حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوّۃ عالمگیر بصر کا اندازہ لگانا تو کجا ایک صحیح اُمّتی کی پرواز کا اندازہ لگانا نہایت مشکل ہے۔اس لئے کہ نبی پاک اپنی طاقت قوّۃ عالمگیر سماعت سے سُنیں تو یہ نبی کی پاور ہے۔اور نبی پاک تک درود پڑھنے والے اُمتّی کی آواز کا پہنچنا اُمتّی کی پاور ہے۔لفظ قابل غور (الا وبلغنی صوتہ حیث کان) کائنات کے کسی بھی گوشے سے درود پڑھنے والے کی آواز بارگاہِ رسالت میں ازخود پہنچ جاتی ہے۔اِسی مفہوم کی یعنی اُمتی کی عالمی قوت سماعت اور قوت بصارت کا ایک جلوہ اگلی حدیث نمبر ۷ میں ملاحظہ فرمائیے۔

Marfat.com

☆چودہ طبقوں کے باہر سے تو ایک عورت بھی سن سکتی ہے اور دیکھ بھی سکتی ہے☆

حدیث نمبر ۷:۔ **عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لا توء ذی المرأۃُ زوجھا فی الدنیا الا و قالت زوجتھو من الحور العین لا توء ذیہ قاتلک اللہ فانما ھودخیل ُعندک یوشکُ ان یُّفارقک الینا**

(رواہ الترمذی وابن ماجہ ص۲۸۱ ج امشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔ایک صد ستاون احادیث کے حافظ جلیل القدر صحابی معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی عورت دنیا میں جب بھی اپنے خاوند (بہشتی) کو تکلیف پہنچاتی ہے۔اُس وقت اُس خاوند کی بننے والی بیوی حُور عِین بہشت میں بیٹھی دنیا کی بیوی کو للکارتی ہے۔اے دنیا کی بیوی اللہ تعالیٰ تجھے برباد کرے اس کو تکلیف نہ پہنچا۔یہ تو تیرے پاس چند روز کا مہمان ہے۔عنقریب تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس آنے والا ہے۔اس حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا۔

(ص۲۸۱ ج امشکوٰۃ شریف)

لاورب العرش جس کو جو ملا اُن سے ملا

بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

شرح حدیث:۔قرآن کریم کی رُو سے بہشت اِن سات آسمان اور سات زمینوں سے باہر ہیں۔حضور سرکار مدینہ سُرورِ سینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادنیٰ ترین غلام اُمتی کی بیوی چودہ طبقون سے باہر بہشتوں میں بیٹھی دنیا کی بیوی کی نازیبا گفتگو سن رہی ہے۔اور نارو ا

Marfat.com

سلوک دیکھ بھی رہی ہے۔تو تمام پیغمبروں کے امام مدینہ طیبہ میں رہ کر اپنے غلام اُمتی کا درود وسلام دنیا کے کسی بھی گوشے سے سنیں۔اور ہماری طرف نگاہِ رحمت فرمائیں۔تو کون سی قباحت اور شرعی ممانعت ہے۔**الصلوٰة و السلام علیك یا امام حضرة الله و علیٰ اٰلك و اصحابك سیّدی یا حبیب الله** ۔ ہمارے آقائے رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی وفات کے بعد بھی زندہ تابندہ اور دنیا کی زندگی کی طرح ہی نہیں بلکہ اس دنیا کی زندگی کی نسبت بہت بہتر انداز میں دیکھتے اور سنتے ہیں۔

Marfat.com

☆مدینہ شریف میں جلوہ گر اور مکہ شریف میں اُمّتی سے باخبر☆

حدیث نمبر ۸:۔ عن ميمونة بنت الحارث رضى الله عنها انّ رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بات عندها ليلة فقام ليتوضا للصلوٰة ، قالت:فسمعتُه يقول لبَّيك لبّيك نُصرت نُصرتَ نُصرتَ ثلاثا فلما خرج قلت يا رسول الله سمعتُك تقول لبّيك ثلاثا نُصرت نُصرت ثلاثا كانّك تكلم انسانا ،فهل معك احد ؟قال هذا راجز بنى كعب يعنى خزاعة يزعم اَنّ قريشاً أغارت عليهم بكر بن وائل : أى بطناً منهم وهم بنو نفاثة قالت ميمونة : فأقمنا ثلاثا ،ثم صلىٰ رسول الله صلى الله عليه وآلهٖ وسلم الصبح،فسمعت الراجز يقول :يارب انى ناشد محمدًا

(ص ٦ جلد ٣ سیرۃ حلبیہ علی بن برہان الدین متوفی ۱۰۴۴)

ترجمہ:۔اُم المومنین سیّدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنھا روایت کرتی ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دفعہ اُن کے گھر میں تھے رات کو نماز کے وضو کیلئے اُٹھے تو میں نے سنا کہ آپ فرمارہے ہیں میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں۔تین دفعہ ایسے فرمایا۔اور فرمایا تو مدد کا یقین رکھ تو مدد کا یقین رکھ۔تین دفعہ ایسے فرمایا۔جب وضو سے فارغ ہو کر واپس تشریف لائے۔تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں نے آپ کو کہتے سنا کہ آپ فرمارہے ہیں۔میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں۔تین دفعہ آپ نے یہی فرمایا

Marfat.com

اور آپ نے تین دفعہ یہ فرمایا تو مدد کا یقین رکھ۔ تو مدد کا یقین رکھ۔ گویا کہ آپ کسی انسان کو مخاطب کرکہ فرما رہے تھے۔ تو کیا اُس وقت آپ کے پاس کوئی آدمی موجود تھا؟ آپ نے فرمایا بنو خزاعہ سے بنو کعب قبیلے کا آدمی مجھے آواز دے رہا تھا کہ بکر بن وائل بنو نفاثہ قبیلے نے مکے کے کافروں کی حمایت سے ہم پر دھاوا بول دیا ہے۔ حضرت میمونہ فرماتی ہیں۔ کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کی نماز ادا فرمائی۔ اور تین دن بعد در مصطفےٰ پر کوئی آواز دے رہا تھا اے اللہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صبح کے وقت پکار رہا ہوں۔

یا ربِ انی ناشد محمدًا (سیرت حلبیہ ص ٦ جلد ٣)

شرح حدیث:۔ اس حدیث پاک میں سابقہ احادیث کے مفاہیم کے مطابق قوۃ عالمگیر سماعت و محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمتِ شان بیان کی گئی ہے۔ جس کے نمایاں جلوے درج ذیل ہیں۔

ا:۔ مرید کامل پیر سے استغاثہ فریاد کرے تو پیر کامل بطور عجز و انکساری خادمانہ اندازِ کلام اختیار کرے یہی انداز بارگاہ ایزدی میں نہایت پسندیدہ ہے۔ جیسا کہ لفظ لبیک سے ظاہر ہے۔

ب:۔ مکہ شریف کے قریب قدیم زمانہ سے دو بڑی قومیں بنو خزاعہ اور بنو بکر ایک دوسری سے اکثر متحارب اور متصادم رہتے تھے۔ اکثر شرارت میں پہل کرنا زیادہ تر بنو بکر قوم کا ہی انداز ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ ایسی قومیں اپنی امداد کیلئے دوسری قوموں کو اپنا حلیف بنالیا کرتی تھیں۔ تا کہ بوقت جنگ و جدل ایک دوسری کی مدد کرسکیں۔ حضور علیہ السلام کو بنو خزاعہ نے اپنا حلیف بنالیا۔ اور بنو بکر نے اپنا حلیف سرکردہ کفارِ مکہ کو بنالیا۔ صلح حدیبیہ کے بعد بنو بکر کے بنو نفاثہ کنبے سے چند آدمیوں نے دھاوا بول کر بنو خزاعہ کا آدمی قتل کر دیا۔ مقتول کے

Marfat.com

وارث نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدد کے لئے مکہ شریف میں پکارا۔جس کے جواب میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِس کی فریاد سن کر لبیک لفظ سے جواب دیا۔ اور فرمایا (نُصرت) میں ابھی تیری مدد کو پہنچا۔اور اِس واقعہ کے چند دن بعد فتح مکہ ہوا۔

ج:۔مدینہ شریف میں بیٹھ کر مکہ شریف سے دادخواہ مظلوم کی آواز سن کر لبیّک کہا۔اور صرف مظلوم کی دادرسی ہی نہیں کی بلکہ پورا مکہ، گردونواح کے علاقوں سمیت فتح کرلیا گیا۔

☆علم غیب کا باب☆

☆رازدانِ کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی بھی راز مخفی نہ ہے☆

حدیث نمبر۹:۔**عن ابی موسیٰ الاشعری رضی الله عنه قال سئل النبی صلی الله علیه وآله وسلم عن اشیاء کرهها فلمّا أکثر علیه غضب ثم قال للناس سلونی عما شئتم فقال رجُل من ابی فقال ابوك حذافة فقام اٰخر فقال من ابی قال ابوك سالم مولیٰ شیبة فلمّا رأی عمر الخطاب رضی الله عنه ما فی وجهه قال یا رسول الله صلی الله علیك وسلم رضینا باالله رباوّ باالاسلام دیناً و بمحمدنبیا**

(ص ۲۰ ج ۱ بخاری شریف وص ۲۶ ج ۲ مسلم شریف)

ترجمہ:۔تین صد ساٹھ احادیث کے حافظ جلیل القدر صحابی ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (منافق) لوگ

Marfat.com

ایسے ایسے سوالات کرنے لگے جو آپ کو نہایت ناپسندیدہ تھے۔ جب ایسے سوالات کی کثرت ہونے لگی آپ صلی االلہ علیہ وآلہ وسلم نے ناراض ہو کر لوگوں سے کہا مجھ سے پوچھو جو جی چاہے۔ تو ایک آدمی کہنے لگا میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا تیرا باپ حذافہ سھمی ہے۔ دوسرا آدمی کھڑا ہو کر کہنے لگا میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا تیرا باپ سالم شیبہ کا نوکر ہے۔ جب فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور پر شدید غضب کے آثار دیکھے تو عرض کرنے لگے۔ یارسول اللہ ہم اللہ جل مجدہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور آپ کے نبی ہونے پر راضی ہو گئے

(ص۲۰ ج ا بخاری شریف، ص۲۶ ج۲ مسلم شریف)

شرح حدیث:۔ اس حدیث مبارکہ میں متعدد امور کی وضاحت کی گئی ہے۔

الف۔ رسول اکرم نورِ مجسم صلی آلہ علیہ وآلہ وسلم سے غیر ضروری سوالات کی ممانعت۔

ب۔ غیب دان امام الرسل کی غیب دانی پر اعتراض کرنے والے منافق تھے۔

ج۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر چاہیں تو گہرے سے گہرا عمیق ترین راز یا غیب کی خبر معلوم کر لیتے ہیں۔ اور ایسے معاملات کی دریافت اور تمام غیبی امور کو جاننے کے لئے نبی کی توجہ کا ہونا ضروری رہا ہے۔ اس واقعہ میں کسی بھی محدّث سے یہ روایت مذکور نہیں کہ فرشتہ وحی لے کر آیا تب نبی پاک نے اپنے علمی عروج کا اعلانِ عام فرما دیا ہو۔ بلکہ یہ بلا واسطہ خداداد صلاحیت تھی۔ جو عظمتِ مُصطفٰی کی شکل میں جلوہ گر رہی ہے۔

د۔ ہمیشہ دوامی طور پر ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحی کے محتاج نہیں۔ اگر کسی وقت غیب دان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی چیز کی طرف توجہ نہ ہو تو لاعلمی کو مستلزم نہیں۔

Marfat.com

جیسا کہ حدیث مبارکہ میں وارد ہے کہ **قال الغزالی قال الامام مالك فی الموطا انه صلی الله علیه وآله وسلم قال امّا انیّ لاانسیٰ ولکن اُنسّیٰ لاُ شرع و فی لفظ انما اُسهو لاُ سنّ**

(ص ۴۲ ج ۴ احیاء العلوم مطبوعہ مصر)

ترجمہ:۔امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب احیاء علوم الدین میں مؤطا امام مالک کا حوالہ دیتے حدیث پاک ذکر فرمائی ہے۔کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں خودنہیں بھولتا لیکن بھلا دیا جاتا ہوں تاکہ میری شریعت کا کوئی اور قانون لاگو کیا جائے یا کسی حکمت خداوندی کا اظہار مقصود ہوتا ہے (ص ۴۲ ج ۴ احیاء العلوم)

جیسا کہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضوان اللہ علیہا کے ہار کی گمشدگی یا اور ایسے دیگر اعتراضات جو منکرین گستاخانِ رسول کی طرف سے کیے جاتے ہیں۔اُن تمام کا اجمالی جواب یہی ہے۔ کہ نبی یا ولی کی غیب دانی کے لئے توجہ ضروری ہے اللہ تعالیٰ کا عالم الغیب ہونا توجہ کا محتاج نہیں۔

اس حدیث پاک میں اسی حدیث کی روح رواں جاودان یہ الفاظ ہیں

سَلُونی عَن مآ شئتم۔

ترجمہ:۔جو جی چاہے کسی کا مجھ سے پوچھ لے۔ہمارے نبی پاک کے کُلّی علم کا بہت بڑا اعظیم ثبوت یہ الفاظ بھی ہیں۔شارحین حدیث کے مطابق نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم میں تنقید کرنے والے منافق تھے۔

☆کلی علوم غیبیہ کا ایمان پرور نکتہ☆

حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب للکار کر اعلانِ عام کر دیا کہ جس کا جو جی

Marfat.com

چاہے پوچھے میں جواب دوں گا۔منافقین بھی وہاں موجود تھے۔اگران منافقوں میں سے یااور کوئی بھی وہاں موجود آدمی یہ پوچھ لیتا کہ قیامت کب آئی گی۔کتنی مدت کے بعد؟ کیا آپ جواب دیتے کہ قیامت کتنی مدت بعد آئے گی۔یا جواب نہ دیتے۔اگر جواب نہ دے سکتے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے ثابت نہ ہوتے۔جبکہ یہ بات مسلّم ہے کہ نبی جھوٹے چیلنج نہیں کیا کرتا۔جو بات کرتا ہے سوفیصد حقیقت پر مبنی ہوتی ہے۔یعنی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے کُلی علوم عطا کیے ہیں۔قیامت سمیت ہر ذی وجو چیز کا علم رکھتے ہیں۔

د۔**عما شئتم** میں موجود لفظ ''**ما**'' ہر فردِ کائنات کی ہر جُزی کو شامل ہے

ز۔حضرت عبداللہ بن حذافہ کو لوگ تنگ کرتے تھے۔کہ آپ بے اصل حرام زادے ہیں ۔آپ کا والد حذافہ سہمی نہیں ہے اور کوئی ہے۔چونکہ حقیقتاً حضرت عبداللہ صحیح النسب حلال زادے تھے۔اسی لئے حضور علیہ السلام نے فرمایا لوگ جھوٹ بولتے ہیں ۔**ابوك حذافه سهمی** تیرا باپ حذافہ سہمی ہی ہے۔

ح۔دوسرے سائل نے بھی اسی قسم کا سوال کیا کہ میرا باپ کون ہے؟ چونکہ یہ صحیح النّسب نہ تھا اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمادیا تو واقعی بے اصل ہے۔کہ تیرا باپ بکریوں کا چرواہا سالم شیبہ کا نوکر ہے

ط۔اتنی گہری قدیم اور تعجب خیز علمی پرواز کہ ان سائلین کے والدین کب شب باش ہوئے ۔اور کب یہ صحیح اور غلط نطفے قرار پائے۔اور انھی نطفوں نے تولیدی صورت حال اختیار کی اور معرض وجود میں آئے۔یہ حدیث اور قرآن پاک گواہ ہے کہ نبوت کا منصب علوم غیبیہ کی دولتِ سرمدی سے مالا مال ہوا کرتا ہے۔

Marfat.com

☆ نبی اپنے امتی کے بہشتی یا دوزخی ہونے کے انجام سے باخبر ہے ☆

حدیث نمبر ۱۰:۔ **عن انس بن مالك رضی الله عنه قال لما نزلت هذه الاية يا ايها الذين آمنوا لاترفعوا اصواتكم فوق صوت النبی الى اٰخر الاية حبس ثابت بن قيس بن شمّاس فی بيته...... الخ** (ص ۷۵ ج ۱ مسلم شریف)

ترجمہ:۔ جلیل القدر صحابی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اے ایمان والو اپنی آواز کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سے بلند نہ کرو تو ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ اپنے گھر خانہ نشین ہو گئے اور کہا کہ میں جہنمی ہوں۔ کچھ عرصہ تک سرکارِ ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب ملاقات نہ ہوئی۔ تو آپ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا اے سعد! ثابت بن قیس کو کیا ہوا؟ کیا وہ بیمار ہے؟ حضرت سعد نے عرض کیا ثابت میرا پڑوسی ہے میرے پاس اس کے بیمار ہونے جیسی کوئی بات بھی نہیں۔ حضرت سعد حضرت ثابت سے جا ملے اور حضورِ علیہ السلام کا فرمان عالی شان بیان کر دیا۔ حضرت ثابت نے کہا کہ آپ کو پتہ ہے۔ کہ آیت کریمہ نازل ہو چکی ہے۔ کہ جو آدمی نبی کی آواز سے اپنی آواز اُونچی کرے گا اُس کے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ اور وہ جہنمی ہے۔ اور اُونچا بولنا میری عادت ہے۔ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سے میری آواز ہمیشہ اُونچی ہوتی ہے۔ تو میں جہنمی ہو چکا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے واپس حضور سیّد الانس والجان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جا کر یہ بات عرض کر دی کہ ثابت سمجھ بیٹھا ہے کہ وہ جہنمی ہے

Marfat.com

سرکارِ ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا ثابت بن قیس بہشتی ہے۔

(ص ۷۵ ج ا مسلم شریف)

شرح حدیث:۔ علوم غیبیہ میں سے ایک غیب کا علم یہ بھی ہے کہ کسی کا جہنمی یا جنتی ہونا معلوم ہو جائے۔ حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ثابت کے جنتی ہونے کا حکم جاری فرما دیا۔ ایک حضرت ثابت بن قیس ہی نہیں۔ بلکہ پوری کائنات کے جنتی اور دوزخی افراد کو اچھی طرح جانتے پہچانتے ہیں۔

Marfat.com

☆ آسمان کے سارے ستارے اور فاروقِ اعظم کی نیکیاں ☆

حدیث نمبر ۱۱:۔ **عن عائشه رضی الله عنها قالت بینا رأس رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فی حجری فی لیلةٍ ضاحیةٍ اذقلت یا رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم هل یکون لاحد من الحسنات عود نجوم السماء قال نعم عمر قلت فاین حسنات ابی بکر قال انما جمیع حسنات عمر کحسنة واحدةٍ من حسنات ابی بکر رواه رزین**

(ص ۵۶۰ ج ۲ مشکوٰہ شریف)

ترجمہ:۔ دو ہزار دس احادیث کی حافظہ اُمّ المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضوان اللہ علیہما روایت کرتی ہیں کہ ایک دفعہ چمکیلی ستاروں والی رات میں حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری گود میں سر مبارک رکھے آرام فرما تھے۔ میں نے اچانک ایک سوال عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آسمان کے تاروں برابر بھی کسی کی نیکیاں ہونگی۔ حضور غیب دان نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں اتنی نیکیاں میرے نائب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ہیں۔ تو میں نے عرض کیا! کہ میرے ابّا جان حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کتنی نیکیاں ہوئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت عمر بن خطاب کی تمام نیکیاں حضرت ابو بکر صدیق کی نیکیوں میں سے ایک نیکی کے برابر ہیں۔ اس حدیث کو محدث رزین نے بیان کیا۔ (ص ۵۶۰ ج ۲ مشکوٰۃ شریف)

Marfat.com

شرح حدیث :۔اس حدیث مبارکہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیب دانی اور وسعت علمیہ کا اظہارِ کامل ہے۔

الف۔ نبی کوئی بھی ہو بات وہ کرتا ہے جو سو فیصد صداقت پر مبنی ہو۔آسمان کے ستاروں سے اگر ایک ستارہ بھی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی نیکیوں سے بڑھ جائے تب بھی۔اور اگر فاروق اعظم کی ایک نیکی ستاروں سے بڑھ جائے تب بھی۔ نبی کی بات سچی نہیں ہوسکتی۔ معلوم ہوا کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمانوں کے تاروں کی پوری پوری گنتی جانتے ہیں۔

ب۔طُرفہ ترپُرعجب تو یہ نکتہ برآمد ہوا کہ فاروق اعظم کی تمام نیکیوں پر نظر۔سبحان اللہ! کون کون سی نیکیاں اور کہاں کہاں اور کب عمل میں آئی ہونگی۔قبل از اسلام نیکیاں

الّا من تاب واٰمن وعمل عملاً صالحاً فاولٰئك يبدّل الله سياٰتهم حسنات وكان الله غفوراً رحيما (پارہ ۱۹ فرقان)

ترجمہ:۔مگر وہ شخص جس نے توبہ کی اور ایمان پر رہا اور نیک عمل کیے تو اُن لوگوں کے گناہوں کو بھی اللہ تعالیٰ نیکیوں میں تبدیل فرما دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

اور تمام گناہ جو قبل از اسلام سرزد ہوئے جن کے بدلے اسلام لانے کے بعد نیکیاں عطا ہوئیں۔یعنی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سنّ بلوغ سے لیکر قبول اسلام تک تمام گناہوں اور عمر بھر کی وہ تمام نیکیاں جو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد بارہ سال تک عملی یا غیر عملی یعنی فکری طور پر بھی معرض وجود میں نہ آسکیں۔ان تمام نیکیوں پر بھی محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل نگاہِ مصطفےٰ خوب شاہد رہی۔

ج۔تمام نیکیاں میدانِ عمل میں نہیں آیا کرتیں بعض وہ نیکیاں ہوتی ہیں جو صرف دل کے

Marfat.com

یال راسخ سے تعلق رکھتی ہیں۔ مسلمان کسی نیک کام کا ارادہ کرے پھر وہ اُس نیکی کو عملی
امہ پہنانے سے قاصر رہے۔ حدیث کی رُو سے اُسے ایک نیکی کا ثواب ضرور مل جاتا ہے
یہ تمام تصورات قلبیہ پر نگاہِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سبحان اللہ! سرکار دو عالم صلی اللہ
لیہ وآلہ وسلم عطائے الٰہیہ سے **علیم بذات الصدور** بھی ٹھہرے۔

☆ نبی لاریب عالم الغیب کی مستقبل کی غیب دانی ☆

یضاً حدیث:۔ **عن ا نیسة بنت زید بن ارقم رضی الله عنهما عن ابیها ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم دخل علےٰ زیدا بن ارقم مِن مرضٍ کان به قال لیس علیك من مرضك باس ولکن کیف اذاعمرت بعدی فعمیت قال احقسب واصبر قال اذن تدخل الجنة بغیر حساب قالت فعمی بعد ما مات النبی صلی الله علیه وآله وسلم ثم ردالله علیه بصره ثم مات** رواہ البیہقی (ص ۵۴۳ ج ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔ حضرت انیسہ بنت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما صحابیِ رسول کی بیمار پرسی کیلئے تشریف لے گئے۔ فرمایا تجھے یہ مرض نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ لیکن جب تو میرے بعد زندہ رہے گا۔ اور تو آنکھوں کی بینائی سے محروم ہو جائے گا۔ اُس وقت تو کیا کرے گا۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں مکمل صبر کروں گا۔ فرمایا تب تو تُو جنت میں بغیر حساب کے جائے گا۔ حضرت انیسہ فرماتی ہیں۔ کہ حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد میرے ابا جان حضرت زید بن ارقم کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی پھر کچھ عرصہ بعد آنکھوں کی بینائی واپس

Marfat.com

لوٹ آئی (ص ۵۴۳ ج ۲ مشکوٰۃ شریف)

☆ہمارے نبی تمام دوزخیوں اور بہشتیوں کو جانتے ہیں☆

حدیث نمبر ۱۲:۔ **عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفی یدیہ کتابان فقال أتدرون ما ھذان الکتابان قلنا لا یارسول اللہ الّا ان تخبرنا فقال للذی فی یدہ الیمنیٰ ھذا کتاب من رب العٰلمین فیہ اسماء اھل الجنۃ و اسماء اٰبائھم وقبائلھم ثم أجمل علےٰ اٰخرھم فلا یزاد فیھم ولا ینقص منھم ابداً ثم قال للذی فی شمالہ ھذا کتاب من رب العٰلمین فیہ اسماء اھل النار واسماء اٰبائھم وقبائلھم ثم اجمل علےٰ اخرھم فلا یزاد فیھم ولا ینقص منھم ابدًا رواہ الترمذی**

(ص ۲۱ ج ۱ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔ سات سو احادیث کے حافظ جلیل القدر صحابی سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں۔ کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز ہمارے پاس باہر تشریف لائے اور آپ کے دونوں مبارک ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں۔ آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ دو کتابیں کیسی ہیں۔ ہم نے عرض کیا ہم نہیں جانتے۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم مگر یہ کہ آپ ہمیں بتلا دیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میرے دائیں ہاتھ میں کتاب ہے جو مجھے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے۔ اس میں تمام بہشتیوں کے نام اور اُن

Marfat.com

کے آباؤ اجداد اور اُن کے قبیلوں کے نام درج ہیں۔ پھر اُن جنتیوں کے آخری فرد کی حد بندی کردی گئی ہے۔ تو نہ اس تعداد میں کمی ہوسکتی ہے اور نہ اضافہ ہوسکتا ہے کبھی بھی۔ پھر سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے دوسرے ہاتھ والی کتاب رب العالمین کی طرف سے ہے۔ اس میں تمام دوزخیوں اور اُن کے باپوں کے اور اُن کے قبیلوں کے نام درج ہیں۔ پھر ان دوزخیوں کے ناموں کو حتمی شکل دے دی گئی ہے۔ کہ اِن میں کبھی بھی کمی بیشی نہیں ہوسکتی۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا

(ص ۲۱ ج ا مشکوٰۃ شریف)

اُن پر درود جن کو کس بے کس کہیں

اُن پر سلام جن کو خبر بے خبر کی ہے

شرح حدیث:۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک ہاتھوں میں دو کتابوں کا ذکر جس میں تمام بہشتیوں کا اور دوزخیوں کے بمع قوم قبیلہ اُن کے باپ دادوں کے ناموں سمیت ذکر موجود ہے شیخ عبدالعزیز دباغ رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب جواہر البحار میں ذکر کرتے ہیں۔ کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں اُن دونوں کتابوں کا وجود محض تمثیلی تھا۔ اس لئے کہ تمام بہشتیوں اور دوزخیوں اُن کے باپ اور قبیلوں کے ناموں سمیت کیلئے بیشمار بڑے بڑے دفاتر کی ضرورت ہے۔ ان ناموں کی گنتی کروڑوں نہیں بلکہ کھربوں تک یقینی ہے۔ اس لئے اگر سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں کتابیں نظر آئی بھی ہوں۔ تو وہ محض نشان دہی کیلئے معہود فی الذھن کی وضاحت کیلئے تھا۔ کہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ذہن میں موجود علوم (جو مخلوق کے نزدیک غیر محدود) کا اظھار فرمایا۔

Marfat.com

اس حدیث میں مذکور دو کتابوں سے ظاہری موٹائی ضخامت مراد لی جائے۔ تب بھی اور اگر محض تمثیلی طور پر ذہن میں موجود علمی خزانے مراد لئے جائیں۔ ہر دو صورت میں ہمارے نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرواز برائے علوم غیبیہ کی بیمثالی بطور بُرہان ظاہر و باہر ہے۔ کہ حضور سیّد الکُل فخر رسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام جنات اور تمام بنو آدم کو ہر ایک کے نام اور ولدیت کو قبیلہ سمیت خوب پہچانتے ہیں۔

اللھم زِد فَزِد ''اے اللہ ہمارے نبی لاریب عالم الغیب کی عظمت کو مزید عروج عطا فرما''۔ آمین

جنات کو بھی اگر بہشت اور دوزخ کے مستحق مان لیا جائے تو ہمارے آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مزید وسعت علوم غیبیہ یقیناً ثابت ہو گی۔ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پُوری کائنات کے جن وانس کے تمام افراد میں سے ہر ایک کے خاتمہ ایمان پر یا کفر پر ہونے کا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یقینی علم ہے۔ کیونکہ کائنات میں تمام انسان اور جنات یا دوزخی ہیں یا جنتی ہیں۔ اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر جنتی اور ہر دوزخی کو اچھی طرح جانتے پہچانتے ہیں

☆ **آیة الکرسی** کا سبق دینے والے کچھ لوگ ایمان کے ڈاکو بھی ہوتے ہیں ☆

حدیث نمبر ۱۳:۔ **عن ابی هریره رضی الله عنه قال وکلنی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم بحفظ زکوٰة رمضان فأتانی اٰتٍ فجعل یحثو من الطعام فاخذته** ۔۔۔الخ

رواہ البخاری (ص ۱۸۵ جلد ا مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

نے رمضان المبارک کے مہینے میں فطرانے کی اجناس غلہ وغیرہ جمع شدہ اشیاء کے لئے پہرہ دینے کی میری ڈیوٹی لگائی کہ رات کو میں پہرہ دوں۔ دوران پاسبانی رات کو ایک آنے والا آیا اور اجناس غلہ اپنے پلہ میں ڈالنے لگا میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ میں تجھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پیش کروں گا۔ اس چور نے کہا میں مجبور عیالدار غریب ہوں۔ میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو حضور شافع یوم النشور نے فرمایا رات کے چور کا کیا بنا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس نے بڑی منت سماجت کی۔ کہ میں غریب عیالدار آدمی ہوں میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا وہ جھوٹا ہے ☆**سَیَعُودُ** ☆ وہ کل دوبارہ آئے گا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ وہ چور ضرور دوبارہ آئے گا۔ کیونکہ حضور نے ایسے ہی فرمادیا تھا۔ اگلی رات میں اسکے انتظار میں رہا اچانک وہ آنکلا۔ غلہ کے دانے اٹھا کر اپنے پلے میں ڈالنے لگا میں نے اُسے پکڑ لیا اور کہا کہ اب تمہیں حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ضرور پیش کروں گا۔ چنانچہ پچھلی رات کی طرح اُس نے گریہ زاری کی اور کہا کہ میں آئندہ ایسی حرکت نہیں کروں گا۔ میں نے اُسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو نبی اُمّی واقف اسرار لدنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابو ہریرہ تیرے رات کے چور کا کیا بنا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم حسب سابق اُس نے بڑی منت سماجت کی۔ اور وعدہ کیا کہ آئندہ کوئی ایسی حرکت نہیں کرے گا۔ آپ نے فرمایا وہ جھوٹا ہے۔ (**سیعود**) وہ کل پھر آئے گا۔

حضور مخبر صادق المصدوق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانِ عالی شان پر مجھے یقین رہا کہ وہ چور تیسری بار ضرور آئے گا۔ چنانچہ تیسری رات بھی ایسے ہی ہوا۔ اُس کو میں نے موقع پر چوری کرتے پکڑ لیا۔ اور میں نے اُس سے کہا یہ تیسری بار تو جھوٹ بولتا ہے میں تجھے ضرور

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا۔اس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں تمہیں ایک قیمتی وظیفہ بتلاؤں گا۔ میں نے پوچھا وہ کیا وظیفہ ہے۔اُس نے کہا رات کو سوتے وقت آیت الکرسی پڑھ لو۔صبح تک ہر موذی شیطان سے محفوظ رہے گا۔اور ساری رات کوئی محافظ تیری حفاظت کرے گا۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔کہ میں نے اُسے چھوڑ دیا۔صبح ہوئی تو آقا لجپال بے مثال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابو ہریرہ تیرے رات کے قیدی چور کا کیا بنا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس نے مجھے ایک وظیفہ بتلا دیا۔کہ آیت الکرسی رات کو پڑھ کر سونے سے بندہ مکمل طور پر ہر شر سے محفوظ رہتا ہے۔تو میں نے اُسے چھوڑ دیا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابو ہریرہ تو جانتا ہے۔تین راتوں سے تیرا کس چور سے واسطہ رہا۔میں نے عرض کیا میں نہیں جانتا۔آپ نے فرمایا وہ شیطان تھا اُس نے وظیفہ صحیح بتلایا۔لیکن وہ جھوٹا ہے۔

شرح حدیث:۔اس حدیث پاک میں درج ذیل امور کو نمایاں طور پر بیان کیا گیا ہے۔

ا:۔رمضان المبارک میں اجتماعی طور پر اہم امور کے لئے فطرانہ اکٹھا کرنا سُنّتِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

ب:۔ بیت المال،مساجد،مدارس ودینی معاملات کی حفاظت کے لئے محافظ متعین کرنا سُنّتِ مصطفٰے ہے۔

ج:۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے رات کے چور کے متعلق پوچھنا اور سرکارِ ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانا (**سیعود**) وہ دوبارہ آئے گا آپ کی غیب دانی کا واضح ثبوت ہے۔

د:۔کذّاب جھوٹا بھی کبھی کبھار سچ بولتا ہے۔حق بات حق ہی ہوتی ہے۔خواہ کوئی بھی بیان

Marfat.com

کرے۔لیکن صرف حق بات سے ہی متاثر ہونا عقل مندی کی علامت ہے۔حق کہنے والے کی ذات سے متاثر ہونا ضروری نہیں۔

ھ:۔نیز یہ بات مُترشح ہورہی ہے کہ دھوکا باز آدمی کبھی سچ بولے تو اُس سے ہشیار خبردار رہنا نہایت ضروری ہے۔جیسا کہ شیطان نے درس تو آیت الکرسی کا دیا۔لیکن سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آگاہ فرمادیا۔کہ وہ غلہ کا رسمی چور نہیں وہ ایمان کا چور ہے۔اور وہ شیطان ہے۔آیت الکرسی کی آڑ میں آئندہ تجھے غلط راستے پر نہ ڈال دے۔جیسا کہ آج کل بڑی بڑی مکار جماعتیں بستر اٹھا کر پھر رہی ہیں۔درس تو نماز یا روزے کا لیکن جماعت میں ہر نئے شامل ہونے والے کو تھوڑی سی مشق کے بعد اولیاء وانبیاء کا گستاخ بنا دیا جاتا ہے۔بہت کم خوش قسمت ناواقف مسلمان تخریبی تبلیغی جماعتوں کے دامِ تزویر سے بچ کر اپنا صحیح عقیدہ لئے واپس گھر لوٹتے ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اکثر مسلمان اپنے دین و ایمان کی ضروری باتیں اور ہر بات کے متعلقہ ہر پہلو کی واقفیت وقت سے پہلے حاصل نہیں کرتے۔یعنی ایمان کے بنیادی اصولوں سے واقفیت نہیں ہوتی ہے۔اسی وجہ سے ایمان کے لوٹیروں کے ہاتھ لُٹ جاتے ہیں۔اور پھر خبر بھی نہیں لگتی کے کب لُٹ گئے اور کیا لُٹ گیا اور کیوں لُٹے؟ لٹنے کا احساس اسی لئے نہیں ہوتا کے اپنے ایمان کے تحفظات کا علم پہلے سے بچپن میں ہی حاصل نہیں کیا ہوتا۔(اس موضوع کی بقایا تفصیل چیلنج سوال نمبر ۷ میں گزر چکی ہے۔

☆ دورِ حاضر کا موبائل پروگرام اور نبی کے عالم الغیب ہونے کی بھیڑیے کی تصدیق ☆

حدیث نمبر ۱۴:۔**عن ابی هریره رضی الله عنه قال جاء ذئب الیٰ راعی غنم فاخذمنها شاةً فطلبه الراعی حتیٰ انتزعها منه**

Marfat.com

قال فصعد الذئب علےٰ تلٍّ فاقعٰی واستثفر وقال قد عمدت الیٰ رزق رزقنیه الله اخذتُهُ ثم انتزعته منیّ فقال الرجل تا الله ان رأیت الیوم ذئب یتکلم فقال الذئب اعجبُ من هذا رجل فی النخلات بین الحرتین یخبرکم بما مضٰی وما هو کائن بعدکم فکان الرجل یهو دیّا فجاء الیٰ النبی فاخبره واسلم فصدّقه النبی صلی الله علیه وآله وسلم ثم قال النبی صلی الله علیه وآله وسلم انهاامارات بین یدی الساعة قد اُوشك الرجل ان یخرج فلا یرجع حتی یحدثه نعلاه وسوطه بما احدث اهله بعد ہ۔

(رواہ فی شرح السنۃ ص ۵۴۱ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بھیڑیا کسی چرواہے کی بکریوں پر حملہ آور ہو کر ایک بکری کو دبوچتے بھاگ نکلا۔ چرواہے نے تعاقب کر کے بکری چھڑالی۔ حضرت ابوھریرہ فرماتے ہیں کہ وہ بھڑیا کسی اونچے ٹیلے پر جا کر بیٹھ گیا۔ اور صاف لفظوں میں گویّا ہوا بولا میری حاصل کردہ روزی جسکا قدرت کاملہ نے انتظام کیا تھا۔ وہ روزی تم نے مجھ سے چھین لی۔ چرواہا بولا! خدا کی قسم بھیڑیے کبھی بات نہیں کرتے اور یہ بھیڑیا بول رہا ہے۔ بھیڑیا پھر بولا میرے کلام کرنے سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ کھجوروں والے علاقہ کے دو گرم مقامات کے درمیان ایک ایسا عظیم انسان موجود ہے۔ جو تمھیں ماضی اور مستقبل کی غیبی خبریں دیتا ہے۔ وہ چرواہا یہودی تھا۔ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا۔ سارا واقعہ بیان کیا اور مسلمان ہو گیا۔ آپ نے اس کے

Marfat.com

سارے واقعہ کی تصدیق کی کہ تو نے سچ کہا۔ پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اس قسم کی باتیں قیامت کی نشانیوں میں سے ہیں۔ یقیناً قیامت سے پہلے ایسا بھی ہوگا۔ کہ آدمی اپنے گھر سے نکل کر کہیں جا کر واپس لوٹے گا۔ تو اسکے جوتوں کے تسمے اور اس کی لاٹھی اور اس کا چمڑے کا کوڑا اس کو اسکے گھر کی عدم موجودگی کی تمام کاروائی اُسے بتلائیں گے۔ کہ تیرے یہاں سے جانے کے بعد یہاں تیرے گھر میں کیا کیا ہوا۔

شرح حدیث:۔ اس حدیث پاک میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عالم الغیب ہونے کی واضح انداز میں یقین دہانی کرائی گئی ہے۔ یہ بات تو مسلّم کہ بھیڑیے کا بولنا بات کرنا اور وہ بھی عالم الغیب نبی لاریب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی تصدیق بطور معجزہ تھا۔ لیکن معجزہ بھی تو نبی کی ہی صفت ہوا کرتی ہے۔

ایمان افروز نکتہ

قابل غور ایمان افروز نکتہ تو یہ ہے۔ کہ بھیڑیے نے کلام جو کیا وہ کن اسرار و رموز کا حَسین مرقع ہے۔

اس حدیث مبارکہ میں بھیڑیے نے جو الفاظ بولے وہ یہ ہیں۔

☆أعجب من هذا رجل فی النخلات بین الحرتین یخبرُ کم بما مضی وما هو کائن بعد کم۔

کہ میرے کلام کرنے سے زیادہ تعجب خیز یہ بات ہے کہ تم میں وہ دانائے غیوب پاک نبی جلوہ گر ہو چکے ہیں۔ جو تمہیں گزشتہ زمانے اور آئندہ زمانے کی غیب کی باتیں بتاتے ہیں۔ اور مزید برآں حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تصدیق فرما دینا کہ بھیڑیے نے سچ کہا۔ نبی اُمّی رازدان اسرار **لدُنی** کے عالم الغیب ہونے میں کون سا شک باقی رہ

Marfat.com

جائے گا۔علاوہ ازیں صادق المصدوق سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جدید دور کے عجیب وغریب سائنسی عروج کا ذکر بھی فرما دیا ٹیپ ریکارڈ کمپیوٹر سسٹم ،فیکس وغیرہ نئی ایجادات کے نظام کی حسّاسیت کو کتنے حسین انداز میں بیان فرما دیا۔غور کرنے سے یہ بات یقینی ہے کہ تمام جدید ترقی کے حساس پروگرام کا تمام تر سلسلہ لیلن ،لوہا،لکڑی،تانبا ،چمڑہ اور رسیاں (بجلی کی تاریں) جو کہ جوتوں اور کوڑوں لاٹھیوں میں بھی مستعمل ہے اس سے منسلک ہے۔

اسی نسبت سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کو اُس کے جوتے کے تسمے اور اُس کی لاٹھی اُسے گھر واپس آنے پر تمام خانگی کاروائی کی خبر دیں گے۔ نبی لاریب کے عالم الغیب ہونے کے متعلق ایک ضروری جائزہ۔

☆علومِ غیبیہ کا جائزہ بشمول آیات قرآنیہ☆

الف:۔لفظ نبی ہی اپنی وضاحت خود کر رہا ہے۔کہ نبی غیب جاننے والے کو ہی کہتے ہیں ۔نبأ بطور مصدر اور بطور افعال متعدد جگہوں پر پوشیدہ خبر (غیب) کے معنی میں وارد ہوا ہے۔

عمَّ یتساء لون ْعن النبأ العظیم (پارہ ۳۰ نبا سورۃ)

ترجمہ:۔آپ سے لوگ پوشیدہ خبر اور غیب کے بارے میں پوچھتے ہیں۔یعنی قیامت کے بارے میں۔

ب:۔**قل هونبئو عظیم** (پارہ نمبر ۲۳) فرما دیجیے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ (قیامت) بڑی پوشیدہ (غیب) خبر ہے۔

ج:۔**قالت من انباك هذا قال نبانی العلیم الخبیر** (پارہ نمبر

Marfat.com

۲۸) ترجمہ:۔ یارسول اللہ آپکو یہ پوشیدہ خبر کس نے دی فرمایا مجھے علیم وخبیر ذات نے یہ غیبی خبر بتائی ہے۔عربی (غیب)؛ فارسی (پوشیدہ)؛ پنجابی (او ہلے والی گل)۔

لغت عربی میں النبوّ ۃ والنبو ءۃ کا ترجمہ = خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام کی بنا پر غیب کی باتیں بتانا پیشین گوئی کرنا۔ النبیءُ وَالنّبیّ وَاحد جمع انبیاء۔

☆لفظ نبی کا معنی عربی لغت کے لحاظ سے☆

اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام کی بنا پر غیب کی باتیں بتانے والا۔ جدید عربی اردو لُغات المنجد ص ۹۸۶۔ یہ لغت کی وہ کتاب ہے جس کے شروع میں ترتیب دینے والے بڑے بڑے مشاہیر علمائے دیو بند کے نام مذکور ہیں۔ اس لغت کی کتاب کو چھپوانے والے رضی عثمانی مالک مطبع دارالاشاعت کراچی بذاتِ خود اِسی مکتب دیو بند کے رُکن رکین ہیں۔

لفظ نبی اور ترجمہ

۱:۔لفظ نبی کا ترجمہ اگر صرف خبر دینے والا کیا جائے تو کیا ہر خبر دینے والا نبی ہوتا ہے؟ ایسا تو ہرگز نہیں ہوسکتا۔

۲:۔لفظ نبی کا ترجمہ اگر مذہب اسلام دین کی باتیں بتانے والے کو کہا جائے تو کیا ہر مبلّغ عالم دین نبی ہوتا ہے؟ ایسا بھی ہرگز نہیں ہوسکتا۔

۳:۔لفظ نبی کا ترجمہ اگر اسلام کی خاص باتیں بتانے والا کیا جائے تو کیا ہر فقیہ، مجتھد، ائمہ تفسیر وحدیث نبی ہوتے ہیں؟ ایسا بھی ہرگز نہیں ہوسکتا۔

۴:۔لفظ نبی کا ترجمہ اگر الہام کی بنا پر اسلام کی خاص راز کی باتیں بتانے والا کیا جائے۔ تو کیا ہر ولی کامل، غوث قطب نبی ہوتا ہے۔ ایسا بھی ہرگز نہیں ہوسکتا۔

لامحالہ کہنا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص مخفی اسرار غیب کی باتیں بتانے والے کو

Marfat.com

نبی کہتے ہیں عقلاً و نقلاً مُسلّم۔

☆ قرآنی آیات اور علم غیب ☆

قرآن پاک میں علم غیب کے متعلق دو قسم کی آیات موجود ہیں۔

۱۔ منفی ۲۔ مثبت

کُچھ آیات کریمہ سے علم غیب کی واضح نفی ملتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی غیب کا علم نہیں جانتا ایسی آیات مقدسہ کو منفی آیات کہا جاتا ہے۔

کُچھ آیات طیبہ سے واضح ثبوت ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء و اولیاء عُظّام غیب کا علم جانتے ہیں ان آیات کو مثبت آیات کہا جاتا ہے۔

☆ مثبت آیات اور ترجمہ ☆

☆ **وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یّشاء فاٰمنوا باللہ ورسلہٖ وان تؤمنوا وتتّقُوا فلکم اجرٌ عظیم** (پارہ ۴ رکوع ۹)

ترجمہ:۔ اور اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں ''اے عام لوگو'' کہ تمھیں غیب کا علم دیں ہاں اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے چن لیتا ہے۔ تو اللہ اور اسکے رسولوں پر ایمان قائم رکھو اور اگر پرہیز گاری اختیار کرو گے۔ اور ایمان پر قائم رہو گے۔ تو تمہارے لیے بہت بڑا ثواب ہے۔

☆ **ذالک من انباء الغیب نوحیہ الیک وما کنت لدیھم اذ یلقون اقلامھم ایھم یکفل مریم وما کنت لدیھم اذ یختصمون** (پارہ ۳ رکوع ۱۳)

Marfat.com

ترجمہ:۔اور یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم خفیہ طور پر تمہیں بتاتے ہیں۔اور تم ان کے پاس نہ تھے جب وہ مریم علیھا السلام کی پرورش بارے قرعہ اندازی کر رہے تھے اور جھگڑ رہے تھے۔

☆**عٰلِمُ الغیب فلا یظھر علٰے غیبه احدً الا من ارتضے من رسول** (پارہ ۲۹ رکوع سورہ جن)

ترجمہ:۔غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

☆**وماھو علےٰ الغیب بضنین** (پارہ ۳۰ تکویر)

ترجمہ:۔اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

منفی آیات اور ترجمہ

☆**قل لا اقُول لکم عندی خزائن الله ولا اعلم الغیب ولا اقُول لکم انی ملك ان اَتبع الا ما یُوحیٰ الّی قل ھل یستوی الا عمےٰ والبصیر افلا تتفکرون** (پارہ ۷ رکوع ۱۱)

ترجمہ:۔تم فرمادو (اے کافرو) میں تم سے نہیں کہتا میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔اور نہ یہ کہوں کہ میں آپ غیب جان لیتا ہوں اور نہ تم سے یہ کہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں اُسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی آتی ہے۔تم فرماؤ (یارسول اللہ) کیا برابر ہو جائیں گے اندھے اور انکھیارے تو کیا تم غور نہیں کرتے۔

☆**وَعِندَہٗ مَفَاتِحُ اَلغَیب لَا یَعلمُھا الا ھو** (پارہ ۷ رکوع ۱۳)

ترجمہ:۔اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں وہی جانتا ہے۔

Marfat.com

☆**قل لّا یعلم مَن فِی السموات والارض الغیب الااللہ وما یشعرون ایّان یُبعثون** (پارہ ۲۵ رکوع ۱)

ترجمہ:۔تم فرماؤ غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمان اور زمین میں ہیں مگر اللہ۔اور انہیں خبر نہیں ہے کہ کب اُٹھائیں جائیں گے۔

☆**قُل لّا املك لِنفسی نفعاوّ لا ضرّا الا ماشاء اللہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر** (پارہ ۹ رکوع ۱۳)

ترجمہ:۔تم فرماؤ میں اپنی جان کے بھلے بُرے کا مختار نہیں مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں (اپنی طرف سے) غیب جان لیا کرتا ہوتا تو یوں ہوتا کہ میں نے بہت بھلائی جمع کر لی ہوتی۔

☆تنزیلی مطابقت☆

قرآن پاک ان دو مفاہیم والی آیات کریمہ جن میں بظاہر تضاد نظر آتا ہے۔اور قرآن پاک پر تو ہمہ گیر مساوی حیثیت سے ہی ایمان رکھنا ضروری ہے۔اگر بعض کو مان لیا جائے اور بعض کو رد کر دیا جائے تو ایمان کیسے قائم رہ گا۔ان مذکورہ آیات متعلقہ بعلم غیب پر مساوی حیثیت سے ایمان رکھنا۔اور ان آیات کی آپس میں مطابقت صرف اسی صورت میں ہے۔کہ جن آیتوں میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کسی کے لئے بھی علم غیب کی نفی ہے۔ان سے یہ مراد لی جائے کہ ذاتی طور پر اللہ تعالی کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔اور جن آیتوں میں انبیاء کرام کے لئے علم غیب کا ثبوت ملتا ہے ان سے مراد لی جائے کہ انبیاء واولیاء اللہ تعالیٰ کی عطا سے جانتے ہیں۔اس صورت میں قرآن پر یکساں طور پر ایمان رکھا جا سکتا ہے۔بصورت دیگر قرآن پاک پر شک کرنا ہی کفر ہوگا۔

Marfat.com

☆نبی پاک کے اختیار کا باب☆

حدیث نمبر ۱۵:۔ عن ابن عائذ رضی اللہ عنہ قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی جنازۃِ رجُل فلما وُضِع قال عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ لا تُصَلّ علیہ یا رسول اللہ فانہ رجل فاجر فالتفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الیٰ الناس فقال ھل راٰہ احد منکم علےٰ عمل الاسلام فقال رجل نعم یارسول اللہ صلی اللہ علیك وسلم حرس لیلۃ فی سبیل اللہ فصلی علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحثیٰ علیہ التراب فقال اصحابك یظنون انّك من اھل النار وانا اشھدانك من اھل الجنۃرواہ البیھقی (ص ۳۳۶ج ا مشکوۃ شریف)

ترجمہ:۔ حضرت ابن عائذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کسی فوت شدہ آدمی کے جنازے کے ساتھ تشریف لے گئے۔ جب نمازِ جنازہ پڑھانے کیلئے صف بندی ہونے لگی تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ اس آدمی کی نمازِ جنازہ نہ پڑھایے۔ اس لئے کہ یہ آدمی بدخو فاسق تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاضرین کی طرف متوجہ ہو کر دریافت فرمایا۔ کہ اس فوت ہونے والے آدمی کو کسی نے نیک کام کرتے دیکھا ہو؟ ایک آدمی نے عرض کیا ہاں! یارسول اللہ صلی اللہ علیک

Marfat.com

وسلم میں نے اسے بحیثیت غازی اور مجاہد اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک رات لشکرِ اسلام کا پہرہ دیتے دیکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھا دی اور اُسے دفن کر کے فرمایا تیرے ساتھی تجھے دوزخی سمجھ رہے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تو بہشتی ہے۔

بندہ آزاد شدہ ہے یہ ہمارے در کا

کیسا لیتے ہو حساب اس پہ تمہارا کیا ہے

شرح حدیث:۔ غیب دانی اور کسی کے خاتمہ بالایمان انجام بالالخیر ہونے کی واقفیت کا کس انداز میں مقام مصطفیٰ کی وضاحت کی جا رہی ہے۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسی عظیم ترین شخصیت سمیت متعدد صحابہ جس آدمی کے بہشتی ہونے کو شک کی نگاہ ہی سے نہیں دیکھ رہے۔ بلکہ یقین سے تھے کہ یہ آدمی اپنی بداعمالیوں کی کثرت کی وجہ سے بارگاہِ ایزدی میں سخت سزاؤں کا مستوجب ہے۔ اور یہی قانون خداوندی بھی ہے۔ لیکن صرف ایک آدمی کی اتنی گواہی پر کہ لشکر اسلام کی ایک شب پہریداری کی تھی۔ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمادیا کہ تیرے ساتھی تجھے تیری بداعمالیوں کی وجہ سے جہنمی قرار دے رہے ہیں۔ اور میں تیری صرف ایک خوبی کی بنا پر تجھ کو بہشتی کہتا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ ایسے موقع پر اپنی قدرت سے اپنے قانون کو بدل دیتا ہے بالخصوص جب کہ محبوب ترین امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پسند کا موقع آجائے حضور علیہ السلام نے اس فوت شدہ کا بیڑا پار کر دیا کہ تو جنتی ہے۔

دوزخ میں میں تو کیا میرا سایہ نہ جائے گا

کیونکہ رسول پاک سے یہ دیکھا نہ جائے گا

Marfat.com

نیز یہ ثابت ہوا کہ جس آدمی کے بہشتی ہونے کی محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گواہی دے دیں وہ جہنمی بھی ہوتو جنتی قرار پاتا ہے۔اسلئے کہ متوفی کے فسق وفجور کی گواہیاں مل چکی ہیں۔لیکن تمام گواہیاں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گواہی کے مقابل رد کر دی جاتی ہیں۔اس لئے شاہد کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گواہی تمام مخلوقات کی گواہی پر مقدم ہے۔

☆ دنیا میں رہ کر جنت کی تقسیم اور بلا واسطہ نبی کو داتا کہنا ☆

حدیث نمبر۱۶:۔**عن ربیعة بن کعب الاسلمی رضی الله عنه قال کنت اَبِیتُ مع رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فاتیته بوضوءٍ حاجتهٖ فقال لی سل فقلت اسئلك مرا فقتك فی الجنة قال اوغیر ذالك قلت هو ذاك قال فاعنیّ علیٰ نفسك بکثرة السجود** (رواہ مسلم ص ۱۹۳ ج ۱؛ وص ۸۴ ج ۱ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔جلیل القدر صحابیِ رسول سیّدنا ربیعہ بن کعب اسلمی روایت کرتے ہیں۔کہ میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کے لئے آپ کے پاس رات رہا کرتا تھا۔اور ایک رات میں آپ کے پاس وضو کے لئے پانی لایا۔اور ضروری انتظام کیا تو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا۔ربیعہ مانگو تو میں نے عرض کیا میں آپ سے جنت میں آپ کا پڑوس مانگتا ہوں(**اسئلك مرا فقتك فی الجنه**)آپ نے فرمایا اس کے علاوہ اور بھی مانگو میں نے عرض کیا بس یہی کافی ہے۔آپ نے فرمایا نفلی عبادت کے

Marfat.com

ذریعے اپنی مدد بھی کرتے رہنا۔ (تاکہ تجھے قربِ نوافل کی منزل بھی حاصل ہو جائے) ۔مسلم شریف ص ۱۹۳ جلد ۱؛ وص ۸۴ جلد ۱ مشکوٰۃ شریف۔

؎ کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے

دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

شرح حدیث:۔اس حدیث مبارکہ میں حضور علیہ السلام نے اپنے اختیار بے کنار کا کامل انداز میں اظہار فرمایا ہے۔اور پیرِ کامل کی خدمت کے ایک مکمل درس کی تعلیم بھی اس حدیث میں موجود ہے۔اہلسنت و جماعت کا عقیدہ بھی یہی ہے۔کہ انبیاء واولیاء سے مانگنا اللہ تعالیٰ ہی سے مانگنا ہے۔جیسا کہ اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ربیعہ سے فرمایا مانگو۔چونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا بھی یہی عقیدہ تھا۔کہ نبی دینے والا داتا باجازت خداوند کریم ہوتا ہے۔لہٰذا حضرت ربیعہ نے بھی حضور ہی سے مانگا ''**اسئلك**'' میں آپ سے مانگتا ہوں لفظ ''**سَل**'' بھی اس حدیث میں نہایت قابل غور ہے۔سل فعل امر اس کا فاعل محذوف ضمیر اَنت ہے۔مفعول غیر مذکور۔قواعد نحویہ کے مطابق جس فعل کا مفعول ذکر نہ کیا جائے۔عمومیۃ کا فائدہ دیتا ہے۔یعنی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی تخصیص نہیں فرمائی۔نحوی قانون کے مطابق یہ مفہوم برآمد ہوا کہ کون و مکان ولامکان کے امور میں سے جو جی چاہے مانگو۔جب حضرت ربیعہ نے مانگا تو کیسا عاشقِ رسول ہونے کا بہترین ثبوت دیا۔کہ جنت بھی گوارا ہے بس تیرے لیے۔**او غیر ذالك**۔فرمایا اور مانگو لفظ بتلا رہا ہے۔کہ ہمارے آقائے نعمت ورحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیارات محالات عادیہ سے بہت آگے وراء الوراء ہیں۔

؎ جنت چہ بود سایہ دیوار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

ایمان چہ بود دولتِ دیدار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کونین نیرزد بہ بہائے سرِ مویش

زین نرخ خبر دِہ خریدار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مانگیں گے مانگتے جائیں گے منہ مانگی پائیں گی

سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب جواہر البحار عربی مطبوعہ مصر جلد نمبرا میں امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کا حوالہ دے کر رقم طراز ہیں۔

لانّہ کان یقطع ارض الجنۃ فارض الدنیا اولیٰ

(ص ۳۳۸ جلدا جواہر البحار)

ترجمہ:۔اس لئے کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہشتوں کی زمین کے پلاٹ تقسیم کئے جا رہے ہیں۔ان کے لئے دنیا کی دولت اور زر زمین کسی کو عنایت کرنا بدرجہ اولیٰ حاصل ہے۔یہ سب کون و مکان سارے جہاں اللہ جل مجدہ نے اپنے محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملکیت میں دے رکھے ہیں۔(**فاعنّی علیٰ نفسك بكثرۃ السجود**) اللہ جل مجدہ اور اس کے رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جس کو جتنا زیادہ قرب نصیب ہوا اُتنا ہی وہ عبادات، نوافل کی برکات سے مالا مال ہوتا ہے۔اس لئے ارشاد فرمایا کہ سجدوں کی کثرت رکھنا۔

Marfat.com

☆اللہ تعالیٰ کے خزانوں کو بانٹنے والے☆

حدیث نمبر ۱۷:۔ **عن معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنھما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من یرد اللہ بہ خیراً یفقھہ فی الدین وانما انا القاسم واللہ یعطی متفق علیہ** (ص۳۲ جلد۱ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔ ایک سو تریسٹھ احادیث نبویہ کے حافظ سیّدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کے لئے اللہ تعالیٰ بہتری کا ارادہ فرماتا ہے اُسے دین اسلام کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔ اور میں بانٹ رہا ہوں اللہ تعالیٰ عطا فرما رہا ہے۔

شرح حدیث:۔ اس حدیث مبارکہ میں طُرفہ تر جلوہ ہائے اختیار شہنشاہِ بحر و بر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پُر عجب نظارے۔

الف۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے **تفقہ فی الدین** یعنی دین اسلام کی حقیقی اور اصلی سمجھ کا عطا ہونا خیر و برکت کے عظیم خزانوں سے مالا مال ہونا ہے۔

ب۔ چونکہ سب کو دین کی سمجھ اور عقل حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربارِ دُرّبار سے ہی ملی ہے۔ اس لئے حدیث کے دوسرے جملے کا پہلے جملے سے بطور حسین امتزاج الحاق کر دیا گیا ہے۔ کہ دوسرے جملے میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔ کہ میں ہمیشہ سے ہر چیز تقسیم

Marfat.com

کئے جارہا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے مجھے ہر چیز عطا کئے جارہا ہے۔

ج۔اس حدیث سے پہلی حدیث نمبر ۱۶ میں بھی اس مطلق انداز سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیار بے کنار کا اعلانِ عام کیا گیا ہے۔اس حدیث نمبر ۱۷ میں (**وانما انا القاسم والله یعطی**) کے الفاظ اختیار بیکراں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلیغ انداز میں بیان کرر ہے ہیں۔

د۔**انما کلمه حصر و قصر هے**۔۱۔میں ہی حقیقی مجاز بانٹنے والا ہوں۔۲۔میں بانٹنے والا ہی ہوں۔۳۔میں بانٹنے والا بھی ہوں۔نمبر ۱، نمبر ۳ دونوں حصر حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہیں۔

ھ۔**انما انا القاسم والله یعطی**۔میں بانٹ رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے عطا کردیا ہے۔نہ تو یہ بتایا گیا کہ تقسیم فرماتے ہیں تو کیا۔اور نہ ہی یہ واضح کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا ہے تو کیا؟ جو آپ بانٹ رہے ہیں۔یوں سمجھ لیجئے کہ جب اس قسم کی بات مطلق طور پر مذکور ہو تو عمومیت کا فائدہ ہوتا ہے۔یعنی میں سب کچھ تقسیم فرمارہا ہوں۔اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمادیا ہے۔

Marfat.com

ہمارے نبی اور جنتی جائیداد کی تقسیم

حدیث نمبر ۱۸:۔ **عن جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ قال اتی رجل الٰی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال لِفلان فی حائطی عذق وانّہ قدا ذانی مکان عزقہ فارسل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان بعنی عذقک قال لا قال فھب لی قال لا قال فبعنیہ بعذق فی الجنۃ فقال لا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مارایت الذی ابخل منک الا الذی یبخل بالسلام**

(رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان ص ۴۰۰ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔ پندرہ سو چالیس احادیث کے حافظ سیّدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک آدمی حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے باغ میں فلاں آدمی کے پھل دار انگور اور کھجور کے درخت ہیں۔ (بوجہ اس کی آمدورفت) اس نے مجھے پریشان کر رکھا ہے۔ تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے بلا بھیجا اور اُس سے فرمایا تو اپنے پھل دار درخت مجھے دیدے اور اپنی قیمت وصول کرلو۔ اس نے انکار کیا آپ نے فرمایا مجھے ھبہ کر دو۔ اُس نے انکار کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جنت میں اتنے درختوں کے بدلے دے دو۔ اس نے انکار کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تجھ سے بڑھ کروہ

Marfat.com

آدمی بخیل ہے جو سلام کا جواب نہ دے۔

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا

ساتھ ہی مُنشیٔ رحمت کا بھی قلمدان گیا

آج لے پناہ اُن کی آج مدد اُن سے مانگ

پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

شرح حدیث:۔اس حدیث پاک سے بھی امام الرسل ہادیٔ سُبل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیارِ بے کنار کا ناقابل تردید ثبوت ظاہر ہے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مُدّ عا علیہ پڑوسی سے دُنیا کے پھل دار درختوں انگوروں، کھجوروں کے بدلے بہشتوں کے پھل دار کھجور اور انگور کے درختوں کا سودا فرمار ہے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیجئے کہ آقا علیہ السلام اُس پڑوسی مُدّ عا علیہ شخص کو بہشتی ہونے کا فیصلہ عنایت کرنا چاہتے تھے۔ ثابت ہوا کہ سارے بہشت آقائے رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خداداد جاگیر ہے۔ جس کو

چاہیں عنایت

فرمائیں۔ اس حدیث پاک میں حضور علیہ السلام کی رعایت اور دنیا کے درخت کے بدلے جنت کے درخت بمع دائمی ایمان کی سند کے اور پڑوسی کا قبول نہ کرنا پڑوسی اس لائق تھا کہ اُس کے لئے بددعا کی جاتی۔ لیکن نبی رحمت نے بددعا نہیں دی۔

دوسرا مسئلہ اس حدیث میں یہ بھی بیان ہوا کہ جان بوجھ کر مسلمان بھائی کو سلام نہ کہنے والا یا جواب نہ دینے والا بہت بڑا بخیل آدمی ہے۔

Marfat.com

☆زمین کے خزانوں کی کنجیاں اور ہمارے آقا مختارِ کُل☆

حدیث نمبر۱۹:۔عن عقبة بن عامر رضی الله عنه انّ رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم خرج یوماً فصلی علیٰ أحدٍ صلاته علیٰ المیت ثم انصرف الیٰ المنبر فقال انی فرط لکم وانا شهید علیکم وانی والله لَانظر الی حوضی الان وانّی قدأُعطیت مفاتح خزائن الارض حتی وضعت فی یدی وانّی والله ما اخاف علیکم ان تشرکو أُباالله بعدی ولکنی اخاف علیکم الدنیا ان تتنا فسوا فیها۔

(ص ۳۵۰ جلد۲ مسلم شریف، بخاری شریف، باب رؤیا اللیل جلد۲)

ترجمہ:۔پچپن احادیث کے حافظ جلیل القدر صحابیِ رسول حضرت عقبۃ بن عامر جھنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن باہر اُحد پہاڑ پر تشریف لے گئے اور شھداءاُحد کے مزارات پر نمازِ جنازہ کی طرح کھڑے ہو کر دعا فرمائی ۔پھر واپس تشریف لائے اور منبر پر جلوہ گر ہو کر فرمایا میں تم سے سبقت کرنے والا ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں۔اور خدا کی قسم میں یہیں سے اپنے حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں۔اور زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں میرے ہاتھ میں دے دی گئی ہیں۔اور مجھے خدائے برتر جلّ وعلا کی قسم مجھے اس بات کا کوئی خوف نہیں کہ تم میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے۔ مجھے تمہارا یہ خوف ہے۔کہ دنیا کے مال ومتاع واہل وعیال کی محبت اور وارفتگی میں دینی امور کی ادائیگی

Marfat.com

میں پیچھے رہ جاؤ گے۔

ع:۔ جنھیں مرقد میں تا حشر اُمتی کہہ کر پکارو گے

ہمیں بھی یاد کر لو اُن میں صدقہ اپنی رحمت کا

شرح حدیث:۔اس حدیث پاک میں متعدد اور طرفہ تر جلوھائے مقام مصطفیٰ کی بلیغ انداز میں نشان دہی کی گئی ہے۔

الف۔کسی بھی متوفی مسلمان کی قبر پر متعدد بار نمازِ جنازہ کا ادا کرنا صرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت ہے۔اور دعا بار بار مانگنا سب کیلئے اجازت ہے۔

ب۔"**انی فرط لکم**"میں تم سے پہلے جانے والا ہوں۔نبی کو اپنے انجام کا بخوبی علم ہوتا ہے۔

ج۔"**وانا شهید علیکم**"نبی اپنی اُمت کا رکھوالا نگہبان ہوتا ہے۔

د۔"**لا نظر الیٰ حوضی الان**"ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کم از کم اٹھارہ لاکھ میل تک دیکھ سکتے ہیں۔ملاحظہ ہو جائزہ حدیث نمبر (ا) ایک۔

ہ۔(**وانی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض حتیٰ وضعت فی یدیّ**) ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین کے تمام خزانوں کے مالک ہیں۔

و۔اُمت محمدیہ"**علیٰ صاحبها الف الف صلوٰۃ و تحیۃ**"شرک کا ارتکاب نہیں کرے گی۔

ز۔دنیا کی دولت، ثروت، اہل وعیال کی محبت انسان کو اپنی اصلی حقیقی سوچ سے ہٹا کر تہلکہ خیز ابدی آتشکدوں کا ایندھن بنا سکتی ہے۔

Marfat.com

ح۔ نبی کا خواب نبی کی بیداری کی طرح ہی ہے۔اس لئے کہ نبی کی خواب وحی ہوا کرتی ہے۔

☆ایمان افروز نکتہ☆

بعض احادیث میں مذکور ہے۔کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورہے تھے۔تو آپ کے ہاتھ مبارک میں زمین کے خزانوں کی کنجیاں دے دی گیئں۔خواب ہو یا بیداری یکساں بات ہے۔نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں دے دی گیئں۔منکر لوگ یہ بتلائیں وہ کونسی آیت یا حدیث ہے۔جس میں یہ بات مذکور ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں دیکر واپس لے لی گئیں۔جب کہ ایسا حوالہ آیت قرآنیہ یا حدیث کا ملنا ناممکن ہے۔البتہ سلطنتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چلانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوۃ والسّلام کو چار وزرائے اعظم عطا فرمائے ہیں۔کونسی سلطنت مصطفےٰ اور کہاں تک یہ اگلی حدیث میں ملاحظہ فرمائیے۔

Marfat.com

☆ سلطنتِ مصطفٰے کا حُدود اربعہ ☆

حدیث نمبر۲۰:۔عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ما من نبیّ الا وله وزیران من اهل السماء ووزیران من اهل الارض فاما وزیرای من اهل السماء فجبرئیل ومیکائیل علیهما السلام واما وزیرای من اهل الارض فابوبکر وعمر رضی الله عنهما رواه الترمذی ومشکوٰه شریف

(ص ۵٦۰ جلد۲)

ترجمہ:۔گیارہ سو چھ احادیث کے حافظ سیّدنا ابوسعید سعد بن مالک خدری رضی اللہ عنہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے۔کہ آپ نے فرمایا! ہر نبی کے آسمان والوں سے دو وزیر رہے ہیں۔اور دو وزیر زمین والوں سے رہے ہیں۔تو میرے دو وزیر آسمان والوں سے جبرائیل اور میکائیل علیھما السلام اور زمین والوں سے میرے دو وزیر حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنھما ہیں۔صحاح ستہ کی معروف کتاب ترمذی شریف میں یہ حدیث موجود ہے۔ (ص ۵٦۰ جلد۲ مشکوٰۃ شریف)

عرش پہ تازہ چھڑ چھاڑ فرش پہ طُرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے

شرح حدیث:۔تمام مخلوقات رب العلمین کی پیدا کردہ ہیں ان تمام مخلوقات کا انتظام وانصرام انبیاء واولیاء وملائکہ کو ہمارے نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

Marfat.com

واسطہ سے محض بندہ نوازی کے انداز میں (انہیں) سونپ دیا گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو اپنا اختیار سونپنے کا ذکر قرآن پاک میں بھی مختلف انداز میں کیا ہے۔ سورۂ زاریات کے شروع میں **فالمُقسّمٰت امرًا** ۔اللہ تعالیٰ نے امور سلطنت خداوندی کی تقسیم کرنے والی فرشتوں کی جماعتوں کے حُسنِ انتظام کی قسم اٹھائی ہے۔

دوسری جگہ سورہ نازعات کے شروع میں فرمایا ہے۔ **فالمدبرٰت امرًا** ۔حُسنِ تدبیر سے نظام کائنات کا انتظام چلانے والی فرشتوں کی جماعتوں کی قسم۔

☆ایک شبہ اور اس کا ازالہ☆

شبہ:۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام پیدا کردہ مخلوقات کی سلطنت اور بادشاہی کا انبیاء اور ملائکہ اور اولیاء کرام کو مالک بنادیا ہے اور اُن کے قبضہ میں دے دیا ہے۔ تو کیا اللہ تعالیٰ بے مالک نہ ہو گیا؟

ازالہ:۔ اللہ تعالیٰ جہانِ آخرت کی تمام نعمتوں اور بہشتوں کی تمام زمینوں کی ملکیت جب بہشتیوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دے دے گا تو کیا خود بے اختیار اور بے مالک ہو جائے گا؟ ہرگز نہیں جب دیتا ہے تو واپس نہیں لیتا وہ سخی ہے۔ بخیل نہیں ہے۔ یہ جہان اور لاکھوں جہان یہ سب اور کروڑوں جہان کسی ایک یا زیادہ افراد کو اُن کی ملکیت میں دے دے تب بھی وہ بے مالک نہیں ہو سکتا۔ ہمیشہ سے لے کر ہمیشہ تک حقیقی مالک وہی ہے۔

ایسے ہی ''یارسول اللہ'' خالقِ کُل نے آپ کو مالکِ کُل بنادیا

☆☆☆☆☆☆

ع۔ وہی نور حق وہی ظلّ رب ہے اُنہی سے سب ہے اُنہی کا سب
نہیں اُن کی مِلک میں آسمان کہ زمین نہیں کہ زمان نہیں

Marfat.com

☆نبی کا فقر اور غریبی اختیاری ہوتی ہے☆

حدیث نمبر ۲۱:۔ **عن عائشه رضی الله عنها قالت قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یا عائشه لوشئتُ لسارت معی جبال الذهب۔**

(رواہ فی شرح السنۃ ص ۵۲۱ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔ اُمّ المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ بنت صدیق صلوات اللہ علیھما روایت کرتی ہیں۔ کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے عائشہ اگر میں چاہوں تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلا کریں۔

ع:۔ کریم ایسا ملا کہ جس کے کھلے ہیں ہاتھ اور بھرے خزانے

بتاؤ اے مفلسو کہ پھر کیوں تمہارا دل اضطراب میں ہے

شرح حدیث:۔ حضور سرورِ عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجاز مطلق اور مختارِ کُل ہونے کے باوجود دُنیا کے مال وزر اور ٹھاٹھ باٹھ کو اپنی ذاتی زندگی کے لئے پسند نہیں فرماتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فقر اختیاری تھا۔ لاچارگی اور اضطراری کی غُربت کا آپ سے کوئی دُور کا واسطہ بھی نہ تھا۔ اسی لئے اس حدیث پاک میں فرمادیا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے میری چاہت اور میری پسند و رضا کو بہت بلند و بالا مقام عطا فرمایا ہے (**لو شئتُ**) اگر میں ارادہ کرلوں تو مطلق ارادہ فرمانے سے سونے کے پہاڑ میری خدمت اور فرماں برداری کے لئے ہمیشہ سرِ تسلیم خم رہیں۔ اور ہر وقت میرے ساتھ ساتھ چلا کریں۔ سبحان اللہ کیسی رہی عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

Marfat.com

ع۔ کروں تیرے نام پہ جان فدا بس اک جان دو جہان فدا
دو جہان سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہان نہیں

☆ فرائض اسلام کا نفاذ اور رضائے مصطفےٰ ☆

حدیث نمبر ۲۲:۔عن ابیھریرہ رضی اللہ عنہ قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال اَیُھاالناسُ قد فَرض علیکم الحج فحجُّوا فقال رجل اَکُل عامٍ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم فسکت حتیٰ قالھا ثلاثاً فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لو قلتُ نعم لوجبت ولما استطعتم ۔۔۔۔ الخ (ص ۴۳۲ جلد ا مسلم شریف)

ترجمہ:۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خطبہ مبارک ارشاد فرمایا کہ اے لوگو تم پر حج فرض کر دیا گیا ہے۔ تو حج کرو۔ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کیا ہر سال؟ تو آپ خاموش ہو گئے۔ سائل نے تین بار سوال دہرایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر میں ہاں کہہ دوں۔ تو ہر سال ہی ہر مسلمان پر حج فرض ہو جاتا۔ اور تم ہر سال فریضہ حج ادا نہ کر سکتے ۔ مجھے میری حالت پر چھوڑ دو۔ جب تک میں خود کوئی حکم نہ دوں۔ بے شک تم سے پہلے لوگ اپنے پیغمبروں سے غیر ضروری سوال کرنے کی وجہ سے تباہ ہو گئے۔ جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں اُس کی تعمیل کرو جتنا ہو سکے۔ اور جب میں تمہیں کسی چیز سے منع کروں تو رُک جاؤ۔

Marfat.com

شرح حدیث:۔ ہمارے آقا لجپال مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی شریعت مطہرۃ اسلامیہ کے بھی مختارِ کُل ہیں۔ جس کام کی توثیق وتصدیق فرمادیں۔ وہ کام اُمت پر فرض قرار رہا ہے۔

بلاضرورتِ شرعیہ اپنے نبی سے سوالات کرنا موجب ہلاکت ہے۔

نبی کی پیروی باعث نجات ہے۔ اور نبی کے حکم کی تعمیل ایک بنیادی فرض ہے۔

ہ۔ اگر اُس وقت نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سائل سے فرمادیتے **(نعم)** ہاں تو بجائے عمر میں ایک بار کے! ہر سال ہر آدمی پر حج فرض ہو جاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شرعی اسلامی فرائض کے نفاذ میں مجازِ مطلق ہیں۔ یہ مفہوم حدیث کے اس لفظ سے برآمد ہوا **(ولو قلت نعم لوجبت ولما استطعتم)**۔

Marfat.com

☆نبی اپنی شریعت کا مختار اور مجازِ کُل ہوتا ہے☆

حدیث نمبر۲۳:۔**عن ابی هریره رضی الله عنه قال بینا نحن عند رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم اِذَ جاءہٗ رَجل فقال یارسول الله صلی الله علیك وسلم هلکت فقال لهٗ رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ویلك ما لك قال وقعت علےٰ امراتی وانا صائم فی رمضان فقال لهٗ رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم هل تجد ۔۔۔۔۔۔الخ**

(ص۳۸۳ معانی الاثار للطحاوی)

ترجمہ:۔سیّدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ اچانک ایک آدمی آیا۔اُس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں تباہ ہوگیا۔حضور علیہ السلام نے فرمایا تیرے لئے افسوس کیا ہوا تجھ کو۔اُس نے عرض کیا میں نے روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے ہم بستری کی ہے۔تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو ایک غلام آزاد کرسکتا ہے؟عرض کیا نہیں۔آپ نے فرمایا تو دو ماہ لگاتار روزے رکھ سکتا ہے؟عرض کیا نہیں۔آپ نے فرمایا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟عرض کیا نہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہوگئے۔کیا دیکھتے ہیں۔کہ ایک آدمی کھجوروں کا ٹوکرا لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سائل کہاں گیا؟سائل اُٹھ کر حاضر خدمت ہوا۔آپ نے فرمایا یہ کھجوریں

Marfat.com

لیکر غریبوں میں تقسیم کر دے۔عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اس مدینہ طیبہ میں مجھ سے بڑھ کر کون غریب ہے؟ تو سرکار نے تبسُم فرمایا یہاں تک کہ آپ کے اکثر دُرّ دندان مبارکہ ظاہر ہو گئے۔فرمایا جاؤ۔اپنے بچوں کو کھلا دو تمہارا کفارہ ادا ہو گیا۔

؎ آسمان خوان، زمین خوان، زمانہ مہمان

صاحبِ خانہ لقب کس کا ہے تیرا

شرح حدیث:۔اس حدیث پاک کے چند بنیادی نکات یہ ہیں۔

ا۔جان بوجھ کر روزہ توڑنے والے پر مذکورہ کفارہ لازم ہے۔اور اس کے تین درجے بیان ہوئے۔ا۔غلام آزاد کرنا۔۲:۔دو ماہ کے متواتر روزے رکھنا اصل ٹوٹے ہوئے روزے کی ادائیگی کے علاوہ۔ ۳:۔ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا۔چونکہ اس زمانہ میں بَردہ فروشی عالمی قانون میں ممنوع ہے۔اس لئے یہ پہلی صورت کفارے کی ناممکن ہے۔

دوسری صورت:۔جو آدمی دو ماہ لگاتار روزے رکھ سکتا ہو رمضان المبارک مہینہ کے علاوہ ۔اس کے لئے حدیث مذکورہ کے الفاظ کی ترتیب کے مطابق تیسری صورت ساٹھ مسکینوں والی جائز نہیں۔

۳۔جو آدمی دو ماہ لگاتار روزے نہیں رکھ سکتا وہ آدمی ساٹھ مسکینوں کو درمیانے طبقے کی پوزیشن کے مطابق دو وقت کا کھانا کھلائے۔اس حدیث کے روح رواں الفاظ ہیں۔

(اطعمه اهلك) روزہ توڑنے والے نے جب کفارے کی تینوں اقسام سے معذرت کر لی تو حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتفاقاً ایک آدمی کے لائے ہوئے کھجوروں کا ٹوکرا سائل کو دے کر فرمایا یہ غریبوں میں تقسیم کر دو تمہارا کفارہ ادا ہو جائے گا۔ مُجرم سائل! کائنات کے عالمی سخی کے در پر ہے۔مچل گیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

Marfat.com

وسلم مدینہ طیبہ میں مجھ سے بڑھ کر کوئی اور غریب ہے ہی نہیں۔ میں کس کو کھجوریں کھلاؤں۔ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوب مسکرائے اور دریائے رحمت جوش میں آ گیا اور فرمایا جاؤ (**اطعمهٔ اهلك**) اپنے گھر والوں کو یہ کھجوریں کھلا دو تمہارا کفارہ ادا ہو گیا۔

حالانکہ اب بھی اور اُس وقت بھی قانون شرعی یہی رہا ہے جو جان بوجھ کر روزہ توڑے اس کے لئے کفارہ لازمی ہے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجازِ مطلق اور مختارِ کُل ہیں۔ اس لئے سائل کو خصوصی رعایت عنایت فرمائی۔ کفارہ معاف ہی نہیں کیا بلکہ کئی دنوں کے لئے اس کے اہل وعیال کی روزی کا انتظام بھی فرما دیا۔

ع۔ سُنیوں اُن سے مدد مانگے جاؤ

پڑے بکتے رہیں بکنے والے

Marfat.com

☆دونوں جہانوں میں نبی اپنے ہر اُمّتی کا مالک رہا ہے☆

حدیث نمبر ۲۴:۔ **عن ابیھریرہ رضی اللہ عنہ انّ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال مامن مؤمنٍ الّا وانا اولیٰ بہٖ فی الدنیا والآخرۃ اِقرؤُ ا اِن شئتم۔ النبی اولیٰ با المؤمنین من انفسھم فاِیّما مؤمنٍ مات وترک مالاً فلیرثہٗ عصبتہٗ من کانُوا ومن ترک دیناً او ضیاعاً فلیأتنی بہٗ فانا مولاہٗ**

(ص ۲۳۰ جلد ۶ عمدۃ القاری شرح بخاری باب الصلوٰۃ علےٰ من ترک دیناً)

ترجمہ:۔ سیّدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں دنیا اور آخرت میں ہر ایمان والے کے زیادہ قریب اور بہتر مالک رہا ہوں ۔اگر تم چاہو تو قرآن پڑھ کر دیکھ لو **(النبی اولیٰ باالمؤمنین من انفسھم پ ۲۲)** کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایمان والوں کی جانوں سے بھی اُن کے قریب ترین مالک رہے ہیں۔ تو جو مؤمن فوت ہو جائے اور مال چھوڑ جائے تو اُس کے عَصبہ اور ورثاء کے لئے ہے۔ اور اگر وہ قرضہ چھوڑ جائے جو میت کے ذمے واجب الادا ہو۔ یا اولاد نابالغ چھوڑ جائے۔ تو اُن بچوں کی کفالت اور قرضوں کی ادائیگی میرے ذمے ہے ۔کیونکہ میں اُس متوفی مؤمن کا ہمیشہ سے مالک رہا ہوں۔

ع۔ میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا

Marfat.com

شرح حدیث:۔پوری کائنات کا خالق اللہ جلّ مجدہ‘ کی ذات پاک ہی ہے اور حقیقی مالک بھی ہے ۔لیکن جزوی یا کُلی مالکیت جس کو چاہے عطا فرما دے۔ یہ موجودہ طبقات ارضیہ و سماویہ تو کیا اللہ تعالیٰ ایسے کروڑوں جہان پیدا فرما کر کسی ایک فرد کو ساری ملکیت عطا فرما دے تو اُس کے مالکِ حقیقی ہونے میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں آئے گا۔ جیسا کہ بہشتوں کی ہمیشہ کی مالکی بہشتیوں کو دے دی جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ برابر مالک حقیقی ہی رہے گا۔

کیسی بنیادی نہ ٹوٹنے والی ملکیت کا ذکر ہمارے آقا لجپال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح انداز میں فرمادیا کہ میں دنیا و آخرت میں ہر مؤمن کا اُس کی ذات سے زیادہ مالک رہا ہوں۔ وراثت ورثا لیجائیں اور اُس کے بچوں اور قرضوں کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔ سب کا بوجھ اُٹھانے والے سب کے غم خوار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ بخاری شریف کی اس مذکورہ حدیث میں لفظوں پر غور کیا جائے تو فنِ بلاغت اور دین کے مسلمہ اصولوں کے مطابق یہ بات ثابت ہو رہی ہے۔ کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ہر مومن اُمتی کے ہر ہر جزو کے کُلّی مالک ہیں۔ مامن مؤمن۔ ما حرفِ نفی اور منفی لفظ کے درمیان جب مِن آئے تو یہ مِن استغراقی ہوا کرتا ہے۔ جیسا کہ اس کی مثال قرآن پاک میں بھی کئی جگہ پر موجود ہے۔ مثلاً۔ **وما مِنْ دا بة فی الارضِ الا علیٰ اللہ رزقھا** ۔یعنی زمین میں چلنے والی تمام جاندار چیزوں کی روزی اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے۔ جیسا کہ ما حرفِ نفی اور منفی لفظ **دابة** کے درمیان لفظ مِن استغراقی سے ثابت ہو رہا ہے۔ کہ ہر ہر جاندار کی روزی کُلّی طور پر اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے۔ ایسے ہی اس حدیث کے لفظ **مامن مؤمن الا وانا اولیٰ به فی الدنیا والاخرة** ۔کا ایسے ہی ترجمہ کیا جائے گا۔ کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ایمان والے

Marfat.com

کے ہر ہر جز و سمیت اُس کے کُلّی مالک رہے ہیں۔ اور اس حدیث مذکورہ میں اپنی اُمّت کے ایمان داروں یا سابقہ اُمّتوں کے ایمان داروں کے درمیان کوئی تخصیص نہیں فرمائی۔ بلکہ مُطلق فرما دیا۔ کہ کوئی بھی ایمان والا پہلا ہو یا موجودہ یا بعد کا ہر ایمان والے کی ہر ہر جز کی کُلّی ملکیت کا اعلان فرما دیا۔ اور اس حدیث پاک میں حضُور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایمان والوں کے ساتھ کُلّی ملکیت کا اعلان وقتی یا عارضی نہیں بلکہ ہمیشہ سے لیکر ہمیشہ تک استمراری انداز بھی لفظاً بیان فرما دیا۔ اور وہ اِسی حدیث کے الفاظ سے ثابت ہے۔ یہ حدیث پاک جُملہ اِسمیہ کے مقام پر موجود ہے۔ اور اس کی خبر بھی جُملہ اِسمیہ ہے۔ اور جس جُملہ اِسمیہ کی خبر بھی جملہ اِسمیہ ہی ہو یا کوئی مُفرد لفظ ہو تو اس جُملے کا مفہوم استمرار اور ہمیشگی سے بنیادی طور پر متعلق ہوتا ہے۔ جیسا کہ فنِ بلاغت کے اصولوں میں سے یہی اصول اِن الفاظ میں مذکور ہے۔

الجملة الاسمية لا تفيد الثبوت با صل و ضعهاولا الاستمرار با القرآئن اِلّا اِذا كان خبرها مفرداًاوجُملة اسمية اما اِذا كانَ خبرُ ها جُملةً فعليةًفا نهاتفيدُ التجدد ۔ البلاغة الواضحة لعلى الجارم

(عربی مطبوعہ مصر ص ۱۳۹)

ترجمہ۔ جُملہ اِسمیہ اصل وضع کے لحاظ سے ثبوت (یقین) کا فائدہ نہیں دیتا اور نہ قرائن سے دوام اور استمرار کو ظاہر کرتا ہے۔ ہاں اگر جُملہ اِسمیہ کی خبر مفرد ہو یا جُملہ اسمیہ کی خبر جُملہ اسمیہ ہی ہو تو ضرور ثبوت و دوام (ہمیشہ کیلیئے) جاری رہنے پر دلالت کرتا ہے۔ اور اگر جُملہ اِسمیہ کی خبر جُملہ فِعلیہ ہو تو اُس وقت حدوث و تجدّد (مُختلف تبدیلیاں) کا فائدہ دیتا

Marfat.com

ہے ۱۲۔ خلاصہ حدیث یہ ہوا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ازل سے لیکر ابد تک ہر ہر ایمان والے کی ہر ہر جزی کے کُلّی مالک ومولا ہمیشہ سے لیکر ہمیشہ تک رہے ہیں۔

☆ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیارات کے متعلق قرآنی آیات اور احادیث کا موازنہ ☆

کوئی بھی نبی یا ولی مطلق بے اختیار نہیں ہوتا۔ البتہ کچھ آیات قرآنیہ اور کچھ احادیث مبارکہ سے ظاہری طور پر نبی یا ولی کا بے اختیار رہونا منکر لوگ ثابت کرتے ہیں۔ لیکن **(نؤمن ببعض ونکفر ببعض)** بعض قرآنی آیات کو مان لینا اور بعض سے روگردانی نری بے ایمانی نہیں تو اور کیا ہے۔

مختلف مضامین کی حامل آیات اور احادیث کا آپس میں جب تک موازنہ یا مطابقت قائم نہ کی جائے۔ قرآن وحدیث پر ایمان رکھنا محال رہے گا۔ جن آیات میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو بھی با اختیار ماننے کا انکار ہے۔ وہ آیات درج ذیل ہیں۔

☆ منفی آیاتِ کریمہ ☆

۱:۔ لیس لک من الامر شئی اویتوب علیھم اویُعذّبھم فا نھم ظلمون (پارہ ۴ رکوع ۴)

۲:۔ انّک لا تھدی مَن اَحببتَ ولکنّ اللہ یھدی من یشاءُ وھو اعلمُ با المھتدین (پارہ ۲۰ رکوع ۹)

۳۔ ان الحکم الااللہ یقص الحق وھو خیر الفصلین

Marfat.com

(پارہ ۷ رکوع ۷)

۴:۔ وما انت بهٰدِ العمی عن ضللتهم ان تسمع الا من یؤمن بایتنا فهم مسلمون (پارہ ۲۰ رکوع ۲)

ترجمہ آیت ۱:۔ یہ بات تمہارے ہاتھ نہیں یا اللہ تعالیٰ انہیں توبہ کی توفیق دے یا اُن پر عذاب کرے کہ وہ ظالم ہیں۔

ترجمہ آیت ۲:۔ بیشک یا رسول اللہ آپ جسے پسند کریں اُسے ہدایت نہیں دے سکتے۔ اور لیکن اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جسے چاہے وہ ہدایت والوں کو بخوبی جانتا ہے۔

ترجمہ آیت ۳:۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی حاکم نہیں وہ حق بیان فرماتا ہے۔ اور وہ بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے۔

ترجمہ آیت ۴:۔ اور آپ (یا رسول اللہ) دل کے اندھے گمراہوں کو ہدایت نہیں دے سکتے۔ حق بات ایمان والوں کو آپ سنا سکتے ہیں۔ جو ہماری آیات پر ایمان رکھنے والے فرماں بردار ہوں۔

☆ وہ آیات جن سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے
محبوب نبی کو اختیارِ بے کنار عطا فرمایا ہے ☆

آیت نمبر ۱:۔ انا اعطینك الكوثر (پ ۳۰)

آیت نمبر ۲:۔ وانّك لتهدی الٰی صراطِ مستقیم (پ ۲۵ ع ۶)

آیت نمبر ۳:۔ ولو انّهم اذظلموا انفسهم جاؤُك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحیما ☆ (پ ۵ ع ۶)

Marfat.com

آیت نمبر۴:۔ فلا و ربك لا یومنون حتٰی یحکّموك فی ما شجر بینهم ثم لا یجدوا فی انفسهم حرجا مما قضیت ویُسلموا تسلیما (پ۵ع۶)

آیت نمبر۵:۔ ولو انّهم رضوا اما اتٰهم الله ورسوله وقالوا حسبنا الله ط سیُئوتینا الله من فضلِه و رسوله انّا الیٰ الله راغبون (پ۱۰ع۱۳)

آیت نمبر۶:۔ وما نقموا الّا ان اغنا هم الله و رسوله من فضله ط فا ن یّتوبوا یك خیراً لهم وان یتولوا یعذبهم الله عذاباً الیما (پ۱۰ع۱۵)

ترجمہ آیت نمبر۱:۔ ہم نے (یارسول اللہ) آپ کو حوض کوثر (سمیت سب کچھ) عطا فرمادیا

ترجمہ آیت نمبر۲:۔ اور آپ (یارسول اللہ) صراط مستقیم کی ہدایت دیتے ہیں۔

ترجمہ آیت نمبر۳:۔ اور اگر یہ (اُمّتی لوگ) جب اپنے آپ پر ظلم کر بیٹھیں آپ کے پاس حاضر ہوکر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں اور رسول پاک اُن کو معافی دلوادیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا پائیں گے۔

ترجمہ آیت نمبر۴:۔ تو آپ کے رب کی قسم لوگ اُس وقت تک ایمان دار نہیں ہوسکتے ۔ جب تک اپنے جھگڑوں میں آپ کو حاکم نہیں مان لیتے۔ پھر آپ کے فیصلوں کی دلوں میں تنگی محسوس بھی نہ کریں۔ اور ہمہ وقت سرِ تسلیم خم رہیں۔

ترجمہ آیت نمبر۵:۔ اور (کیا ہوا) اگر وہ (منافق لوگ) راضی ہوجائیں جواُن کو اللہ و رسول نے عنایت فرمادیا۔ اور وہ کہیں اللہ ہمیں کافی ہے۔ اللہ اور اُس کا رسول اپنے فضل

Marfat.com

سے ہمیں عطا فرماتے ہیں۔ ہم اللہ کی طرف رغبت رکھنے والے ہیں۔

ترجمہ آیت نمبر ۶:۔ اور وہ (منافق لوگ ایمان والوں سے) اسی وجہ سے بدلے لیتے ہیں ۔کہ اللہ و رسول نے اپنے فضل سے ایمان والوں کو دولت مند بنا دیا اگر منافق توبہ کرلیں تو اُن کے لئے بہتر ہے۔ اور اگر وہ پیٹھ پھیر گئے تو اللہ تعالیٰ اُن کو دردناک عذاب میں مبتلا کر دے گا۔ اور وہ اللہ کے سوا زمین میں اپنا کوئی مددگار نہیں پائیں گے۔

بظاہران منفی اور مثبت آیات میں تضاد نظر آرہا ہے۔ جیسا کہ آیت ۲ نمبر منفی میں یہ بات ہے کہ آپ کسی کو ہدایت نہیں دے سکتے (**انك لا تهدى**) اور مثبت آیت نمبر ۲ میں یہ بات ہے (**انك لتهدى الىٰ صراط مستقيم**) کہ آپ صراط مستقیم کی ہدایت دے رہے ہیں۔ اور آیت نمبر ا منفی میں یہ بات ہے کہ آپ کو حاکمیت میں کوئی عمل دخل نہیں (**ليس لك من الامر**) اور آیت نمبر ۴ مثبت آیت میں یہ بات ہے۔ کہ جب تک آپ کی حاکمیت کو اُمتی تسلیم نہ کریں وہ ایمان دار ہو ہی نہیں سکتے (**فلا و ربك**)

☆☆☆

تلاش حق میں خلوص دل سے اُن دنوں مفہوم والی آیات کو پڑھا جائے تو مطابقت کرنا کوئی مشکل نہیں اور اگر کوئی فرقہ واریت کی خباثت سے ملوّث ہے اور باطن پلید ہے۔ تو موازنہ نہیں کرسکے گا۔ ان منفی اور مثبت آیات میں ذاتی عطائی کا فرق ہے۔ کسی کے لئے بھی اختیار کا آیات کریمہ میں انکار ہے۔ تو ذاتی طور کی توجیح نکالی جائے گی۔ اور اگر کسی کے لئے بھی اختیار کا ثبوت ہے تو عطائی طور کی توجیح نکالی جائے گی۔

☆ وسیلہ جلیلہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ☆

Marfat.com

حدیث نمبر ۲۵:۔عن عثمان بن حنیف رضی الله عنه قال انّ رجلا اعمٰی البصر اتٰی النبی صلی الله علیه وآله وسلم فقال ادع الله انّ یُّعا فینی فقال ان شئت صبرت فهو خیر لك قال فادعهٗ قال فا مرهٗ ان یتوضّأ وید عو بهذا الدعاء اللهم انی اسئلك واتوجه اِلیك بنبیك محمد نبی الرحمة ویا محمد انی توجهت بك الیٰ ربی لیقضی لی حاجتی هذهِ اللهم فشفّعهٗ فِیّ رواه الترمذی

(ص ۲۱۹ جلد ا مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا آدمی حضور شافع یوم النشور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میرے لئے اللہ سے دعا کیجئے کہ میری آنکھیں روشن فرمادے۔ آپ نے فرمایا تو صبر کرے تو تیرے لئے بہت بہتر ہے۔ نابینا نے عرض کیا کہ آپ میرے لئے دعا فرمادیجئے (میری آنکھوں کی بینائی واپس مل جائے) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے حکم دیا کہ وضو کرکہ یہ دعا مانگے ۔اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں۔ اور میں تیری بارگاہ میں تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوں۔ اور یا رسول اللہ میں آپ کو لے کر اپنے رب کے پاس حاضر ہوں تاکہ میری مشکل حل ہو۔ اے اللہ تو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سفارش میرے حق میں قبول فرما۔

اُن کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو

Marfat.com

جب یاد آ گئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں

شرح حدیث:۔

☆اللہ تعالیٰ سے مانگنے کے چار طریقے☆

جن میں سے تین طریقے اسی حدیث میں مذکور ہیں۔

ا:۔اللہ تعالیٰ سے بلاواسطہ مانگنا(**اَللّٰھم انی اسئلك**)۲۔یااللہ نبی پاک یا ولی کا واسطہ(**اَتوجه اِلیك بنبیك محمد** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۳۔یارسول اللہ یا یاداتا اللہ کے واسطے(**انی توجّھتُ بك الیٰ ربی**)۴:۔(بزرگوں سے بلا واسطہ سوال)یارسول اللہ یا پیر دستگیر میری مدد فرمایئے یا میں آپ سے مانگتا ہوں (**اسئلك مرافقتك فی الجنّة**)اس طریقے نمبر۴ کی تفصیل حدیث نمبر۱۶ میں ملاحظہ ہو

یہ بات اظہر من الشّمس ہوگئی کہ ان چاروں طریقوں میں سے کسی طریقے کے مطابق مانگا جائے۔حقیقت میں دائمی داتا اللہ تعالیٰ ہی کی ذات رہی ہے۔

یعنی ا۔کہ اللہ تعالیٰ سے کسی کا واسطہ ڈالے بغیر مانگنا۔۲۔بالواسطہ یا اللہ نبی کا صدقہ یا واسطہ ۳:۔نبی یا ولی سے بلاواسطہ ڈائریکٹ۔۴۔نبی یا ولی سے اللہ کا واسطہ دے کر مانگنا۔

اللہ تعالیٰ سے مانگنے کے لئے اس حدیث میں تین طریقے مذکور ہیں۔اس عمل کو دوبارہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں دہرایا گیا۔دورِ خلافت عثمان غنی ذی النورین رضی اللہ عنہ میں کسی آدمی کو حضرت عثمان خلیفہ وقت سے کوئی ضروری کام تھا۔لیکن آپ اُن کی طرف کوئی توجہ نہیں دے رہے تھے۔اتفاقاً اُس آدمی کی حضرت عثمان بن حنیف صحابی راوی حدیث سے ملاقات ہوگئی تو اُنہوں نے اُس آدمی کو اُسی حدیث والے عمل کو دہرانے کے لئے کہا۔اُس نے ایسا ہی کیا۔اور یہی دعا مانگی۔اگلے دن خلیفہ

Marfat.com

وقت حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے درِ دولت پہ جا کر حاضری دی۔ کیا دیکھا کہ خلیفہ وقت اُس آدمی کے استقبال کے لئے دروازے پر کھڑے ہیں۔ دعا وسلام کے بعد دفتر کے اندر اُس کو ساتھ لے گئے۔ اُن کی مشکل حل کی اور فرمایا آئندہ جب بھی تمہیں کوئی حاجت ہو تو ہمیں بتلا دینا۔ آپ کا کام ضرور کیا جائے گا۔

☆ مدینہ شریف میں قحط اور روضۂ رسول کی چھت ☆

حدیث نمبر ۲۶:۔ **عن ابی الجوزأء قال قُحط اهل المدينة قحطاً شديداً فشكوا الىٰ عائشه رضى الله عنها فقالت أُنظر وا قبر النبى صلى الله عليه وآله وسلم فاجعلُوا منه كُوَّةً الىٰ السماء حتىٰ لا يكون بينه وبين السماء سقف ففعلوا فمطروا مطراً حتىٰ نبت العشب وسمنت الابل حتىٰ تفتّقت من الشحم فسُمّى عام الفتق رواه الدارمى**

(ص ۵۴۵ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔ ابوالجوزا روایت کرتے ہیں کہ مدینہ شریف میں ایک دفعہ شدید قحط سالی ہوگئی سب لوگ اکٹھے ہو کر سیّدتنا عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئے۔ قحط سالی کی شکایت کرنے لگے۔ امّ المؤمنین حضرت عائشہ نے فرمایا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس جاؤ۔ اور روضہ مبارکہ کی چھت کو ایک جگہ کھول کر سوراخ کر دو کہ آسمان اور روضہ رسول کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو۔ لوگوں نے روضہ رسول پر جا کر ویسے ہی کیا اور دعا

Marfat.com

مانگی۔ تو اتنی بارش ہوئی کہ سرسبزی اور شادابی بے تحاشا ہوگئی۔ جانور بے حد موٹے تازے بے حد چربیلے ہوگئے۔ اس سال کو سال فتق قرار دیا گیا۔ فتق کا معنی ہے پھٹنا۔ یعنی زمین کی پیداوار بہت زیادہ ہوئی اور جانور خوب چربیلے ہوگئے۔ اِس لئے اس سال کو عام الفتق قرار دیا گیا۔ اس حدیث کو دارمی نے روایت کیا (ص ۵۴۵ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث:۔ اس حدیث پاک سے درج ذیل مفاہیم ظاہر ہیں۔

۱۔ مشکل وقت مصیبت میں اللہ والوں کے درباروں پر حاضری دینا سُنّتِ صحابہ ہے۔ اگر ایسا فعل شرعی طور پر ممنوع ہوتا تو ام المؤمنین صاف فرمادیتیں جاؤ کھلے میدان یا مسجد میں جا کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو۔

۲۔ صحابہ کرام حق صداقت کے پیکر تھے۔ صدقِ نیت سے دربارِ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری دی۔ مشکلیں حل ہوگئیں۔ دارمی محدّث کے علاوہ اس حدیث کو مفتی سعودیہ نے اپنی کتاب مفاہیم یجب ان تصحح عربی مطبوعہ سعودیہ میں ذکر کی ہے۔

Marfat.com

☆صحابہ کرام کا تکیہ کلام، اللہ ورسول کا بڑا احسان☆

حدیث نمبر ۲۷:۔ عن عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ قال لما افآء اللہ علے رسولہٖ یوم حنین قسّم فی الناس فی المؤلّفۃ قلوبھم ولم یعط الانصار شئیاً فکا نّما وجدوا اذا لم یصیبھم ما اصاب الناس فخطبھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال یا معشر الانصار ألم اجدکم ضلاّ لاًفھدا کم اللہ بی وکنتم متفرقون فأ لفکم اللہ بی وعالۃ فاغناکم اللہ بی کلما قال شئیاً قالوا اللہ ورسولہٖ امنّ

(ص ۳۳۹ ج ا مسلم شریف وص ۳۰۷ جلد ۱۷ عمدۃ القاری شرح بخاری)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ حنین کا مالِ غنیمت وافر مقدار میں اُن لوگوں کو عطا فرما رہے تھے۔ جو سرداران مکہ ونجد میں سے نئے نئے مسلمان ہوئے تھے۔ تاکہ ان کے دلوں میں اسلام کی محبت خوب قرار پائے۔ انصار قبیلے کے کچھ نوجوان غازیوں کے منہ سے یہ بات سہواً نکل گئی کہ ہماری طرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توجہ نہیں رہی۔ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار قبیلے کے تمام غازیوں کو طلب کر کے خطبہ ارشاد فرمایا۔ اے انصار قبیلو کیا میں نے تمہیں گمراہ نہیں پایا۔ اللہ تعالیٰ نے میری برکت سے تمہیں ایمان کی دولت سے مالا مال کیا۔ کیا تم آپس میں برسر پیکار نہ تھے اللہ نے میرے صدقے تمہیں اتفاق عطا فرمایا۔ کیا تم غریب نہ تھے میری بدولت اللہ تعالیٰ نے تمہیں مال دار بنایا۔ یہ ارشادات جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے گئے۔ تو سب انصار غازی صحابہ کرام

Marfat.com

ہر سوال کے بعد یہ جواب دیتے رہے اللہ ورسول کا بڑا احسان ہے۔

''اللہ ورسولہٗ امنّ''

شرح حدیث:۔اس حدیث پاک میں ایمان افروز نکات درج ذیل ہیں۔

:۔ایمان والوں کو بلکہ تمام جہان کون ومکاں والوں کو جو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملا وہ ہمارے آقا لجپال مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ و برکت تامہ سے ملا۔

ب:۔زندگی کے تمام شعبوں میں سے کسی بھی شعبہ کی اگر کوئی خبر گیری کرے اور پُرسانِ حال ہو کہ کیسا حال ہے؟ تو ہر دفعہ یہ جواب دینا کہ اللہ ورسول کا بڑا اکرم ہے۔ یا یہ الفاظ کہہ دیئے جائیں جو حدیث میں مذکور ہیں (**اللہ ورسولہٗ امنّ**) سُنّتِ صحابہ ہوگی۔

علاوہ ازیں ایمان افروز جملہ جو زبانِ ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اُس وقت نکلا جب حضور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دریافت فرمانے پر کہ آپ نے جہاد فنڈ کے لئے جو کچھ پیش کیا ہے۔اسکے علاوہ اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا۔عرض کیا ''**اَبقیتُ لھم اللہ ورسولہٗ** میں نے اپنے گھر والوں کے لئے اللہ ورسول چھوڑا رواہ الترمذی وابوداؤد (ص ۵۵۶ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ میں نے تصویروں والے بچھونے خرید کر گھر میں بچھا دیئے۔حضور علیہ السلام نے دیکھا تو ناراض ہوئے۔میں نے عرض کیا ''**اتوب الی اللہ ورسولہٗ**'' میں اللہ ورسول سے معافی مانگتی ہوں۔یہ الفاظ کہنے سُنّت صحابہ کرام ہے۔جو سنی بریلوی جماعت کا طُرّہ امتیاز ہے۔زندگی کے تمام مراحل میں اللہ تعالیٰ کے نام مبارک کے ساتھ اُس کے رسول کا نام لینا باعث برکت و باعث فوز وفلاح وسُنّتِ صحابہ کرام ہے۔

Marfat.com

ج:۔ **اللہ ورسولہٗ اَعلم**۔ بیشمار احادیث میں یہ الفاظ موجود ہیں۔ صحابہ کرام سے اکثر اوقات جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی بات کے متعلق پوچھتے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یہی الفاظ دہراتے **اللہ ورسولہٗ اعلم**۔ یعنی اللہ ورسول بہتر جانتے ہیں۔ اللہ ورسول نے ہمیں بہت کچھ دیا ہے۔ اللہ ورسول بہت کچھ عطا فرمائیں گے۔ ایسے الفاظ کہنے والوں کو قرآن نے ایمان دار قرار دیا ہے۔ اور ایسے الفاظ سے فرار اختیار کرنے والوں کے انداز کو منافقت سے تعبیر کیا ہے۔ مثلاً

ومانقموا الا ان اغنٰہم اللہ ورسولہٗ من فضلہٖ (پارہ۱۰ رکوع۱۶)

ترجمہ:۔ اور منافق لوگ ایمان والوں سے اس لئے دشمنی رکھتے ہیں۔ کہ اللہ ورسول نے اپنے فضل سے ایمان والوں کو مال دار بنا دیا ہے۔ تو اہل سنت وجماعت بالخصوص بریلوی مسلک کو اللہ اور اُس کے رسول نے تمام سرمایہ ہائے وجود سے بڑھ کر دولت، دولتِ ایمان سے نوازا ہے۔ مثلاً **ولو انہم رضو اما اتٰہم اللہ ورسولہٗ وقالوا حسبنا اللہ سیؤتینا اللہ من فضلہٖ ورسولہٗ انا الی اللہ راغبون**

(پارہ۱۰ رکوع۱۳)

ترجمہ:۔ اور (منافقوں کو کیا نقصان ہے) اگر وہ اللہ ورسول کے دیئے ہوئے انعامات پر راضی ہو جائیں اور کہہ دیں اللہ تعالیٰ ہمیں کافی ہے۔ اللہ ورسول اب اپنے فضل سے دیتے ہیں ہم اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت رکھنے والے ہیں۔ یعنی یہ الفاظ بطور وصولِ نعمت کہتے رہنا کہ اللہ ورسول اپنے فضل سے اب بھی دیتے ہیں۔

سیؤتینا اللہ من فضلہٖ ورسولہٗ

اہلسنت وجماعت کا یہ فطری طرۂ امتیاز رہا ہے۔

Marfat.com

☆ دین ودُنیا کی فتوحات اہلِ حق کے وسیلہ سے منسلک ہیں ☆

حدیث نمبر ۲۸:۔ **عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یأتی علیٰ الناس زمان فیغزو فئام من الناس فیقولون هل فیکم من صاحب رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فیقولون نعم ففتح لهم ثم یأتی علیٰ الناس زمان فیغزو فئام من الناس فیقولون هل فیکم من صاحب اصحاب رسول الله ۔۔۔الخ متفق علیه** (ص۵۵۳ جلد نمبر۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔ سیدنا ابوسعید سعد بن مالک خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا۔ کہ کچھ غازیان اسلام ،اسلام کفر کی جنگ میں مصروف ہونگے۔ پوچھیں گے تم میں کوئی ایسا بھی ہے جو صحابی رسول ہو۔ لوگ کہیں گے ہاں صحابی رسول کا وجود موجود ہے۔ تو ان غازیان اسلام کو فتح نصیب کی جائے گی۔ پھر ایک ایسا اور وقت آئے گا۔ اسلام کے غازی لوگوں سے پوچھیں گے۔ تم میں کوئی ایسا بھی ہے؟ جس نے صحابی رسول کی زیارت کی ہو۔ تو لوگ صحابی رسول کی زیارت کرنے والے تابعی کو ڈھونڈ نکالیں گے۔ تو ان کو فتح نصیب ہو جائے گی۔ پھر لوگوں پر ایک ایسا اور وقت آئے گا۔ کہ غازیان اسلام کفر اسلام کی جنگ میں مصروف ہو نگے (فتح یابی کیلئے) لوگوں سے پوچھیں گے۔ کیا تم میں کوئی ایسا بھی ہے؟ جس نے صحابی

Marfat.com

رسول کے دیکھنے والے کو دیکھا ہو (یعنی تبع تابعی) چنانچہ ایسا شخص ڈھونڈ نکالیں گے۔تو اسلام کو فتح نصیب ہو جائے گی۔اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا۔

(ص ۵۵۳ جلد ۲ مشکوۃ شریف)

شرح حدیث:۔اس حدیث پاک میں جہاں جہاد کو نہایت حسین پیرایے میں بیان کیا گیا ہے۔وہاں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کبار کی شان اور صالحین کی برکت بھی واضح انداز میں لفظی طور پر بیان کی گئی ہے۔

ا:۔ بخاری و مسلم کی ایک روایت میں یوں بھی مزبور ہے۔حضور علیہ السلام نے فرمایا میرے صحابہ کرام کو گالیاں نہ دو۔کوئی بھی غیر صحابی اگر اُحد پہاڑ کے برابر سونے کا صدقہ دے تو میرے کسی صحابی کے ایک کلو صدقے کو نہیں پہنچ سکتا۔اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آسمان کے تارے آسمان کے قیام کیلئے امان رہے ہیں۔ جب تارے جھڑ جائیں گے۔آسمان قائم نہیں رہے گا۔اور میرے صحابہ کرام میری امت کیلئے امان ہیں ۔جب میرے صحابہ کرام دنیا سے روپوش ہو جائیں گے تو بعد میں قیامت بپا ہو گی۔ جب تک میرے صحابہ دنیا میں دنیاوی زندگی گزاریں گے۔ قیامت نہیں آسکے گی۔

ب:۔حضور سید الکل فخر رسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ تمام لوگوں کیلئے مشکل کشا ہیں۔جن کے وجود کی برکت سے مصائب دور ہوں۔مشکلات حل ہوں۔ان پاک ذاتوں کو برا بھلا کہنے والا اور گالیاں نکالنے والا اپنا ایمان کیسے سلامت رکھ سکے گا؟

ج:۔صحابہ کرام کی شان قرآن نے جو بیان کی ہے وہ کوئی مخفی بات نہیں ہے۔بطور استشہاد قرآن کی دو عظیم الشان آیات کو کنز الایمان اردو ترجمہ نکال کر تلاوت کیجئے۔اور اپنے ذوق ایمان میں اضافہ فرمائیے۔

Marfat.com

۱:۔والسّبقون الاوّلو ن من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم بإحسان رضی الله عنهم ورضو اعنه

(پارہ ۱۱ رکوع ۲)

۲:۔لقد رضی الله عن المؤمنين اذ يبا يعونك تحت الشجرة

(پارہ ۲۶ سورۃ فتح)

ترجمہ ۱:۔سب سے پہل کرنے والے (ایمان لانے والے) (مکہ سے مدینہ) ہجرت کرنے والے اوران کی امداد کرنے والوں اوران کی اتباع کرنے والوں سے اللہ راضی ہوا اور یہ اللہ سے راضی ہو گئے۔

ترجمہ ۲:۔یقیناً ان سب ایمان والوں سے اللہ تعالیٰ راضی ہوگیا (یارسول اللہ) جب ایمان والے درخت کے نیچے آپ کے دستِ حق پرست پر ہاتھ رکھ کر بیعت کرر ہے تھے۔اور یہ اصحاب شجرہ صحابہ کرام تیرہ سو سے زائد تھے۔جن میں سیدنا ابوبکر صدیق وسیدنا عمر بن خطاب وسیدنا عثمان غنی وسیدنا مولیٰ علی مشکل کشا رضوان اللہ علیہم اجمعین شامل تھے۔

Marfat.com

☆اللہ تعالیٰ کی قدرت اس کے قانون پر غالب ہے☆

حدیث نمبر ۲۹:۔عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قال کان فیمن قبلکم رجل قتل تسعة وتسعین نفسا فسأل عن اعلم اھل الارض فدُل علےٰ راھب۔۔۔۔۔۔۔الخ فاوحی اللہ الی ھذہٖ اَن تباعدی والیٰ ھذہٖ ان تقرّبی فقاسوا فوجدوہ ادنیٰ الیٰ الارض التیّ ارادبشبرٍ فقبضتہ ملائکة الرحمة

(ص ۳۵۹ جلد ۲ مسلم شریف وص ۴۴۔۴۵ ریاض الصالحین)

ترجمہ:۔سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں میں ایک آدمی تھا۔جس نے (اپنی زندگی میں) ننانوے آدمی ناحق قتل کیے تھے۔اس نے وقت کے بڑے عالم کی تلاش کی تو لوگوں نے اُسے ایک راہب عبادت گذار کا پتہ دیا۔راہب سے جاکر پوچھا۔کہ میں ننانوے آدمی ناحق قتل کر چکا ہوں کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ اُس نے کہا تیری توبہ ہرگز قبول نہیں ہو سکتی۔اُس سفاّک آدمی نے اُس راہب کو بھی قتل کر دیا۔سو قتل پورا ہو گیا۔پھر اُس نے اور لوگوں سے کسی اور بڑے عالم کا پتہ پوچھا۔تو اُس کو بتایا گیا کہ فلاں آدمی موجودہ دور کا بہت بڑا عالم ہے۔وہ اِس عالم کے پاس پہنچا (جو واقعی خبر دار عالم تھا) اور پوچھا کہ میں نے سو آدمی ناحق قتل کیا ہے۔کیا میری نجات (توبہ) ہو سکتی ہے؟ اُس عالم نے جواب دیا تیری توبہ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کون حائل ہو سکتا ہے۔جاؤ فلاں علاقہ میں نیک لوگ

Marfat.com

بزرگ صالحین اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت کرنے والے رہتے ہیں۔اُن سے مل کر عبادت میں شمولیت سے توبہ کی قبولیت ہوسکتی ہے۔اور واپس اپنے علاقے میں مت آؤ۔کیونکہ وہ لوگ بہت بُرے ہیں۔چنانچہ وہ آدمی مطلوبہ جگہ پر پہنچنے کے لئے سفر پر روانہ ہوگیا۔نصف راستہ طے ہوا۔تو زندگی کا آخری وقت آگیا۔سکرات موت میں مبتلاءے مصیبت قاتل سفاک آدمی کے پاس رحمت کے فرشتے بھی آگئے۔اور عذاب کے فرشتے بھی آگئے۔دونوں فریقوں نے میّت سے متعلق اپنا اپنا استحقاق بیان کیا۔رحمت والی فرشتوں کی جماعت نے کہا یہ آدمی توبہ کی نیّت سے گھر سے نکلا ہے۔لھذا اسے معافی ہوسکتی ہے۔ہم اِسے اپنے ساتھ لیجائیں گے۔عذاب والی فرشتوں کی جماعت نے کہا اِس آدمی سے خیریت کی کیا امید ہے۔جس نے سو آدمی ناحق قتل کیا ہے۔اسے معافی ملنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔لھذا اُس آدمی کو ہم اپنے ساتھ لیجائیں گے۔اتنے میں اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو آدمی کی شکل میں فیصل اور پنچ بنا کر بھیجا جس کو فرشتوں کی دونوں جماعتوں نے اپنا قاضی تسلیم کرلیا۔اُس نے کہا اس میت کے گھر سے لیکر جہانِ اولیاء صالحین نیک لوگوں کی بستی میں جہاں یہ جانا چاہتا تھا زمین کی پیائش کرلو۔جس مقام پر اِس آدمی کی موت واقعہ ہوئی ہے یہ مقام اللہ والے نیک لوگوں کی بستی کے قریب پڑھ جائے تو اسے رحمت کے فرشتے لیجائیں اور اگر اولیائے کرام کی بستی جہاں یہ جانا چاہتا تھا۔دور پڑے اور اس کا گھر جہاں سے یہ آیا تھا اسے قریب پڑے۔تو عذاب کے فرشتے اِس ظالم کی روح کو لیجائیں۔جب فرشتے پیائش کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے گھر سے لیکر مرنے کی جگہ تک زمین کے ٹکرے سے فرمایا تو دور ہو جا کُھل کر فراخ ہو جا اور مرنے کی جگہ سے لیکر اولیاء کرام کی بستی تک زمین کے ٹکڑے سے فرمایا تو قریب ہو کر ذرا سکڑ جا۔پیائش کرنے پر

Marfat.com

پتہ چلا۔ کہ اللہ والوں کی بستی مرنے والے ظالم کو اپنے گھر کی نسبت ایک بالشت قریب نکلی تو رحمت کے فرشتے اس فوت ہونے والے آدمی کی روح اپنے ساتھ لے گئے۔

شرح حدیث:۔ اس حدیث پاک میں درج ذیل امور بدیہی طور پر نظر آ رہے ہیں۔

ا:۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت اس کے قانون پر حاوی اور غالب ہے۔ گناہوں کی مقرر کردہ سزا قانون خداوندی ہے لیکن جسے چاہے اپنی قدرتِ کاملہ سے معاف فرما دے اور مظلوموں کے حقوق اپنی طرف سے ادا کر کے ظالم کو بخش دے۔

ب:۔ اولیاءِ کرام کے واسطہ و وسیلہ و رابطہ کی عظمت کا اظہار بے مثال انداز میں کہ توبہ کرنے والا بزرگوں کی حاضری کی نیت سے ابھی سفر میں ہے۔ بزرگوں ولیوں کے حضور ابھی پہنچا نہیں کہ اس کو کس بلیغ انداز میں معافی عنایت ہوئی کہ زمین کے ٹکڑے کو خود اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ ذرا قریب ہو جا۔ اور اگر بحضور اولیائے کرام حاضری دینے والا زائر سچے دل سے توبہ کرنے کی نیت سے پہنچ جائے۔ تو اس مقام پر خداوند کریم کی نعمتوں کا حصول اور بزرگوں کی عطا کا کیا سماں ہو گا؟

ج:۔ اللہ تعالیٰ محض اپنی قدرت کے اظہار کیلئے ایسے مناظر وقتاً فوقتاً منظر عام پر لاتا رہتا ہے۔ ورنہ اکثر قانون خداوندی پر عمل درآمد ہو گا۔ قیامت کے دِن بھی جہاں چاہے گا مظلوم کا حق اپنے پلہ رحمت سے ادا کر کے مظلوم اور ظالم دونوں کو نجات عنایت کر دے گا۔ اور اپنے قانون پر اپنی قُدرت کی بالادستی کا اظہار فرمائے گا۔

Marfat.com

☆ مسلمان ظالم کو بھی معافی ملنا محض قدرتِ الٰہی ہے ☆

حدیث نمبر۳۰:۔عن عباس بن مرداس رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم دعالا مّته عشیة عرفة بالمغفرة فأُجیب انی قد غفرت لهم ما خلا المظالم فانی اٰخذ للمظلوم منه قال رب اِن شئت أعطیت المظلوم من الجنة وغفرت للظام فلم یجب عشیته٘ فلما اصبح بالمزدلفة اعادالدعاء فأُجیب الیٰ ماسأل قال فضحك رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فقال له ابو بکر وعمر رضی الله عنهما بابی انت وأُمّی انّ هذهٖ لساعة ما کنت تضحك فیها فما الّذی أَضحکك اضحك الله سنّك قال ان عدو الله ابلیس لما علم ان الله قد استجاب دُعائی وغفرلِامّتی اخذ التراب فجعل یحثو علےٰ رأسه

(ص ۲۲۹ جلد ا مشکوٰۃ شریف رواہ ابن ماجہ والبیہقی)

ترجمہ:۔حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میدانِ عرفات میں اپنی امت کی معافی کیلئے دعا فرمائی۔دعا قبول ہوئی البتہ مظالم حقوق العباد کو مُستثنےٰ رکھا ''یعنی ظالم کو معاف کرنے کا وعدہ نہ ہوا'' اسلئے کہ مظلوم

Marfat.com

کوظالم سے ہرصورت بدلہ دلوایا جائے گا۔حضور علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے پروردگار اگر تو چاہے کہ مظلوم کو جنت سے بدلہ عطا فرمادے۔اور ظالم کو بھی معاف فرمادے۔لیکن یہ دعا قبول نہ ہوئی۔واپسی پر مزدلفہ میں صبح کے وقت ظالم ومظلوم کے بارے دوبارہ دعا مانگی تو قبول ہوگئی۔تب رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے۔ابو بکر وعمر رضوان اللہ علیہما نے عرض کیا ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔آپ کے معمول میں یہ گھڑی مسکرانے کی نہ تھی۔اللہ تعالیٰ آپکو ہمیشہ شاد رکھے۔آپ کس وجہ سے مسکرائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے دشمن ابلیس کو جب میری ساری دعا کی قبولیت کا پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا کا بقایا بھی قبول فرمالیا ہے۔اور میری ساری امت کی معافی کا وعدہ فرمالیا ہے تو وہ اپنے سر میں اپنے ہاتھ سے مٹی ڈالنے لگا اس وجہ سے میں نے مسکرادیا۔

شرح حدیث:۔اس حدیث پاک میں درج ذیل امور کی خصوصیت سے وضاحت کردی گئی ہے۔

ا:۔اللہ تعالیٰ کے قانون پر اُس کی قدرت غالب ہے۔

ب:۔محض رحمت اور اپنی قدرت کی بنا پر اللہ جب کسی ظالم کو بخشنا چاہے گا تو مظلوم کو اپنا پلہ رحمت سے جنت سے اُسے معاوضہ عطا فرمادے گا۔

ج:۔قانون یہ ہے کہ ظالم کو دوزخ میں جلا کر سزا دی جائے گی۔اور قدرت یہ ہے کہ مظلوم کو اس کے حق کے بدلے اسے جنت عطا فرمادے گا اور ظالم کو بھی جنت دے دے گا۔

د:۔میدان عرفات کا مقام اپنی جگہ مسلّم لیکن یہاں مزدلفہ مقام کا انفرادی طرّہ امتیاز بطور قبولیت بقیہ دعا۔ اگر ہو اسکی رضا تو گناہ کے بدلے نیکی عطا۔

Marfat.com

ھ:۔ابلیس پوری صفِ انسانیت کا بالعموم اور اُمّت محمدیہ **علےٰ صاحبھا الف الف تحیه** کا بالخصوص شدید دشمن ہے۔

و:۔ظالم کو معافی دلوانے کی چھوٹ بھی لجپال مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سے ہوئی۔لیکن بالآخر کامیابی حاصل کرنے والے ظالم کے لئے ایمان دار ہونا لازمی رہا ہے۔

ز:ظالموں میں سے جس کے لئے اللہ تعالیٰ کی نگاہِ کرم ہو جائے گی۔اُس کے لئے یہ چھوٹ ہے۔ورنہ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ہر ظالم کو ایسے ہی معاف کیا جا ئیگا۔یہ تو صرف کہیں کہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے غلبے کے کرشمے دکھانے کے لئے ہوگا۔

☆اولیائے کرام کے حضور خلوص سے بیٹھنے سے تقدیریں بدلتی ہیں☆

حدیث نمبر۳۱:۔ **عن ابی هریره رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم قال ان لله تبارك وتعالیٰ ملائكة سیّارة فضلاً یبتغون مجالس الذکر فاذا وجدوا مجلساً فیه ذکر قعدوا معهم وحفّ بعضهم بعضاً با جنحتهم حتی یملأ ما بینهم و بین السماء فاذا تفرّقوا عرجوا ------** الخ **وله غفرتُ هم القوم لا یشقےٰ جلیسهم**

(ص ۳۴۴ جلد ۲ مسلم شریف کذا فی البخاری)

ترجمہ:۔حضرت ابو ہریرہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا اللہ جلّ مجدہ کے کچھ ایسے فرشتے ہیں۔جو صرف سیر و سیاحت کیلئے مقرر ہیں۔اور وہ دوران سیاحت ذکر و فکر خیر کی محفلوں کی تلاش میں رہتے ہیں۔جب ان کو کوئی ذکر کی محفل مل جاتی ہے۔تو وہ اس محفل میں شامل ہو جاتے ہیں۔اور ایک دوسرے کو اپنے پروں میں

Marfat.com

ڈھانپ لیتے ہیں۔زمین سے لیکر آسمان دنیا تک ان کی قطاریں فضا کو پُر کردیتی ہیں
۔محفل کے اختتام پر وہ فرشتے جب واپس آسمان پر جاتے ہیں۔تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا
ہے۔حالانکہ وہ خود بہتر جانتا ہے۔تم کہاں سے آئے؟تو فرشتے عرض کرتے ہیں۔کہ ہم
تیرے زمین والے خاص بندوں کے پاس سے آئے ہیں۔جو تیری تسبیح بیان کرتے ہیں
۔تیری بڑائی بیان کرتے ہیں۔اور تجھ سے مانگتے ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ مجھ سے کیا
مانگتے ہیں؟فرشتے عرض کرتے ہیں۔یا اللہ وہ تجھ سے تیری جنت مانگتے ہیں۔اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے کیا انہوں نے میری جنت دیکھی ہے؟فرشتے عرض کرتے ہیں یا اللہ انہوں نے
تیری جنت نہیں دیکھی۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔اگر وہ دیکھ لیں تو پھر کیا سماں ہوگا؟یا اللہ وہ
تجھ سے پناہ مانگتے ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔وہ میری کیسی پناہ مانگتے ہیں؟فرشتے عرض
کرتے ہیں یا اللہ وہ تیری جہنم کی آگ سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
کیا انہوں نے میری جہنم کو دیکھا ہے؟عرض کرتے ہیں یا اللہ انہوں نے تیری جہنم کو نہیں
دیکھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔اگر وہ میرے بندے جہنم کو دیکھ لیں تو کیا سماں ہوگا؟فرشتے
کہتے ہیں یا اللہ وہ تجھ سے معافی مانگتے ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے ان کو معاف کیا
اور جو مانگتے ہیں میں نے انہیں عطا کیا۔اور جس چیز سے انہوں نے میری پناہ چاہی میں
نے انہیں پناہ دے دی۔فرشتے عرض کرتے ہیں یا اللہ ایک گناہ گار آدمی وہاں سے گزر رہا
تھا اور وہ ان میں سے نہیں تھا وہ تو اپنے کسی کام جا رہا تھا۔وہ بھی ان کے پاس آ بیٹھا۔اللہ
تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اس کو بھی معاف کر دیا۔”**ھم قوم لا یشقیٰ جلیسھم**
”وہ ایسی قوم ہیں۔جن کے پاس بیٹھنے والا بد بخت نہیں ہوسکتا۔

شرح حدیث:۔اس حدیث پاک میں ایمان افروز نکتے درج ذیل ہیں۔

Marfat.com

ا:۔ ہر نیک محفل کی بطور شہادت بارگاہ ایزدی میں فرشتے اطلاع دیتے ہیں۔

ب:۔ اللہ اور اس کے رسول کے نام کی محفلیں صحیح معنی میں اللہ والے ہی منعقد کرتے ہیں۔

ج:۔ اس حدیث سے ہر محفل ذکر مراد لینا مشکل بات ہے کیوں کہ **ھم قوم لا یشقیٰ جلیسھم** کے مصداق زیادہ تر اولیاء و خواص مؤمنین ہی ہیں۔ عامۃ المسلمین کی محافل ذکر اس حدیث سے مراد لینا بعید از فہم و ادراک ہے۔

د:۔ سوال کرنا علم کے منافی نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ اس حدیث میں فرشتوں سے ان کی واپسی پر سوال کرتا ہے کہ کہاں سے آئے؟ حالانکہ وہ تو **علّام الغیوب** ہے۔ یا جیسے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج کی رات جبریل امین سے مختلف چیزوں کے بارے میں پوچھا یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مختلف اوقات میں مختلف سوالات فرمایا کرتے تھے۔

ھ:۔ عملی زندگی گناہوں سے کتنی بھی ملوّث ہو اللہ والوں کی ھم نشینی اور صحبت نصیب ہو جائے تو مغفرت یقینی ہے۔

و:۔ اولیائے کرام کی محفل میں طالبِ حقیقت ہو کر بے ایمان آدمی حاضری دے تو اسے ایمان مل جاتا ہے۔ گناہ گار صحیح توبہ کی غرض سے حاضری دے تو فوراً گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

ز:۔ ''**ھم قوم لا یشقیٰ جلیسھم**'' کا مطلب یوں سمجھ لیجئے۔ کہ صحیح معنیٰ میں صحیح بزرگان دین کی حاضری دینے والے کی خاطر اللہ تعالیٰ اپنے [illegible]ن اور نوشتہ تقدیر کو بدل [illegible]یتا ہے۔ گناہ گار ہو تو معافی اور اگر بے ایمان بد بخت ہو تو ایمان نصیب ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

☆اللہ ورسول کی محبت تمام نیک اعمال سے زیادہ قیمتی ہے☆

حدیث نمبر۳۲:۔ عن انس رضی اللہ عنہ قال یا رسول اللہ صلی اللہ علیك وسلم متیٰ الساعۃ قال ویلك وما اعددت لھا قال ما اعددتُّ لھا الا انی اُحبّ اللہ ورسولہٗ قال انت مع من احببت قال انس فما رأیت المسلمین فرحوا بشیٍٔ بعد الاسلام فرحھم بھا متفق علیہ

(ص۴۲۶ جلد۲، مشکوٰۃ شریف)

☆جس انسان سے دُنیا میں محبت ہوگی وہ قیامت میں اُسے ملا دیا جائے گا☆

ایضاً حدیث:۔

عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال جاء رجل الیٰ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماتقول فی رجل احب قومًاولم یلحق بھم فقال المرء مع من احبّ متفق علیہ وفی روایۃ ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المرأ علےٰ دین خلیلہٖ فلینظر احدکم من یخالل رواہ احمد والترمذی وابو داؤد والبیھقی قال النووی اسناد ہ صحیح (ص۴۲۶ جلد۲، مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث:۔

Marfat.com

عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوان عبدین تحاباً فی اللہ عزّوجلّ واحد با المشرق واٰخر با المغرب لجمع اللہ بینھما یوم القیمۃ یقول ھذا الذی کنت تحبّہ فی

۔ (رواہ البیہقی وص ۴۲۷ جلد۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں ایک آدمی حاضر ہوا۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا تیرے لئے افسوس تو نے قیامت کیلئے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے عرض کیا میں نے قیامت کیلئے کوئی تیاری نہیں کی۔ تیاری صرف اتنی ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے پیار کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تو اس کے ساتھ ہی ہوگا جس سے تو پیار کرتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اسلام لانے کے بعد صحابہ کرام کیلئے سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اِس ایمان پرور ارشاد سے بڑھ کر اور کوئی بات زیادہ سکون بخش نہ تھی۔ جس سے اتنی خوشی نصیب ہوئی ہوتی۔

ترجمہ ایضاً حدیث نمبر ا:۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں ایک آدمی حاضر ہوا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ ایسے آدمی کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ جو کسی قوم سے غائبانہ محبت رکھتا ہو۔ اور اُن سے دنیا کی زندگی میں ملاقات کا موقع نہ ملے۔ آپ نے فرمایا بندہ اسی کے ساتھ ہوگا جس سے پیار کرتا ہوگا (بخاری ومسلم) اور حضرت ابو ھریرہ کی ایک اور روایت میں ہے۔ کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آدمی

Marfat.com

اپنے دوست کے دین پر ہے۔پس تم میں سے ہر ایک کو دیکھنا چاہیے کہ اس نے کس کس سے دوستی لگا رکھی ہے۔اس حدیث کو امام احمد، ترمذی، ابوداؤد اور بیہقی نے روایت کیا اور امام نووی نے اس حدیث کی سند کو صحیح کہا۔

ترجمہ ایضاً حدیث نمبر۲:۔حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر دو آدمی آپس میں صرف رضائے الٰہی کی خاطر محبت رکھتے ہوں۔اور ایک مشرق میں رہتا ہو دوسرا مغرب میں تو قیامت کے دن اللہ ایسے آدمیوں کی ضرور ملاقات کروائے گا اور فرمائے گا۔لو یہ وہی ہے جس سے تُم میری رضا کی خاطر آپس میں محبت رکھتے تھے۔

شرح حدیث وایضاً حدیث:۔ان احادیث میں چیدہ چیدہ نکات درج ذیل ہیں۔

ا:۔حقیقی نجات کا دارومدار صحیح عقیدہ ہے۔نجات کا دارومدار عمل نہیں ہے۔اسی لئے حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ ورسول کی محبت کو مدار نجات قرار دیا۔(**انت مع من احببت**)حدیث کے یہ الفاظ کثیر تعداد رموز کی نشاندہی کر رہے ہیں۔جس کے دل میں اللہ اور اسکے رسول کی محبت مساوی حیثیت سے نہیں ہے۔بے شمار نیک اعمال بھی محشر میں لائے گا۔تو کامیابی نہیں ہوگی۔

ب:۔اللہ والوں سے محبت کرنے والا خواہ کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو۔اللہ والوں ہی میں اسکا حشر وشمار ہوگا۔صحبتِ صالحین عظیم برکات کی حامل ہیں۔بری صحبت کی نحوست کی وجہ سے بعض اوقات ایمان بھی ہاتھ سے چلا جاتا ہے۔

ج:۔اللہ تعالیٰ کے کسی نیک بندے ولی سے غیبی محبت اور پیار ہو تو قیامت کے دن عقیدت مند کو ولی کامل سے ملا دیا جائے گا۔لہٰذا اولیاء کرام سے بالمشافہ اور غیبی طور پر ہر دو طرح

Marfat.com

چاہت اور محبت ہونی چاہئے۔اس دنیا میں اولیائے کرام کی بارگاہ میں حاضری دینے والے اور ختم شریف کا ثواب پہچانے والے کی قیامت کے روز جب حضور غوث پاک یا داتا ہجویری یا خواجہ غریب نواز جیسی پاک ہستیوں میں سے کسی ایک پاک ہستی سے اللہ تعالیٰ ملاقات کرادے گا۔ پھر تو بگڑی کیسے نہ سنورے گی۔ پھر تو اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہوگا۔ لہٰذا عام لوگوں کی زیارت یا خبر گیری یا بیمار پرسی یا صرف ملاقات سے اللہ والوں کی بارگاہ میں حضوری و حاضری کہیں زیادہ فضیلت و درجات کی حامل رہی ہے۔

☆ رضائے الٰہی کی خاطر عام مسلمان کی زیارت اور ولی کی زیارت میں فرق ☆

حدیث نمبر ۳۳:۔ **عن ابی رزین لقیط بن عامر رضی اللہ عنه قال لهٗ رسول اللہ صلی اللہ علیه وآلهٖ وسلم الا ادلّك علےٰ ملاك هذا الامر الذی تصیب بهٖ خیر الدنیا والاخرہ علیك بمجالس الذکر واذا خلوت فحرّك لسانك ما استطعت بذکر اللہ واحبّ فی اللہ وابغض فی اللہ یا ابا رزین هل شعرت انّ الرجل اذا خرج من بیتهٖ زائر اٰاخاهُ شیّعهٗ سبعون الف ملكٍ کلهم یصلّون علیه............ الخ**

رواہ احمد وابوداؤد (ص ۴۲۷ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

Marfat.com

ترجمہ:۔ حضرت ابورزین لقیط بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا (اے ابورزین) کیا کامیابیوں کا لبِ لباب میں تجھے نہ بتاؤں؟ جس کے ذریعے تو دنیا اور آخرت کی تمام بھلائیاں حاصل کر لے۔ ذکر و فکر کی مجالس سے دائمی رابطہ رکھنا۔ **حتّی المقدور ذکر خدا** سے خلوت کی محفل سجائے رکھنا۔ جس سے بھی پیار کرو صرف اللہ جلّ مجدہ کی رضا کی خاطر اور جس سے ناراضگی ہو تو صرف اللہ جلّ شانہ کی رضا کی خاطر اے ابورزین بات سمجھ میں آ گئی۔ جب آدمی اپنے گھر سے اپنے کسی بھائی کی زیارت کیلئے جاتا ہے۔ تو ستّر ہزار فرشتے اس کے ہمراہ وفد بن کر جاتے ہیں۔ اور اس کیلئے اللہ تعالیٰ سے معافی کی دعائیں مانگتے جاتے ہیں ۔ اے اللہ اس شخص نے تیری رضا کی خاطر اپنے بھائی سے محبت کا ثبوت دیا تو اس کے تمام معاملات سجادے۔ اس حدیث کو امام احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا۔

(ص ۴۲۷ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث:۔ اس حدیث پاک میں نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا کے وجود کے فکری سمندروں کو ایک کوزہ میں سمو دیا۔ تمام اشیاء وجود سے محافل ذکرِ ذات پاک جلّ جلالہٗ وفکرِ صفات عزّ اسمہٗ کی برتری بیان فرمائی۔ خلوت وجلوت میں **حتّی المقدور** یادِ الٰہی میں رہنے کی تاکید مزید۔ اپنے ہوں یا بیگانے اقرباء رشتہ دار ہوں ۔ یا عام لوگ کسی سے جو بھی سلوک کیا جائے۔ اس کا مقصدِ وحید صرف رضائے الٰہی ہو۔ کسی سے عداوت کا سلسلہ قائم ہو گیا ہے تو یہ دیکھا جائے۔ کہ اس عداوت میں اللہ ورسول راضی ہیں۔ اگر راضی ہیں۔ تو یہ دشمنی البغض فی اللہ ہے۔ اور یہ عداوت باعث اجرو ثواب ہوگی۔ اور اگر اللہ ورسول اس عداوت اور دُشمنی سے ناراض ہیں تو یہ دشمنی باعث

Marfat.com

عذابِ نار اور ایسی دشمنی سے بچنا لازم ہے۔ **والحبّ فی اللہ۔**
اور اگر کسی سے پیار کیا جائے تو صرف اللہ ورسول کی خاطر۔ اور یہ امر لازمی پیشِ نظر رہے۔ کہ کیا اللہ ورسول ایسے پیار کی اجازت دیتے ہیں۔ اگر شرعی طور پر کوئی قباحت نہ ہو اور صرف اللہ ورسول کی خوشنودی ملحوظِ خاطر ہو تو یہ محبت الحبّ فی اللہ کے زمرے میں آتی ہے۔ حتیٰ کہ عبادات، صدقات میں بھی جنت کی تمنا اور دوزخ کے ڈر کو شامل کرنا مردِ حق کے شیوہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ یہ منظر کاروبار اور معاوضہ کے ضمن میں آجاتا ہے۔ للھیّت اور خلوص میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ تمام عبادات کا ایک ہی مقصد رہے۔ کہ اپنا حق سمجھ کر عبادت گزاری کی جائے۔ کہ بطور معبود سجدہ کروانا اللہ وحدہٗ لاشریک کا حق ہے۔ اور سجدہ ریزی کرنا بندے کا بنیادی حق ہے۔

اس حدیث پاک میں یہ الفاظ نہایت ایمان افروز ہیں۔ (**شیّعهٗ سبعون الف ملك كلهم يصلّون عليه**) یعنی جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی زیارت یا خبر گیری کیلئے صرف رضائے الٰہی کی خاطر اپنے گھر سے جب نکلتا ہے۔ تو ستر ہزار فرشتے اس آدمی کے ساتھ وفد بن کر جاتے ہیں۔ اور واپسی تک اس کے لئے گناہوں کی معافی کی اور ترقی درجات کی دعائیں کرتے ہیں۔ ان الفاظ سے ایک نکتہ معلوم ہوا۔ کہ اگر کسی عام مسلمان کی زیارت یا بیمار پرسی یا خبر گیری کیلئے کوئی مسلمان جائے تو ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ ہو کر اس کیلئے دعائیں کرتے ہیں۔ یہ بات تو مسلّم ہوئی دیکھنا یہ ہے۔ کہ اگر کوئی مسلمان کسی ولی کامل کی زیارت کیلئے یا کسی صحیح دربارِ ولی پر حاضری دے تو ایسی حاضری دینے والے مسلمان کا جشنِ عقیدت منانے کیلئے کتنے فرشتے ساتھ رہیں گے؟ **انّ فی هذا لعبرۃ لاولی الالباب** ۔

Marfat.com

☆فضائل اولیائے کرام☆

حدیث نمبر ۳۴:۔ **عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنه انّ رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم قال ربُ اشعث مدفوع بالابواب لوأ قسم علےٰ اللہ لَاَ برّہ اللہ وفی روایۃ انّ من عباداللہ لوأقسم علےٰ اللہ لأ برّہٗ**

(ص ۳۸۳ جلد ۲ مسلم شریف)

ترجمہ:۔ **سیدنا عبدالرحمٰن بن صخر حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنه** روایت کرتے ہیں۔ کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے بہت سے ایسے بھی بندے ہیں۔ جن کی ملاقات یا آمد دروازوں پر ناپسند ہوتی ہے۔ ایسے اکثر غبر آلود لوگ ؛ گر قسم اٹھالیں۔ تو اللہ تعالیٰ انکو برَی فرمادیتا ہے۔ (یعنی اُن کو قسم کا کفّارہ نہیں پڑنے دیتا اور اُن کی پیشین گوئی کے مطابق کام کر دیتا ہے)۔

شرح حدیث:۔ اس حدیث پاک میں متعدد انمول نکات درج ذیل ہیں۔

ا:۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے اولیائے کرام اکثر نہایت سادہ رنگ و روپ میں دنیا کی زندگی گزارتے ہیں۔ دُنیاوی رشتے ناطے نہایت قلیل۔ حتی کہ اپنے بھی بیگانے نظر آتے ہیں

ب:۔ "**رُبّ اشعث مدفوع بالابواب**" سے مراد مجذوب اولیاء کرام ہیں۔

☆ایک غلطی کا ازالہ☆

Marfat.com

عامۃ الناس کم علم لوگ مجذوب اور مجنون میں کوئی فرق نہیں رکھتے۔ حالانکہ مجنون اور مجذوب میں زمین و آسمان سے زیادہ فرق ہے۔

☆ مجنون! ایسا آدمی جس کا دماغی توازن جزوی یا کلی طور پر خراب ہو۔

☆ مجذوب! ایسا آدمی جس کو عنایات الٰہیہ اپنی طرف ''جذب'' کھینچ لیں۔ چونکہ ان مجانین (پاگلوں) اور مجاذیب (اللہ والوں) میں ظاہری طور پر کوئی خاص فرق نہیں ہوتا شکلیں ملتی جلتی ہیں۔ اس وجہ سے اکثر لوگ پاگلوں کو بھی بزرگ ولی اور مجذوبوں صاحب حال انسانوں کو بھی ولی کہتے ہیں اور سمجھتے ہیں۔ اور اسی انداز کے افراد مصنوعی فراڈی نشہ خور بھی پائے جاتے ہیں۔ لھذا ان میں فرق نہ ہو سکے تو اُن کو اپنی حالت پر چھوڑ دو شرعی قوانین پر عمل کرو۔ ایسے مخلوط مشتبہ الحال مشکوک افراد کی شرعی طور پر مانتا کرنا جائز نہیں۔ ایسی نازک حالت میں ایسے افراد کو نہ برا کہا جائے نہ اچھا کہا جائے۔ بعض مجذوب صاحب حال بزرگوں کی بھی ادائیں اس قسم کی ہوتی ہیں۔ جو شرعی قوانین کے بظاہر خلاف ہوتی ہیں۔ اس لئے اُن کی ایسی حرکات مسلمان کیلئے شرعی طور پر قابلِ عمل نہیں ہوتیں۔ اُن کی ایسی حرکات میں مخصوص حکمتیں ہوتی ہیں جو کہ صرف اُن کی ذات تک محدود ہوتی ہیں۔

Marfat.com

☆ اللہ تعالیٰ ولی کے ہاتھ، پاؤں، منہ اور آنکھیں بن جاتا ہے ☆

حدیث نمبر ۳۵:۔ عن ابیھریرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ تعالیٰ قال من عادیٰ لی ولیاً فقد اٰذنتہ با الحرب وما تقرّب الیّ عبدی بشئٍ احب الی مما افتر ضت علیہ وما یزاٰل عبدی یتقرب الی باالنوافل حتیٰ اَحببتہ فاذااحببتہ فکنت سمعہ الّذی یسمع بہٖ وبصرہ الزی یبصر بہٖ ویدہٗ التی یبطش بھا ورجلہ الّتی یمشی بھا وان سألنی لأعطینہٗ ولئن استعاذنی لا عُیذنّہ وماترددّت عن شئی انا فاعلہ ترددی عن نفس المؤمن یکرہ الموت وانا اکرہ مساء تہ ولا بُدّلہ منہ رواہ البخاری (ص ۱۹۷ جلد ۱، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ فرماتا ہے۔ کہ جس نے میرے ولی (دوست) کے ساتھ دُشمنی کی میں اُسے لڑائی کے لئے للکارتا ہوں۔ اور میرا بندہ فرائض کی ادائیگی سے بڑھ کر اور کسی عبادت کے ذریعے میرا زیادہ قرب حاصل نہیں کرسکتا۔ اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب اس قدر حاصل کرلیتا ہے کہ میں اُسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں۔ اور جب میں اُسے محبوب بنالوں تو اُس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ اور اُس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اُس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ

Marfat.com

پکڑتا ہے۔اور اُس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔اگر وہ مجھ سے مانگے تو میں اُسے فوری عطا کرتا ہوں۔اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے میں اُسے ضرور پناہ دیتا ہوں۔اور مجھے کسی چیز کے بارے میں غور کرنے کی ضرورت نہیں ایسا غور جیسا مؤمن اپنی ذات بارے شش و پنچ میں مبتلا ہے۔وہ موت کو پسند نہیں کرتا۔اور میں اُس کے گناہوں کو پسند نہیں کرتا۔اور وہ خطا کرنے والا ہی ہے۔

شرح حدیث:۔اس حدیث پاک میں درج ذیل امور مذکور و مذبور ہیں۔

ا:۔یہ حدیثِ قدسی ہے کوئی بھی نبی جس بات کا حوالہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرے ایسی بات کو حدیثِ قدسی کہتے ہیں۔

ب:۔اللہ تعالیٰ کے ولی سے عداوت رکھنا بہت بڑی حماقت ہی نہیں بلکہ ایمان کی دولت سے بھی بالآخر ہاتھ دھونے پڑتے ہیں۔فنا فی اللہ کے مقام کی حقیقت کو کھلے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

ج:۔فرائض دینیہ کی افضلیت اور اولیّت بیان کی گئی۔یعنی جب تک فرض ادا نہیں ہوتا نوافل کی قبولیت غیر یقینی ہے۔

د:۔نفلی عبادت فرائض کی ادائیگی کے بعد مؤثر ہو سکتی ہے۔نفلی عبادت کے یہ نتائج ہیں تو فرض کی ادائیگی کے ثواب و مرتبے کا کیا عالم ہو گا؟

ہ:۔چونکہ حقوق اللہ پوری طرح کوئی بھی ادا نہیں کر سکتا اسلئے اکثر مسلمان موت سے ڈرتے ہیں۔کہ حساب کیسے دیں گے اور سرخرو کیسے ہوں گے؟

و:۔ڈرنا صرف خداوندِ کریم سے ہی ہے۔موت سے نہیں ڈرنا چاہیے موت کو یاد رکھنا چاہیے۔

Marfat.com

☆زندگی، موت، بارش، دفع بلاء اولیاء کرام کی رہین منّت ہیں☆

حدیث نمبر ۳۶:۔ أخرج ابو نعیم فی الحلیة عن عبدالله بن مسعود رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم لله فی الخلق ثلا ثمائة قلوبهم علیٰ قلب آدم ولله فی الخلق اربعون قلوبهم علیٰ قلب موسیٰ ولله فی الخلق سبعة قلوبهم علیٰ قلب ابرٰهیم ولله فی الخلق خمسة قلوبهم علیٰ قلب جبریل ولله فی الخلق ثلثة قلوبهم علیٰ قلب میکائیل ولله فی الخلق واحد قلبه علیٰ قلب اسرافیل علیٰ نبیّنا وعلیهم الصلوٰة والسلام بهم یحیی ویمیت ویمطر و ینبت و یدفع البلاء (ص ۳۱۱ جلد ۱، جواھر البحار)

ایضاً حدیث نمبر ۱:۔ واخرج الطبرانی فی الاوسط عن انس رضی الله عنه قال قال رسو ل الله صلی الله علیه وآله وسلم لن تخلوالارض من اربعین رجلاًمثل خلیل الرحمٰن فبهم تسقون وبهم تنصرون مامات منهم احد الا ابد ل الله مکانهٗ

(ص ۳۱۱ جلد ۱ جواھر البحار مصنف یوسف بن اسمٰعیل نبہانی بحوالہ خصائص کبریٰ)

ایضاً حدیث نمبر ۲:۔ عن مصعب بن سعد رضی الله عنه قال رأی سعد انّ لهٗ فضلاً علےٰ من دونهٖ فقال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم هل تنصرون وترزقون الّا بضعفائکم رواه

Marfat.com

البخاری (ص۲۴۴٦ جلد۲ مشکوٰۃ شریف)

قال ابن القیّم قال الملاعلی القاری هذاالروایات کلها باطلة الا انّ الیسوطی تعقب ذالك فی کتابه العقبات علےٰ الموضوعات بانّهٗ ثابت تلك الروایات ولهٗ اصل وقال السخاوی فی المقاصد ولهٗ طرق عن انس مر فوعاً با لفاظ مختلفة (ص۳۹ کشف الخفاء اسمائیل بن محمد عجلونی متوفی ھجری نمبر۱۱٦۴)

ترجمہ حدیث نمبر۶۳:۔ابونعیم اپنی کتاب حلیہ میں آٹھ صداڑھتالیس احادیث کے حافظ حضرت عبداللہ بن مسعودالھذ لی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایااللہ تعالیٰ کے تین صدا ایسے آدمی ہمیشہ موجود رہتے ہیں۔جن کے دلوں کی کیفیت آدم علیہ السلام کے دل کی طرح ہے۔اورخلق خدامیں سے اللہ تعالیٰ کے ایسے چالیس آدمی ہمیشہ موجود رہتے ہیں۔جن کے دلوں کی کیفیت موسیٰ علیہ السلام کے دل کی طرح رہتی ہے۔اورخلق خدامیں سے ایسے سات بندے ہمیشہ موجود رہتے ہیں ۔جن کے دلوں کی کیفیت حضرت ابراھیم علیہ السلام کی طرح ہے۔اورخلق خدامیں سے پانچ ایسے آدمی ہروقت موجود رہتے ہیں۔جن کے دلوں کی کیفیت حضرت جبرئیل علیہ السلام کے دل کی طرح ہے۔اورتین ایسے جن کے دل میکائیل علیہ السلام کے دل کی طرح ہیں۔اورایک ایسا جس کا دل اسرافیل علیہ السلام کے دل کی طرح ہے۔ان سب کے صدقے اللہ تعالیٰ بارش،موت،زندگی اورزمین کی پیداوارمیں برکت اورخوش حالی کووجود عطافرماتا ہے(ص۱۱۳ جلد۱،جواھرالبحار)

ترجمہ حدیث ایضاً نمبر۱:۔دوہزار سے زائداحادیث کے حافظ الحدیث سیدناانس بن مالک

Marfat.com

رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضور شافع یوم النشو ر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا روئے زمین ایسے چالیس آدمیوں سے ہرگز خالی نہیں ہوتی۔ جن کے اوصاف حضرت ابراھیم عایہ السلام کے اوصاف جیسے ہیں۔ ان کی برکت سے تمہیں بارش کی نعمت ملتی ہے۔ اور ان کے طفیل اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرماتا ہے۔ ان میں سے جب ایک وفات پا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی جگہ کسی دوسرے کو وہ مقام عطا فرما دیتا ہے۔ (ص ۳۱۱ جلد ۱

، جواھر البحار علامہ یوسف نبھانی بحوالہ خصائص کبریٰ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ)

ترجمہ حدیث ایضاً نمبر ۲:۔ سیدنا مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد نے رائے قائم کی کہ وہ کچھ لوگوں سے زیادہ بہتر ہے۔ تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تمہیں تو نصرت الٰہی اور رزق و روزی بھی جو تم میں کم ترین سمجھے جاتے ہیں۔ انہی کی برکت سے حاصل ہوتی ہے۔ اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے

(ص ۴۴۶ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث:۔ ان متفرق احادیث میں شان ولایت کے مراتب علیّہ و اوصاف بھیّہ سے متصف اولیائے کرام کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔

۱:۔ کائنات کا قیام اور وجود اولیاء کرام کی موجودگی سے منسلک کیا گیا ہے۔ جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث پاک میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے۔

لاتقوم الساعة حتیٰ تقول الله (ص ۸۴ جلد ۱ مسلم شریف) کہ جب تک ایک فرد بھی صحیح معنی میں اللہ کہنے والا موجود ہے۔ قیامت نہیں آسکتی۔

(ص ۸۴ جلد ۱ مسلم شریف)

دوسری حدیث پاک میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کیا قیامت

Marfat.com

کے قائم ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ دلوں سے ایمان کھینچ لے گا؟ فرمایا نہیں جن کے دلوں میں ایمان ہوگا ان کو دنیا سے اٹھا لے گا۔ کائنات کے نظام قدرت کا جو بنیادی رابطہ اولیاء کرام سے ہے وہ حدیث کے ان الفاظ سے (**بهم يُحيي ويميت ويمطر وينبت ويدفع البلاء بهم**) واضح ہے اور انہی الفاظ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ زمین کی پیداوار اور نظام شمسی، قمری کے فوائد جہان والوں کو اللہ والوں کی برکت ہی سے ملتے ہیں۔

ب:۔ تین سو عام اولیاء کرام ہر وقت موجود رہتے ہیں جن پر وقت اجل وارد نہیں ہوا۔ چونکہ سلسلہ نبوت کا اختتام ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہو چکا۔ کوئی نیا نبی یا سابقہ پیغمبروں میں سے کوئی نبی بن کر نہیں آ سکتا۔ نیا کوئی بن کر آئے تو وہ جھوٹا کذاب ہوگا۔ اور اگر سابقہ انبیا میں سے قیامت سے قبل کوئی نبی دوبارہ آئے گا تو ہمارے پاک نبی کا اُمتی بن کر آئے گا۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے ہمارے پاک نبی کے اُمّتی بن کر آسمانوں سے زمین پر اتریں گے۔ یا جیسا کہ حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت الیاس علیہ السلام اسی روئے زمین پر اپنی دنیاوی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور وہ عام لوگوں سے روپوش ہیں۔ وہ بھی ہمارے آقا لجپال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُمّتی بن کر زندگی گزار رہے ہیں۔ سلسلہ نبوت کا اختتام ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہو چکا۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا سے روپوش ہو جانے کے بعد اب تمام تر سلسلہ ولایت ہی قائم ہے جو کہ نظامِ قدرت سے منسلک ہے۔ اسی لئے اُمّت کے اولیاء کرام کے اوصاف اور خصائل انبیاء جیسے ہیں۔

ج:۔ سلسلہ ولایت میں چالیس اولیاء کرام ابدال کہلاتے ہیں۔ اور سات اخیار کہلاتے

Marfat.com

ہیں۔اور پانچ نقباءاور تین اقطاب اور ایک غوث الاعظم قیامِ دنیا تک قائم رہیں گے۔

د:۔ بعض کتب تصوف میں یہ بھی آیا ہے کہ جتنے اولیاءکرام مرد ہوتے ہیں اُتنی ہی عورتیں بھی ابدال ہوتی ہیں۔

بخاری شریف کی حدیث میں جو الفاظ نہایت قابلِ غور ہیں۔

(**الا بضعفا ئکم**)ضعیف لفظ استعمال کیا ہے۔ضعیف کمزوروں کی برکت سے جی رہے ہیں۔رزق وروزی خوشحالی،نعمتیں حاصل کررہے ہیں۔ضعف اور کمزوری سے مراد مال ودولت اور دنیاوی کرّ وفرّ کے لحاظ سے جن کو دنیا والے کمزور سمجھتے ہوں وہ لوگ مراد ہیں۔یعنی اولیاءکرام جو روحانی خزانوں سے مالا مال اور مال وزر دنیاداری کے لحاظ سے کمزور۔ورنہ مال وزر تو کیا ایک ولی کامل کی نگاہ کامل کا یہ ساری کائنات کا ایک معمولی جلوہ ہے۔مال وزر اپنے پاس رکھنے والا مالدار نہیں ہوتا۔حقیقت میں مالدار وہ ہے۔مال وزر جس کا محکوم اور غلام ہو۔

ھ:۔ جب وقت کے غوث الاعظم دنیا کی زندگی سے فارغ ہوکر وفات پاجاتے ہیں۔ تو تین اقطاب میں سے ایک کو غوث الاعظم کے درجے پر فائز کردیا جاتا ہے۔اور ایسے ہی پانچ نقباء میں سے ایک کو ترقی دیکر قطب اور اسی طریقے سے اخیار سبعہ سے نقیب اور ابدال سے اخیار اور تین سو میں سے ایک کو ابدال کی ترقی دے دی جاتی ہے۔اور عام لوگوں میں سے ایک کو محکمہ ولایت کی تین سو کی نفری میں شامل کردیا جاتا ہے۔

☆ دورِ حاضر کی جعلی پیری ومریدی ☆

دور حاضر کی بے لگام جہالت نواز اندھی سوچ سے بنائی جانے والی سکیمیں جن سے عام جاہل لوگوں کو مطمئن رکھا جاتا ہے۔کہ ہم اہلسنت و جماعت بزرگوں کی جماعت سے

Marfat.com

منسلک ہیں ۔ خدمت خلق اور جسمانی و روحانی مشکلات کا حل صرف ہمارے پاس ہے ۔ ایسے راہزن جعلی پیر حضرات رنگ برنگے روپ اختیار کیے اپنے اپنے شکار کیلئے اہلسنت و جماعت کے نام پر جعلی سائن بورڈ لگائے بیٹھے ہیں ۔ ایسے جعلی پیروں نے دین متین اسلام کی جڑوں کو کاٹنے کا فیصلہ کر رکھا ہے ۔ دور حاضر کے اکثر جعلی پیر سجادہ نشین و گدی نشین ایسے حضرات قدم قدم پر نظر آئیں گے ۔ حالانکہ ان کو کسی کی بیعت لینا تو ایک طرف خود ایک صحیح مرید کے درجہ سے بھی کوسوں دور ہیں ۔ اپنا بوجھ تو اُٹھا نہیں سکتے پتہ نہیں کیا انجام ہوگا ۔ اپنے جاہل فریب خوردہ مریدوں سے کہتے نظر آئیں گے ۔ کہ آئندہ سال جب میں آؤں تو دس پندرہ آدمیوں کو میرا مرید بننے کیلئے تیار رکھو مجھ سے بیعت کر لیں ۔

حقیقتِ حال جعلی پیر صاحب کی کیا ہے؟

تمام شرعی ممنوع پروگراموں سے محبت تمام روحانی افکار کو تہہ بالا کرنے والا انداز خورد و نوش جس کی کسی بھی صحیح پیر بزرگ یا ولی کامل نے اجازت نہیں دی ۔ حلال روزی سے تابڑ توڑ رنگ برنگی خوراک کھانے والے اور گونا گون بے تحاشا مشروبات پینے والے کے پلّے میں روحانیت تو کیا حیوانیت بھی غیر حالت میں ہو جاتی ہے ۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالی شان موجود ہے ۔ ''کہ کھانا کھاتے وقت اپنے پیٹ کے تین حصے کر لو ۔ ایک حصہ خوراک کیلئے ایک حصہ پانی کیلئے ۔ تیسرا حصہ معرفت حق اور روحانی ترقی کیلئے خالی چھوڑ دو'' ۔ حلال روزی سے صحیح پیر و مرید غلط رنگ اختیار کریں تو پیر بھی اندھا اور مرید بھی اندھا ۔ خلاف شرع حلال روزی سے (بسیار خوری) روحانیت سوز انداز اختیار کیا جائے ۔ تب تو یہ نتیجہ ہے ۔ اگر حرام کمائی سے ایسا انداز اختیار کیا جائے ۔ تو روحانیت کا کیا

Marfat.com

حشر ہوگا؟ اکثر پیر حضرات حرام مال کمانے والے اپنے مریدوں سے یہ بات کہنے کی جرأت نہیں رکھتے۔ کہ ہم تمہیں حرام کمائی کی اجازت نہیں دیتے اور تمہارے نذرانے ہم قبول نہیں کر سکتے۔

☆ مؤلف کی جسارت مجبوراً ☆

بڑے دُکھ سے یہ بات کہنا پڑی۔ کہ دورِ حاضر میں بڑے بڑے مُسلّمہ اولیائے کرام کے وہ مزارات جہاں ہر مرض کا روحانی وجسمانی علاج مفت رہا ہے۔ اور ظاہری و باطنی علوم کے خزانے عطا ہوتے رہتے ہیں۔ ایسے مزاراتِ مُقدسہ کے بارے غور کریں تو بات مخفی نہیں ہے۔ کہ اکثر گدّی نشین، خلیفے، صاحب زادے مطلق جاہل شرعی ضروریات کا علم ہی نہیں۔ آنے والے سائلین کی کیا تربیت کررہے ہیں؟ اس سے بڑھ کر آپ دیکھ رہے ہیں۔ کہ پیر صاحب ہیں تو بڑے **ولیٔ** کامل کی اولاد لیکن روپ کیا ہے؟ نری اندھی جہالت نے ڈیرے جمار کھے ہیں۔ یا شکاری کُتّے بطور **جوأ** یا پتنگ بازی یا بٹیر بازی یا شراب نوشی یا نشہ خوری۔ معلوم نہیں کون کونسے بھنگڑ خانے چلائے جارہے ہیں۔ اور ہیں وہ بزرگوں کی اولاد **انا للہ و انا الیہ راجعون**۔ اللہ تعالیٰ ایسے پیروں کو ہدایت دے یا انکو غریقِ رحمت فرمائے۔ ایسے پیروں اور باباؤں کے خورد ونوش کی طرف نظر ڈالیں تو خون کے آنسو رونے کو جی چاہے گا۔ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "غبر آلود ہو کر دور دراز سے سفر کر کے خانہ کعبہ پہنچے جس کا کھانا حرام، پینا حرام، لباس حرام رو رو کر دعائیں مانگے اس کی دعا کیسے قبول ہوگی"؟

اور جب حرام یا حلال کی تمیز کرنا ہی گوارا نہ ہو تو ایسے پیر یا مرید سے خیریت کی کیا امید ہوگی؟ "**کُلّ جسدٍ نبت من سُحتٍ فالنّارُ اولیٰ بہٖ**" جس جسم کی

Marfat.com

توانائی رنگ وروپ اور چربیلی بوٹیاں اور گوشت اور خونی نور والی چمکیلی کھال حرام کمائی سے پرورش پا چکی ہو۔ اُسے جہنم ہی کافی ہے۔ یعنی اس حرام کمائی خورد ونوش کا اثر آگ میں جلا کر ختم کیا جائے گا۔ ایک تو حرام کمائی سے نذرانے وصول کرنا، دوسرا تبلیغ سے بغاوت، تیسرا اُمّت سے عداوت دنیا و آخرت میں ندامت اور یہی قیامت۔

☆جعلی پیروں کی شعبدہ بازیاں☆

آج کے اکثر جاہل مسلمان نفسیاتی طور پر اتنے کمزور ہو چکے ہیں۔ کہ جب تک شعبدہ بازیوں کو تہہ دل سے نہ مان لیں اِس وقت تک خود کو مسلمان تصور نہیں کرتے۔ اور یہ عجیب و غریب قسم کی شعبدہ بازی دورِ حاضر کے زیادہ تر مصنوعی اور جاہل مایہ پرست مولویوں اور جعلی پیروں میں ہی نظر آتی ہے۔ اور پھر جاہل عوام کا الانعام ہوتے ہیں: بیمار بچے کو جس شعبدہ باز سے آرام آ گیا۔ جھاڑ یا پھونک، تعویذ کے ذریعے تو عقیدت مندی کے گھٹنے وہیں ٹیک دیے۔ خواہ وہ خدا اور رسول کا دشمن ہی کیوں نہ ہو نبی پاک کے صحابہ کرام سے عداوت رکھنے والا یا اہلبیت کو حقارت کی نظر سے دیکھنے والا ہو یا اولیاء کرام کا دشمن ہی کیوں نہ ہو اسلام کا صریحاً داخلی کافر ہی کیوں نہ ہو۔ سب کو بابا جی پیر جی پہنچی ہوئی ہستی تسلیم کر لیا جاتا ہے۔

کیا دین اسلام کے اصولوں میں سے یہ بھی کوئی قانون ہے؟ کہ دم، جھاڑ، پھونک، گنڈا، تعویذ کرنے والے کو ایک پیر و مرشد یا کامل ولی ہی تسلیم کرنا لازمی امر ہے۔ کہ ان سے بیعت کر لی جائے اور ایسے شعبدہ باز کو اپنے دھرم اور بھرم کا رکھوالا تسلیم کیا جائے۔ کیا مُسلمانی کے یہی بنیادی قواعد ہیں اگر ایسا ہی ہے تو بتلائیے! کہ پوری دُنیا میں چھٹا یا ساتواں فرد مُسلمان ہے۔ یعنی دنیا میں سات یا آٹھ کافر ہیں اور ایک آدمی مُسلمان ہے

Marfat.com

۔کیا کافروں کی دنیا اور ان کے تمام ممالک میں ان کی مصیبت زدہ عوام کو اُن کے پوپ پال، پادریوں اور اُن کے دم جھاڑ تعویذ گنڈا کرنے والے براہمنوں اور گروؤں سے اُنہیں آرام نہیں آتا؟ کیا اُنہیں اپنا پیر بنالیا جائے؟ دھرم اور بھرم کا رکھوالا مان لیا جائے؟ ایسا ہرگز نہیں۔ ہوا میں اڑتا ہو۔ آگ اسے نہ جلائے۔ پانی میں نہ ڈوبے۔ محالاتِ عادیہ (یعنی ممکنہ طور پر جو کام نہ ہو سکے) کے تمام کام کر گزرے۔ ایسے آدمی کو اس وقت تک ہدایت کا سرچشمہ اور ایمان کا محافظ مت مانو۔ جب تک وہ شریعت مطہرہ کے مسلمہ اصولوں کے مطابق نہ ہو۔ اور اس کی شکل، وضع و قطع، لین دین، خورد و نوش، زندگی کے تمام طور طریقے جب تک شرعی اصولوں کے مطابق نہ ہوں۔ زر و زن کا شکاری منصب پرستی بلّے بلّے کا پُجاری اور قرآن و سنت کا پابند نہ ہو تو وہ پیر یا رہبر قائد نہیں ہے۔ شیطان ہے۔ قرآن و سنت کا پابند معاشرے میں تعمیری اخلاقیات کا کامل نمونہ مرد مؤمن ہو تو ایسے شخص کی بیعت کی جائے۔ اور اپنے دھرم بھرم کا محافظ سمجھ کر اسکی قیادت تسلیم کی جائے۔

☆ ذرا سا ناچنا آتا ہو سبز و سرخ رنگ برنگے چوغے پہننے جانتا ہو۔ اس کو اکثر جاہل لوگ فوراً بابا جی سرکار کا لقب دے دیتے ہیں۔ کیا بابا جی کا صرف تعویذ، گنڈا یا جھاڑ پھونک یا جنات اور ہوائی آفات سے چھٹکارا دلانا یا خرق عادت جیسے کام کر کے دکھانا ہی اصل حقیقت ہے؟ اور اگر اسی طرح کے بابے ہی اصل ولی بزرگ ہوتے ہیں تو سب سے بڑا بابا جی دجّال ہوگا۔ وہ ان تمام فکری و عملی طور پر غلط جعلی پیروں اور چھوٹے باباؤں پیٹ پرست غلط عقیدہ رکھنے والے جاھل مولویوں سے کہیں بڑھ کر ہوگا۔

(دجّال اور دور حاضر کی شعبدہ بازی)

دجّال لفظ کا معنی ہی ''فراڈی'' مکار دھوکے باز ہے۔ مسلمانوں کو آزمانے کیلئے دجّال کے

Marfat.com

پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے پناہ طاقت ہوگی۔زمین کے پوشیدہ سونے و چاندی کے خزانے اور تمام زمین اپنی زرخیزی سمیت اس دجّال کی فرمانبردار ہوگی۔ہوا، بادل، بارش اس کے زیر قبضہ کردیے جائیں گے۔اور وہ دجال ہوگا کافر۔سامنے ماتھے پر پڑھے ان پڑھ سب آدمی دیکھیں گے اور پڑھیں گے۔لکھا ہوگا ''ک، ا، ف، ر'' کافر۔اور یہ طاقتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے وقتی طور پر اس لئے دی جائیں گی۔کہ پکا ایمان دار کون ہے؟ اور وقتی ظاہری چمک و دمک شعبدہ بازی دیکھ کر اپنے ایمان سے منحرف ہونے والا کون ہے ؟

کیا وہ دجّال آج کے جھوٹے شعبدہ باز پیروں اور مصنوعی باباؤں سے اور جاھل مصنوعی گمراہ مولویوں سے بڑھ کر بہت بڑا بابا جی سرکار نہیں ہوگا؟

☆ضروری تنبیہہ☆

اس تمام صورتِ حال کے باوجود یہ دُنیا حق پرست پیروں اور خدا ترس گدّی نشینوں سے خالی نہیں ہے۔کافی تعداد میں بڑے بڑے خلیفے اور جانشین بزرگانِ دین موجود ہیں۔جن کی برکت سے ہمیں زندگی گزارنے کا حق ملا ہے۔عام لوگون کی بھی یہ عظیم ذمہ داری ہے کہ لٹیرے باباؤں، جعلی پیروں اور اللہ والے گدّی نشین صاحب زادگان میں فرق کو سمجھیں۔صحیح بزرگ علماء کرام کی تو شان ہی اللہ تعالیٰ اور اسکے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑی اہمیت سے بیان فرمائی ہے۔قرآنِ پاک (پ۲۲) میں ارشاد ہے۔**انما یخشی اللہ من عبادہٖ العلماء**۔کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والے علمائے کرام ہی ہیں۔اور معتبر احادیث میں، اور قرآن کی بہت سی آیات میں جو علمائے حق اور اللہ والوں کی جو شان بیان کی گئی ہے۔اسکے لئے بے شمار دفتر درکار ہیں۔طالبانِ حق

Marfat.com

وعلمائے حق کے پاؤں ۔تلے فرشتے اپنے نورانی پَر بچھاتے ہیں ۔اور یہی علمائے حقّہ ہیں ۔ جن سے کوئی بھی مسلمان پیدائش سے لےکر مرگ بلکہ تا ابد بے نیاز نہیں ہوسکتا۔ایسے ہی بعض بے وقوف لوگ اپنی حماقت کی وجہ سے ہر داڑھی والے باریش آدمی کو بڑی ھتک آمیز نظروں سے دیکھا کرتے ہیں ۔اور سمجھتے ہیں کہ ہر داڑھی والا آدمی معاشرے کا ناقص فرد ہے۔حالانکہ روزمرّہ کا سرکاری پریس نوٹ اگر دیکھ لیا جائے۔تو بخوبی پتہ چل سکتا ہے ۔کہ داڑھی والے باریش کتنے مُجرم ہیں ۔اور داڑھی مُنڈوں کی ڈکیتیوں اور چوریوں اور رنگ برنگے جرائم میں کتنی نفری ملوّث ہے۔ روزانہ دس داڑھیوں والے مختلف جرائم میں گرفتار کیئے جاتے ہیں ۔تو داڑھی مُنڈے ایک سو سے زائد وارداتوں اور ڈکیتیوں میں گرفتار کیئے جاتے ہیں ۔اور وہ جو داڑھی والے دس گرفتار ہوتے ہیں ۔تو اُن میں بھی بلا مبالغہ آٹھ داڑھیوں والے مُطلق جاہل جُرم پیشہ جعلی داڑھی رکھ کر عیاشی اور جرائم کا ارتکاب کرنے والے ہوتے ہیں ۔صرف داڑھی رکھنے سے مولوی یا عالم دین یا پیرومُرشد تیار نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ جعلی تصوّر کیئے جاتے ہیں ۔لہٰذا سُنتِ مُصطفٰی سمجھ کر داڑھی رکھنے والے کو طنز و مزاح کرنا یا نفرت کی نگاہ سے دیکھنا۔یا مُطلق طور پر داڑھی والے کو بُرا سمجھنا بد بختی اور حرمان نصیبی کی علامت ہے۔ جو آدمی داڑھی کو کاروبار، بدمعاشی ،ڈکیتی اور دہشت گردی کیلیئے رکھ لیتے ہیں ۔ایسی جعل سازی کا حکومتِ وقت و معززینِ معاشرہ کو سختی سے جواب طلبی کرنا لازمی ہے۔ان معاشرتی فحش کوتاہیوں اور اخلاق سوز کاروائیوں میں معاشرہ کے ہر مرحلے کے ارباب حلّ وعقد (انتظامیہ) بھی صریح غلطیوں کے مرتکب ہیں ۔اکثر چھوٹی یا مساجد کی انتظامیہ کے افراد میں سے بہت سے بااثر ایسے ممبران یا شر پسند منتظمین حضرات کارفرما ہوتے ہیں ۔ جو ناقص علم والے روٹی کے بنجارے جعلی مولوی،

Marfat.com

اماموں اور مصنوعی خطیبوں کو پسند کرتے ہیں۔ تا کہ یہی کام چلے۔ آپ بھی حاجی جی ہم بھی حاجی جی۔ لہٰذا حق پرست علماء و آئمہ و انتظامیہ کی تعمیری سوچ سے ہی معاشرہ پروان چڑھ سکتا ہے۔

☆ دورِ حاضر اور مایہ پرست جاہل مولوی ☆

موجودہ دور میں ایسے جعلی مولویوں کی بھی کوئی کمی نہیں ہے۔ جن کا منتھائے نظر صرف پیٹ پوجا اور دنیاداری ہوتی ہے۔ اور ایسے پیٹو نام نہاد مولوی ہر دورِ حکومت میں چمچہ گیری ،اصول فروشی کرنے والوں کی بھی کوئی کمی نہ رہی ہے۔ جو سراسر اسلام کے دُشمن مغربی اسلام دُشمن عناصر سے مل کر اسلام کی بیخ کنی کروانے میں مرکزی کردار ادا کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے دونوں جہانوں کی لعنت سر پر اُٹھا کر در بدر ذلّت کی زندگی گزار کر واصل جہنم ہو جاتے ہیں۔ اور کئی ہو رہے ہیں۔ اور ہونگے ۔ اور انہی پیٹو جعلی مولویوں کی اکثریت نہ کسی معقول درس کا سند یافتہ بلکہ چند دن کھانے پینے میں گزار کر داڑھی رکھ کر سفارش کے ذریعہ سر پر پگڑی بندھوالی۔ اور سیدھی مسجد کی راہ لی یا جعلی پیروں کا سا نمونہ قائم کر کے مذہب وملّت کو ہمیشہ کیلئے بدنام کرتے رہے۔ اس کے برعکس بعض مولوی کچھ علم رکھنے کے باوجود حق بات کہنے سے اتنے خائف ہوتے ہیں۔ محلے کے چوہدری صاحب یا امیر طبقہ اگر ناراض ہو گیا تو روٹی کہاں سے ملے گی؟ مولوی کا حلقہ اثر اور محلّہ جہالت اور گمراہی اور فرقہ پرست لٹیروں کے ہاتھوں لُٹ رہا ہے۔ مولوی صاحب دیکھ رہے ہیں۔ کہ اگر بولوں تو لوگوں کی مخالفت کا سامنا ہوگا۔ نئی مسجد تلاش کرنا ہوگی۔ لھٰذا اصم بکم عمی کا نمونہ بن جاؤ۔ حلانکہ آئمہ مساجد اور خطباء کی سب سے پہلی ذمہ داری یہ ہوتی ہے۔ کہ اپنے حلقہ اثر کیلئے ان تھک محنت سے بالخصوص نئی پود کے نوجوانوں کو صحیح عقائد اور بنیادی مسائل کی

Marfat.com

آ گاہی کے زیور سے آراستہ کرنے کی پوری کوشش کریں۔ کوئی مانے یا نہ مانے تبلیغ کا حق تو ادا ہو جائے گا۔ نصیحت کرنے والے کے ذمے کوئی بوجھ تو نہ رہے گا۔ بہت کم اللہ والے علماء جن کے وجود کی برکت سے کائنات قائم ہے۔ جو اپنی احساسِ ذمہ داری کے سلسلہ میں پوری دیانت داری سے کمر بستہ اُمّت کی خدمت میں شب و روز کوشاں ہیں۔

☆ صحیح اسلامی افکار کو ہر خورد و کلاں تک پہنچانے کیلئے تنظیمی صورت حال ایسی ابتر ہو چکی ہے۔ کہ نت آئے دن تنظیمیں بنتی ہیں۔ شومی قسمت سے تنظیمی ڈھانچہ مکمل ہونے سے پہلے ہی تنظیم کی جڑیں کاٹنے کا مکمل انتظام ہو جاتا ہے۔ وہ انتظام کیا ہے؟

مایہ پرستی یا منصب پرستی۔ مالی حالات کی جاذبیت سے سربراہ تنظیم متاثر نہ ہو تو منصب پرستی جیسا جنون آفت کی شکل میں سامنے آ جاتا ہے۔ عہدے دار اپنے عہدے کا اہل ہو یا نہ ہو کرسی اور قیادت سے دست برداری موت نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طفیل قائدین کو دین وملت کی خدمت بے لوث پُر خلوص طریقے سے سر انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو مولوی اصول دین کی بیخ کنی ہوتے دیکھ کر معاشرہ کے اخلاقیات کو تہہ و بالا ہوتے دیکھ کر ٹس سے مس ہونا تو ایک طرف مولوی کے اپنے گھر میں دور جدید کے اخلاق سوز وسائل کامل طور پر موجود ہیں۔ وہ لوگوں کو کیا ہدایت دے گا ؟ وہ حقانیت کیا بیان کرے؟ اور اگر کرے بھی تو اثر کیا ہوگا؟ جب لوگ جانتے ہونگے کہ یہ جعلی مولوی صاحبان خود اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دیتے۔ فضول پروگرام اپنی ضیافت طبع کیلئے ہر وقت انہیں درکار ہے۔ نمازوں کی ادائیگی میں کوتاہی جیسی بنیادی خامیاں اس میں موجود ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ حلقہ اثر مزید برباد ہو کر رہ جائے گا۔ ایسے جعلی مولویوں کا چیٹ پٹا چسکا یعنی بدعنوان شر پسند طبقوں سے ذہنی مفاہمت۔ تو بھی حاجی جی میں بھی حاجی

Marfat.com

جی استغفر اللہ۔

☆ دجال سے متعلق احادیث اور دورِ حاضر کے جعلی پیروں اور جاہل مولویوں پر ایک نظر

عن انس بن مالك رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم الدّجال ممسوحُ العین (ای أعور العین الیسریٰ) مکتوب بین عینیه کافر ثم تهجاً، ك، ا، ف، ر یقرأهٗ کل مسلم کاتب اوغیر کاتب (ص ۴۰۰ جلد ۲ مسلم شریف)۔

ترجمہ:۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ''دجال بائیں آنکھ سے بھینگا ہوگا۔ دونوں آنکھوں کے درمیان۔ ک، ا، ف، ر۔ کافر لکھا ہوگا۔ پڑھا اور اَن پڑھ اس کی پیشانی پر لفظ ''کافر'' آسانی سے پڑھ سکے گا''۔

ایضاً حدیث:۔ **عن النّواس بن سمعان رضی الله عنهما قال ذکر رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم الدجّال فقال یأتی القوم فیدعوهم فیؤمنون بهٖ فیأ مر السماء فتمطر والارض فتنبت فتروح علیهم سارحتهم (مواشیهم) یطول ماکانت ذُریً (مواشیهم سُمناء) واسبغهٗ ضروعاًوامدّهٗ خواصر ثم یأتی القوم فیدعوهم فیرُدّون علیه قوله (دَعوی الالوهیة) فینصرف عنهم فیصبحون ممحّلِینَ لیس**

Marfat.com

بایدھم شئی من اموالھم ویمرُّ بالخربة فیقول لھا اخرجی کنوزك فتتبعهٗ کنوزھا الی اخر الحدیث بتغییر یسیر لفظاً

(ص ۴۷۳ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف و رواہ الترمذی و ص ۴۰۱ جلد ۲ مسلم شریف)

ترجمہ:۔ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنھما حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی کہ دجّال ایک قوم کے پاس آئے گا تو وہ اُس کو خدا مان لیں گے۔ دجّال بادل کو حکم دے گا۔ وہ بارش برسا دے گا۔ زمین کو حکم دے گا تو وہ اپنی تمام نباتاتی زرخیزی وسبزہ زاری جیسی رعنائیوں اور خزانوں سمیت اس کے حکم کی تعمیل کرے گی۔ جانور موٹے تازے دودھ دینے والے ہو جائیں گے۔ صبح چراگاہ میں جانے کی نسبت شام کو خوب فربہ ہو کر واپس لوٹیں گے۔ پھر ایک اور کسی قوم کے پاس جا کر خدائی دعوی کرے گا تو وہ اس کو دھتکار دیں گے۔ انکار کر دیں گے۔ وہ واپس چلا جائے گا تو اس کے بعد اُس قوم کی بدحالی ہو جائے گی۔ غربت وافلاس کے ڈنکے بج جائیں گے۔ زمین بنجر خشک سالی کا شکار ہو جائے گی جنگل بیابان سے گزرے گا زمین سے کہے گا۔ یہاں سے اپنے تمام خزانے باہر نکال دے۔ چنانچہ زمین کے خزانے سونا، چاندی سمیت اس کے ساتھ ساتھ چلیں گے اس حدیث کو محدث ترمذی نے روایت کیا ہے۔

(ص ۴۷۳ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف و ص ۴۰۱ جلد ۲ مسلم شریف)

کیا یہ دجال اتنی کامل خرق عادت اور رنگ برنگی شعبدہ بازی کے باوجود ولی یا بزرگ یا بابا جی ہوگا۔ ہرگز نہیں یہ لعنتی بیہودہ انسانوں میں سے ایک خبیث شیطان ہوگا۔ معلوم ہوا شرعی اصولوں کے مطابق ہو تو بزرگ اور ولی ہے اگر شرعی اصولوں کے خلاف ہے تو وہ پیر بابا جی نہیں شیطان کا معنوی بیٹا دجّال ہے۔

Marfat.com

دجّال خود کو بطور خدا کے پیش کرے گا۔لیکن اس کی تمام طاقتوں کے باوجود اہل حق کامل ایمان والے اسے ٹھکرا دیں گے۔اور یہودی، جاہل مطلق مسلمان اور جعلی پیر اور جاہل مولوی اور کثیر تعداد میں عورتیں دجّال کے پیروکار رھوں گے۔

☆آج کے جعلی دربار یا اسلام سے بغاوت☆

اور دوسری طرف اسلام کے خلاف ایک اور یلغار ہورہی ہے۔وہ ہے مصنوعی جعلی مزارات کی بے تحاشہ تعداد۔شریعت محمدیہ **علیٰ صاحبھا الف الف تحیة** میں درباروں کے بارے صرف اتنی گنجائش ہے کہ کوئی عظیم ہستی قرآن وسنت کے مطابق صحیح العقیدہ ہو۔زروزن کا شکاری نہ ہو بلے بلّے (منصب پرستی) کا پجاری نہ ہو علاقے کے لوگ اپنے بیگانے سبھی جانتے ہوں۔اس کی پارسائی للّھیت اور خلوص کا دلوں میں حقیقی مقام ہو وہ فوت ہو جائے۔تو اس کے مرقد کو زیارت گاہ بطور ایصال ثواب اور دعا وحل و مشکلات کیلئے کسی بھی مناسب جگہ پر انتظام کیا جا سکتا ہے۔اور وہاں روشنی کا انتظام بھی جائز ہے۔اس کے برعکس اُمّت پر آفت کیا آپڑی ہے؟ کوئی راہ گیر جاتے جاتے کسی سڑک کے کنارے یا کسی قبرستان کے پاس فوت ہو جائے یا کوئی نشہ خور یا شراب نوش یا بوٹی نوش وفروش ملنگ شکل یا کوئی جُرم پیشہ آوارہ فضول آدمی یا مصنوعی جعلی جُبّہ پوش ضمیر فروش شعبدہ باز پیر جہاں بھی فوت ہو جائے وہیں اسے دفن کر کے اسکی قبر پر جھنڈا لگا کے نشہ خور ملنگوں کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔یا جنسی عاشق گدی نشین عیّاش آدمی قبضہ جما لیتے ہیں۔اس قبر کی آمدنی سے کئی کئی قبیلے دادِعیش لیتے اور دیتے نظر آتے ہیں۔ایسے جھوٹے مزارات کی قبروں کو کرینوں کے ذریعے اٹھوا کر عام قبرستانوں میں شامل کرنا حکومتِ وقت اور علاقے کے سردار سیاسی قائدین اور اسلام کے صحیح علمبردار علمائے حقہ کا

Marfat.com

لازمی حق ہے۔ ایسے مصنوعی مزارات پر اکثر اسلام کے بنیادی فکری و عملی اصولوں کی خلاف ورزی عروج پر دیکھی جارہی ہے۔ مزار کا مجاور گدی نشیں دیکھو تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کوئی فلمی ہدایتکار مغربی تہذیب کا پروانہ ڈاڑھی منڈا (ایکٹر) فنکار ہے۔ غیر محرم عورتوں سے بے پردہ ملاقاتیں یا خفیہ طریقوں سے عیاشی کی جنسی پیاس بجھائی جاتی ہے۔ چونکہ ایسے بابا اور جعلی پیروں کے ذرائع آمدنی نظرانے بے پناہ ہوتے ہیں۔ اسی لئے گوشت، فروٹ تازہ انڈے دودھ ہر قسم کی سہولیات کی وجہ سے نازنینی کمال درجے کی نظر آتی ہے۔ جعلی پیر صاحب گدی نشیں جاہل بابا جی کی کھال سونے یا چاندی کی طرح چمک رہی ہوتی ہے۔ جس کو دورِ حاضر میں جاہل لوگ رُوحانیت اور نُورانیت کا نام دیتے ہیں۔ جاہل مریدین مرد اور عورتیں اپنے بے ہودہ پیر کو دیکھ دیکھ کر ایک دوسرے کو مزید اطمینان دلاتے ہیں۔ کہ ہمارے پیر صاحب کتنے نورانی شکل والے ہیں۔ چہرے پر اللہ تعالیٰ کا کیسا نور چمک رہا ہے؟ بھلا جس پیر کا دل گھٹا ٹوپ اندھیروں میں پتھر بن چکا ہے۔ اور بصیرت کی آنکھ رکھتا ہی نہیں اس پر حقیقی نور کہاں نظر آئے؟ اور مریدین کے پلے کیا ڈالے گا؟ ''خاک'' نور دیکھنے کیلئے تو صفائے باطن کا ہونا لازمی ہے۔ اور حال یہ کہ پیر بھی دل کا اندھا اور مُرید اس سے فزوں تر۔ خونی نور اور بے ہنگم خورد و نوش سے پیدا ہونے والی جسمانی کھال کی رنگت کو نورِ بصیرت قرار دینا کتنی بڑی عجیب حماقت کا مظاہرہ ہے۔ ان جعلی پیروں شعبدہ باز عیاش باباؤں اور ٹونے ٹوٹکے کرنے والے اور تعویذ کرنے والے جعلی مولویوں نے جو خدمتِ خلق کا جھنڈا اٹھا رکھا ہے۔ وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔ ایک جاہل تعویذ لینے آتا ہے جی مجھے ایسا تعویذ دے دیں یا اللہ اللہ کر دیں یا کوئی جادو کا ایسا کرشمہ دکھائیں۔ کہ میرے پڑوسی یا قریبی رشتہ دار فلاں دشمن کا بیڑا غرق ہو جائے۔ اس کا

Marfat.com

کاروبار ٹھپ ہو جائے۔ کیونکہ وہ بڑا ظالم ہے جعلی پیر صاحب یا جعلی مولوی صاحب آئے ہوئے سائل کے کہنے پر ہی اکتفا کرتے ہوئے فریقِ ثانی کے خلاف فوراً یکطرفہ فیصلہ کر کے شدید بلا ضمانت وارنٹ جاری کر دیتا ہے۔ اور اپنی مطلوبہ اشیاء و نقدی و نذرانے وغیرہ پہلے ہی وصول کر لیتا ہے۔ یہ بات سوچنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتا۔ کہ کوئی آدمی جس کے خلاف جادو یا تعویذ لینے آیا ہے کہ واقعی وہ اس لائق ہے کہ اس سے یہ سلوک کیا جائے۔ ایسی ظالمانہ کاروائی کرنے والا اور کروانے والا دونوں بہت بڑے ظالم اور بہت بڑے مجرم ہیں۔ جب تک مظلوم نہیں معاف کریگا۔ ظالم کو اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں کریگا۔ ضرورت مند لوگوں کو تعویذ گنڈا یا دم درود کرنے کے متعلق زیادہ سے زیادہ صورتحال کی حد بندی کا اکثر خاکہ اگلی حدیث میں ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

☆ جائز کام کے لئے تعویذ گنڈا یا دم درود پر معاوضہ مناسب لیکن بشرط حصول مقصد و آرام ☆

حدیث نمبر ۷۳:۔ أخرج أحمد والائمة الستّة والبيهقى عن ابى سعيد الخدرى رضى الله عنه قال بعثنا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فى سرية فى ثلاثين راكباً فنزلنا بقوم من العرب فسألناهم ان يّضيّفونا فابوا فلُدِغ سيّدهم فأتونا فقالوا أفيكم احد يرقى من العقرب ؟ فقلت نعم أنا ولكن لا أفعل حتىٰ تؤتونا شياهاً فقالوا نعطيك ثلاثين شاة قال فقرأنا عليها سورة الفاتحه سبع مرّات فبرأ فلما قبضنا الغنم عرض فى انفسنا منها فكففنا حتىٰ اتينا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فذكرنا لرسول الله ذالك فقال أما علمت انها رُقية اقتسمواها واضربوالى بسهمٍ و فى رواية أخرىٰ عن ابن عباس رضى الله عنهما ان أحق ما أخذ تم عليه اجرً اكتاب الله

(۹۶۔۹۷ جلد۲ کشف الخفاء)

ترجمہ:۔ صحاح ستہ سمیت امام احمد بن حنبل اور بیہقی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ ہمیں رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیس سوار غازیوں کے ایک چھوٹے لشکر میں کسی مہم پر روانہ فرمایا۔ ایک عرب قبیلہ کے پاس سے ہمارا گزر ہوا ہم

Marfat.com

نے ان سے اپنی مہمان نوازی کے بارے میں کہا۔تو انہوں نے انکار کردیا اسی دوران اس قبیلے کے سردار کو زہریلے بچھو نے کاٹ لیا تو وہ لوگ ہمارے پاس دوڑ کر آئے۔اور پوچھا کہ تم میں سے کوئی بچھو کا جھاڑ پھونک کرنا جانتا ہے؟میں نے کہاہاں میں جانتا ہوں۔لیکن تم کچھ بکریاں ہم کو دوگے تو تب بچھو کاٹے کا دم کریں گے۔انہوں نے کہا ہم تم کو تیس بکریاں دیں گے۔حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ میں نے ان کے سردار کو سات بار سورۃ فاتحہ پڑھ کردم کیا وہ ٹھیک ہوگیا۔جب ہم نے ان سے بکریاں لے لی تو (ان بکریوں کے بارے دم کرنے کے عوض میں) تردّد ہوا ہم شک میں پڑھ گئے۔(کہ کہیں ہم نے بکریاں غیر شرعی طور پر تو نہیں لے لیں) تو ہم نے انکو آپس میں نہ بانٹا یہاں تک کہ ہم رسول پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں واپس حاضر ہوئے۔ تمام واقعہ عرض کیا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (اے ابوسعید) کیا تو نہیں جانتا کہ سورۃ فاتحہ ایک مکمل دم بھی ہے۔اور بکریاں آپس میں بانٹ لو اور میرا بھی اس سے حصہ نکال لو اور بخاری کی ایک اور روایت میں ہے۔آپ نے فرمایا "**انّ أحق ما اخذ تم عليه اجراً كتابُ الله**" بیشک اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن پاک پر اُجرت لینے کا زیادہ حق ہے۔

شرح حدیث:۔اس حدیث پاک میں درج ذیل امور واضح طور پر نظر آرہے ہیں۔

ا:۔جس مال و دولت کے جائز یا ناجائز ہونے میں شک پڑ جائے۔جب تک اس کی صحیح شرعی حثیت معلوم نہ کرلی جائے اُس وقت تک اس مال کو استعمال میں لانا جائز نہیں۔

ب:۔قرآن پاک کی آیات طیبہ پڑھ کر کسی بھی تکلیف کیلئے دم کرنا جائز ہے۔

(**انها رقيّة**) یہ ایک مستقل دم ہے۔

Marfat.com

ج:۔ کسی بھی ایسے جھاڑ یا پھونک یا دم کرنے پر (جو شرعی طور پر ناجائز نہ ہو) قبل از وقت اجرت مقرر کرنا جائز ہے۔ یہ مفہوم حدیث کے ان الفاظ (**انّ احق ما اخذتم علیه اجراً کتاب الله**) قرآن پر اجرت لینے کا حق زیادہ ہے۔

د:۔ ☆تعویذ، گنڈا، جھاڑ، پھونک☆

☆اور دور حاضر کے ٹونے ٹوٹکے پرستوں کی قلابازیاں☆

شریعۃ محمدیہ **علیٰ صاحبها الف الف تحیة** میں جھاڑ، پھونک، تعویذ گنڈے کا بنیادی مقصد خلق خدا پر رحم کرنا ہے۔ مخلوق کی مصیبتوں اور دکھوں میں ان کا شریکِ غم ہونا مظلوموں اور غم کے ماروں کا بوجھ ہلکا کرنا۔ ایسی صورت میں اجرت لینے کا جواز اگر موجود ہے۔ اس کا یہ مطلب بھی تو ہرگز نہیں کہ سادہ لوح مسلمانوں کی کھال اتاری جائے۔ انصاف اور حق تو یہ ہے کہ اجرت اس جائز کام پر لی جائے۔ جو سائل کا مقصد پورا ہو۔ بیشمار ایسی مثالیں موجود رہی ہیں۔ کہ جعلی پیر یا بناوٹی مولوی اپنی جیبیں خطیر رقوم اور نذرانوں سے پُر کر لیتے ہیں۔ لیکن کام کسی کا بھی نہیں ہوتا۔

ولتنظر نفسٌ مّا قدمت لغد۔

Marfat.com

☆ فضائل سیّد الایّام الجمعۃ ☆

حدیث نمبر ۳۸:۔عن عبد الله بن عمرو رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم مامن مسلم یموت یوم الجمعة او لیلة الجمعة الا وقاهُ الله فتنة القبر رواه الترمذی وأحمد (ص ۱۲۱ مشکوٰۃ شریف)

حدیث ایضاً نمبر ا:۔ عن ابن شهاب رضی الله عنه من مَات یوم الجمعة کتب لهٗ اجرُ شهیدٍ ووقی فتنه القبر رواه الترمذی والطبرانی وعبد الرزاق (ص ۳۳۳ جلد ۲ کشف الخفاء)

حدیث ایضاً نمبر ۲:۔ عن أوس بن أوس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم من غسّل یو م الجمعة وا غتسل ثم بکّروا بتکر و مشی ولم یرکب ودنا من الامام وا ستمع وأنصت ولم یلغ کان لهٗ بکل خطوۃ یخطوها من بیتہٖ الی المسجد عمل سنۃٍ اجرُ صیامها وقیامها ولمّا ندب رسو ل الله صلی الله علیه وآله وسلم الجماع یوم الجمعة ولیلتها (ص ۳۱۴ جلد ۲ کشف الخفاء)

ترجمہ حدیث نمبر ۳۸:۔سات سو احادیث کے حافظ جلیل القدر صحابی سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن یا جمعرات کو فوت ہونے والے مسلمان کو اللہ تعالیٰ قبر کا عذاب معاف فرما دیتا ہے ۔اس حدیث کو امام ترمذی نے اور احمد بن حنبل نے اپنی مُسند احمد میں ذکر کیا۔

Marfat.com

ترجمہ حدیث ایضاً نمبرا:۔ابن شہاب سے روایت ہے کہ جو مسلمان جمعہ کے دن فوت ہوگا ۔وہ شہادت کا درجہ پائے گا۔اور قبر کا عذاب اسے معاف کردیا جائے گا۔اس حدیث کو ترمذی و عبدالرزاق وطبرانی نے روایت کیا۔

ترجمہ ایضاً حدیث نمبر۲:۔حضرت اُوس بن اُوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے روز خود غسل کیا اور دوسرے کو کروایا (بیوی کو) اور علی الصبح اٹھا اور گھر والوں کو اٹھایا اور مسجد کی طرف چل دیا اور امام کے قریب بیٹھا اور خطبہ سنا اور خاموش رہا کوئی فضول حرکت خلاف آداب خطبہ نہ کی۔اسے اپنے گھر سے لیکر مسجد تک جاتے ہر قدم کے بدلے ایک سال کے روزوں اور قیام کا ثواب دیا جاتا ہے۔اور جبکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ اور جمعرات کو اپنی بیوی سے ہمبستری کو بھی مستحب قرار دیا ہے (ص ۳۱۴ کشف الخفاء)

شرح حدیث:۔جمعرات یا جمعۃ المبارک کے دن فوت ہونے والے کو کم از کم یہ رعایت ضرور مل جاتی ہے کہ کم ترین درجہ شہادت کے برابر ثواب اور قبر کی ہر آزمائش سے کامیابی حاصل ہو جاتی ہے۔جمعۃ المبارک کی نماز سے لیکر مغرب تک ایک ایسی گھڑی ہے۔جس میں ناجائز دعا کے علاوہ کوئی بھی دعا خلوص دل سے کی جائے تو فوراً قبول ہوگی۔حقوق زوجیت کی ادائیگی کیلئے جمعہ یا جمعرات نہایت مبارک اوقات ہیں۔ممکنہ حد تک جمعۃ المبارک کا فریضہ ادا کرنے کیلئے سوار ہو کر مسجد جانے سے پیدل جانا افضل ہے۔جمعۃ المبارک جمعہ کی نماز کی فرضیت سمیت صرف اسی امت کو عطا کیا گیا۔جمعۃ المبارک کی نماز کی فرضیت اپنے طرّہ امتیاز کے طور پر سورہ جمعہ اٹھائیسویں پارے میں موجود ہے۔اس دن آدم علےٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام پیدا ہوئے اور اسی دن وفات ہوئی اور اسی دن

Marfat.com

بہشتوں سے اتارے گئے اور اسی روز توبہ قبول ہوئی۔ اور اسی روز قیامت قائم ہوگی۔ اسی وجہ سے ہر ذی روح چیز جمعہ کے دن سے خائف ہے۔ بلا وجہ شرعی جمعہ کی نماز کے مسلسل تارک ہونے سے دل پر مہر لگادی جاتی ہے۔ گویا کہ ایسے آدمی کا خاتمہ ایمان پر متزلزل ہوجاتا ہے۔ اور اس دن میں درود شریف پڑھنا بھی باقی دنوں کی نسبت **عظیم روحانی ارتقاء** کا سبب ہوتا ہے۔ جمعۃ المبارک تو خوب بے نظیر ثابت ہوا اب اگلی حدیث میں جمعۃ المبارک کے پیر کی بات سُنیئے۔

☆جمعہ کے پیر کے فضائل☆

حدیث نمبر ۳۹:۔ **روی ابن ابی شیبة من حدیث جابر بن عبداللہ وابن عباس رضی اللہ عنہم قالا ولدرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم الاثنین وفیہ بعث وفیہ عرج لہٗ الی السماء وفیہ مات۔**

(ص ۲۱ جلد ۱۷، عمدة القاری شرح بخاری)

ایضاً حدیث نمبر ا:۔ **عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال تفتح ابواب الجنّة یوم الاثنین ویوم الخمیس وفی روایة اخری عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعرض الاعمال فی کل یوم الخمیس ویوم الاثنین وفی روایة تعرض علیّ اعمالکم فان رأیت خیرًا احمدت اللہ وان رأیت شرًّا استغفرت لکم عن ابن مسعود رواہ**

Marfat.com

البزار وقال رجالۂ صحیح۔

(ص ۳۱۷ جلد ۲، مسلم شریف)

ترجمہ:۔ابن ابی شیبہ محدث تابعی سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔کہ حضور سرور عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر (سوموار) کے دن پیدا ہوئے اور اسی دن اعلانِ نبوت فرمایا۔اور اسی دن آسمانوں کا معراج ہوا۔اور اسی دن وفات پائی۔

ترجمہ ایضاً حدیث:۔حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہ شہنشاہِ کون ومکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ہفتے میں جنت کے دروازے دودفعہ جمعرات اور پیر کے دن کھول دیے جاتے ہیں۔اور روایت میں ہے کہ تمہارے اعمال ہر جمعرات اور پیر کے دن پیش کیے جاتے ہیں۔ایک اور روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔مجھ پر تمہارے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔اگر اچھے کام زیادہ دیکھوں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔اور اگر برے اعمال زیادہ نظر آئیں تو اللہ تعالیٰ سے معافی کی دعا کرتا ہوں۔ اس آخری حصہ حدیث کو محدث بزّار نے حضرت عبداللہ بن مسعود الھذلی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا اور کہا اس حدیث کے رجال صحیح ہیں۔

شرح حدیث:۔ایک ہی موضوع کی مختلف احادیث سابقہ فضائل جمعہ والی حدیث سمیت جن میں اہم امور کا تذکرہ درج ذیل ہے۔

ا:۔جمعرات اور جمعۃ المبارک کے فضائل ومناقب وعلوّ شان بمطابق ارشاد الٰہی وارشاد رسول کریم کیلئے سر تسلیم خم۔لیکن جمعرات اور جمعہ کو شان کہاں سے ملی؟ سابقہ امتوں کو ان دونوں دنوں کی یہ فضیلت عطا نہ ہوئی۔جمعرات اور جمعہ کو شان دینے والے جس دن

Marfat.com

تشریف لائے وہ پیر کا دن ہے۔اور اسی روز ہجرت میں خروج مکہ پیر کا دن اور دخول مدینہ بھی پیر کا دن اور فتح مکہ بھی پیر کے دن۔(ص ۲۳۴ جلد ۲، سیرۃ حلبیہ) اور اسی دن محسنِ کائنات کو معراج بھی ہوئی۔اور اسی روز وفات بھی ہوئی۔جمعہ کے روز سیدنا آدم علیہ لسلام کی ولادت بھی اور وفات بھی ہوئی۔تو جمعہ سید الایام ٹھہرا اور پیر کے دن سید الانبیاء کی ولادت 'معراج' وفات ہوئی۔لہٰذا پیر کا روز سید الجمعۃ ٹھہرا۔جمعہ کا سردار۔

ب:۔ جنت کے دروازے اور کئی مختلف اسلامی تہواروں پر بھی کھولے جاتے ہیں۔لیکن پیر اور جمعرات کا یہاں خصوصیت سے مذکور ہونا منفرد عظیم فضیلت کا حامل ہے۔جمعرات کو روحوں کو عالم برزخ سے عالم خلق میں اپنے پسماندگان کی کارکردگی کا جائزہ لینے کیلئے چھٹی ل جاتی ہے۔قبروں میں عذاب نرم کر دیا جاتا ہے۔

ج:۔ یہ تمام برکات و فیوضات الٰہیہ جس ستودہ صفات صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کے صدقے سے حاصل ہوتی ہیں۔اس پاک ذات کی ولادت جس دن ہوئی اس کا روز جمعہ سے افضل ہونا قدرتی بات ہے۔آپ صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر کے دن کا روزہ رکھا کرتے تھے۔پوچھا گیا آپ پیر کے دن کا روزہ کیوں رکھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اسی دن میری ولادت ہوئی۔اس لئے میں اس دن کا روزہ رکھتا ہوں۔

د:۔ "**عرضت علیّ اعمال امّتی**" حدیث کے یہ الفاظ بتلا رہے ہیں۔کہ امت کے تمام اعمال بارگاہِ مُصطفوی میں ہفتے میں دو بار پیش کئے جاتے ہیں۔تا روزِ جزا یہ سلسلہ معائنہ اعمال یوں ہی جاری رہے گا۔

Marfat.com

☆باب فضائل سید المرسلین☆

☆حدیث کی نظر میں شجرۂ نسب امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم☆

حدیث نمبر۴۰:۔عن ابی هریره رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم بعثت من خیر قرون بنی آدم قرناً فقرناً حتّٰی کنت من القرن الذی کنت منه رواه البخاری (ص۵۱۱ جلد۲، مشکوٰۃ شریف)

حدیث ایضاً نمبر۱:۔ عن العباس بن عبد المطلب رضی الله عنهما انه جاء الیٰ النبی صلی الله علیه وآله وسلم فکانّه سمع شیئًا فقام النبی صلی الله علیه وآله وسلم علی المنبر فقال من انا فقالوا انت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال انا محمد بن عبد الله بن عبد المطلب رضی الله عنهم انّ الله خلق الخلق فجعلنی فی خیر هم ثم جعلهم فر قتین فجعلنی فی خیرهم فرقةً ثم جعلهم قبائل فجعلنی فی خیرهم قبیلة ثم جعلهم بیوتًا فجعلنی فی خیرهم بیتًا فانا خیرهم نفسًا وخیرهم بیتًا رواه الترمذی

(ص۵۱۳ جلد۲، مشکوٰۃ شریف)

Marfat.com

ترجمہ:۔ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اعظم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ بنی آدم کے زمانوں میں سے میرا ہر زمانہ بہترین ہے۔ اور ان کئی بہترین بدلتے زمانوں میں سے ہوتا ہوا میں اس بہترین زمانے میں پیدا کیا گیا۔ اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ (ص ۵۱۱ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ ایضاً حدیث:۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما سے روایت ہے۔ کہ میں ایک دفعہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ سرکارِ ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کان مبارک تک (آپ کے شجرہ نسب کے متعلق) کوئی بات پہنچ چکی تھی۔ آپ اٹھ کر منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ اور فرمایا اے میرے صحابہ میں کون ہوں۔ صحابہ نے عرض کیا آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ نے فرمایا میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق پیدا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے پسندیدہ مخلوق میں رکھا پھر اس کے دو حصے کر دیے۔ ان دونوں حصوں میں سے پسندیدہ افراد والے گروہ میں مجھے رکھا۔ پھر اس پسندیدہ گروہ کو قبیلوں میں تقسیم کر دیا تو مجھے پسندیدہ قبیلے میں رکھا۔ پھر پسندیدہ قبیلے کو گھروں میں بانٹ دیا۔ مجھے پسندیدہ گھروں میں رکھا۔ تو سب سے زیادہ پسندیدہ میرا حسب و شجرہ نسب ہے۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا۔

(ص ۵۱۳ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث:۔ ان دونوں احادیث میں سرکارِ ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب نامے کی عظمت، رفعت، اور برتری بیان کی گئی ہے۔ سیدنا آدم علیہ السلام سے لیکر تا زمنِ رسالت مصطفوی **علیٰ صاحبھا الف الف تحیۃ** آپ کے باپ دادے اکثر اولوالعزم پیغمبر اور باقی مسلمان برگزیدہ شخصیات کم از کم توحید پرست تھے۔ نبی پاک صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نورِ پاک آپ کے جن باپ دادوں کی پاک پشتوں سے منتقل ہوتا ہوا حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کی پشت مبارک تک پہنچا۔ وہ اصلاب اور مبارک پشتیں تمام افراد موحّد خدا شناس تھے۔ ان مین سے کوئی بھی مشرک یا کافر یا زانی نہیں تھا۔ جیسا کہ حدیث پاک میں موجود ہے۔

''**ما ولدنی السّفاحُ قطُّ**'' میرا نور کسی بھی بدکردار پشت میں نہیں رکھا گیا۔ جبکہ سید الکل فخرِ رسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور پاک تمام مخلوقات کی تخلیق سے پہلے پیدا کیا گیا۔ حدیث پاک میں ہے۔ **کنت نبیًّا وّآدم بین الطین والماء**۔ میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام کا خمیر گوندھا جا رہا تھا۔ ادوار انتقال نورِ محمدی علےٰ **صاحبھا الف الف تحیّة** کو خود سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیر القرون سے تعبیر کیا جس مرحلہ وجود میں شرک، کفر یا بدکرداری شامل ہو اس کو خیر القرون (بہترین زمانہ) کے لفظ سے تعبیر کرنا فصاحت و بلاغت اور حقیقت کے بھی خلاف اور امام الانبیاء کی شان کے بھی خلاف ہے۔ اور مکاتیب و مذاہب عالم بھی ایسی بات کو عقلاً و نقلاً مسلّم نہیں مانیں گے۔ معلوم ہوا کہ ہمارے نبی لاریب عالم الغیب کے تمام باپ دادے آدم علیہ السلام تک کفر و شرک و بدکرداری کی تمام آلودگیوں سے پاک پیغمبر یا اولیاء توحید پرست تھے۔ نورِ محمدی کے ظھور سے لیکر ابراھیم علیہ السلام تک قرآن کا فیصلہ زمنِ رسالت محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لیکر سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علےٰ نبینا و علیہ والسلام کے پاک زمانے تک امام الانبیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شجرہ نسب کو قرآن پاک نے بیان کیا ہے۔ قرآن پاک نے نبی پاک صاحبِ لولاکَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام آباؤ اجداد ابراھیم علیہ السلام تک کو مسلمان کا لفظ دیا ہے۔ ابراھیم علیہ السلام

Marfat.com

اور اسمٰعیل علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اختتام تعمیر کعبہ پر جو دعا مانگی۔ ملاحظہ ہو۔

☆ ابراہیم علیہ السلام سے لیکر حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب علیہما السلام تک شجرۂ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن کی نظر میں ☆

ملاحظہ ہو نص قرآنی:۔

ربّنا واجعلنا مسلمین لك ومن ذریّتنا امّة مسلمة لك وارنا مناسکنا وتب علینا انّك انت التّواب الرحیم ☆ ربّنا وابعث فیهم رسولا مّنهم یتلوا علیهم اٰیتك ویعلّمهم الکتاب والحکمة ویزکّیهم ط انّك انت العزیز الحکیم ط

(پارہ نمبر ا، رکوع ۱۵)

ترجمہ نصِ قرآنی:۔ اے ہمارے رب ہم دونوں کو اپنا فرمانبردار بنائے رکھنا اور ہماری اولاد سے بھی ایک مسلمان جماعت قائم رکھ اور ہمیں حج و مواقیت وارکان کی پہچان عطا فرما اور ہم پر رجوع فرما بیشک تو ہی توبہ قبول کرنے والا بڑا مہربان ہے۔ اے رب ہمارے اس مسلمان جماعت ہی سے ان لوگوں میں ایک بڑی شان والا رسول پیدا فرما جو تیری پاک آیتیں لوگوں کو پڑھ کر سنائے۔ اور انھیں کتاب اور دانائی سکھائے اور اُن میں سے پلیدوں کو پاک فرمائے۔ بیشک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔ (پارہ ا رکوع ۱۵، سورۂ بقرہ)

ابراہیم علیہ السلام نے اختتام تعمیرِ کعبہ کے موقع پر یہ دعا مانگی۔ تو اس دعا میں لفظ ہے

Marfat.com

(**مسلمة لّك**) یعنی یا اللہ میری اور میرے صاحب زادے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی پشت سے ایک مسلمان جماعت قائم رکھ۔ اسی مسلمان جماعت سے آخر الزمان نبی الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا فرما۔ اسی آیت پاک کی وضاحت حدیث پاک میں موجود ہے۔

☆انا دعوة ابی ابراهیم وبشریٰ عیسےٰ علیه السلام☆

یعنی حضور علیہ السلام نے فرمایا میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی اسی دعا کے مطابق وہی نبی ہوں۔ اور مسیح ابن مریم علیہ السلام کی خوشخبری ہوں۔ جو عیسےٰ علیہ السلام نے دی تھی کہ میرے بعد خاتم النبیین احمدِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائیں گے۔

اس آیت کریمہ میں جن الفاظ سے مدّعا ثابت ہے وہ پہلی آیت کے لفظ (**امّة مسلمة لّك**) اور دوسری آیت شروع (**ربّنا وابعث فیهم رسولاً منهم**) ہیں۔ بعض احادیث میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض باپ دادوں کے بارے میں اس قرآنی حکم کے خلاف مضمون ملتا ہے۔ کہ فلاں باپ یا فلاں دادا مشرک یا کافر تھے۔ ابراہیم علیہ السلام تک نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باپ دادوں میں سے ایک کو مشرک یا کافر تسلیم کرنے سے اس نصِ قرآنی کا انکار لازم آتا ہے۔ لہٰذا کسی حدیث کے راوی کو جھوٹا کہہ لینا تو ممکن ہے۔ لیکن قرآن پاک کی نصِ (آیت) کو کیسے جھوٹا کہا جائے گا؟ اسلئے جب قرآنِ پاک کی آیت اور کسی حدیث کے درمیان کوئی تضاد نظر آئے تو حدیث کو چھوڑ دیں گے۔ اور قرآن کے حکم کو بحال رکھیں گے۔ قرآن کا یہ حکم ہے۔ ابراہیم علیہ السلام سے لیکر ہمارے نبیٔ لاریب عالم الغیب تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام باپ دادوں کو مسلمان کہا جائے (**امّة مسلمة لّك**)

Marfat.com

☆ہمارے نبی پاک کے شجرۂ نسب پر ایک اعتراض☆

اعتراض:۔کیا ابراہیم علیہ السلام کے باپ آزر کو قرآن پاک میں متعدد جگہ پر کافر مشرک جہنمی نہیں کہا گیا؟

جواب:۔قرآنِ پاک میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کو واقعی مشرک اور کافر جہنمی کہا گیا ہے۔لیکن ہر باپ والد نہیں ہوا کرتا۔اس باپ سے مراد چچا ہے۔جس کا نام آزر تھا۔والد کا نام حضرت تارخ علیہ السلام ہے۔تفصیل کیلئے تفسیر روح المعانی عربی، تفسیر جلالین وتفسیر خازن عربی ملاحظہ فرمائیے۔

عربی زبان، پنجابی اور اردو زبان حتی کہ قرآن پاک میں بھی چچا کو باپ کہا گیا ہے۔مثلاً:۔

ام کنتم شھدآء اذ حضر یعقوب الموت اذ قال لبنیه ما تعبدون من بعدی قالوا نعبد الٰھك والٰه اٰبائك ابراھیم واسمٰعیل واسحٰق الٰھًا واحدًا و نحن له مسلمون (پارہ ۱، رکوع ۱۶)

ترجمہ:۔اور جب یعقوب علیہ السلام نے موت کے وقت اپنے صاحبزادوں سے فرمایا میرے بعد کس کی پوجا کرو گے؟ انھوں نے کہا ہم آپ کے خدائے برحق کو پوجیں گے۔اور آپ کے باپ ابراہیم واسمٰعیل واسحٰق علیہما السلام کے خدا کو پوجیں گے۔اور اسی کے فرمانبردار رہیں گے۔یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے اپنے چچا اسمٰعیل علیہ السلام کو باپ کہا لھٰذا ہر باپ والد نہیں اور ہر والد باپ ہے۔ ہر ماں والدہ نہیں اور ہر والدہ ماں ہے

☆:۔ابراہیم علیہ السلام کو باپ کیلئے دعا مانگنے سے روک دیا گیا۔اور والدین کیلئے تا قیامت دعائے ابراہیمی نمازوں کے اندر مانگی جا رہی ہے۔باپ کیلئے دعا مانگنے سے

Marfat.com

ابراہیم علیہ السلام کوروک دیا گیا۔

☆ ہر باپ والد نہیں اور ہر والد باپ ہے ☆

☆ ابراہیم علیہ السلام کو اپنے کافر باپ آزر کیلئے دُعا مانگنے سے روک دیا گیا ☆

(قرآنِ پاک) **وما کان استغفار ابراھیم لابیه الا عن موعدة وعدھا ایّاہ فلمّا تبیّن انه عدوّ لِلّه تبرّأ منه ان ابراھیم لاوّاہٌ حلیم** (پارہ نمبر ۱۱ع ۳)

ترجمہ:۔اور ابراہیم علیہ السلام کو اپنے باپ آزر کیلئے ایک وقت تک معافی مانگنے کی اجازت تھی۔ جب یقین ہوگیا کہ آزر دشمنِ خدا بے ایمان ہی رہے گا۔تو اس کیلئے دعا مانگنے سے رک گئے۔ بیشک ابراہیم علیہ السلام مہربان تحمّل مزاج تھے۔

☆ ابراہیم علیہ السلام کی اپنے والدین کے لئے دُعا تا قیامت ☆

ربّنا اغفرلی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب

(پارہ نمبر ۱۳، سورہ ابراہیم)

ترجمہ:۔اے اللہ مجھے اور میرے والدین کو معاف فرما اور تمام ایمان والوں کو بھی جس دن قیامت ہوگی۔

یہ دعا بھی ابراہیم علیہ السلام نے اختتام تعمیرِ کعبہ کے موقع پر مانگی جبکہ آزر بہت پہلے مر گیا تھا۔اور وہ چچا باپ تھا۔نہ کہ والد اس لئے ابراہیم علیہ السلام نے باپ چچا کیلئے دعا مانگنی چھوڑ دی۔اور اپنے والدین کیلئے دعا مانگتے رہے۔ جو نمازوں میں بھی پڑھی جارہی ہے۔ معلوم ہوا کہ آپ کا باپ آزر چچا تھا۔والدین اور تھے۔والد کا نام حضرت تارُخ علیہ السلام تھا جو ابراہیم علیہ السلام کے بچپن سے قبل ہی وفات پا چکے تھے۔اسی حدیث نمبر ۴۰

Marfat.com

کی رُو سے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شجرۂ نسب صرف ابراہیم سے آدم علیہ السلام تک ہی نہیں بلکہ پوری نسل پاک شجرۂ مصطفےٰ علیہ السلام کے تمام افراد ایماندار حقیقت شناس خداترس اور توحید پرست تھے۔ جب کہ یہ حدیث امام بخاری کی روایت کردہ ہے۔ **بُعثت من خیر قرونِ بنی آدم ۔۔ الخ**

☆ عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کی جگہ امام الانبیاء کے روضہ کے اندر موجود ہے ☆

حدیث نمبر ۴۱:۔ **وقال عبد الله بن سلام رضی الله عنه مکتوب فی التوراة صفته محمد صلی الله علیه وآله وسلم و عیسیٰ بن مریم علیهما السلام یدفن معهُ (وا لان) قد بقی فی البیت موضع قبر رواه الترمذی**

(ص ۵۱۵ جلد۲، مشکوٰۃ شریف)

☆ سابق کُتبِ سماویہ میں محبوبِ خدا کی تعریف ☆

ایضاً حدیث:۔ **عن کعب الاحبار رضی الله عنه یحکی عن التوراة قال نجد مکتوباً محمد رسول الله عبدی المختار لا فظّ ولا غلیظ ولا سخّاب فی الاسواق ولا یجزی بالسیّة السیّة ولکن یعفوا ویغفر مولده بمکة وهجرتهٔ بطیّبة ملکه بالشام وامتهٔ الحمّادون یحمدون الله فی السراء والضراء**

(ص ٥١٤ جلد ٢ ،مشکوٰة شریف)

ترجمہ:۔ سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ صحابی جلیل القدر فرماتے ہیں۔ کہ تورات میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت موجود ہے۔ اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام

Marfat.com

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت موجود ہے۔ اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام حضور کے روضہ پاک میں دفن ہونگے۔ جبکہ اب ایک قبر کی جگہ وہاں روزۂ پاک میں موجود ہے۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور مشکوٰۃ شریف (ص ۵۱۵ جلد ۲)

ترجمہ ایضاً حدیث:۔ سیدنا کعب احبار تابعی روایت کرتے ہیں۔ کہ تورات شریف میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف ہم ان الفاظ میں وہاں لکھی پاتے ہیں۔ محمد اللہ کے رسول میرا خاص بے مثال با اختیار بندہ نہ وہ بدخلق نہ بدگو نہ بازاروں میں چیخنے والا اور وہ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیں گے۔ لیکن عفو و درگزر کیا کریں گے۔ ان کی ولادت مکہ میں اور ہجرت مدینہ طیبہ کو ہوگی۔ اور بادشاہی اُن کی ملکِ شام۔ اُن کی اُمّت اللہ تعالیٰ کی بہت حمد و ثناء بیان کرنے والی ہوگی۔ ہر تنگی و فراخی اور خوشحالی میں برابر اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والے ہونگے۔ اس حدیث کو کتاب المصابیح میں اور دارمی نے روایت کیا۔

(ص ۵۱۴ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث:۔ احبار یہود میں سے حضرت عبداللہ بن سلام جنھوں نے شرفِ صحابیت حاصل کیا۔ اور حضرت کعب احبار جو تابعی ہونے کا شرف رکھتے ہیں دونوں تورات کے علماء تھے۔ تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر عبرانی زبان میں نازل ہوئی۔ اس تورات کتاب میں ہمارے نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفتیں اور آمد تحریر تھیں۔ افضیلتِ قرآن و صاحبِ قرآن کے پورے پورے دلائل موجود تھے۔ اکثر یہودی علماء ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل و خصائل و تشریف آوری کو چھپاتے تھے۔ کسی پر ظاہر نہیں کرتے تھے۔ یہ دونوں علماء حضرت عبداللہ بن سلام و کعب احبار رضی اللہ عنھما احبار یہود میں سے ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف و فضائل و

Marfat.com

میں داخل ہونے والوں کیلئے قرآن پاک میں دوگنا ثواب کا اعلان کیا گیا ہے۔ یعنی پچھلی شریعت کا اجر بھی اور اسلام کا اجر بھی انھیں حاصل ہوگا۔ جیسا کہ پارہ نمبر ۲۰ میں فرمان خدا وندی ہے۔ **اولئیك یؤتون اجرهم مرّتین۔**

دونوں احادیث کے اہم نکات میں سے دو نکتے اپنی عظمت کے خود ہی حامل ہیں۔

ا:۔ محمد رسول اللہ عبدی المختار۔ مختار با اختیار کو کہا جاتا ہے۔ یعنی تورات میں مذکور تھا۔ کہ آخرالزمان خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجازِ مطلق با اختیار رہو نگے۔

ب گنبدِ خضراء شاہِ ہر دوسرا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں موجود خالی ایک قبر کی جگہ میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا دفن ہونا۔ اور محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدفن اور عیسیٰ علیہ السلام کے مدفن (قبر) کے درمیان حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر رضی اللہ عنھما کی قبروں کا ہونا کیسی بے مثال فضیلت اور ہر دوسرے فرد کیلئے رشکِ حیات ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پاک ہے کہ۔

طوبی لابی بکر و عمر یحشران بین النبیین ۔صدیق اکبر و فاروق اعظم رضوان اللہ علیھما کو مبارک ہو۔ قیامت کو دو نبیوں کے درمیان اٹھائے جائیں گے۔

ج:۔ معاً اس امت محمدیہ **علیٰ صاحبها الف الف تحیة** کی کیسی تعریف تورات میں مذکور ہے۔ **(حمّادون)** اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ تعریف کرنے والے خوشی غمی میں اس کو مساوی یاد رکھنے والے۔

Marfat.com

☆ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سابقہ انبیاء سے زیادہ کتنی خوبیاں حاصل ہیں؟☆

حدیث نمبر۴۲:۔عن ابی هریره رضی الله عنه انّ رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال فضلت علیٰ الانبیاء بستٍ اعطیت جوامع الکلم و نصرت با الرعب مسیرة شهر واحلت لی الغنام وجعلت لی الارض مسجدًا وّ طهوراً وارسلت الیٰ الخلق کافّةً وختم بی النبیّون رواه مسلم

(۵۱۲جلد۲،مشکوٰۃ شریف)

حدیث ایضاً:۔عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه انّ رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال انا سیّد ولد آدم یوم القیٰمة ولاٰ فخر و بیدی لواء الحمد ولا فخر ما من نبی یومَئذ آدم فمن سواه الا تحت لو ائی وانااوّل من تنشق عنه الارض ولا فخر رواه الترمذی

(ص ۵۱۳جلد۲،مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہ حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے تمام پیغمبروں پر چھ امتیازی اعلیٰ درجے عطا کئے گئے ہیں۔

ا:۔ مجھے جوامع الکلم کی شان عطا کی گئی۔۲:۔ایک ماہ کی مسافت سے پہلے دشمن پر میرا

Marfat.com

رعب ڈال دیا گیا ہے۔۳:۔ مالِ غنیمت صرف میرے لئے حلال کر دیا گیا۔۴:۔ ساری زمین میرے لئے مسجد اور پاک بنادی گئی۔۵: مجھے تمام مخلوقات کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔۶:۔ میں خاتم النبیین ہوں۔ اس حدیث پاک کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں ذکر فرمایا (ص۵۱۲ جلد۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ ایضاً حدیث:۔ امام ترمذی نے سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ قیامت کے دن میں تمام اولادِ آدم کا سردار ہونگا۔ اور مجھے اس بات کا کوئی فخر نہیں۔ **لواء الحمد**۔ جھنڈا قیامت کے دن میرے ہاتھ میں ہوگا۔ آدم علیہ السلام سمیت تمام انبیاء و اہل محشر میرے جھنڈے کے سایہ میں ہوں گے۔ اور قیامِ محشر کے روز سب سے پہلے میں اپنے گنبدِ خضراء سے اٹھوں گا۔ اور مجھے ان رتبوں اور فضیلتوں پر کوئی فخر نہیں۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا (ص۵۱۳ جلد۲، مشکوٰۃ شریف)

ع:۔ خلق سے اولیاء اولیاء سے رُسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

؎ جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی
اِن کا اُن کا تمہارا ہمارا نبی

شرح حدیث:۔ مکمل فضائل **امام الانبیاء علیه افضل التحیّة والثناء** بیان کرنا تو انبیاء و من سواسے ممکن ہی نہیں۔ نہیں حد ہے ان کے عروج کی **بلغ العلےٰ بکماله**۔ اُن کے عروج اور کمال کی حد صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ جو فضائل زبانِ فیض ترجمان شاہِ دوجہان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے سے منقول ہوئے یا قرآن نے جو عظمت حبیبِ ربِ دوجہان بیان کی یہ تو صرف ... مُشتے ازخروارے کی حیثیت

Marfat.com

سے ہے۔

☆:۔سیدنا ابوھریرہ وسیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنھما کی بالا روایات اور دوسری احادیث سے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو امتیازی فضائل بیان ہوئے جو کسی بھی نبی کو عطا نہیں ہوئے۔ان فضائل میں سے چند یہ ہیں۔

۱:۔ **جوامع الکلمی** ۔اسکا معنیٰ ہے بہت سے کلاموں کی جامعیت کا مرکز یعنی سمندر در کوزہ قلیل المبانی کثیر المعانی الفاظ بہت کم اور ان سے اسرار ور موز اور حقائق ودقائق بے شمار برآمد ہوں۔اس کیفیت کا نام ہے۔**جوامع الکلم** ۔

۲:۔ **نصرت بالرعب** ۔حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیاوی زندگی کے لحاظ سے جہاں بھی تشریف فرما ہوں۔وہاں سے لیکر ایک ماہ کی مسافت تک دشمن لرزہ براندام حواس باختہ مرعوب رہتا تھا۔یعنی پیدل سفر روزانہ بیس میل کے لحاظ سے حضور جہاں بھی تشریف فرما ہوں وہاں سے چھ سو میل کی مسافت تک آپ کے اور اسلام کے دشمنوں پر آپ کا رعب طاری رہتا تھا۔

۳:۔مالِ غنیمت کا حلال ہونا:۔کسی بھی سابقہ دین میں کفار سے جنگوں میں جو مالِ غنیمت حاصل ہوتا تھا۔وہ کسی نبی یا اُمّتی کیلئے لینا حرام تھا۔سابقہ اُمتوں کیلئے یہ دستور تھا کہ حق و باطل کی جنگوں میں فتحیابی کی صورت میں اہل حق کو جو کفار کا مال حاصل ہوتا تھا۔وہ تمام مال کسی میدان میں اکٹھا کر کے رکھ دیتے تھے۔آسمان سے آگ آکر اسے جلا جاتی تو وہ ان کا جہاد بالکفار قبول ہونے کی نشانی ہوا کرتی تھی۔اور اگر آگ اس مال کو نہ جلاتی تو اُن کا وہ جہاد قبول نہ ہوتا تھا۔لیکن ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکی امت کیلئے مالِ غنیمت آپس میں بانٹ لینے کو جائز قرار دیا گیا۔اور جہاد بالکفار کی قبولیت کو پردہ میں رکھ

Marfat.com

دیا گیا۔ تا کہ امام الانبیاء اور آپکی امت کو دیگر مذاہب عالم کے سامنے کبھی پشیمانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

۴:۔ **جعلت لی الارض طهورا ومسجداً** ۔سابقہ امتوں کیلئے عبادت کیلئے خاص قسم کے گرجے یا عبادت گاہیں مخصوص تھیں۔ان سے باہر انکی عبادت قبول نہیں ہوتی تھی۔لیکن ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے تمام زمین پاک کر دی گئی۔اور تمام زمین عبادت کیلئے جائز قرار دے دی گئی۔ جہاں بھی نماز کا وقت ہو جائے وہیں نماز اور عبادت ادا کر لی جائے قبول ہو جاتی ہے۔

۵:۔ **ارسلت الی الخلق کافة** ۔اس حدیث کے ان الفاظ کا یہ مطلب ہے کہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوقات کے رسول اور نبی ہیں۔سابقہ پیغمبر انبیاء ورسول خاص خاص قوموں خاص علاقوں کیلئے ایک مقررہ وقت تک نبی بنا کر بھیجے گئے۔ لیکن ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوقات کیلئے ہمیشہ ابدالاباد تک نبی بنا کر بھیجے گئے۔جیسا کہ قرآنِ پاک میں تمام سابقہ انبیائے کرام کیلئے ارشاد فرمایا ہے۔

وما ارسلنا من رّسول الا بلسان قومه (پارہ ۱۳ رکوع ۱۳) ترجمہ:۔اور ہر رسول کو ہم نے اس کی قوم کا ہم زبان بنا کر بھیجا اور ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے قرآن نے ارشاد فرمایا۔ **وما ارسلنك الا كافة للنّاس**

(پارہ ۲۲، رکوع ۹)

ترجمہ:۔اور ہم نے آپکو یا رسول اللہ تمام لوگوں کا ہمیشہ کیلئے رسول بنا کر بھیجا۔

ختم بی النبیون ۔ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں۔یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دنیاوی زندگی کے بعد نہ کوئی نبی پیدا ہو سکتا ہے۔

Marfat.com

اور نہ پہلے پیغمبروں میں سے کوئی نبی بن کر آ سکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے نزدیک آسمانوں سے نیچے تشریف لائیں گے۔ تو وہ ہمارے نبی پاک کے امتی بن کر تشریف لائیں گے۔ سکہّ محمدی **علیٰ صاحبها الف الف تحیّة** ہی قیامت تک جاری وساری رہے گا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے ہی ارشاد فرما دیا تھا۔ کہ میری حیات دنیا کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والے بہت جھوٹے آئیں گے۔ اور وہ **کذّاب** ۔ لعنتی ہوں گے۔ جیسا کہ ہمارے زمانے میں غلام احمد قادیانی مرزا نے لعنت کے چودہ طبق اٹھائے۔ اور کہا کہ میں بھی نبی ہوں اگر چہ چھوٹا ہوں اور اتنا چھوٹا کہ انسان کی جائے شرم ہوں۔ **لعنة الله عليه وعلىٰ سائر اعوانه**۔

ختمِ نبوت کا منکر مرتد کافر ہے۔ **مباح الدم**۔ واجب القتل یعنی اسے قتل کرنا جائز اس کا مال لوٹ لینا جائز۔ حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

انا خاتم النبيين لا نبيّ بعدی۔ اور قرآن پاک نے ختمِ نبوت کو یوں بیان کیا۔

ماكان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله خاتم النبيين پ ۲۲ ۔ یعنی ہمارے آقا و مولا سید الکل فخرِ رسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہ پیدا ہو سکتا ہے۔ نہ سابقہ انبیاء میں سے کوئی نبوت کا منصب لے کر آ سکتا ہے۔ دوسری حدیث ایضاً میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے جن امتیازی اوصاف کا ذکر فرمایا۔ ان میں سے سیادتِ اولادِ آدم۔ یعنی تمام اولادِ آدم علیہ السلام کے مالک و آقا ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

انا سيّد ولد آدم۔ ابتدائے بعثت میں حضور سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام خلق خدا انبیاء ومن سواسے افضلیت کے اعلان کرنے کا حکم نہیں ملا تھا۔ اسلئے آپ نے ایک دفعہ یہ بھی ارشاد فرمایا۔ کہ مجھے کسی نبی سے افضل نہ کہو۔ لیکن جب حکم خداوندی ہوا کہ آپ سب سے افضل واعلیٰ ہیں۔ تب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضاحت فرمادی کہ۔ میں تمام اولادِ آدم کا قیامت کے روز سردار ہوں گا۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ دنیا میں آپ سب سے افضل نہیں ہیں۔ آخرت میں ہوں گے۔ نکتہ یہ نظر آرہا ہے۔ کہ بعض لوگ دنیا میں سب سے اونچے اور اعلیٰ مراتب کے مالک ہوتے ہیں۔ لیکن قیامت کو وہ کسی بھی وجہ سے مجرم قرار پائیں گے یا سب سے پیچھے رہ جائیں گے۔ لھذا جو ذات قیامت میں سب سے ارفع واعلیٰ ہوگی۔ وہ دنیا میں خود بخود سب سے افضل و اعلیٰ ہی ٹھہری۔ ا۔ جس کیلئے نکیر کی گنجائش ہی نہیں۔ اس لئے آپ نے جوامع الکلمی صفت الفاظ استعمال فرماتے ہوئے تمام بنیادی حقیقی مطالب بھی بیان کردیے۔ کہ میں قیامت کے دن سب سے افضل واعلیٰ سیادت کے مقام پر فائز ہوں گا۔ اور کُل کی سرداری میرے شایانِ شان ہی ہوگی۔

۸:۔ **وبیدی لواء الحمد** ۔ لواء جھنڈے کو کہتے ہیں۔ جھنڈے غداری ظلم و جبر کے بھی ہوا کرتے ہیں۔ لیکن آپ نے لواء الحمد کہہ کر (تعریف کا جھنڈا) یہ تمام شبھات دور کردیئے کہ میرے جھنڈے کو ایسی رفعت وعظمت نصیب ہے۔ جس کو لواء الحمد خوبیوں اور کمال والا جھنڈا کہا جائے گا۔ اور روزِ محشر دنیا میں غداری کرنے والوں کے غدر کے جھنڈے بھی ہوں گے۔ لیکن روزِ قیامت تمام اہل محشر آدم ومن سوا پر ہمارے نبی پاک کے جھنڈے کا سایہ ہوگا۔ اور وہ جھنڈا ہمارے لجپال نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ہاتھوں میں رہے گا۔ اور سب جھنڈوں سے بلند و بالا ہوگا۔

Marfat.com

ع ۔ روزِ قیامت اہلِ محشر آدم و من سوا پر
ہمارے نبی پاک کا جھنڈا اونچا رہے گا۔

۹:۔ **انا اوّل من تنشق عنه الارض** ۔قیامت کو سب سے پہلے میں اٹھوں گا۔سبحان اللہ۔ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اول بھی ہیں اور آخر بھی ہیں۔اس لئے اس اوّلیت کا سہرا بھی آپ کے مبارک سر پر ہی مناسب رہا۔قیامت کے برپا ہونے کیلئے اسرافیل علیہ السلام بے شمار سوراخوں والی نالی جس کو قرآن میں صور کہا گیا ہے۔ پہلی بار پھونک ماریں گے تو سب ارض وسماء ہر ذی روح ذی وجود چیز فنا ہو جائے گی۔اور اسرافیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے فنا کر دے گا۔پھر اسرافیل علیہ السلام کو زندہ فرما کر وہی پھونک مارنے کا حکم دے گا۔اور سب کو اٹھنا ہوگا۔حضور علیہ السلام نے فرمایا سب سے پہلے میں اٹھوں گا۔تا کہ جلالِ خداوندی میں محبوب خدا کی وجہ سے کچھ نہ کچھ کمی ہو جائے اور خلقِ خدا پر رحم کروایا جا سکے۔

ان دونوں احادیث میں حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو خصوصی بڑے بڑے اعلیٰ اپنے امتیازی مراتب بیان فرمائے اور ہر مرتبے کے اعلان کے بعد یہ فرما دیا کہ **ولا فخر** ۔اس کا مطلب ملاحظہ ہو۔

۱۰:۔ **ولافخر** ۔یعنی جو کسی بڑے سے بڑے پیغمبر کو بھی کمال نہیں مل سکا وہ کمالات مجھ میں موجود ہیں۔لیکن مجھے ان پر کوئی فخر نہیں۔

ع ۔ خدا کی عظمتیں کیا ہیں محمد مصطفیٰ جانے۔
مقامِ مصطفیٰ کیا ہے؟ محمد کا خدا جانے۔

یعنی شانِ مصطفوی **علیٰ صاحبھا الف الف تحیّة** کی حد صرف خدا ہی جانتا

Marfat.com

ہے۔اور انبیاء ومن سوا آپ کی شان کا اندازہ کیا لگا ئیں گے؟ان درج بالا دس مراتب عُلیہّ کے علاوہ بھی اوّلیت اور اولیت کے مدارج احادیث میں موجود ہیں۔مثلاً۔**انا اوّل شافع واوّل مشفع**۔قیامت کے روز سب سے پہلے میں بخشش کا دروازہ کھلواؤں گا اور اس پر بھی مجھے فخر نہیں۔

☆:۔**انا اوّل من یفتح باب الجنّة**۔قیامت کے روز سب سے پہلے جنت کا دروازہ میں کھولوں گا۔

☆:۔**اوّل ما خلق الله نوری**۔سب مخلوقات سے پہلے میرا نور پیدا کیا گیا۔

☆:**انا اوّل من اکسیٰ** قیامت کے دن سب سے پہلے میری تاج پوشی ہوگی

Marfat.com

☆فضائل درود شریف☆

حدیث نمبر ۴۳:۔ عن نبیهة بن وهب انّ کعبا دخل علیٰ عائشة فذکر وا رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فقال کعب مامن یوم یطلع الا ونزل سبعون الفامن الملائکة حتّٰی یحفو بقبر رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یضربون با جنحتهم و یصلون علیٰ رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم حتّٰی امسوا عرجوا وهبط مثلهم فصنعوا مثل ذالك حتّٰی اذا انشقت عنه الارض خرج فی سبعین الفامن الملائکة یزفونه رواه الدارمی (ص ۵۴۶، جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث:۔ عن ابی بن کعب قال قلت یا رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم انی اکثر الصلوة علیك فکم اجعل لك من صلاتی فقال ما شئت قلت الربع قال ما شئت فان زدت فهو خیرلّك قلت النصف قال ما شئت .... اذاً یّکفی همك و یکفّر لك ذنبك رواه الترمذی

(ص ۸۶، جلد ا، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔ حضرت نبیهة بن وهب سے روایت ہے کہ کعب احبار رضی اللہ عنہ (جو اسلام لانے سے پہلے یہودی مذہب کے بہت بڑے عالم تھے) حضرت عائشہ صدیقہ رضوان

Marfat.com

اللہ علیھا کے پاس حاضر ہوئے۔ ذکر مصطفیٰ ہونے لگا تو حضرت کعب احبار نے عرض کیا کہ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد سے لیکر روزانہ ستر ہزار فرشتے آسمانوں سے اتر کر بارگاہِ رسالت کی حاضری کا شرف حاصل کرنے کیلئے دربارِ مصطفیٰ پہ درود شریف پڑھتے ہیں۔ پھر اپنے نورانی پروں سے دربارِ رسالت کی صفائی کرتے ہیں۔ شام تک حاضری دیتے رہتے ہیں۔ پھر واپس آسمانوں پر چلے جاتے ہیں۔ اور دوسری ستر ہزار فرشتوں کی جماعت آسمانوں سے اُتر آتی ہے۔ وہ بھی اسی طرح صبح تک حاضری دیتے رہتے ہیں۔ پھر واپس آسمانوں پر چلے جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ یوں ہی قیامت تک چلتا رہے گا۔ حتیٰ کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کو روضہء اقدس سے اٹھیں گے۔ تو ستر ہزار فرشتہ استقبال اور حاضری کیلئے موجود ہوگا۔ اس حدیث کو محدث دارمی نے روایت کیا۔

ترجمہ حدیث ایضاً: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا۔ کہ میں آپ پر درود شریف کثرت سے پڑھتا رہتا ہوں۔ تو ارشاد فرمایئے کہ میں کُل وقت میں سے ایک چوتھائی حصہ آپ پر درود شریف پڑھ لیا کروں تو کیسے؟ آپ نے فرمایا جیسے تیری چاہت لیکن اگر اور اضافہ کرے تو بہت بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا۔ کُل وقت کا آدھا وقت آپ پر درود شریف پڑھا کروں تو کیسا؟ آپ نے فرمایا جیسے تیری چاہت۔ اور اگر مزید اضافہ کرے تو اور بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا اگر کُل وقت کے تین حصے آپ پر درود شریف پڑھوں تو کیسا؟ آپ نے فرمایا جیسے تیری چاہت اور اگر مزید اضافہ تو کرے تو بہت بہتر۔ میں نے عرض کیا میں اپنا کُل وقت آپ پر درود شریف پڑھوں تو کیسے؟ تو آپ نے فرمایا پھر تو تیری سب مشکلیں حل اور تیرے سب گناہ

Marfat.com

معاف ۔اس حدیث کو دارمی نے روایت کیا۔

شرح حدیث :۔اس حدیث مبارکہ میں عظمتِ مُصطفوی کے چندشہ پارے کُھلے انداز میں نظر آرہے ہیں ۔اس حدیث کا طرفہ تر ایک جلوہ یہ بھی ہے۔ کہ اس حدیث کا مضمون حضرت کعب احبار نے پہلی آسمانی کتابوں میں یوں ہی لکھا پایا۔

ا:۔ ہر نبی کو وصال سے پہلے چنداعزازی انعامات سے نوازا جاتا ہے۔ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ اعزازی انعامات بھی حاصل رہے۔

ب:۔موت آنے سے پہلے دنیا میں مزید وقت رہنے یا دنیا سے کُوچ کرنے کا اختیار دیا گیا ۔آپ نے دنیا سے کُوچ کرنا پسند فرمایا۔کوئی بھی نبی جس جگہ فوت ہوتا ہے۔ وہیں دفن ہونے کا حق رکھتا ہے۔ ہمارے نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک حضرت عائشہ صدیقہ ''رفیقہ حیات امام الانبیاء'' کے حجرہ مبارک کی جگہ میں ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہیں دفن کیا گیا۔ جو جن وانس وملائکہ و جملہ خلایق کا مرجع عام ہے۔

ج:۔خصوصی انفرادی عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ آپ کا دربارِ دُرّبارِ عالی فرشتوں کی دائمی حاضری کا منصب رہا۔اور دربارِ دُرّبار مصطفوی پر فرشتوں کا اپنے نورانی پروں سے مسلسل ہمیشہ جاروب کشی کرتے رہنا۔**سبحان الله اللّٰھمّ زِد فزد -**

شرح حدیث ایضاً:۔اس حدیث پاک میں درودِ پاک کی جاذِب قلب ونظر حقیقہ کے جلوے رونق افروز ہیں۔

ا:۔صحابی رسول کی اپنے نبی اُمی واقف اسرارلدُنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے کنار محبت کا عظیم ثبوت ۔کہ باقی وظائف کی نسبت درود شریف کثرت سے پڑھتے رہنے کا اظہار

Marfat.com

کرر ہے ہیں۔

ب:۔زندگی کے تمام مراحل میں ہر وظیفہ سے زیادہ درود شریف پڑھنا سُنّت صحابی رسول کے علاوہ سُنّتِ ملائکہ و سنّتِ خدائے ذوالجلال بھی ہے۔

ج:۔حدیث کے آخر میں فرمانِ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ (**اذاً یکفیٰ همك ویکفرلك ذنبك**) جب تو شب و روز میں اپنے تمام نفلی کاموں کی جگہ درود ہی پڑھتا رہے گا۔تو نہ تیری کوئی مشکل باقی رہے گی نہ تیرا کوئی گناہ باقی۔

د:۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں عظیم سے عظیم تر تحفہ پیش کرنا مقصود ہو تو مکمل یکسو ہو کر اللہ تعالیٰ سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر کامل سلامتی اور انوارِ رحمت کی بارش کی استدعا کرنا ہے۔عربی میں لفظ صلوٰۃ اور فارسی میں درود شریف ہے۔درود لفظ کا تعلق لفظ دریدن سے ہے۔یعنی پھاڑنا۔چونکہ درود شریف ہی ایک ایسا نسخہ کمال ہے کہ کوئی بھی پُر خلوص دعا جس کے اول و آخر درود شریف ہو وہ دعا تمام غیبی پردوں کو پھاڑ کر بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہو کر یقینی شرفِ قبولیت حاصل کر لیتی ہے۔اس لئے فارسی میں اس کو درود کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔عربی زبان میں صلوٰۃ لفظ کثیر المعانی ہے۔لیکن اصطلاح شرع محمدیہ **علیٰ صاحبها الف الف تحیّة** میں جب اس لفظ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو۔عبادت۔رحمتِ کاملہ۔جیسے معانی مراد لئے جاتے ہیں۔اور جب نبی یا ولی کی طرف صلوٰۃ کی نسبت ہو تو۔نگاہِ کرم۔طلبِ مغفرت و دعا۔جیسا کہ قرآن پاک میں یوں بھی صلوٰۃ کا ذکر ہوا ہے۔کہ آپ اپنی اُمّت کیلئے دعا مانگتے رہیے تاکہ ان کا قرارِ زندگی قائم رہے۔یعنی مجھ سے میرے انعامات اِن کیلئے مانگتے رہیے۔درود شریف پڑھنے کیلئے سب سے زیادہ پُر تاثیر درودِ ابراہیمی کے الفاظ ہیں۔یا

Marfat.com

درود کے جن الفاظ سے کامل اکمل ذوق نصیب ہو جائے۔ درودِ ابراہیمی کے مذکورہ مرویہ الفاظ میں لفظی جزوی تبدیلیاں موجود ہیں۔ مثلاً ایک تو نماز میں پڑھا جانے والا درود ہے۔ اس کے علاوہ لفظی تبدیلیاں کچھ یوں بھی ہیں۔ جیسا کہ مسلم شریف اور ابوداؤد شریف میں حدیث کے متبادل الفاظ۔ **اللّٰھم صل علیٰ محمد النبی الامی وازواجہٖ و ذریّتہٖ واھل بیتہٖ** ۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود سلام کے الفاظ ادا کر کے کسی بھی دوسرے اہل ایمان پر اس درود والی رحمتِ کاملہ کا لفظ صلوٰۃ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ لیکن زیادہ بہتر حد یہی رہے گی۔ کہ انبیاء وملائکہ وال واصحابِ رسول تک کا ذکر درود میں ہوتا رہے۔ فقط

ھ:۔ اس درود شریف کا حکم قرآن پاک پارہ ۲۲ میں موجود ہے۔

☆:۔ **ان اللہ و ملائکتہٗ یصلون علی النبی ط یا ایھا لذین آمنوا صلوا علیہ وسلّموا تسلیما ط**

ترجمہ:۔ بیشک اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود (رحمت، کاملہ) بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھو اور سلام بار بار بھیجا کرو۔ درود شریف کی اکملیت کیلئے کم از کم یہ ہو کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نامِ نامی کے بعد ال واصحاب وازواج کا ذکر ہو اور درود میں پہلے یا بعد سلام بھی ضرور بھیجا جائے۔ مثلاً **اللّٰھم صَلِّ و سلّم وبارِك علیٰ سیدنا ومولٰنا محمد و علیٰ اٰلہٖ واصحابہٖ و ازواجہٖ** ۔

درود وسلام شریف کسی بھی زبان میں بھیجا جائے۔ بارگاہِ رسالت مدینہ منورہ میں پہنچتا ہے۔ اور اگر محبت کے کامل پیمانے عشقِ رسول میں سرشار ہو کر محویت کے عالم میں درود وسلام

Marfat.com

بھیجا جائے تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس درود وسلام کو خود سنتے ہیں۔ باقی درود و سلام پہنچانے پر فرشتوں کے ذِمہ ہوتی ہے۔ درود شریف کے فضائل وبرکات سیرت کی بیشمار کتابوں میں تفصیل سے موجود ہیں۔ ایک ایمان افروز حدیث حصہ اوّل الجھن کی سلجھن کے سوال چیلنج حاضرو ناظر میں ملاحظہ فرمائیے۔

و:۔ درود شریف پڑھنے والے کی زبان روزِ محشر چاند کی طرح چمکتی ہوگی۔ اور بالکل نہ پڑھنے والے کی زبان کالی سیاہ ہوگی۔ روزانہ ایک سو مرتبہ درود شریف پڑھنے والے کی سو مشکلیں حل ہوں گی۔ کم ترین مشکل پُل صراط سے آرام سے گزر کر جنت میں جانا۔ ایک ہزار مرتبہ درود شریف روزانہ پڑھنے والے کو مرنے سے قبل اس کا جنت میں گھر دکھادیا جاتا ہے۔ درود شریف کے فضائل سے متعلق سابقہ حدیث نمبر ۶ بھی ملاحظہ فرمائیے۔

☆حضور شافع یوم النشور پر سلام پڑھنے کا جدید سدید طریقہ☆

حدیث نمبر۴۴:۔ **عن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ انّ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قال افضل صلوٰۃ المرء فی بیتہ الاّالمکتوبۃ متفق علیہ** (ص۱۱۴ جلد ۱، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔ سیدنا زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضور نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سوائے فرض عبادت کے ہر قسم کی عبادت اپنے گھر میں ادا کرنا مسجد میں ادا کرنے سے زیادہ ثواب ملتا ہے۔'' اور افضل درجہ کا حقدار

Marfat.com

ہو جاتا ہے"

شرح حدیث:۔اس حدیث پاک کے نکات درج ذیل ہیں۔

ا:۔عبادت فرض ہو خواہ نفل ہو اس کیلئے بہتر سے بہتر اہتمام کرنا عبودیت کے بنیادی امور سے متعلق ہے۔

ب:۔اپنے رہائشی مکان کو اللہ تعالیٰ کی یاد اور عبادت سے خالی نہ رکھا جائے۔جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔کہ اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔یعنی قبرستان میں عبادت کرنے والا کوئی نہیں ہوتا۔لہٰذا اپنے گھروں کو عبادت،تلاوت،ذکر و فکر و محفل میلاد سے متبرک رکھا جائے

ج:۔قابلِ توجہ عظیم نکتہ۔

اہلِ سنت و جماعت بریلوی مسالک کی مساجد میں جمعۃ المبارک کی نماز ادا کرنے کے بعد حضور سیّد الکل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں کھڑے ہو کر باادب دُرود وسلام پیش کیا جاتا رہا ہے۔لیکن دورِ حاضر میں انداز کچھ ناگفتہ بہ ہو چکا ہے۔

° کچھ لوگ تو دو فرض جمعہ باجماعت ادا کرنے کے بعد صرف دو رکعت سنت پڑھ کر چلے جاتے ہیں۔کچھ نمازی بعد میں چار سنتیں ادا کرتے ہیں۔کچھ نمازی چھ رکعت اور کچھ نمازی ساتھ مزید دو نفل ادا کرتے ہیں۔اکثر ہوتا یہ ہے کہ جب تک فرض نماز کے بعد چھ یا آٹھ رکعت پڑھنے والے فارغ ہوتے ہیں۔تو بعد میں چھ یا آٹھ رکعت ادا کرنے والے صرف چند آدمی ہی ہوتے ہیں۔حالانکہ جس تواتر اور تسلسل کیساتھ لگاتار نبی پاک جماعت جمعہ کے بعد چار سنتیں ادا کرتے رہے۔ایسے ہی چھ رکعت سنت لگاتار پڑھنے کی روایات موجود ہیں۔اکثر لوگ غفلت کی وجہ سے دو رکعت سنت بعد جماعت جمعہ ادا کر کے گھر چلے جاتے

Marfat.com

ہیں۔تو با جماعت نماز ادا کر کے آٹھ رکعت پڑھنے کے بعد آخر میں ایک خطیب صاحب اور چند بچے اور دو چند بوڑھے آدمی سلام پڑھنے کیلئے مسجد میں نظر آتے ہیں۔اور وہ کھڑے ہو کر سلام پڑھتے ہیں۔حالانکہ یہ طریقہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے لائق نہیں۔اگر جمعۃ المبارک کے اس پروگرام کو یوں ترتیب دے دیا جائے تو **نورٌ علیٰ نورٌ** ہو جائے۔

ا:۔فرض نمازِ جمعہ کے سلام پھیرتے ہی سب اپنی اپنی جگہ وہیں صفوں پر صف بندی قائم رکھتے ہوئے دست بستہ اُٹھ کر کھڑے ہو جائیں۔اور دو یا تین صلاۃ وسلام کے اشعار ہو جائیں۔اور اسی صف بندی کی حالت میں کھڑے دعا کر کے بقایا غیر فرض عبادت ادا کر لی جائے۔صلاۃ وسلام کے شعر کہلانے والے نعت خواں کو بڑی سختی سے تنبیہ کی جائے۔کہ تیسرے سے چوتھا فقرہ مت بولو تا کہ کاروباری اور کمزور بوڑھے افراد بوریت کا شکار نہ ہوں۔اگر نعت خواں اپنے جوش وجذبہ میں گھر گیا۔اور لمبے لمبے دوہڑے اور رباعیات شروع کر دیں۔تو سلسلہ درہم برہم ہو جائے گا۔

۲:۔اس جدید سدید طریقہء سلام پر کچھ اعتراضات کئے جا سکتے ہیں۔

الف۔سُنّتوں اور نوافل تمام نماز سے فراغت پر سلام پھیرنے کے بعد فوراً دعا کیوں نہ مانگی جائے؟

جواب:۔نماز سے فراغت کے بعد جلدی یا بدیر دعا مانگنا ضروری نہیں۔کوئی مانگ لے خواہ جلدی یا بدیر ہر صورت کارِ خیر ہے۔جب کہ نبی پاک پر سلام پڑھنے کے بعد کھڑے ہی دعا مانگنے سے یہ اعتراض ختم۔

اعتراض نمبر ۲:۔سلام پڑھنے سے لوگوں کی نماز میں فرق پڑتا ہے توجہ نہیں رہتی۔

Marfat.com

جواب:۔اسی بخاری و مسلم شریف کی حدیث کے مطابق کہ فرض رکعتوں کے علاوہ تمام نماز اپنے گھر ادا کی جائے۔لھٰذا جو سلام پڑھنے والے ہیں۔وہ مسجد میں مل کر سلام پڑھیں ۔اور غیر فرض عبادت کرنے والے یا دوسروں کے ساتھ مل کر سلام پڑھ لیں یا بقایا نماز حدیث کی رو کے مطابق زیادہ ثواب حاصل کرنے کیلئے اپنے گھر جا کر پڑھیں۔

اعتراض نمبر۳:۔ نبی پاک پر اپنے اپنے گھر جا کر سلام کیوں نہ پڑھ لیا جائے؟

جواب:۔ چونکہ نفلی کام سب مل کر انجام دیں تو ثواب اور برکت بہت ہوتی ہے۔اس لئے فرضوں کے علاوہ اکیلے گھر جا کر نماز پڑھنے کی تو سہولت شرعی طور پر میسر ہے۔لیکن نبی پاک پر ایسا سماں سلام پڑھنے کا اکیلے اکیلے آدمی کو اپنے اپنے گھر میسر نہیں ہے۔خلاصہ حدیث یہ ٹھہرا کہ لازمی اور فرض عبادات کے بعد تمام نفلی امور دینیہ میں سب سے افضل درود و سلام بر حبیب رب الانام ہے۔ **صلی اللہ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ و بارك وسلم فی العلمین جمیعاً** ۔اور یہ ثابت ہوا کہ تمام غیر فرض عبادات کی ادائیگی کا مسجد کی نسبت اپنے گھر میں ثواب زیادہ ہے۔

Marfat.com

☆شفاعۃ کُبریٰ☆

حدیث نمبر۴۵:۔عن انس رضی الله عنه انّ النبیّ صلی الله علیه وآله وسلم قال شفاعتی لاهل الکبائر من امّتی رواه الترمذی (ص۴۹۴،جلد۲،مشکوٰۃ شریف)

حدیث ایضا:۔عن عوف بن مالك رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم اتانی اٰتٍ من عند ربی فخیّرنی بین ان یُّدخل نصف اُمّتی الجنة و بین الشفاعة فاخترتُ الشفاعة وهی لمن مات لا یُشرك با الله شیئاً رواهٗ الترمذی و ابن ماجه

(ص۴۹۴جلد۲،مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری شفاعت میری امت کیلئے بڑے بڑے عادی مجرموں اور گنہگاروں کیلئے ہے۔اس حدیث کوامام ترمذی نے روایت کیا۔

(ص۴۹۴جلد۲،مشکوٰہ شریف)

ترجمہ ایضاً حدیث:۔حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔اللہ جل جلالہ نے پیغام بھیج کر مجھے اختیار دیا ہے۔ چاہے آپ اپنی نصف اُمّت بخشوالیں یا سفارش کا منصب محفوظ رکھ لیں۔میں نے سفارش

Marfat.com

کا منصب اختیار کیا اور یہ شفاعت سوائے مشرک وکافر کے ہر مسلمان کیلئے ہوگی۔اس حدیث کوترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ (ص ۴۹۴ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث نمبر ۴۵ وشرح دیگر احادیثِ شفاعت:۔

شفاعت:۔شفاعت سفارش کو کہتے ہیں۔اور سفارش کی کئی مختلف اقسام بیان کی جاتی ہیں ۔مثلاً شفاعتِ وجاہت اور شفاعتِ محبت وغیرہ۔مختصراً یوں سمجھ لیا جائے کہ ہر اس کسی کی ایسی سفارش جس سے کسی دوسرے کو مجبوراً سفارش ماننی پڑے۔اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس قسم کی کوئی بھی سفارش ناممکن ہے۔جیسا کہ قرآنِ پاک میں شفاعت کی مکمل نفی کی گئی ہے ۔پارہ ۱، پارہ ۳۔ میں یوں ہی مذکور ہے۔ **ولایقبل منها شفاعة ولا تنفعها شفاعة ۔ لابیعٌ فیه ولا خلّة ولا شفاعة** ۔وہ یہی مذکورہ بالا شفاعت ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ کی کسی قسم کی مجبوری ثابت ہو وہ شفاعت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محال ہے۔اور اس قسم کی شفاعت کی نفی کرنے والی آیاتِ قرآن یا احادیث سے یہ مراد لیا جائے کہ کفار ومشرکین کی کوئی شفاعت نہ ہوگی۔اور جس سفارش یا شفاعت میں اللہ تعالیٰ کا مجبورِ محض ہونا کسی بھی طرح ثابت نہ ہو۔ایسی شفاعت ان احادیث اور اس جیسی دوسری احادیث میں اور قرآن پاک میں مذکور ہے۔اور یہی شفاعت مطلوب ومقصود عظمتِ مصطفیٰ کی علمبردار ہے۔قرآنِ پاک کی جن آیاتِ طیّبہ سے شفاعت کی قبولیت کا ثبوت ملتا ہے۔وہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے ہوگی۔جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء واولیاء کو بالخصوص اختیار عطا کر رکھا ہے۔کسی کیلئے استغفار کرنا یعنی اللہ تعالیٰ سے کسی کے گناہوں کی معافی مانگنا یہی شفاعت ہے۔اور یہ شفاعت جملہ اہلِ حق کو نصیب ہے۔اور ہوگی۔اور شفاعت کبریٰ جو صرف ہمارے آقا لجپال مدنی منٹھار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی عطا کی گئی

Marfat.com

ہے۔

☆ اور اجازت الٰہیہ سے شفاعت کے بیشمار درجات ہیں۔ جن میں سے نہایت ارفع و اعلیٰ مقام شفاعت عظمیٰ یا کبریٰ ہے۔ جو ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی نصیب ہے۔ انبیاء و اولیاء و جملہ اہلِ حق اُس شخص کے دخولِ جنت کی سفارش کریں گے۔ جو کم از کم ایمان دار ہوں گا۔

☆ کافروں اور مشرکوں کیلئے سفارش ☆

اور ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کافروں اور بت پرست مشرکوں کیلئے سفارش صرف یہی ہوگی کہ ان کا فیصلہ فرما دیا جائے۔ اور حساب و کتاب شروع ہو جائے۔ اور محشر کے دن جمودی صورت کو ختم کیا جائے۔ اور یہ جزوی شفاعت کرنا کفار و مشرکین کیلئے مکمل نجات کا ثبوت نہیں ہوگا۔ کیوں کہ مکمل نجات کی سفارش صرف ایمان دار کیلئے ہی ہے۔

صحیحین کی ایک اور حدیث پاک حدیث شفاعت میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے روز ابتدأ محشر کے حساب و کتاب کی کاروائی روک دی جائے گی۔ محشر کے پچاس ہزار سال والے دن کا کافی حصہ جمودی حالت میں ہی گزر جائے گا۔ سبھی پریشان ہو جائیں گے۔ محشر کی گرمی اور افراتفری حد سے بڑھ جائے گی۔ اس اُمّتِ محمدیہ **علیٰ صاحبہا الف الف تحیہ** کے علاوہ اہل محشر آپس میں مشورہ کریں گے۔ کہ آؤ ہم اپنے جدّ امجد اور ساری انسانیت کے باپ سیدنا آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور چل کر عرض کریں۔ کہ اس اتنے مشکل وقت میں وہ ہماری مشکل کشائی فرمائیں۔ اور اللہ کریم

Marfat.com

کے حضور ہماری سفارش فرمادیں۔ کہ حساب کا دروازہ کھول دیا جائے۔ جزاوسزا کے فیصلے کردیے جائیں۔ اہلِ محشر پریشان ہیں۔ چنانچہ ایسے ہی وہ اہلِ محشر سیدنا آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہونگے۔ عرض کریں گے اس مصیبت سے بہتر یہ ہے۔ سلسلہ حساب و کتاب جاری کروادیجئے۔ آدم علیہ السلام فرمائیں گے۔ یہ کام میرے بس کا نہیں اور نہ یہ میرا منصب ہے۔ آپ کسی اور کے پاس جائیں۔ چنانچہ اہلِ محشر اپنے باہمی مشورے سے نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہونگے۔ سابقہ طریقے کے مطابق بات ہوگی۔ اسی طرح پھر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی بارگاہ کا رخ کریں گے۔ تو وہی جواب ملے گا۔ **اذهبوا الیٰ غیری** ۔ آج اللہ تعالیٰ اتنے غصے میں ہے کہ ہمیں اس سے گفتگو کرنے کی جرأت نہیں ہے۔ ایسے ہی اہلِ محشر موسیٰ علیہ السلام پھر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے پاس جب حاضری دیں گے۔ تو وہ بھی یہی بات کہیں گے۔ لیکن ساتھ ہی فرمائیں گے۔ البتہ میں تمہیں اس ذات کا پتہ دیتا ہوں جہاں تمہاری مشکل حل ہو جائے گی۔ جاؤ امام الانبیاء محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں تمہاری بگڑی بن جائے گی۔ چنانچہ تمام اہلِ محشر میرے پاس (نبی پاک کے پاس) حاضر ہوجائیں گے۔ اور میں ان سے یہ کہوں گا۔ ہاں یہی مقامِ محمود ہے جو اور کسی کیلئے نہیں۔ یہ مقام اللہ تعالیٰ نے صرف مجھے ہی عطا فرمایا ہے۔ میں اٹھ کر اپنا کمر بند مضبوط کر کے اللہ تعالیٰ کے عرشِ اعظم کے مقابل سجدہ کروں گا۔ اور سجدے میں ایسی تعریفیں اور اللہ تعالیٰ کی ایسے بے مثال الفاظ میں حمد وثناء کروں گا۔۔ جو میرے ذہن میں بھی نہیں ہوں گے۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ **یا محمد ارفع رأسك سل تعطه و اشفع تشفع** ۔ اے محمد صلی اللہ علیک وسلم اپنا سر مبارک اٹھایئے اور مانگیئے آپ کو عنایت کرتا ہوں۔ معاف کروایئے آپکی

Marfat.com

شفاعت قبول کی جائے گی۔آپ اللہ تعالیٰ سے اہلِ محشر کیلئے حساب و کتاب کا پہلا سوال عرض کریں گے۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔آپ جن کو بخشوانا چاہتے ہیں۔اپنے ساتھ انکو جنت میں لے جایئے۔بے شمار ایسے لوگوں کو جن کو جہنم کی طرف فرشتے لے جا رہے ہونگے ان کو راستے ہی میں روک کر جنت کی طرف لے جائیں گے۔اور جو دوزخ میں داخل ہو چکے ہونگے۔ان کو جہنم سے نکال کر جنت میں لائیں گے۔ **صحیحین** کی اس حدیثِ شفاعت سے چند ایمان افروز نکات ملاحظہ ہوں۔

ا:۔شفاعتِ کبریٰ (مقامِ محمود) حضور علیہ السلام کے منصب کیلئے نگاہِ وحدت ہی کا انتخاب ہے۔

۲:۔اللہ تعالیٰ کے ولیوں اور نبیوں کے پاس مشکل وقت میں جا کر ان سے مشکل حل کروانا ایمان والوں کا طرزِ عمل دنیا و آخرت ہے۔

۳:۔قہرِ خداوندی روزِ محشر جبکہ اپنے عروج پر ہوگا۔اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کے دربار بالمشافہ کو چھوڑ کر لوگوں کا انبیائے کرام کے پاس جانا حقیقت پر مبنی ہوگا۔اس بات کا بیّن ثبوت یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ دربار ہائے انبیاء پر اپنی مشکل لے کر جانے والوں پر عتاب یا سرزنش نہیں کرے گا۔

۴:۔اس اُمّت کے علاوہ اہلِ محشر کو در بدر پھرا کر آخر میں دربارِ مصطفیٰ پر لا کر اپنے محبوب امام الانبیاء کی شان کو بلند فرمائے گا۔اور اہلِ محشر کی شدید ترین مشکل اپنے حبیب کا صدقہ حل فرمادے گا۔ورنہ اہلِ محشر بالمشافہ بلاواسطہ اللہ تعالیٰ سے بھی درخواست کر سکتے ہوں گے۔لیکن انبیاء کے قدموں میں حاضری کا خلاصہ دکھانا مقصود رہا ہے۔ کہ انبیاء و اولیاء کے درباروں پہ حاضری اللہ تعالیٰ کے حاضر و ناظر ہونے کے باوجود عین توحید ہے۔

Marfat.com

۵:۔ حضور علیہ السلام نے اپنے ماننے والے پیارے اُمتیوں کی دوگنی مشکل کشائی فرمادی۔ ایک در بدر پھرنے سے محشر کے دن ہم کو بچالیا۔ دوسرا محشر کی مصیبت دور فرمادیں گے۔

☆محشر کے دن ہمارے نبی تین جگہوں پر بیک وقت جلوہ گر رہیں گے☆

حدیث نمبر۴۶:۔ عن انس رضی اللہ عنہ قال سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان یشفع لی یوم القیمۃ فقال انا فاعلٌ قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم فاین اطلبک قال اطلبنی عند المیزان قال ان لم القِک عند المیزان قال فا طلبنی عند الصراط قال ان لم القک علیٰ الصراط قال فا طلبنی عند الحوض فانی لا اخطئی ھذہ الثلاث المواطن رواہ الترمذی

(ص۴۹۳ جلد۲، مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث:۔ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیھہ وآلہٖ وسلم اذا خلص المؤمنون من النارفوالذی نفسی بیدہ مامن احدٍ منکم باشد مناشدۃ فی الحق قد تبیّن لکم من المؤمنین یوم القیمۃ لاخوانھم الذین فی النار یقولون ربنا کانوا یصومون معنا و یصلون و یحجّون فیقال لھم اخرجوا من

Marfat.com

عر فتم فتحرم صورهم علےٰ النار فیخرجون خلقا کثیرا ثمّ یقولون ربنا ما بقی فیھا احد ممن امر تنا فیقول ارجعوا فمن وجدتّم فی قلبہ مثقال دینا ر من خیر فاخرجوا ---- الخ ؛متفق علیہ
(ص ۴۹۰ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے قیامت کے دن اپنی شفاعت کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا۔ میں تیری قیامت کے دن شفاعت کروں گا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قیامت کے روز میں آپ سے کہاں ملاقات کرسکوں گا؟ آپ نے فرمایا۔ میزان کے پاس (جہاں اعمال تولے جائیں گے)۔ میں نے عرض کیا آپ اگر وہاں نہ ملے تو؟ آپ نے فرمایا پل صراط پر ہوں گا۔ میں نے عرض کیا اگر آپ وہاں بھی نہ ملے تو؟ آپ نے فرمایا حوض کے پاس ہوں گا۔ ان تینوں جگہوں میں سے ایک پر آپ کو ضرور مل سکوں گا۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا۔

(ص ۴۹۳ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ ایضاً حدیث:۔ سعد بن مالک ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ جب ایمان والوں کو جنتی ہونے کا فیصلہ سنا دیا جائے گا۔ خدا کی قسم گناہ گاروں کو بخشوانے کیلئے تم جنتیوں سے بڑھ کر اللہ تعالی سے کوئی زیادہ جھگڑا کرنے والا نہ ہوگا۔ یہ جنتی کہیں گے۔ یا اللہ ہمارے وہ بھائی مسلمان کہاں ہیں؟ جو ہمارے ساتھ نماز، روزہ، حج ادا کرتے رہے۔ تو ان جنتیوں سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ جاؤ جن کو تم پہچانتے ہو دوزخ سے نکال لاؤ۔ اور ان جنتیوں پر اللہ تعالیٰ دوزخ کی آگ

Marfat.com

حرام قرار دے دے گا۔ان کو جلا نہیں سکے گی۔

تو وہ جنتی بہت سے لوگوں کو جنت سے نکال لائیں گے۔پھر کہیں گے یا رب ذوالجلال اب دوزخ میں کوئی ایسا آدمی نہیں جس کو ہم جانتے ہوں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا واپس جاؤ۔دوزخ میں سزا پانے والوں میں سے جس کے دل میں ایک روپے کے برابر بھی ایمان ہو ایسے تمام افراد کو دوزخ سے نکال لاؤ۔چنانچہ یہ جنتی واپس جا کر ایسے تمام دوزخی گناہ گاروں کو نکال لائیں گے۔جن کے دلوں میں ایک روپے کے برابر بھی ایمان ہو گا۔ پھر جنتی عرض کریں گے۔یا اللہ جن کے دلوں میں ایک روپے برابر بھی ایمان تھا۔ہم ان کو نکال لائیں ہیں۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا ایک مرتبہ پھر واپس جاؤ جن دوزخیوں کے دلوں میں آدھ روپے برابر بھی ایمان ہے۔ان سب کو نکال لاؤ۔چنانچہ وہ جنتی واپس جا کر ایسے ہر دوزخی کو نکال لائیں گے۔جن کے دلوں میں آدھ روپے برابر بھی ایمان ہو گا۔پھر عرض کریں گے یا اللہ ہم ایسے تمام دوزخی افراد کو دوزخ سے نکال لائیں ہیں۔جن کے دلوں میں نصف روپے برابر بھی ایمان تھا۔پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔انبیائے کرام و اولیاء کرام نے بے شمار لوگوں کو مجھ سے معافی دلوائی فرشتوں نے بھی بہت سے لوگوں کو بخشوایا۔اب ارحم الراحمین رب ذوالجلال کی باری ہے۔تو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا ایک چُلّو بھر کر ایسے تمام لوگوں کو دوزخ سے نکال دے گا۔جن کے دلوں میں ایک رائی کے دانے برابر بھی ایمان ہو گا۔پھر ان دوزخیوں کو جو دوزخ کی آگ میں جل کر سیاہ ہو چکے ہوں گے۔جنت کے قریب باہر نہر الحیات میں نہانے کا حکم دے گا۔جب وہ نہر میں خوب نہا لیں گے۔ ایسے صاف ہو جائیں گے جیسے بہترین سفید موتی۔البتہ ان کی گردنوں پر سیاہ نشان ہونگے ۔جس نشان کو دیکھ کر جنتی ان کو کہیں گے۔یہ ارحم الرحمین کے آزاد کردہ جنتی ہیں۔پھر اللہ

Marfat.com

تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا۔ اِن کو اِن کی سمجھ سے بڑھ کر کہیں زیادہ جنت کی جائیدادیں ،حوروں کی انجمن سمیت گلشن دے دیئے جائیں۔

شرح حدیث :۔شفاعت کی تقریباً پانچ قسمیں بیان کی گئی ہیں۔

ا:۔سب سے پہلی اور بڑی شفاعت شفاعتِ کبریٰ ہے۔جو صرف صاحب مقام محمود حبیب رب ارض وسما محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے مختص ہے۔جو محشر کی ہولنا کی میں کمی اور حساب و کتاب کا کام شروع کرانے کی شفاعت ہے۔جس میں بغیر حساب کے جنت میں جانے والوں کی شفاعت بھی خود بخود موجود ہے۔

۲:۔بغیر حساب کے جنت میں جانے والوں کی شفاعت جو شفاعتِ کبریٰ میں شامل ہے۔

۳:۔ایسے لوگوں کی شفاعت جن کے جہنمی ہونے کا فیصلہ ہو چکا ہوگا۔جن کے بارے میں ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا اور جن کو اللہ تعالیٰ اپنی اجازت سے بخشوانے کی توفیق دے گا۔

۴:۔جو مجرم داخل جہنم ہو جائیں گے اور وہ ملائکہ۔اولیاء۔مؤمنین اور ہمارے نبی پاک کی شفاعت سے جہنم سے باہر نکالے جائیں گے۔یہاں تک کہ جن کے دلوں میں ایک رائی برابر بھی ایمان ہوگا۔ان کو جہنم سے آزاد کر دیا جائے گا۔

۵:۔جنت میں جنتیوں کی ترقی کیلئے جو شفاعت کی جائے گی۔

☆ان شفاعات خمسہ کے علاوہ شفاعتِ عامہ کا تو یہاں تک سلسلہ دراز کر دیا جائے گا۔کہ جب جہنمیوں کو اکٹھا کر کے جہنم کی طرف لے جانا ہوگا۔تو قریب سے اگر کوئی جنتی گزرے گا۔تو اسے ایک جہنمی آواز دے گا۔تو فلاں آدمی ہے۔میں نے تجھے وضو کیلئے پانی لا کر دیا تھا۔میری سفارش کر دے۔تو وہ جنتی اس کی سفارش کر کے اپنے ساتھ جنت میں لے

Marfat.com

جائے گا۔ بعض متعصّب لوگوں کا خیال ہے کہ شفاعت کا سلسلہ صرف قیامت میں اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بعد ہوگا۔ حالانکہ ایسا ہرگز نہیں کیوں کہ جس کے گناہوں کی معافی کیلئے درخواست کی جائے تو یہی سفارش ہے شفاعت ہے۔ اور یہ دنیا میں بھی سلسلہ جاری ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حیاتِ دنیا میں اپنی اُمّت کیلئے اجتماعی وانفرادی ہر طریقے سے بے شمار دفعہ معافی مانگی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسی دنیا میں بہت سے معافی حاصل کرنے والوں کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت پر معافی عطا کی۔ لہٰذا ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شفاعت کا رتبہ دنیا ہی سے دے دیا گیا ہے۔ ایک حدیث پاک میں اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ کی رحمتِ واسعہ کا ایک منفرد نمونہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جہنم میں دو دوزخی بڑا شوروغل کریں گے چیخیں ماریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ ان دونوں کو پکڑ کر جہنم سے باہر نکالو۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں سے پوچھے گا۔ تم اتنا شور کیوں کر رہے ہو؟ وہ عرض کریں گے یا اللہ اس لئے شور ڈال رہے ہیں۔ کہ تو ہم پر کرم فرما معافی عنایت ہو۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تم دونوں کیلئے میری مہربانی یہی ہے کہ دوزخ میں واپس دوڑ کر چھلانگ لگا دو۔ ایک دوڑ کر دوزخ میں چھلانگ لگا دے گا۔ اور آگ اس پر گلزار ہو جائے گی۔ دوسرا کھڑا رہے گا۔ دوزخ میں چھلانگ لگانے والے کو اللہ تعالیٰ واپس بلا کر پوچھے گا۔ تو نے کس خوشی میں دوڑ کر چھلانگ لگائی۔ وہ عرض کرے گا۔ یارب ذوالجلال میں نے ساری زندگی دنیا میں تیری کوئی فرمانبرداری نہیں کی۔ سوچا کہ آج غنیمت ہے۔ اس کے حکم کی آج تو فوراً تعمیل کرلوں۔ دوسرے وہیں کھڑے رہ جانے والے سے اللہ تعالیٰ پوچھے گا۔ تو نے میرے حکم کی تعمیل دوزخ جانے سے کیوں دیر کی۔ وہ عرض کرے گا۔ یا اللہ میں تو اب بھی تیری رحمت سے ناامید نہیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ جاؤ دونوں

Marfat.com

جنت میں چلے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب ایمان والوں کو دنیا کی زندگی میں شرعی اصولوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

Marfat.com

☆فضائل مدینہ منوّرہ☆

☆علیٰ صاحبها الف الف تحیه وصلوٰةً وسلاما☆

حدیث نمبر ۴۷:۔ **عن ابی هریره رضی الله عنه انّ رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال انّ الایمان لیأرز الیٰ المدینة کما تأرز الحیّة الیٰ جحر ها** (ص ۸۴ جلد ۱، مسلم شریف)

ترجمہ:۔ سیدنا عبدالرحمٰن بن **صخر** دوسیؔ حضرت ابوهریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ۔کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (قیامت کے نزدیک) ایمان مدینہ شریف واپس آجائے گا۔ جیسا سانپ اپنی بل میں واپس چلا جاتا ہے۔

شرح حدیث:۔ اس حدیث مبارکہ میں چند امور بڑی اہمیت سے بیان کئے گئے ہیں

ا:۔ دولتِ ایمان کا حصول مدینہ طیبہ سے ہے۔ جس کیلئے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حقیقی بنیادی مرکزیت حاصل ہے۔ دنیا میں ہر صحیح مسلمان کو ایمان کی دولت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی ملی ہے۔ اور ایمان کی دولت سے بڑھ کر دنیا و آخرت کی کوئی بھی نعمت زیادہ قیمتی نہیں ہوسکتی۔ تمام قیمتی سرمایہ ہائے حیات میں سے نہایت قیمتی اور سدا بہار سرمایہ صرف ایمان ہی ہے۔ وہ بھی ملا تو حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربارِ دُرّبار ہی سے ملا۔

ع منگتا تو ہے منگتا کوئی شاہوں میں دکھادے
جس کو میری سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو

Marfat.com

ب:۔بل میں سانپ کی واپسی اسی وقت ہوتی ہے۔جب اسے باہر خطرہ محسوس ہو۔ایسے ہی قیامت کے نزدیک جب ایمان کی دولت کا کوئی اہل نہ رہے گا۔اور جن کو پہلے ایمان مل چکا ہوگا۔ان کے سینوں سے ایمان چھینا نہیں جائے گا۔ بلکہ ان کو دنیا سے اٹھالیا جائے گا۔اس وقت ایمان کی دولت جہاں سے آئی تھی وہیں واپس مدینہ طیبہ ہی چلی جائے گی ۔حالانکہ مکہ شریف بیت العزۃ عرشِ اعظم لوحِ محفوظ جیسے بڑے بڑے اور بلند مقام بھی ہیں۔ایمان کی واپسی اور کہیں بھی ہوسکتی ہے۔چونکہ ایمان کی دولت ملتی مدینہ طیبہ سے ہے ۔لہٰذا حسبِ دستور اس کی واپسی بھی مدینہ منورہ ہی ہوگی۔

ج:۔حرمین شریفین کی صرف رہائش ہی بنیادی فضیلت کی حامل نہ ہے۔ بلکہ صحیح العقیدہ ایمان دار ہونا شرطِ اوّل ہے۔جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث پاک میں اس کی صراحت موجود ہے۔

☆ حرمین شریفین کے فیوضات سے بہراور ہونے کے لئے صحیح عقیدہ کا ہونا لازمی ہے۔

عن انس بن مالك رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآلهٖ وسلم ليس من بلد الا سيطاؤهٗ الدّجا ل الا مكة و المدينة وليس نقب من انقابها الا عليه الملا ئكة صافين تحرسها فينزل با السبخة فترجف المدينة ثلاث رجفات يخرج اليه منه كل كافر و منافق

(ص ۴۰۵ جلد ا، مسلم شریف)

ترجمہ:۔حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ عالمیان مالکِ ہراین وآن صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کوئی آبادی یا شہر دجّال کی پہنچ سے بچ نہ

Marfat.com

سکے گا۔ سوائے مکہ اور مدینہ کے کیونکہ حرمین کے ارد گرد صف بندی کیے فرشتے پہرہ دیں گے۔ تو دجّال ان دو شہروں میں نہیں جا سکے گا۔ اور **سبخہ** وادی کی طرف دجّال چلا جائے گا۔ تو مدینہ شریف میں تین دفعہ زلزلہ آئے گا۔ ہر کافر اور ہر منافق وہاں سے ڈر کر نکل بھاگتا دجّال سے جا ملے گا۔ مکہ اور مدینہ حرمین شریفین میں کچھ کافر اور منافق رہتے ہی ہونگے۔ تب ہی نکل کر دجّال سے جا ملیں گے۔ عشاق بارگاہِ مدینہ حرمین میں ہی رہیں گے۔ وہ بھاگ کر ڈر کر دجّال سے کبھی نہیں ملیں گے۔

د:۔ حرمین شریفین میں صرف رہائشی سکونت پذیر ہونا وہاں کی شہریت حاصل کرنا صحیح العقیدہ ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ حبِّ رسول سے مزیّن آراستہ عقیدہ ہی حق پر قائم ہونے اور قرآن و سنت کے علمبردار ہونے کی دلیل ہو سکتا ہے۔ جو مسلمان رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اپنے دل میں بغض کینہ اور عداوت رکھتے ہوں وہ صحیح العقیدہ مسلمان ہونے کے دعویدار کیسے ہو سکتے ہیں؟ ایسے لوگوں کو مدنی سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ ہر کس و بیکس پناہ سے کچھ ملا ہی نہیں۔ اسی لئے اس قسم کے لوگ ساری عمر حضور علیہ السلام سے اور بارگاہ رسالت کے دیوانوں سے بدلے لیتے نظر آئیں گے۔ ایسے لوگوں کے متعلق ایک حدیث پاک نجد و اہل نجد کے نام چیلنج سوال نمبر ۱۵ حصہ اوّل اُلجھن کی سُلجھن میں ملاحظہ فرمائیے۔

ھ:۔ مدینہ منورہ کے متعلق ایک اور حدیث پاک میں یوں مذکور ہے۔

عن ابی هريره رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم الا انّ المدينة كا الكير تخرج الخبيث لا تقوم الساعة حتیٰ تنفی المدينة شرارها كما تنفی الكير

Marfat.com

خبث الحدید
(ص ۴۴۴ جلد ۱، مسلم شریف)

ترجمہ:۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مدینہ پنکھے کی طرح زنگ کو اڑا دیتا ہے۔ اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی۔ جب تک مدینہ منورہ اپنی سرزمین سے خبیث لوگوں کو باہر نکال نہ پھینکے گا۔ جیسے آگ پھونکنے والا پنکھا لوہے کا زنگار باہر پھنک دیتا ہے۔ (اور لوہا صاف ہو جاتا ہے) حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کائنات کی تمام قیمتی چیزوں سے زیادہ قیمتی چیز مدینہ ہے۔ مدینے کی مٹی سراپا شفاء ہے۔ مدینے کی مٹی ایمان سے پُر ہے۔ ایک اور حدیث پاک میں ہے۔ کہ جو مدینے میں مرے گا۔ محبوبِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی ضرور شفاعت فرمائیں گے۔ اور جو مدینے میں مرے وہ شہید ہوگا۔ لیکن اصولِ عقیدہ کا مسلّم وجود یقینی رہے گا۔

ف:۔ موجودہ دور کے گستاخ لوگوں کے معنوی باپ کا حضور علیہ السلام سے ایک دفعہ واسطہ پڑا تو حضور علیہ السلام نے کیا فرمایا؟ اگلی حدیث ملاحظہ فرمایئے۔

Marfat.com

☆گستاخِ رسول کی نشانیاں☆

حدیث نمبر ۴۸:۔ عن جابر بن عبدالله الانصاری رضی الله عنه انّ النبی صلی الله علیه وآله وسلم کان یقسم غنائم (حنین)فقسمّها رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم بین اربعة نفر الاقرع بن حابس الحنظلی و عیینة بن بدر الفزاری و علقمة بن علا ثة العامری و زید الخیر الطائی قال فغضبت قریش فقالو یعطی صنادید نجد وید عنا فقال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم انما فعلت ذالك لأ تألفهم فجاء رجل کث اللّحیة مشرف الو جنتین غائر العینین نأتی الجبین مشمّر الا زار محلوق الرأس فقال اتّق اللّٰه یا محمد قال فقال رسول اللّٰه صلی الله علیه وآله وسلم فمن یّطع اللّٰه ان عصیتهٗ ایأ مننی علےٰ اهل الارض ولا تأ منونی قال ثمّ ادبر الرجل فاستأذن رجل من القوم فی قتلهٖ یرون انه خالد بن الولید فقال رسول الله صلی الله علیهٖ وآله وسلم انّ من ضئضئی هذا قوما یقرؤن القراٰن لا یجاوز حناجر هم یقتلون اهل الاسلام و یدعون اهل

Marfat.com

رواہ البخاری و مسلم ص ۳٤۱ جلد ۱ ،و ص ٥۳٥ جلد ۲ ،مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث :۔عن علی بن ابی طالب رضوان اللہ وسلامہ علیھم قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول سیخرج فی آخر الزمان قوم احداث الاسنان سفھاء الاحلام یقولون من قول خیر البریۃ یقرؤن القرآن ولا یجاوز حناجر ھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرّمیّۃ فاذا القیتموھم فاقتلوھم فان فی قتلھم اجر لمن قتلھم عند اللہ یوم القیٰمۃ (ص ۳۴۲ جلد ۱ مسلم شریف)

ترجمہ :۔سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ حنین کا مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔اور سب سے زیادہ مال چار (نجد کے سردار) آدمیوں کو دیا۔اقرع بن حابس حنظلی عیینہ بن بدر فزاری علقمۃ بن علاثۃ عامری اور زید الخیر الطائی ۔تو قریش قبیلے کے کچھ غازیوں نے دل برداشتہ ہو کر کہا ۔نجد کے سرکردہ افراد کو مال زیادہ دے دیا گیا۔اور ہمیں نظر انداز کیا گیا۔تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے یہ ایسا اس لئے کیا تا کہ نجد کے نئے مسلمان ایمان میں مزید پختہ ہو جائیں۔تو ایک آدمی آیا (جس کی شکل ایسی تھی) گھنی داڑھی چادر پنڈلیوں سے اوپر رخسار کی ہڈیاں ،ابھری ہوئی گہری آنکھیں ،ابھری پیشانی سر منڈا آ کر کہنے لگا۔ اے محمد اللہ سے ڈرو اور انصاف کرو۔تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔تجھے ہلاکت ہو۔اگر میں ہی اللہ سے نہ ڈرا اور انصاف نہ کیا تو پھر مجھ سے زیادہ انصاف کرنے

Marfat.com

والا اور اللہ سے ڈرنے والا مجھ سے بڑھ کر زیادہ کون ہوگا؟ اس نے مجھے زمین والوں کیلئے باا عتماد بنا کر بھیجا ہے۔ تم ایسے لوگ مجھ پر اعتبار نہیں کرتے۔ صحابہ کرام میں سے غالباً حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ مجھے اجازت دیجیے میں اسے قتل کردوں۔ تو رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اجازت نہ دی۔ اور فرمایا اس آدمی کے پیچھے (اس کے نقشِ قدم پر چلنے والے) اس کی معنوی اولاد ہوگی۔ جو قرآن بہت پڑھیں گے۔ لیکن ان کے حلق سے نیچے کوئی اثر نہیں ہوگا۔ مسلمانوں سے لڑائی قتل وغارت کریں گے۔ اور کافروں سے دوستی رکھیں گے۔ رواہ البخاری (ص ۱۴۲۔۱۴۳ جلد ۱۶، عمدۃ القاری و مسلم شریف ص ۳۴۱ جلد ا و مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۵ جلد ۲)

ترجمہ حدیث ایضاً:۔ سیدنا مولائے کائنات حیدرِ کرّار شیرِ خدا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے سرکارِ دو عالم کو فرماتے سُنا۔ کہ قیامت کے نزدیک ایک ایسی قوم ہوگی جو باریک اور چھوٹے چھوٹے دانتوں والے حدّ درجے سے متجاوز بیوقوف لوگ بار بار یہ کہتے سنیں جائیں گے۔ کہ حدیث کی بات کرو (**من قول خير البريه**) قرآن بہت پڑھیں گے۔ اور وہ ان کے حلق سے نیچے کوئی اثر نہیں کرے گا۔ دینِ اسلام سے ایسے خارج ہونگے جیسا تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ جب بھی تمہارا ایسے لوگوں سے واسطہ پڑے ان کو قتل کردو۔ کیونکہ ان کو قتل کرنے والے کو قیامت کے دن اجر دیا جائے گا۔

(ص ۳۴۲، جلد ا، مسلم شریف)

شرح حدیث:۔ ان دونوں احادیثِ مبارکہ اور دوسری احادیث صحاح ستّہ کے مطابق سلسلہ کلام کچھ اس طرح ہے۔ کہ حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حنین کی جنگ میں اسلام کے غازیوں صحابہ کرام کو فتح نصیب ہوئی اور مال بہت زیادہ حاصل ہوا۔ جن

Marfat.com

میں اونٹ ، بکریاں ، اور ہتھیار وغیرہ وافر مقدار میں تھا۔ چونکہ یہ جنگ فتح مکہ ہونے کے بعد ہوئی ۔ اور مکہ شریف کے بڑے بڑے رئیس نئے نئے ایمان لائے ۔ اور نجد کے لوگ بھی کافی تعداد میں ایمان لائے ۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکّے شریف کے بعض نومسلم سرداروں اور نجد کے کچھ سرداروں کو بہت مال دیا۔ سو، سو اونٹ ایک ایک کو اور دوسرا مال الگ وافر مقدار میں ان نئے نئے مسلمانوں کے دل میں ایمان کو مزید مستحکم کرنے کیلئے عطا کیا۔ اس موقع پر بنوتمیم قبیلے کا ایک آدمی جسے ذوالخویصرہ کہا جاتا ہے۔ جب کہ بنوتمیم کے قبیلے کا تعلق زیادہ تر علاقہ نجد سے تھا۔ اس ذوالخویصرہ کا نام حرقوص بن زہیر تمیمی نجدی تھا۔ اور نجد عراق کے علاقے کی طرف واقع ہے اور دورِ حاضر میں نجد کا علاقہ سعودی حکومت کے زیرِ نگیں ہے۔ اس ذوالخویصرہ کی نشانیاں اور پہچان یہ تھی۔ گھنی داڑھی رخسار کی ہڈیاں ابھری ہوئی، گہری آنکھیں، ابھری پیشانی، اور چادر پنڈلیوں سے اوپر تھی۔ اور سر مُنڈا (ٹنڈ والا) تھا۔ آکر کہنے لگا۔ اے محمدؐ انصاف کرو۔ لوگوں کو زیادہ مال دے رہے ہو مجھے بھی دو۔ آپ نے فرمایا تو تباہ ہو جائے۔ اگر میں ہی انصاف نہیں کروں گا۔ تو اور کون انصاف کرے گا۔ ان دونوں احادیث میں خاص اشارے کیا رہے ہے؟

ا:۔ اپنے نبی کو طعنہ دینے والا یا اسکی عیب جوئی کرنے والا یا اسے ظالم کہنے والا ایمان کی دولت سے محروم رہتا ہے۔ بلکہ بعض دفعہ اس کی آئندہ نسلیں بھی ہر خیریت سے دُور رہا کرتی ہیں۔

ب:۔ حدیث میں مذکور نشانیوں کے مطابق اسکے مصداق وہ خارجی بھی ہیں۔ جنہوں نے مولیٰ مشکل کشا سے جنگ کی۔ لیکن ایسی نشانیاں جس مکتب یا فرقے میں پائی جائیں وہ اسلام سے کوسوں دُور ہیں۔ ان سے الگ رہنا ایمان کیلئے بہت مفید ہے۔ خواہ وہ سابق

Marfat.com

زمانہ ہو یا دورِ حاضر۔ اوران نشانیوں والے کلمہ گو اُمتی اب بھی موجود ہیں۔ فراخدلی اور خندہ پیشانی انصاف کی رُو سے ایسے افراد کو پہچاننا دورِ حاضر میں کوئی مُشکل بات نہیں۔

ج:۔ ''**یقولون من قول خیر البریه**'' حدیث کے ان الفاظ سے جو واضح مفہوم معلوم ہو رہا ہے وہ یہ ہے۔ قدم قدم پر ہر بات پر حدیث کا مطالبہ کرنے والے اسلام واہل اسلام کے خیر خواہ نہیں ہو سکتے۔

د:۔ دورِ حاضر میں ایسے لوگوں سے باخبر رہنا ضروری ہے۔ ایسے لوگ قرآن وحدیث تو بے تحاشا پڑھ کر سناتے ہیں لیکن ایسے لوگوں کے دل ایمان سے کورے ہیں۔

نوٹ:۔ شفاعت اور فضائل مدینہ طیبہ کے حوالے سے سلسلہ کلام دور جا نکلا اب پھر واپس اپنے اصل موضوعِ فضائل سید المرسلین سے متعلق احادیث زیبِ نظر ہوں۔

☆ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چودہ طبقوں کے وزن سے زیادہ وزنی ہیں ☆

حدیث نمبر ۴۹:۔ **عن ابی ذرّ الغفاری رضی الله عنه قال قلت یا رسول الله صلی الله علیك وسلم کیف علمت انّك نبی حتّی استیقنت فقال یا اباذرّ اتانی ملکان و انا ببعض**

Marfat.com

بطحاء مكة فوقع احد هما الی الارض وکان الاخر بین السماء والا رض فقال احد هما لصاحبه أهو هُو قال نعم قال فزنهٔ برجل فوزنته به فوزنته ثم قال زنه بعشرۃ فوزنت بهم فرجحتهم ثم قال زنه بمائة فوزنت۔۔۔۔۔ الخ رواه الدارمی (ص ۵۱۵ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

حدیث ایضاً :۔ عن ابن عباس رضی الله عنهما قال ان الله فضّل محمداً صلی الله علیه وآله وسلم علیٰ الانبیاء و علیٰ اهل السماء فقالوا یا ابن عباس بما فضّلهٔ الله علیٰ اهل السماء قال ان الله تعالیٰ قال لاهل السماء و من یّقل منهم انی الٰهٌ مِّن دونه فذالك نجزیه جهنم كذالك نجزی الظلمین ☆وقال الله لمحمد صلی الله علیه وآله وسلم انا فتحنالك فتحا مّبینالّیغفرلك الله ما تقدم من ذنبك وما تأ خّر قالوا وما فضله علیٰ الانبیآء قال قال الله جلّ جلاله وما ارسلنا من رّسول الابلسان قومه لیبین لهم ا لا یة و قال الله تعالیٰ لمحمدٍ صلی الله علیه وآله وسلم و ما ارسلنك الا رحمة للعالمین و قوله و ما ارسلنك الا كافّة لّلناس فا رسله الی الجن و الانس رواه الدارمی (ص ۵۱۵ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔ دوصد اکیاسی احادیث کے حافظ سیدنا جندب بن جنادہ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ کو کب معلوم ہوا

Marfat.com

؟ کہ آپ نبی برحق ہیں۔آپ نے فرمایا اے ابوذر میرے پاس دو فرشتے آئے اور میں بطحاء وادیٔ مکہ میں تھا۔ایک فرشتہ زمین پر اتر آیا۔اور دوسرا فضا میں رہا ایک نے دوسرے سے کہا کیا یہ وہی ہیں۔اس نے کہا ہاں۔اس نے کہا اِن کا ایک آدمی کیساتھ وزن کرلو۔تو ایک آدمی کے ساتھ میرا وزن کیا گیا۔میرا پلڑا بھاری رہا۔اس نے کہا اب دس آدمیوں کے ساتھ ان کا وزن کرو۔دس آدمیوں کے ساتھ میرا وزن کیا گیا۔تو میرا پلڑا بھاری رہا۔پھر اس نے دوسرے فرشتے سے کہا اب سو آدمی کے ساتھ ان کا وزن کرو۔چنانچہ سو آدمی کے ساتھ میرا وزن کیا گیا۔تب بھی میرا پلڑا بھاری رہا۔اس نے کہا ایک ہزار آدمی کے ساتھ ان کا وزن کرو۔جب ایک ہزار آدمی کے ساتھ میرا وزن کیا گیا تب بھی میرا پلڑا بھاری رہا۔اور اس دفعہ میں دیکھ رہا تھا کہ اُن ہزار آدمیوں والے پلڑے سے آسمان کی طرف پلڑے کے اٹھ جانے کی وجہ اور ہلکا ہونے کی وجہ سے پلڑے سے آدمی گر رہے ہیں۔تو اس ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا۔اگر تو ان کو ان کی ساری امت کے ساتھ تولے گا۔ان کا تب بھی وزن بھاری اور زیادہ رہے گا۔

ترجمہ حدیث ایضاً:۔سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما فرماتے ہیں کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام انبیاء کرام اور تمام آسمان والوں پر برتری اور اعلیٰ شان عطا فرمائی ہے۔صحابہ کرام نے پوچھا۔اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آسمان والوں پر کس طرح فضیلت بخشی۔حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا۔اس لئے کہ آسمان والوں کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔جو تم میں سے خدائی دعویٰ کرے گا۔اُس کو میں جھنم کی آگ میں سزا دوں گا۔اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبیؑ لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا ہم آپ کو کُھلی ہمہ گیر فتح عطا فرما چکے ہیں۔تا کہ آپ

Marfat.com

کے پہلوں اور پچھلوں (سوائے انبیاء کرام کے) ماننے والوں کے گناہ معاف کر دیئے جائیں۔ صحابہ کرام نے پوچھا۔ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام پیغمبروں پر کیسے اعلیٰ شان بخشی ہے؟ انہوں نے جواب دیا۔ اس لئے کہ باقی تمام انبیاء کیلئے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں یوں فرمایا ہے۔ کہ ہر نبی کو ہم نے اسکی قوم کا ہم زبان بنا کر بھیجا ۔اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے قرآن پاک میں یوں حکم ارشاد ہے۔ کہ ہم نے آپ کو یارسول اللہ تمام جنات اور تمام انسانوں کیلئے رسول بنا کر بھیجا۔ اس حدیث کو محدث دارمی نے روایت کیا (ص ۵۱۵ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث:۔ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ظاہری طور پر عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک معمولی سا خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ البتہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حقیقی وزن تو تمام موجوداتِ کائنات سے کہیں زیادہ ہے۔ حقیقی وزن یوں سمجھ لینا چاہیے جیسے ترازو کے ایک طرف ایک من زنگ خوردہ لوہا رکھ دیا جائے۔ اور دوسری طرف ایک کلو سونا رکھ دیا جائے۔ دیکھنے سے تو یہی پتہ چلے گا کہ سونے کا وزن کم ہے اور لوہے کا وزن کئی گنا زیادہ ہے۔ لیکن ایک کلو سونے کا حقیقی وزن اور قدر و قیمت ایک من زنگ خوردہ لوہے سے کہیں زیادہ ہے۔ بہر صورت ہمارے نبی لاریب عالِم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منصبِ نبوت کے لحاظ سے تمام بنی آدم و تمام اجسامِ کائنات سے کہیں بڑھ کر ہیں۔

ترازو میں ہمارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وزن کرنا ایک محض کرامت تھی۔ نہ کہ کامل حقیقتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الف الف تحیۃ کیوں کہ سوائے اللہ کریم جلّ وعلا کے ترازوئے قدرت کے کسی قدرت یا کسی تحریر و تقریر یا عقل و فہم یا کسی ترازو کی

Marfat.com

کیا مجال کہ ہمارے آقا علیہ السلام کا وزن کر سکے۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "**لا یعرفنی حقیقة غیر ربی**" "میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ میری شان وعظمت وراُالورا ہے"۔

شرح حدیث ایضاً:۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں بھی عظمت مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند روحانی عظیم شہ پارے موجود ہیں۔

ا:۔ حبر اُمّة چچازاد برادر رسول وصحابیٔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارض سماء کی ستودہ صفات انبیاء وملائکہ سمیت تمام پاک ذوات سے محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برتری اور فضیلت کو قرآنِ پاک کی آیاتِ مقدسہ سے کیسے حسین انداز میں بیان فرمایا۔

ب:۔ آسمان والوں تمام ملائکہ اور حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا توازن بیان کر کے افضلیت ثابت کی۔ آسمان والوں کو زجر وتوبیخ کے انداز میں ارشادِ خداوندی۔ جو تم میں سے معبود ہونے کا دعویٰ کرے گا۔ میں اسے جہنم میں داخل کروں گا اور امام الانبیاء کو بڑے پیار سے انعام واکرام کے انداز ارشادِ خداوندی۔ اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم ہم نے آپ کو ہر مرحلہ وجود میں کھلی کامیابی اس لئے عطا فرمادی ہے۔ تاکہ آپ کے اگلے اور پچھلے ماننے والوں (سوائے انبیاء کے) کو معافی عطا کر دیں۔

ج:۔ تمام زمین والوں انبیاء ومن سوا سمیت پر افضلیت حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نص قرآنی سے ثابت ہے۔ اور ہم نے ہر نبی کو اس کی قوم کا ہم زبان بنا کر بھیجا۔ اور یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپکو تمام بنی آدم و بنی جن بلکہ ہر ذرہٗ کائنات کا رسولِ اعظم بنا کر بھیجا۔ ابتدائے بعثت میں حضور علیہ السلام اپنی افضلیت و برتری بیان کرنے سے صحابہ کرام کو روکا کرتے تھے۔ لیکن جلد ہی بعد میں بحکمِ خداوندی اپنی افضلیت وعظمت کو بیان

Marfat.com

کرنے کیلئے کہا گیا۔ **واما بنعمة ربك فحدث** ۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم جو جو شان آپکو عطا ہوئی اپنی زبانِ اقدس سے بیان فرماتے رہیے۔

☆ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نماز کے اندر بات چیت کرنا عبادت کے خلاف نہیں ہے ☆

حدیث نمبر ۵۰:۔ **عن سعید بن المعلّے رضی الله عنه قال کنت أُصلّی فی المسجد فدعانی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فلم أُجبهُ فقلت یا رسول الله صلی الله علیك وسلم کنت أُصلے فقال الم یقل الله استجیبوا لله وللرسول اذا دعاکم رواه البخاری**

(ص ۸۰ جلد ۱۸، عمدۃ القاری)

ترجمہ:۔ حضرت سعید بن معلّی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجدِ نبوی میں نماز پڑھ رہا تھا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے آواز دی میں نے جواب نہ دیا (نماز سے فراغت پر) حاضر خدمت ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا تجھے اللہ کا حکم یاد نہیں کہ اے ایمان والو! اللہ ورسول کی آواز پر فوراً لبیک کہو ۔جب بھی وہ تم کو بلائیں ۔اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا۔

Marfat.com

(ص ۸۰ جلد ۱۸، عمدۃ القاری)

شرح حدیث: اس حدیثِ مقدسہ میں درج ذیل نکات جلوہ گر ہیں۔

ا:۔نماز کے اندر خصوصی شرعی ضرورت کے علاوہ اور عبادت سے متعلقہ ضروری امور کے علاوہ کوئی بھی دوسری چیز قابلِ فکر وعمل نہیں ہے۔

ب:۔نفلی عبادت میں مصروفیت کے دوران والدہ یا والد پیر یا استاد رہنمائے حق آواز دے تو نفل چھوڑ کر ان کی بات سننا دوگناہ استحقاقِ اجر کی علامت ہے۔فرض یا واجب عبادت کو چھوڑنا جائز نہیں ہے۔

ج:۔واجب یا فرض عبادت میں مصروفیت کے دوران نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کو طلب کریں تو وہ عبادت وہیں چھوڑ کر اپنے نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سن لے۔اور فرمانِ نبوی کے مطابق تعمیلِ حکم کرلے۔اور پھر واپس جا کر عبادت کے جس رکن کو جہاں چھوڑا تھا وہیں سے جا کر عبادت شروع کرلے۔تو عبادت ناقص نہیں کامل ترین ہوگی۔

د:۔اگر نبی کی آواز پر فوراً لبیک کہہ کر نبی کی بارگاہ میں حاضر ہونے سے واجب عبادت کا اجر زیادہ نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس طرح تاکید کبھی نہ کرتا کہ (**اذا دعاکم**) نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی تمہیں بلائیں فوراً حاضر ہوجاؤ۔یعنی فرض یا واجب عبادت میں مصروفیت کی بجائے نبی پاک کے اضافی حکم کی تعمیل بھی ثواب میں کچھ کم نہیں۔

ھ:۔اور حکم خدا قرآن پاک میں اس طرح موجود ہے۔

یا ایها الذین اٰمنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم (پارہ نمبر ۹، رکوع ۱۸)

Marfat.com

ترجمہ:۔اے ایمان والو! اللہ اور اس کا رسول جب بھی تمہیں بلائیں اُسی وقت حاضر ہو جاؤ ۔کیونکہ اللہ اور اس کے رسول نے تمہیں زندگی عطا کر رکھی ہے۔ ہمارے نبی رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز پر پتھروں، درختوں، جانوروں، نے بھی فوراً لبیک کہہ کر حاضری دی۔اور یہ جمادات، نباتات، حیوانات تو ویسے ہی ہمارے آقا علیہ السلام کو خوب پہچانتے ہیں۔اگلی احادیث ملاحظہ ہوں۔

☆بارگاہ رسالت میں پتھروں (جمادات) کی سلامی☆

حدیث نمبر ۱۵:۔ **عن جابر بن سمرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم انی لاعرف حجراً بمكة كان يسلّم علىّ قبل ان ابعث انی لاعرفه الان رواه مسلم** (ص۵۲۴ جلد۲، مشکوٰۃ شریف)

☆چاند کے دو ٹکڑے☆

ایضاً حدیث نمبر ۱:۔ **عن علی بن ابیطالب رضی الله تعالیٰ عنه قال كنت مع النبی صلی الله علیه وآله وسلم بمكة فخر جنافی بعض نواحيها فما استقبلهٗ جبل ولا شجر الا وهو يقول السلام عليك يا رسول الله**

(رواہ الترمذی ص۵۴۰ ج۲ مشکوٰۃ شریف)

Marfat.com

ایضاً حدیث نمبر۲:۔ **عن انس رضی الله عنه قال انّ اهل مكّة سألو رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان يُّريهم اٰيةً فاراهم القمر شقّتين حتىٰ رأو بينهما متفق عليه**

(ص ۵۲۴ ج ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ حدیث نمبر ۵۰:۔ ایک صد چھیالیس احادیث کے حافظ سیدنا جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مکّہ شریف میں بعثت سے پہلے ایک پتھر مجھے سلام کیا کرتا تھا میں اس پتھر کو اب بھی پہچانتا ہوں۔ اس حدیث کو امام مسلم بن حجاج قشیری نے نقل کیا۔ (ص ۵۲۴ ج ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ حدیث ایضاً نمبر ا:۔ مولائے کائنات سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مکّہ کی ایک وادی میں جارہا تھا۔ جہاں جہاں سے بھی گزر ہوا ہر پہاڑ اور ہر درخت نے آپ کو کہا **السلام عليك يارسول الله**۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

(ص ۵۴۰ ج ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ حدیث ایضاً نمبر ۲:۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ مکہ والوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کے نبی برحق ہونے کی دلیل مانگی تو آپ نے اشارے سے اُن کو چاند کے دوٹکڑے کر کے دکھادیا۔ (ایک ٹکڑا جبل حرا کی ایک طرف نظر آرہا تھا دوسرا ٹکڑا دوسری طرف نظر آرہا تھا) اس حدیث کو بخاری ومسلم نے روایت کیا۔

(ص ۵۲۴ ج ۲ مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث:۔ ان تینوں احادیث مقدسہ میں درج ذیل ایمان افروز شہ پارے جلوہ گر

Marfat.com

ہیں۔

ا:۔ ہمارے نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کائنات کے تمام افرادِ جمادات بھی جانتے ہیں۔ جیسا کہ شفا قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ میں حدیث مذکور ہے **مامن شئی فی الارض ولا فی السماء الا و یعلم انی رسول اللہ الا عاصی الجن و الانس** ۔سوائے سرکش انسانوں اور جنات کے کائنات کی ہر چیز جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

ب:۔ پتھروں نے جو آپ کو سلام کیا وہ یہ ہے۔ **السلام علیك یا رسول اللہ** ۔ بزرگانِ دین نے اس جملے کے ساتھ صرف لفظ الصلوٰۃ کا اضافہ کیا ہے۔

الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللہ

ج:۔ (شق القمر) حضور علیہ السلام نے مکہ والوں کافروں کے مطالبہ پر یہ معجزہ دکھایا۔ حضور سرکارِ ابد قرار نے چاند کی طرف اشارہ کیا تو وہ دو ٹکڑے ہو گیا۔ ایک ٹکڑا جبلِ نُور غارِ حرا کی ایک طرف اور دوسرا ٹکڑا جبل حراء کی دوسری جانب نظر آنے لگا۔ تفسیر کبیر فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ میں ایک حدیث پاک مذکور ہے کہ ایک دفعہ حضور سید الکل فخر رسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک پانی کے چشمے پر تشریف فرما تھے۔ کہ اچانک عکرمہ بن ابوجہل رضی اللہ عنہ (اسلام لانے سے قبل) چشمے کی دوسری طرف آنکلا۔ دیکھ کر کہنے لگا اگر آپ سچے رسول ہیں تو آپ کے پاس پتھر کی چٹان کے ایک طرف والے ٹکڑے سے کہہ دیں کہ وہ چٹان سے کٹ کر پانی کی سطح پر تیرتا ہوا میرے پاس کنارے پر آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس چٹان کے پتھر سے فرمایا کہ چشمے کے پانی کی سطح پر تیر کر چشمے کی دوسری طرف جا۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا پتھر کا ٹکڑا پانی پر تیرتا ہوا چشمے کی دوسری طرف عکرمہ کے پاس

Marfat.com

جا نکلا۔ عکرمہ بولا اب اس پتھر کو اسی طرح اپنے پاس واپس بلا لو۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پتھر کے ٹکڑے کو آواز دے کر فرمایا تو اسی طرح پانی کے اوپر تیرتا ہوا میرے پاس آ جا۔ چنانچہ وہ پتھر بارگاہِ رسالت میں اسی طرح واپس حاضر ہو گیا۔

(ص ۶۵ ۷ جلد ۲، سیرۃ حلبیہ عربی مطبوعہ مصر)

معلوم ہوا کہ تمام جمادات بھی حضور سید الکل فخر رسل ھوالکل لہ الکل وھوکل الکل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اچھی طرح پہچانتے ہیں۔ کہ آپ سرکارِ ابد قرار ہر چیز کے رسول و نبی ہیں۔ چاند بھی جمادات (پتھر) اور پہاڑ بھی تمام جمادات کے نبی و رسول ہمارے آقا لجپال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

☆ بارگاہِ رسالت میں درختوں (نباتات) کی حاضری اور تعمیلِ حکم ☆

حدیث نمبر ۵۲:۔ **عن جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ قال سر نامع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتّی نزلنا وادیًا افیح (اوسع) فذھب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقضی حاجتہٗ فلم یرشیئاً یستتربہ و اذا شجر تین بشاطی الوادی فانطلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الیٰ احداھما فاخذ بغصنٍ من اغصا نہا فقال انقادی علیّ باذن اللہ فا نقادت معہ کاالبعیر المخشوش الذی یصانع قائدہٗ حتّٰی اتی الشجرۃ الاُخریٰ فاخذ بغصنٍ من**

Marfat.com

اغصانها فقال .... الخ رواه مسلم (ص ۵۳۳ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

حدیث ایضاً نمبر ۱:۔ عن ابن عمر رضی الله عنهما قال كُنّا مع النبی صلى الله عليه وآله وسلم فی سفر فاقبل الا عرا بی فلما دنیٰ قال لهٗ رسول الله صلیٰ الله عليه وآله وسلم تشهدان لا اله الا الله .... الخ رواه الدارمی

(ص ۵۴۱ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

حدیث ایضاً نمبر ۲:۔ عن ابن عباس رضی الله عنهما قال جاء اعرابی الی رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم قال بم اعرف انك نبی قال ان دعوت هذا العذق من هذهٖ النخلة .... الخ رواه الترمذی و صححه۔

(ص ۵۴۱ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔ سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک سفر کے دوران ایک وسیع وعریض چٹیل میدان میں پہنچے۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت کیلئے ایک طرف تشریف لے گئے۔ قضائے حاجت کیلئے کوئی پوشیدہ مقام نظر نہ آیا تو وادی کی طرف دو جھاڑیوں کے پاس جا کر ایک جھاڑی کی ٹہنی سے پکڑ کر فرمایا۔ اللہ کے حکم سے میرے ساتھ چلو۔ تو وہ جھاڑی آپ کے ساتھ یوں چلنے لگی جیسے نکیل والا اونٹ اپنے مالک کے پیچھے چلتا ہے۔ پھر آپ دوسری جھاڑی کو بھی ایسے ہی لائے اور ایک جگہ دونوں کو لا کر فرمایا۔ تم دونوں جھاڑیاں اپنے سر جوڑ کر میرے لئے پردہ بنالو۔ چنانچہ ان دونوں جھاڑیوں نے قضائے

Marfat.com

حاجت کیلئے باپردہ جگہ تیار کردی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت کیلئے وہاں بیٹھ گئے۔ میں اپنی جگہ بیٹھا یہ عجیب وغریب منظر کے بارے بیٹھا سوچ رہا تھا۔ کہ اچانک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری طرف تشریف لا رہے ہیں۔ اور وہ دونوں جھاڑیاں واپس جارہی ہیں۔ اور اپنی بہتر حالت میں اُسی جگہ جا کر کھڑی ہوگئیں۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا۔ (ص ۵۳۳ جلد ۲، مشکوٰہ شریف)

ترجمہ حدیث ایضاً:۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک دفعہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں ہمسفر تھے۔ دورانِ سفر ایک دیہاتی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے اللہ ہی ایک معبود ہے۔ اور میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کا نبی برحق ہوں۔ اس نے کہا آپ کی اس بات کے سچ ہونے کی کیا دلیل ہے؟ اور آپ کی یہاں کون گواہی دے گا؟ آپ نے فرمایا یہ سامنے خاردار درخت گواہی دے گا۔ چنانچہ آپ نے اس درخت کو بلایا۔ تو وہ زمین کو چیرتا ہوا آپ کے پاس حاضر خدمت ہو کر تین دفعہ کلمہ شہادت پڑھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی دی۔ پھر وہ درخت اپنی اسی قرارگاہ کی طرف اُسی طرح واپس چلا گیا اور تروتازہ حالت پہلے سے زیادہ رہی۔ اس حدیث کو محدث دارمی نے روایت کیا۔ (ص ۵۴۱ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ حدیث ایضاً:۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک اعرابی آکر عرض کرنے لگا۔ کہ میں کیسے یقین کرسکتا ہوں؟ کہ آپ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے سچے نبی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ وہ سامنے والی کھجور کے درخت پر موجود کھجوروں کے گچھے کو بھی اگر تو بلا کر پوچھے گا تو وہ بھی میرا

Marfat.com

کلمہ پڑھ کر میری تصدیق کرے گا۔ پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھجور کے درخت کے اوپر کھجوروں کے گچھے کو بلایا۔ چنانچہ کھجوروں کا گچھا اپنی ٹہنی سے اپنا رابطہ توڑ کر سیدھا بارگاہِ ہر کس وبیکس پناہ میں حاضر ہو کر سلام عرض کرنے لگا۔ اور آپ کی گواہی دی کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا واپس چلے جاؤ تو وہ کھجوروں کا گچھا اپنے درخت پر چڑھا۔ اور جا کر اپنی ٹہنی سے یوں واصل ہوا جیسا کبھی ٹوٹا ہی نہیں۔ یہ ایمان پرور منظر دیکھ کر اعرابی مسلمان ہو گیا۔ اس حدیث پاک کو امام ترمذی اور محدث دارمی نے روایت کیا ہے۔

شرح حدیث:۔ یہ ہے ہمارے آقا رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کہ بے جان چیزیں بغیر قدموں کے چل کر آتی ہیں۔ اور سلام کر کے واپس صحیح سلامت چلی جاتی ہیں۔

☆ دارالاسباب اِس دنیا کی تمام اشیاء تین مادوں سے منسلک ہیں، جمادات، نباتات، حیوانات، تینوں مادوں سے بھی ہمارے آقا سید الکل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالتِ عامہ منسلک ہے۔

جمادات:۔ پتھروں، ریگزاروں اور مٹی کے ذرات پانی سمیت مراد ہیں۔

نباتات:۔ زمین سے اگنے والی ہر چیز نباتات کہلاتی ہے۔

حیوانات:۔ تمام جاندار چیزیں حیوانات کہلاتی ہیں۔

Marfat.com

☆سرکارِ ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
وستونِ حنّانہ کی پکار☆

حدیث نمبر۵۳:۔ **عن جابر بن عبدالله الانصاری رضی الله عنهما قال كان النبی صلی الله علیه وآله وسلم اذا خطب استند الیٰ جذع نخلة من سواری المسجد فلماصنع له المنبر فا ستویٰ علیه صاحت النخلة الّتی كان یخطب علیها حتّی كادت تنشق فنزل النبی صلی الله علیه وآله وسلم حتّی اخذها فضمها الیه فجعلت تأن انین الصبی الّذی یسكت حتّی استقرت قال بكت علےٰ ما كانت تسمع من الذكر رواه البخاری** (ص ۵۳۶ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔ سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی لاَ ریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھجور کے ایک خشک تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ وعظ و خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ جب لکڑی کا ایک منبر تیار کرلیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس منبر پر خطبہ جمعہ کیلئے تشریف فرما ہوئے تو وہ کھجور کا خشک تنا اتنا زور زور سے رونے لگا قریب تھا کہ پھٹ جاتا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکڑی کے منبر شریف سے اتر کر اس کے پاس جا کر اسے اپنے ساتھ آغوشِ رحمت میں چمٹا لیا۔ تو وہ کھجور کا ستون ایسے ہچکیاں لینے لگا جیسے روتے بچے کی ہچکی بندھ جاتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

اسے پیار سے چپ کراتے رہے۔ حتیٰ کہ خاموش ہو گیا۔ راوی کہتا ہے کہ یہ ستون حنانہ (چیخیں مار کر رونے والا کھمبا) اس لئے بے تاب انداز میں رو دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو وعظ و نصیحت سنا کرتا تھا اس سے خود کو محروم پایا۔

شرح حدیث :۔ بعض احادیث اور کتب سیرت میں موجود ہے۔ کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اس خشک کھجور کی لکڑی کے کھمبا (ستون حنانہ) کو آغوشِ رحمت میں لے کر دلاسہ دیا تو آپ نے فرمایا تھا کہ تجھے اختیار ہے۔ چاہو تو تمہیں دنیا کی شادابی اور ہریالی دے دی جائے۔ اور چاہو تو جنت میں تمہیں ہمیشہ کی زندگی مل جائے۔ اور جنتی تیرا پھل کھایا کریں گے۔ تو ستون حنانہ نے عرض کیا مجھے آخرت کی دائمی زندگی درکار ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ **(قد فعلت)** تمہارا انتخابِ آخرت منظور ہے۔ تجھ سے پختہ وعدہ رہا تجھے جنت کی بہاروں میں جگہ دلواؤں گا۔ جس پاک ذات ستودہ صفات کے پاک جسم سے صرف چھو جانے سے خشک کھجور کی لکڑی اتنی باشعور ہو کر آپ کی محبت میں شیر خوار بچے کی طرح وارفتہ ہو کر عاشقِ صادق ہونے کا نمونہ پیش کر سکتی ہے۔ تو ایک امتی انسان کا حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کی وارفتگی کا کیا عالم ہونا چاہیے ؟ اصل میں ستون حنانہ کے پھوٹ پھوٹ کر رونے کی وجہ یہ تھی کہ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر کے ساتھ لگ کر جو وجدانی ایمانی روحانی لطف اور سرور حاصل ہوتا تھا۔ اس سے محرومیت کی وجہ سے شدید فراق محسوس کیا۔ تب اپنی ماں پر وارفتہ شیر خوار بچے کی طرح رونا شروع کر دیا۔ پھر آغوشِ رحمت محبوبِ اعظم میں آ کر ہچکیاں لینے لگا۔ جیسا کہ شیر خوار بچوں کی قدرتی فطری عادت ہوتی ہے۔

Marfat.com

☆حیوانات کی بات اور فخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم☆

حدیث نمبر ۵۴:۔عن یعلی بن مرّہ الثقفی قال ثلثة اشیاء رأیتها من رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم بینانحن نسیرو معه اذ مر رنا ببعیر یسنیٰ علیه فلما راه البعیر جر جر فوضع جرانه فوقف علیه النبی صلی الله علیه وآله وسلم فقال این صاحب هذا البعیر فجاء ه فقال بعنیه فقال بل نهبه لك یارسول الله وانهٗ لاهل بیتٍ مالهم معیشة غیره قال اما اذکرت هذا من امرهٖ فانهٗ شکا کثرة العمل وقلة العلفِ فاحسنوا الیه ثم سرنا حتی نزلنامنزلاً فنام النبی صلی الله علیه وآله وسلم فجاء شجرة تشق الارض حتّی غشیته ثم رجعت الیٰ مکانها ....الخ رواه فی شرح السّنّة و الدارمی

(ص ۵۴۰، جلد۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔ حضرت یعلی بن مرّہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ عجائب قدرت وعظمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تین عجیب وغریب نمونے دیکھے۔

☆:۔ایک اونٹ کے قریب سے ہم گزرے تو وہ زوردار آواز میں گڑگڑاہٹ کرنے لگا۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے پاس کھڑے ہو گئے اور دریافت فرمایا کہ اس کا مالک کون ہے؟ مالک آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ اُونٹ میرے ہاتھ بیچ دو۔ عرض کیا یا رسول اللہ یہ اُونٹ آپ کا ہی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ اُونٹ کسی غریب گھرانے کا ہے۔ جس پر اُن کی معیشت کا دارومدار ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ اُونٹ شکایت کر رہا ہے۔ کہ اِس سے کام بہت زیادہ لیا جاتا ہے۔ اور چارہ کھانے کو بہت کم۔ اس کے ساتھ زیادتی مت کرو۔ پھر ہم سفر میں چلتے رہے۔ ایک وادی میں پہنچ کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام فرمانے کیلئے سو گئے۔ میں نے دیکھا کہ دور سے ایک درخت اپنی جڑیں اُکھیڑے زمین کو چیرتا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آ کر سایہ فگن ہو کر سلام عرض کرنے لگا اس کے بعد وہ واپس چلا گیا۔ جب محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے تو ہم نے یہ سارا ماجرا عرض کر دیا۔ آپ نے فرمایا اس درخت نے اللہ تعالیٰ سے مجھے سلام عرض کرنے کیلئے اور حاضرِ خدمت ہونے کیلئے اجازت لے رکھی تھی۔ پھر ہم اپنے سفر پر رواں دواں ہوئے۔ ایک چشمہ کے پاس سے ہمارا گزر ہوا۔ ایک عورت اپنا بچہ اٹھائے لائی جو پاگل تھا۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میرے اس بچے کو صبح اور شام کھانے کے وقت بے ہوشی کا دورہ پڑتا ہے۔ حضور سید الکل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بچے کی ناک سے پکڑ کر فرمایا۔ اس سے نکل جا میں اللہ کا رسول ہوں ۔ یکدم بچے کو قئی آئی جس سے کتے کے سیاہ بچے کی طرح کوئی چیز نکل کر دوڑ گئی۔ اس سفر سے جب ہم واپس اسی جگہ سے گزرے تو حضور علیہ السلام نے مائی سے بچہ کا حال پوچھا۔ عرض کیا جس نے آپ کو حق بنا کر بھیجا۔ ہمارے بچے کو آپ کے بعد دوبارہ کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ اس حدیث کو محدث دارمی اور علاّمہ بغوی نے شرح السنۃ میں روایت کیا۔

Marfat.com

شرح حدیث:۔اس حدیث میں درج ذیل امور موجود ہیں۔

☆ہر نبی اپنی اُمّت کی زبان کو بخوبی جانتا ہے☆

جیسا کہ قرآن پاک گواہ ہے۔ **وما ارسلنا من رّسول الا بلسان قومہٖ لیبیّن لھم** (پارہ ۱۳، رکوع ۱۳)

ترجمہ:۔''اور ہم نے ہر رسول کو اپنی قوم کا ہم زبان بنا کر بھیجا''۔اور ہمارے نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ہر قوم، ہر جنس، ہر فرد کائنات کے رسول و نبی ہیں۔اس لئے آپ ہر چیز کی زبان اچھی طرح جانتے ہیں۔جیسا کہ اس حدیث میں مذکور اُونٹ کی زبان کو سمجھ کر اسے خوب چارہ کھلانے اور مناسب محنت لینے کا حکم ارشاد فرمایا۔

☆:۔حجر و شجر مدر سبھی بارگاہِ رسالت کے شناسا اور واقف ہیں۔اس لئے بار بار سلام عرض کرتے ہیں۔

☆:۔ہمارے آقا لجپال مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنّات کے بھی رسول ہیں۔ مصیبت زدہ مجنون مریض بچہ کو جنّات سے رہائی دلوائی۔

☆غلامِ رسول اور جنگل کا شیر☆

حدیث ایضاً:۔ **عن ابن المنکد ر انّ سفینۃ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخطأ الجیش با رض الروم او اُسِر فا نطلق ھا ربًا یلتمس الجیش فاذا ھو باالاسد فقال یا ابا الحارث اناموليٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان من امری کیت وکیت فاقبل الاسد لہٗ بصبصۃ حتیٰ**

Marfat.com

قام الیٰ جنبہٖ کلّما سمع صوتاًاھویٰ الیه ثمّ اقبل یمشی الیٰ جنبہٖ حتٰی بلغ الجیش ثم رجع الاسد رواہ فی شرح السنّة (ص ۵۴۵ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ حدیث ایضاً:۔ابن منکدر تابعی روایت کرتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ رُوم کے علاقے میں اپنی ساتھی لشکر سے بچھڑ گئے یا کہیں کسی قید سے بھاگ کر جنگل میں اپنے لشکر کی تلاش میں جا رہے تھے۔سامنے سے جنگل کا شیر آ گیا تو حضرت سفینہ نے اسے آواز دے کر کہا۔میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام ہوں۔میں اپنے لشکر سے بچھڑ گیا ہوں اسے تلاش کر رہا ہوں۔شیر نے یہ آواز سن کر (دُم اپنی ٹانگوں میں رکھ لی اور پالتو کُتّے کی طرح اپنے مالک کے سامنے) بص بص کی اور حضرت سفینہ کے پاس ایک طرف کھڑے ہو کر اشارہ کیا۔شیر کوئی خطرہ کی آواز محسوس کرتا تو اس طرف خود ہو جاتا۔پھر وہ حضرت سفینہ کے دائیں بائیں پہرہ دیتے لشکر کے قریب لے گیا۔(جب لشکر نظر آنے لگا) تو شیر وہیں سے اپنے جنگل واپس چلا گیا۔

اس حدیث کو علامہ بغوی نے شرح السنّۃ میں ذکر کیا۔

(ص ۵۴۵ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث ایضاً:۔درج ذیل امور ملاحظہ فرمائیے۔

☆:۔یہ حدیث حضرت سفینہ کی کرامت اور نبی کے معجزہ کی تصدیق کر رہی ہے۔

☆:۔جنگل کے وحشی خونخوار جانور بھی ہمارے نبی لاریب عالم الغیب کو اچھی طرح جانتے ہیں۔

☆:۔ایماندار امتی کو یقین ہونا چاہیے کہ میرا آقا لجپال مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر

Marfat.com

ذرہ کائنات کے نبی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ شیر سے مخاطب ہوکر غلامِ رسول ہونے کا حوالہ دیا۔

☆:۔امتی کا اپنے نبی سے کامل رابطہ ہوتو ہر چیز اس کے تابع ہوتی ہے۔

☆ سارے جہانوں کے خالق کا محبوب سارے جہانوں کی رحمت ساری مخلوق کوروزی دے سکتے ہیں ☆

حدیث نمبر۵۵:۔ **عن انس بن مالك رضی الله عنه قال كان النبی صلی الله علیه وآله وسلم عروساً بزینب بنت حجش رضی الله عنها فعمدت امّی اُمّ سلیم الی تمرو سمن وا قطٍ فصنعت حیسًا فجعلتهٗ فی تورٍ فقالت یا انس اذهب بهٰذا الی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فقل بعثت بهٰذا الیك امّی و تقرئك السلام ......الخ متفق علیه** (ص ۵۳۹ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف

ترجمہ:۔سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُم المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضوان اللہ علیہا سے شادی کی تو حضرت ام سلیم (سرکارِ دو عالم کی خالہ) نے پنیر اور مکھن اور کھجور کا مرکب حلوہ اپنے پیالے میں ڈال کر اپنے صاحب زادے حضرت انس رضی اللہ کو دیا کہ جاؤ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تحفہ پیش کرو۔اور عرض کردو کہ میری امی جان آپکو سلام کہتی ہیں۔اور کہتی تھیں کہ یہ ہمارا حقیر سا تحفہ قبول فرمالیجیے۔حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

Marfat.com

میں نے بارگاہِ رسالت میں پہنچ کر ایسے ہی عرض کیا تو آپ نے فرمایا حلوے کا پیالہ یہیں رکھ دو۔ اور فلاں فلاں فلاں کو بلا لاؤ۔ اور ان کے آپ نے نام بھی بتائے۔ اور پھر بعد میں ساتھ ہی یہ فرما دیا۔ جو بھی ملے اُسے اپنے ساتھ یہاں بلاؤ۔ تو میں نے ان کو بھی بلا لیا جن کے نام آپ نے ذکر فرمائے تھے۔ اور اِن کے علاوہ جو شخص بھی مجھے ملا میں نے اُسے کاشانہ رسالت میں حضور علیہ السلام کی طرف سے دعوت دی۔ جب میں واپس لوٹا تو کیا دیکھتا ہوں؟ کاشانہء رسالت لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہے۔ میں نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام نے ضیافت کا کھانا کھلانے سے پہلے آغاز یوں کیا۔ حلوے کے پیالے پر ہاتھ مبارک رکھ کر کچھ پڑھا پھر حکم دیا کہ ایک طرف آدمیوں کو بٹھا کر کھانا کھلاتے جاؤ اور کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھی جائے۔ اور اپنے قریب سامنے سے کھانا کھانے والا کھائے۔ یہاں تک کہ ایک گروہ آ گیا اور کھانا کھا کر چلا گیا۔ یوں سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ سب ضرورت مند خوب سیر ہو کر چلے گئے۔ پھر مجھ کو سرکارِ ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا۔ کہ اندر سے وہی حلوہ والا پیالہ اٹھا لاؤ۔ میں اندر جا کر پیالہ اٹھا لایا۔ مجھے پتہ نہیں چل رہا تھا کہ جب میں حلوہ سے بھرا پیالہ لایا تھا۔ اس وقت پیالے میں حلوہ زیادہ تھا یا اب زیادہ ہے۔ پیالے میں حلوہ جوں کا توں برقرار تھا۔ مجھ سے پوچھا گیا کہ دعوت میں شامل ہو کر حلوہ کھانے والے کتنے افراد تھے؟ تو میں نے کہا تین صد افراد سے زیادہ آدمی تھے۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا۔

شرح حدیث:۔ اس حدیث پاک میں ایک قابلِ غور جملہ **وضع یدہٗ علےٰ تلک الحیسة و تکلم بما شاء اللہ**۔ کہ حضور علیہ السلام نے کھانے پر ہاتھ رکھ کر کچھ پڑھا۔ کوئی بھی ذی شعور اس بات کا انکار نہیں کرے گا۔ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

نے طعام پر حمد وثناء وتسبیح وتحمید نہ کی ہو۔اور قرآن پاک بہترین حمد وثناء وتسبیح وتمجید ہے۔ لہٰذا کھانا سامنے رکھ کر اس پر ذکرِ خدا تلاوتِ قرآن کرنا سُنّتِ مُصطفیٰ ہے۔اسی شکل کو ختمِ شریف کہا جاتا ہے۔

خلاصہ:۔ جو پاک ذات حلوے کے ایک پیالہ سے تین سو سے زائد افراد کو بھر پیٹ سیر کر سکتی ہے۔وہ ذات تمام مخلوقات کو بغیر اسباب کے روزی دے سکتی ہے۔

☆غزوۂ خندق اور خلق خدا کی دعوت اور ہمارے نبی کی طاقت☆

حدیث نمبر۵۶:۔ عن جابر بن عبدالله رضی الله عنهما قال انا یو م الخندق نحفر فعرضت کُدیة شدیدة فجاؤ ا النبی صلی الله علیه وآله وسلم فقالوا هذهٖ کُدیة عرضت علےٰ الخندق فقال انا نازل ثم قام و بطنهٗ معصوب بحجرٍ و لبثنا ثلاثة ایام لا نذوق ذوّاقاً فاخذ النبی صلی الله علیه وآله وسلم المعول فضرب فعاد کثیبا اهیل فانکفئت الیٰ امرأتی فقلت هل عندك شئی .... الخ متفق علیه

(ص۵۳۲جلد۲،مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔کہ ہم غزوۂ خندق کے دن خندق کھود رہے تھے۔ایک ایسی پتھریلی چٹان سے واسطہ پڑا کہ ٹوٹنے کا نام ہی

Marfat.com

نہیں لیتی تھی۔حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ہم سب حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا پتھر کی ایسی چٹان سامنے آچکی ہے کہ ٹوٹنے کا نام ہی نہیں لیتی۔آپ نے فرمایا میں ابھی یہ کام کیے دیتا ہوں۔جب آپ کھڑے ہوئے تو آپ کے پیٹ مبارک پر پتھر بندھا ہوا تھا۔بعض روایتوں میں ہے کہ کمر درست رکھنے کیلئے دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔ اور ہم میں سے اکثر تین دن سے فاقہ پر تھے کوئی کھانا نہیں کھایا تھا۔تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھودی جانے والی خندق کی اُس سخت چٹان پر ایسی سخت ضرب لگائی کہ ساری چٹان خاک کی طرح اُڑ گئی۔میں جلدی سے اپنے گھر پہنچا اور اپنی بیوی سے کہا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ پر میں نے شدید بھوک کے آثار معلوم کیے ہیں۔ ہمارے گھر کچھ کھانے کو ہے؟ تو اُس نے ایک تھیلا نکالا جس میں تقریباً دو کلو جو کا آٹا تھا۔ اور ہمارے گھر ایک بکری کا بچہ تھا۔میں نے اُسے ذبح کر دیا۔اور میری بیوی آٹا گوندھنے لگ گئی۔گوشت تیار کر کے ہنڈیا میں ڈال کر چولہے پر رکھ دیا اور نیچے آگ جلا دی۔پھر میں نے واپس آکر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر خدمت ہو کر آہستہ آواز سے کان مبارک میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہم نے ایک بکری کا بچہ اور چند کلو آٹے کا آپ کیلئے کھانا تیار کیا ہے۔آپ چند آدمی ساتھ لے کر میرے گھر کھانے کی میری دعوت قبول فرمائیے۔تو حضور قاسم ازراق اللہ نے زور سے آواز دے کر فرمایا۔خندق میں کام کرنے والو! تم سب کی حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے گھر کھانے کی دعوت ہے۔اس کے بعد سید الکل ہادیٔ سُبل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا تم اپنے گھر جاؤ اور اطلاع کر دو کہ میرے آنے سے پہلے نہ ہنڈیا کو چولہے سے نیچے اتارو۔اور نہ میرے آنے سے پہلے روٹیاں پکانا۔جب سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر تشریف لائے

Marfat.com

تو میں آپ کے پاس گوندھا ہوا آٹا لایا۔ آپ نے اس گوندھے ہوئے آٹے میں اپنا لعاب مبارک ڈال دیا۔ پھر آپ نے اٹھ کر چولہے پر موجود ہنڈیا میں بھی لعاب مبارک ڈال دیا۔ پھر روٹیاں پکانے والی خواتین کو ہدایت فرمائی کہ روٹیاں پکاتے جاؤ۔ اور ہنڈیا کو چولہے سے نیچے مت اتارنا۔ سالن لیتے جاؤ کھلاتے جاؤ۔ وہ ایک ہزار سے زائد نفری مہمانانِ گرامی تقریباً چودہ سو نے خوب کھانا کھایا۔ اور سب فارغ ہو کر واپس چلے گئے۔ میں نے اٹھ کر سالن اور آٹے کو دیکھا تو آٹا اتنا ہی تھا جتنا گوندھا تھا۔ ہنڈیا میں سالن بھی بدستور پورا تھا۔ کچھ کمی واقع نہ ہوئی۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا۔

(ص ۵۳۲ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث: ۔اس حدیث پاک سے چند اہم نکات ملاحظہ فرمایئے۔

☆: ۔جو پاک ذات چند آدمیوں کا کھانا چودہ سو آدمیوں کو کھلا بھی دے۔ اور وہ کھانا ویسے کا ویسا ہی رہے۔ وہ پاک ذات بے بسی کی فاقہ کشی کا شکار نہیں ہو سکتی۔

☆: ۔غزوہ احزاب یا غزوہ خندق ایک ہی چیز ہے۔ ہجری پانچ میں مکہ والوں کی طرف سے متوقع حملہ روکنے کیلئے اہل فارس کے جنگی دفاعی حربوں کے مطابق حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ کے مطابق مدینہ شریف کے اردگرد یہ خندق کھودی گئی۔

☆: ۔تمام انبیاء سمیت ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فاقہ کشی اور غربت اضطراری یا لاچارگی کی نہ تھی۔ بلکہ فاقہ کشی اور غربت اختیاری تھی۔

☆: ۔نبی مادی فطری اسباب کا محتاج نہیں ہوتا جو نبی چند آدمیوں کا کھانا چودہ سو آدمیوں کو کھلا کر سیر کر دے پھر وہ کھانا بدستور اُتنا ہی موجود رہے وہ نبی ساری مخلوقات کی روزی کا سامان اور انتظام وانصرام بھی کر سکتا ہے۔

Marfat.com

☆:۔اس غزوہ خندق میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیٹ مبارک پر پتھر باندھنا مجبوری اور بے کسی کی وجہ سے نہ تھا۔ بلکہ اس لئے تھا کہ آپ کی لطافت اور نورانیت آپ کی مادیت اور جسمانیت پر غالب آچکی تھی۔آپ کو اندیشہ ہوا کہ نہایت لطافت اور نورانیت کے غلبہ کی وجہ سے کہیں عالم بالا کی طرف پرواز نہ کر جاؤں۔دُنیا کی کثیف مادی چیز کو جسمِ اطہر سے آویزاں کرلیا تاکہ اپنی اُمت میں ہی رہوں۔

☆:۔چند آدمیوں کا کھانا چودہ سو کو کھلانا اور وہ کھانا بدستور اُتنا ہی رہ جائے یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ تھا۔اور گستاخ لوگ دورِ حاضر میں اس خاصہ نبوت کو یہ کہہ کر ٹال دیتے ہیں۔کہ یہ تو معجزہ تھا۔کیا معجزہ نبی کا کمال نہیں اور اللہ تعالیٰ کی عطا نہیں ہے؟ معجزہ نبی کی خاص صفت ہے اللہ تعالیٰ کی صفت نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ کی عطا ہے نبی کی ایسی خوبی کو اس قسم کی باتیں بتا کر ٹال دینا یہ بُغض وعناد وتعصب کی کامل نشانی ہے۔

☆پنجابِ رحمت کے پانچ دریا اور محبوبِ کبریا☆

حدیث نمبر ۵۷:۔ **عن جابر بن عبدالله الانصاری رضی الله عنه قال عطش الناس یوم الحدیبیة ورسول الله صلی الله علیه وآله وسلم بین یدیه رکوة فتوضّأ منها ثم اقبل الناس نحوهٗ قالوالیس عندنا ماء نتوضأ به و نشربُ الا مافی رکوتك فوضع النبی صلی الله علیه و آله وسلم یدهٗ فی الرکوة فجعل الماء یفور من بین اصا بعه کا مثال العیون قال فشربنا و توضّأ نا قیل لجا بر کم کنتم قال لو کنا مائةً**

Marfat.com

الفِ لکفانا کُنّا خمس عشرۃ مائۃِ متفق علیه

(ص۵۳۲ جلد۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ حدیث ۵۶:۔ سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ صُلح حدیبیہ کے روز صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین پیاس کے مارے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اُس وقت حاضر ہوئے جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پانی کا ایک لوٹا تھا۔ جس سے آپ نے وضو فرمالیا تھا۔ اور اُس لوٹے میں تھوڑا سا بچا کھچا پانی موجود تھا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہمارے پاس وضو و غسل اور پینے کا پانی نہیں صرف یہی پانی ہے جو آپ کے اس لوٹے میں موجود ہے۔ تو حضور سید الکل ھادیٔ سُبل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک اُسی لوٹے میں ڈال کر جب باہر نکالا تو آپ کی پانچوں انگلیوں سے پانچ چشمے پانی کے جاری ہو گئے۔ ہم نے خوب سیر ہو کر پیا۔ اور ہم سب نے وضو بھی کرلیا۔ حضرت جابر بن عبداللہ سے پوچھا گیا کہ صحابہ کرام کی حدیبیہ میں اُس وقت کتنی تعداد تھی۔ اُنہوں نے جواب دیا۔ پندرہ سو آدمی تھے۔ اور اگر ایک لاکھ کی بھی نفری ہوتی تو وہ پنجابِ رحمت سب کو کافی ہوتا۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا۔ (ص۵۳۲ جلد۲، مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث:۔ اس حدیث پاک میں درج ذیل اہم نکات ہیں۔

☆۔ مکہ شریف سے چند میل دور حدیبیہ ایک جگہ کا نام ہے۔ آپ صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمرہ کرنے کیلئے پندرہ سو صحابہ کرام کے ساتھ مدینہ شریف سے تشریف لائے تھے۔ اور اسی جگہ (بوجہ مزاحمت اہلِ مکہ از ادائیگی عمرہ) کئی دن قیام فرمایا۔ جس کے دوران یہ واقعہ پیش آیا کہ کسی کے پاس بھی پانی نہ رہا۔

Marfat.com

یہ واقعہ پیش آیا کہ کسی کے پاس بھی پانی نہ رہا۔

☆۔مشکل وقت میں اللہ والوں کے پاس حاضری دینا سُنتِ صحابہ ہے۔حالانکہ اللہ تعالیٰ شہ رگ سے بھی قریب ہے۔تو گستاخانِ دور حاضر کے فارمولے کے مطابق صحابہ کرام کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی بجائے اللہ تعالیٰ سے پانی مانگنا چاہیے تھا۔اور اسی سے دعا کرنی چاہیئے تھی۔لیکن ایسا نہیں ہوا۔پتھروں سے مٹی سے ،جمادات سے کسی بھی شعبے سے پانی کے چشمہ کا جاری ہونا عادی طور پر مسلّم ہے۔کہ قدرتِ کاملہ نے یہ طریقہ جاری کر رکھا ہے۔لیکن انسانی ،حیوانی اعضاء سے پانی کے چشمے کا جاری ہونا نہ پہلے کہیں ایسا دیکھا گیا اور نہ ایسا کوئی کر سکتا ہے۔ایسی کیفیت کو معجزہ کا نام دیا جاتا ہے۔جو کام ذرائع اسباب سے انجام دینا حتی المقدور ناممکن ہو اور وہ کام جس ستودہ صفات پاک ذات سے ظاہر ہو۔ایسے کام کو معجزہ یا کرامت کہا جاتا ہے۔نبی سے متعلق ہو تو معجزہ اور ولی سے متعلق ہو تو کرامت ہے۔

☆۔اور یہ عدیم المثال معجزہ جو ہمارے نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وقوع پذیر ہوا۔کسی بھی پیغمبر سے ایسے معجزے کا ظہور نہیں ہوا۔معجزہ نبی کی صفت ہے۔اور کرامت ولی کی صفت ہے۔معجزہ نبی کی خوبی اور کمال ہے۔اور کرامت ولی کی خوبی اور کمال ہے۔

☆۔جس پاک ذات کے مبارک ہاتھ سے ایک چلّو پانی چھو جائے تو وہ پندرہ سو آدمیوں کو وضو غسل اور پینے کی ضروریات اور سواریوں جانوروں کی پینے کی ضروریات کو کافی ہو سکتا ہے۔اور دائرہ امکان میں ناممکن کام ممکن ہو سکتا ہے۔ایسی پاک ذات ان گنت مخلوقات کی سیرابی کیلئے بھی پانی کا فوری و معقول انتظام کر سکتی ہے۔

Marfat.com

حدیث نمبر ۵۸:۔ **حدثنا مجاھد ان ابا ھریرہ رضی اللہ عنہ کان یقول اللہ الذی لا الہ الا ھو اِنْ کنت لا عتمد و بکبدی علی الارض من الجوع و اِن کُنت لا شُدّ الحجر علیٰ بطنی من الجوع ولقد قعدتُّ یو ماً علیٰ طریقھم الذی یخرجون منہ فمرّ ابو بکر فسألتہ عن اٰیۃ مِن کتاب اللہ ما سألتہ الا لیشبعنی فمرّ و لم یفعل ثم مربی عمر رضی اللہ عنہ .... الخ رواہ البخاری**

(ص ۵۸ جلد ۲۳، عمدۃ القاری شرح بخاری)

ترجمہ:۔ مجاھد تابعی روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے ۔ کہ اللہ معبودِ برحق کی قدرت کے کیسے کیسے کرشمے کہ مجھ پر ایسا وقت بھی گزرا کہ بھوک کی شدت کی وجہ سے پیٹ کے بل زمین پر لیٹ جایا کرتا تھا۔ کبھی ایسا ہوتا کہ بھوک کی شدت کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تا کہ کمر سیدھی رہے۔ ایک دن میری ایسی ہی حالت تھی۔ میں مسجدِ نبوی کے قریبی اُس چوراہے پر آ کر بیٹھ گیا۔ جہاں سے سب نمازیوں کا مسجد میں آنا جانا تھا کیا دیکھتا ہوں؟ کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ وہاں سے گزرے میں نے قرآن پاک کی ایک آیت کے بارے میں پوچھا (غالباً آیت یہ تھی **انما الصدقاتُ للفقراء**) یعنی صدقہ خیرات کن کیلئے ہے؟ تو آپ نے باقی ساری آیت تلاوت کر دی لیکن میری حالت پر توجہ نہ دی۔ اُن کے بعد سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا۔ اُن سے بھی حسبِ سابق بات ہوئی اور میری حالت زار کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ اُن کے بعد سیّدُ الکل ھو الکل لہ الکل وھو کلّ الکلّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

Marfat.com

میرے پاس سے گزر رہو امیری طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا ابوہریرہ میں نے عرض کیا لبیک یارسول اللہ۔ فرمایا اُٹھو میرے ساتھ چلو۔ میں آپ کے پیچھے چل پڑا۔ آپ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کاشانہ اقدس میں داخل ہوئے۔ میں باہر کھڑا رہا۔ پھر میں نے اندر جانے کی اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا اندر آجاؤ۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک پیالہ دودھ سے بھرا رکھا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ گھر سے جواب ملا یہ فلاں آدمی نے آپ کے لئے تحفہ بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا اے ابوہریرہ میں نے عرض کیا لبیک یارسول اللہ آپ نے فرمایا جاؤ اصحابِ صُفّہ (صحابہ کرام جو ستّر سے زائد تھے) کو بلاؤ (یہ اصحابِ صُفّہ اسلام کے مہمان تھے) نہ اُن کے پاس مال نہ گھربار۔ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کوئی صدقہ آتا تو آپ ویسے ہی اٹھوا کر اصحاب صُفّہ کے پاس بھجوا دیتے تھے۔ اور خود اس میں شریک نہ ہوتے۔ اور اگر کوئی تحفہ بھیجتا تو اصحابِ صفہ کو کاشانہ اقدس میں بلا بھیجتے اور اس ہدیہ تُحفہ میں سے خود بھی حصہ لے لیتے۔ تو مجھے اصحابِ صفہ کو بلانا اچھا نہ لگا۔ کہ ایک پیالہ دودھ تو صرف میرے لئے بمشکل کافی ہے۔ جب اصحابِ صفہ ہونگے تو پھر میرے لئے یہ گنجائش ختم ہو جائے گی۔ لیکن مجھے اپنے آقا کے حکم کی تعمیل لازمی تھی۔ میں سب کو بلا لایا۔ سب اپنی اپنی جگہ تشریف فرما ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابوہریرہ دائیں طرف سے ترتیب وار اِن کو دودھ پلاؤ۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ سب نے باری باری خوب سیر ہو کر دودھ پیا۔ اس کے بعد میں نے وہ پیالہ بھرے کا بھرا سرکارِ ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں واپس پیش کیا۔ تو پیالہ کو پکڑ کر سرکارِ ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے۔ اور فرمایا باقی تو اور صرف میں رہ گیا۔ میں نے عرض کی آپ نے سچ فرمایا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم تو آپ نے فرمایا تو تم

Marfat.com

بھی اپنی پیاس خوب بجھالو۔ میں نے دودھ پیا۔ ایک بار سانس لیا پھر پینے لگا خوب سیر ہو گیا۔ پیالہ واپس کرنے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اور پی لو پھر میں نے اور پی لیا۔ پھر فرمایا اور پی لو۔ حتیٰ کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اب اگر میں نے اور پیا تو دودھ ناک سے باہر نکل آئے گا۔ اب مجھ میں دودھ پینے کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ آپ نے مجھ سے پیالہ لیکر خود نوش فرمایا۔ تو پیالہ ختم ہو گیا۔ اور آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔

کیوں جناب ابو ہریرہ کیسا تھا وہ جامِ شیر؟

جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا۔

شرح حدیث:۔ اس حدیث پاک میں انمول ایمانی جواہر پارے درج ذیل ہیں۔

☆۔ بھوک پیاس، خوف، ہراس، بیماری، تکلیف، پریشانی کوئی بھی حالت ہو تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں فریاد کرنا صحابہ کی سُنت ہے۔

☆۔ ساری کائنات والوں کو اسباب کے ذریعے روزی کا سامان مہیا کرنا ہو تو اتنی سہولیات ممکن نہیں۔ اتنی بھینسیں مہیا کرنا جن سے ستّر آدمی سیر ہو کر دودھ پی لیں نہایت مشکل ہے۔ لیکن ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسباب و ذرائع کے محتاج نہیں ہیں۔ ایک ہی پیالہ دودھ کا اور پینے والی ساری مخلوق ہو تو وہ ایک ہی پیالہ ختم نہیں ہو سکتا۔ جس طاقت سے ایک پیالہ دودھ کو اتنی صلاحیت بخشی کہ ستّر آدمیوں سے بھی ختم نہ ہو سکا۔ اُسی طاقت کے ذریعے کُل افرادِ کائنات کو دودھ سے سیر کرنا ہمارے آقائے کل ھو الکل لہ الکل و ھو کل الکل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے ایک نہایت معمولی سا کام ہے۔

☆ ہمارے نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نُور بھی تھے ☆

Marfat.com

یضاً حدیث نمبرا:۔عن انس بن مالك رضی الله عنه ان اُسیّد بن
حضیر و عبادبن بشر تحدّثا عند رسول الله صلی الله علیه
وآله وسلم فی حاجةٍ لهما حتیٰ ذهب من اللیل ساعة فی
یلة شدید الظُّلمة ثم خرجا من عند رسول الله صلی لله
علیه واله وسلم ینقلبان و بید کل واحد منهما عُصیة فاضآء
ت عصا احدهما لهما حتّی مشیا فی ضو ئها حتٰی اذا
افترقت بهما الطریق اضآء ت للا خر عصاه فمشی کل
واحد منهما فی ضوء عصا ه حتٰی بلغ اهلهٗ رواه البخاری
(ص۵۴۴ جلد۲، مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث نمبر۲:۔عن عائشه رضی الله عنهاقالت کُنّا نتحدّث
انّهٗ لا یزال یُری علیٰ قبره نورٌ لمّامات النجاشی رواه ابو
داؤد
(ص۵۳۵ جلد۲، مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث نمبر۳:۔ قال البهیقی عن عائشه رضی الله عنها کا ن
صلی الله علیه وآله وسلم یخصف نعلهٗ و کنت اغزل
فنظرت الیه فجعل جبنهٗ یعرق و جعل عرقهٗ یتولّد نوراً
(ص۱۶۵ جلد۲ جواہر البحار)

ایضاً حدیث نمبر۴:۔ عن ابن عباس رضی الله عنهما ان النبی
صلی الله علیه وآله وسلم کان افلج الثنیتین اذا تکلّم
رؤی کا النور یخرج من بین ثنا یا هٗ رواه الترمذی و

Marfat.com

الطبرانی والبیھقی (ص ۱۶۵ جلد ۲ جواہر البحار)

ترجمہ حدیث ایضاً نمبر۱:۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ حضرت اُسید بن حضیر اور حضرت عبّاد بن بشر رضی اللہ عنھما اپنے کسی ضروری تصفیہ طلب معاملے کی خاطر حضور سید الکل ھوالکل لہ الکل وھوکل الکل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عشاء کے بعد حاضر ہوئے۔ سلسلہ کلام کا فیصلہ جلد نہ ہو سکا۔ جب فیصلہ ہوا تو رات کا کچھ حصہ گزر چکا تھا۔ بارگاہِ رسالت سے اجازت لیکر جب باہر نکلے تو گھٹا ٹوپ اندھیرا تھا۔ جب چلنے لگے دونوں کے پاس لاٹھیاں تھیں۔ ایک کی لاٹھی گیس کی طرح جگمگانے لگی۔ کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد الگ الگ راستے پر جانے لگے۔ تو دونوں کی لاٹھیاں جگمگ کرنے لگیں۔ اور اپنے اپنے گھر آرام سے پہنچ گئے۔ اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں ذکر کیا۔

ترجمہ ایضاً حدیث نمبر۲:۔ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضوان اللہ علیھا سے روایت ہے کہ جب شاہ حبشہ نجاشی فوت ہوا (جو مسلمان ہو چکا تھا) تو ہم کہا کرتے تھے۔ اور یہ بات مشہور ہو چکی تھی کہ شاہِ حبشہ نجاشی کی قبر پر نور کی بارش ہوتی رہتی ہے۔ اس حدیث کو ابو داؤد نے روایت کیا۔

ترجمہ حدیث ایضاً نمبر۳:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا سے روایت ہے۔ کہ حضور شہنشاہِ ہر دوسرا اپنے جوتے مبارک کو ٹانکا لگایا کرتے تھے۔ اور میں اکثر چرخہ کاتتی ہوئی دیکھا کرتی تھی کہ حضور علیہ السلام کی پیشانی مبارک پر پسینہ آتا۔ جب پسینے کے قطرے ٹپکتے تو اِن قطروں سے نور کی شعاعیں نکلا کرتی تھیں۔ اِس حدیث کو امام بیہقی نے روایت کیا۔

Marfat.com

ترجمہ حدیث ایضاً نمبر۴:۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ واالہ وسلم کے سامنے والے (ثنایا) دانت مبارک کشادہ تھے۔ یعنی دونوں دانت مبارک کے درمیان ایک چھوٹا سا سوراخ تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کلام فرماتے تو دانتوں مبارک کے اس چھوٹے سے سوراخ سے نور کی شاعیں نکلتیں۔ اس حدیث کو امام ترمذی، طبرانی وبیہقی نے روایت کیا۔

شرح احادیثِ نور:۔ قرآن پاک نے اس مفہوم کی خوب وضاحت کردی ہے کہ نور اور بشر دو متضاد طاقتیں نہیں ہیں۔ نور بشر ہوسکتا ہے اور بشر نور ہوسکتا ہے۔ مزید وضاحت کیلئے رسالہ حصہ اوّل الجھن کی سلجھن معلوماتی سوال نمبر ٦ کا جواب ملاحظہ فرمائیے۔

اور بہت سی احادیث شاہد ہیں۔ کہ حضور نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف مواقع پر دعائیں مانگی ہیں۔ اے اللہ میری آنکھ کو نور بنادے میری زبان میرے کان اور میرے سر اور بالوں کو دل کو دائیں، بائیں اور میرے نیچے اور اوپر، سامنے اور پیچھے، میرے ظاہر اور باطن کو نور ونور بنادے۔ قرآن پاک میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیارے پیارے ناموں میں سے اِن چند مقدس ناموں کے ساتھ بھی یاد کیا گیا ہے۔

☆ **وداعیًا الیٰ اللہ باذنہٖ وسرا جاً مُنیرا (پارہ نمبر۲۲)۔ قدجاء کم من اللہ نورٌ و کتابٌ مُبین (پارہ نمبر٦)**

حضور سید الکل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن پاک نے سراجاً منیرا فرمایا چمکتا ہوا سورج اور نور نام سے موسوم کیا۔ ہمارے آقا لجپال مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور حاضری دے کر لکڑی کی خشک بے جان لاٹھی بھی نور ونور ہوگئی۔

Marfat.com

☆ہمارے نبی سُرورِسینہ کا پسینہ کستوری ساز گنجینہ☆

حدیث نمبر۵۹:۔ عن اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یأتیھا فیقیل عندھا فتبسط نطعاً فیقیل علیہ و کان کثیرا لعرق فکانت تجمع عرقہٗ فتجعلہٗ فی الطیب فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا اُمّ سلیم ما ھذا قالت عرقك نجعلہٗ فی طیبنا وھو من اطیب الطیب قال اصبت متفق علیہ (ص ۵۱۷ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث نمبر ۱:۔ عن جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لم یسلك طریقاً فیتبعہ احد الا عرف انہٗ قد سلکہٗ من طیب عرقہٖ رواہ الدارمی (ص ۵۱۷ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔ سیدنا انس بن مالک کی والدہ حضرت اُم سلیم چودہ احادیث کی حافظہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے پاس دو پہر کو آرام کیلئے آیا کرتے تھے۔ تو میں اُن کیلئے بچھونا بچھا دیتی تھی۔ اس پر آپ قیلولہ یعنی دوپہر کا آرام فرمایا کرتے تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت زیادہ پسینہ آیا کرتا تھا۔ میں آپ کے پسینہ مبارک کو اکٹھا کرلیا کرتی تھی۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے اُمّ سلیم آپ میرے پسینے کو کیا کرتی ہیں؟ میں نے عرض کیا ہم آپ کے پسینہ مبارک کو اپنے

Marfat.com

عطریات میں ملا لیتے ہیں۔اور آپ کا پسینہ تو کستوری ساز ہے۔آپ نے فرمایا تو نے صحیح
بات کی۔اس حدیث کو بخاری مسلم نے روایت کیا۔

(ص ۵۱۷ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ حدیث ایضاً:۔سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ حضور سرکارِ دو
عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تلاش کرنے والے صحابہ کرام آپ کی خوشبو سونگھ کر آپکے راستہ کا
پتہ لگا لیتے تھے۔کہ آپ کس طرف تشریف لے گئے ہیں؟ یہ آپ کے پسینہ مبارک کی
خوشبو کا کرشمہ تھا۔اس حدیث کو محدث دارمی نے روایت کیا۔

(ص ۵۱۷ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث:۔امام المحدثین محمد بن اسماعیل بخاری ومسلم بن حجاج قشیری صاحب صحیح مسلم
حضرات نے حضور سید الکل ھوالکل لہ الکل وھوکل الکل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینہ
مبارک کی حدیث روایت فرما کر ہمارے نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
بے مثال بشریت کا کامل نمونہ پیش کر دیا ہے۔ان دونوں احادیث کے چند پُر اسرار نمونے
درج ذیل ہیں۔

☆۔ہمارے آقائے دو جہان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت ہے۔**خاصئہ نبوت**
ہے کہ کسی غیر محرم عورت کے پاس بیٹھیں تو ان کیلئے جائز تھا۔اس لئے کہ کسی بھی نبی پر نفس
یا شیطان کو غلبہ نہیں دیا گیا۔

البتہ حضرت اُمّ سلیم اور اُمّ حرام بنت ملحان ان دونوں عورتوں کا تعلق نبی پاک صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے یہ ہے۔کہ آپ ان دونوں کے بھانجے لگتے ہیں۔اور خالہ بمنزلہ ماں ہے
۔ اِس کے باوجود اور خاصہءنبوت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طور طریقہ یہ نہ تھا کہ آپ

Marfat.com

غیر محرم عورتوں سے خلوت میں محافل قائم رکھتے تھے۔تا کہ اُمت کیلئے حتمی طور پر حرفِ آخر یہی رہے۔ کہ غیر محرم عورت سے خلوت جائز نہیں۔

☆۔عادی، مادی، فطری انسانی تقاضوں کے مطابق جاندار چیز کا پسینہ بدبودار ہوا کرتا ہے۔خوشبودار چیز میں پسینہ ملا دیا جائے۔تو خوشبودار چیز کی خوشبو ختم ہو جاتی ہے۔عقلاً و نقلاً لازماً ویقیناً مسلّم۔کہ جاندار چیز کا پسینہ اس کے خوردونوش کا نتیجہ ہے۔جاندار چیز کے معدے میں پہنچنے والی خوراک معدے کی حرارت سے بدبودار ہو جاتی ہے۔اور اُس سے گیس اٹھتا ہے۔اور جسم کے لوں لوں سے پسینہ بن کر خارج ہوتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ جاندار چیز کا پسینہ بدبودار ہوتا ہے۔نتیجہ یہ نکلا کہ جس جسم کے اندر معدہ خوردونوش کھانے پینے کی چیزوں کو گندگی اور بدبو میں بدل دیتا ہو ایسے جسم والے شخص کا پسینہ خوشبودار نہیں ہوسکتا۔اور یہ بشری وفطری طور پر انسان مجبور ہے کہ اُس کے جسم اور معدہ میں جو بھی کھانے پینے کی چیز اندر جائے تو وہ اُسے گندگی غلاظت اور بدبودار ہونے سے بچا نہیں سکتا۔

☆۔لیکن ہمارے نبی لاریب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک کامل انسان ہونے کے باوجود عادی، مادی، فطری انسانی تقاضوں سے آزاد ہیں۔ایسی وراء الوراء شان کے مالک ہیں۔جو شان عقل ونقل کے دائرہ فہم وادراک سے بالاتر ہے۔جس ضابطہ قدرت وخاصہء نبوت کے مطابق ہمارے نبی کھائیں پئیں دنیا کی خوراک اور وہ غلاظت گندگی کی بدبودار شکل ہی اختیار نہ کر سکے۔اسی ضابطہ قدرت وخاصہء نبوت کے تقاضے کے مطابق انصاف کے لحاظ سے ماننا پڑے گا کہ نبی اکرم نُورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسمِ اطہر سے غلاظت گندگی بدبودار پیشاب خارج نہ ہوتا تھا۔بلکہ خوشبودار فُضلات خارج ہوتے تھے۔جن کو اکثر زمین نگل جاتی تھی۔

Marfat.com

ضروری نوٹ:۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قضائے حاجت فرماتے وقت خارج ہونے والے فضلات اور اور بول مبارک اور آپ کے خون مبارک کے طیب وطاہر ہونے کے بارے میں بڑے بڑے محققین محدثین فقہاء مجتہدین کرام کے ایک جم غفیر نے تصدیقی فتویٰ دیا ہے۔ اور اُن کا یہی عقیدہ ہے۔ دورِ حاضر میں اہلِ سُنت و جماعت بریلوی مسلک کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ حضور علیہ السلام کے فضلات مبارکہ وخون مبارک کے بارے میں تمام علماء محققین کے حوالجات درج کیے جائیں تو صرف حوالوں کیلئے ایک دفتر درکار ہے۔ مثال کے طور پر چند محققین کے نام وکتاب بطور حوالہ۔

امام بخاری محدث وامام مسلم بن حجاج قشیری محدث وعلامہ قسطلانی کی کتاب مواہب لدنیہ، زرقانی علامہ عبدالباقی شفاء قاضی عیاض، نسیم الریاض ملا علی القاری، خصائص کبری جلال الدین سیوطی، تفسیر کبیر فخر الدین رازی، جواہر البحار علامہ نبھانی، بیہقی دلائل النبوۃ دارمی مستدرک حاکم، ومدارج النبوۃ محقق عبدالحق دہلوی۔

اور حدیث ایضاً میں یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح نظر آ رہی ہے۔ کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ خوشبو خارجی، اضافی، مصنوعی خوشبو نہ تھی۔ بلکہ جسد اطہر انور طیب سے نکلنے والے پسینہ کی خوشبو تھی۔ فضلات طیبہ طاہرہ **علیٰ صاحبہا الف الف تحیۃ** کی طہارت اور پاکیزگی کے بارے میں بہت سی متعدد احادیث وارد ہیں۔ آپ کا بول مبارک پینے والوں میں حضرت ام ایمن وحضرت **برکۃ حبشیہ** شامل ہیں۔ آپ کا خون مبارک نوش کرنے والوں میں حضرت ابوسعید خدری کے والد مالک بن سنان وحضرت عبداللہ بن زبیر وابوطیبہ حجام وعلی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔ اس کے علاوہ حضور سید الکل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینہ مبارک کے معطر ہونے کی

Marfat.com

بڑی بنیادی وجہ یہ تھی۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معدہ پاک میں اجزائے غذا ہضم شُدہ کستوری کی طرح معطّر خارج ہوتے تھے۔ اوران کو اکثر زمین نگل جاتی تھی۔ اس بات کی تائید ایک اور حدیث پاک سے بھی ہورہی ہے۔ حدیث کے راوی حضرت بُریدہ اسلمی اور حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے صاحب مسلم روایت کرتے ہیں۔ حدیث نمبر ۹۸ رسالہ ہٰذا میں۔ کہ جنّتی جو کچھ بھی کھائیں گے اورنوش کریں گے۔ وہ کستوری اور عنبر کی خوشبو بن کر منہ سے سانس کے ذریعے فضائے جنّت میں بکھر جائے گی۔ جب جنّتیوں کیلئے ایسا ممکن ہے تو نبی تو ازلی پیدائشی طور پر فطری مادّی تقاضوں سے اس دنیا میں بھی وراء الوراء ہوتا ہے۔ جیسا کہ نبی کی بے مثل بشریت کے دلائل اُس بات کے گواہ ہیں۔

☆۔ حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خون، بول مبارک اور فضلات مبارکہ کے بارے میں علامہ بدرالدین عینی شارح بخاری اپنی شرح عمدۃ القاری میں یوں رقم طراز ہیں۔

و قدوردت احادیث کثیرۃ انّ جماعۃ شربوا دم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منھم ابو طیبۃ الحجام وغلام من قریش حجم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعبد اللہ بن الزبیر شرب دم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رواہ البزّار و الطبرانی و الحاکم والبیھقی و ابو نعیم فی الحُلیۃ و یُرویٰ عن علی رضی اللہ عنہ انہٗ شرب دم النبی وروی ایضاً ان اُمّ ایمن شربت بول النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رواہ الحاکم و الدار قطنی والطبرانی و ابو نعیم

Marfat.com

فيالحِلية (ص ۳۵ جلد ۳، عمدة القاری شرح بخاری)

ترجمہ:۔ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضلات مبارکہ کے پاک ہونے کے بارے میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خون مبارک پینے والوں میں سے حجام ابوطیبہ اور قریش کے ایک غلام نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پچھنے لگائے اور عبداللہ بن زبیر اور مولا علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے نبی پاک کا خون مبارک پیا۔ بزّار، طبرانی، حاکم، بیہقی اور ابونعیم نے حِلیہ میں روایت کیا اور حاکم، دار قطنی، طبرانی نے روایت کیا کہ حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بول مبارک پیا۔

کسی بھی حدیث میں اس بات کا وجود نہیں ہے۔ کہ حضور علیہ السلام نے اپنا بول مبارک پینے والوں میں سے کسی کو یہ فرمایا ہو۔ کہ یہ میرا بول پلید تھا۔ یا آئندہ ایسا مت کرو۔ یا کہ یہ نقصان دہ چیز ہے۔ بلکہ کرم بالائے کرم فرمایا۔ اے اُمّ ایمن تجھے کبھی پیٹ درد نہ ہوگا اور وہ پیشاب بھی ایسا مبارک صحت مند کہ پینے والی حضرت اُمّ ایمن کو پیشاب کی طبعی تلخی بد مزگی محسوس ہی نہ ہوئی۔ اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بول مبارک طبعی مادی فطری تلخی اور بدمزگی سے تھا ہی پاک۔ اور سارا پیالہ ہی پی لیا۔ اور خون پینے والوں کو بجائے اس کے کہ خون پلید ہے حرام ہے! ارشاد فرماتے! بلکہ الٹا یہ ارشاد فرمایا کہ دوزخ کو اب تجھ سے کیا مطلب اور تجھے دوزخ سے کیا مطلب یعنی تیرے جسم میں میرا پاک خون شامل ہو چکا ہے اب تجھے دوزخ کی آگ جلا نہ سکے گی تو بہشتی ہے۔

Marfat.com

☆ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بال مبارک اپنی اُمّت کیلئے صحابہ کرام میں تقسیم فرمائے ☆

حدیث نمبر ۶۰:۔عن انس رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم اتیٰ منیٰ فاتی الجمرة فرماها ثم اتی منزله بمنیٰ ونحر نسکهٗ ثم دعا ابا الحلّاق (معمر بن عبدالله) وناول الحالق شقّهٗ الایمن فحلقهٗ ثم دعا ابا طلحة الانصاری فاعطاه ایاه ثم ناول الشقّ الایسر فقال اِحلق فحلقهٗ فاعطاه ابا طلحة فقال اقسمهٗ بین النّاس متفق علیه

(ص ۲۳۲ جلد ا، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع میں منیٰ میں تشریف لائے۔ پھر کنکر پھینکنے (رمی جمار) کیلئے تشریف لے گئے۔ واپس منیٰ میں آکر قربانی دی۔ پھر معمر بن عبداللہ عدوی حجام کو بلا کر حکم دیا۔ کہ میرے سر مبارک کے بال اتار دو۔ حجام نے جب سارے سر مبارک کا حلق (بال مونڈنا) کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوطلحہ انصاری کو بلا کر سر کے سارے بال اُس کے حوالے کئے۔ اور فرمایا یہ میرے بال مبارک لوگوں میں تقسیم کر دو۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا (ص ۲۳۲ جلد ا، مشکوٰہ شریف)

شرح حدیث:۔ اس حدیث میں انمول روحانی شہ پارے موجود ہیں۔

Marfat.com

ا:۔ حضور نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ساری زندگی میں چار عمرے اور صرف ایک حج حجۃ الوداع ادا کیا۔ جیسا کہ ہر حاجی کیلئے حکم ہے کہ قربانی سے فارغ ہو کر بال کٹوائے یا منڈوائے۔ اور حضرت ابو طلحہ انصاری کو سارے بال مبارک دے کر فرمایا جاؤ تمام لوگوں میں یہ بال مبارک تقسیم کر دو۔

ب:۔ حدیث پاک میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کے جسم زمین پر حرام کر دیئے ہیں۔ وہ ان کو کھا نہیں سکتی۔ اسی وجہ سے ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک حیاتِ جاودانی کے مالک ہیں۔ زمانوں صدیوں کے گزر جانے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک بوسیدہ یا ختم نہیں ہو سکتے۔ یہی نظریہ پیشِ نظر رکھتے آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بال مبارک لوگوں میں تقسیم کیے تا کہ بیمار لوگ اور حاجت مند حضرات شفاء اور برکات حاصل کرتے رہیں۔

بقائے وجود تین قسم کا ہے۔

ا۔ جو پہلے بھی نہ تھا نہ آئندہ قائم رہے گا۔ (دُنیا)

۲۔ جو پہلے نہیں تھا اور ہمیشہ قائم رہے گا وہ ہے (عالمِ آخرت)

۳۔ جو پہلے بھی ایسے وقت سے موجود ہے جس کی کوئی ابتداء نہیں ہے۔ اور ہمیشہ ایسے وقت تک رہے گا جس کی انتہا نہیں وہ ہے (اللہ تعالیٰ کی ذاتِ بحت جل جلالہٗ)

Marfat.com

☆حضور علیہ السلام کے بال مبارک سے صحابہ کرام شفا حاصل کرتے تھے☆

حدیث نمبر۱۶۱:۔ عن عثمن بن عبدالله بن موهب قال ارسلنی اهلی الیٰ امّ سلمة بقدح من مآءٍ وکان اذا اصاب الانسان عین او شئی بعث الیها مخضبة فاخرجت من شعر رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وکانت تُمسکهٗ فی الجلجل فرأیت شعراتٍ حمراء رواه البخاری (ص۳۹۱ جلد۲، مشکوٰۃ شریف)

☆حضور علیہ السلام کا جُبّہ مبارک بھی شفا دینے والا تھا☆

حدیث ایضاً:۔ عن اسماء بنت ابی بکر رضی الله عنهما انّها اخرجت جبّة طیالسةً کِسروانیة لها لبنةُ دیبا ج وفرجیها مکفوفین باالدیباج فقالت هذه جُبّةُ رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم کانت عند عائشة فلمّا قبضتْ قبضتُها وکان النبی صلی الله علیه وآله وسلم یلبسُها فنحن نغسلها للمر ضیٰ ونستشفیٰ بها رواه مسلم (ص۳۷۴ جلد۲، مشکوٰۃ شریف)

Marfat.com

ترجمہ:۔ حضرت عثمان بن عبداللہ روایت کرتے ہیں۔ کہ میرے گھر والوں نے سیدہ اُمّ سلمہ سلام اللہ علیہا اُم المؤمنین کی خدمت میں پانی کا ایک پیالہ دے کر مجھے بھیجا۔ اور جب کسی بھی انسان کو نظر بد لگ جاتی یا کوئی بھی جسمانی روحانی تکلیف ہو جاتی تھی۔ تو لوگ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں اسی طرح پانی کا ایک پیالہ بھیج دیتے تھے۔ اور حضرت اُمّ سلمہ حضور علیہ السلام کے بال مبارک والے چاندی کے مرتبان کو نکال کر اس میں پانی ڈال کر ہلا دیتی اور وہ پانی نکال کر مریض کیلئے دے دیتی اور (وہ ضرورت مند مریض) پی لیا کرتے۔ میں نے قریب ہو کر چاندی کے مرتبان میں جھانکا تو چند بال مبارک سرخی مائل نظر آئے۔ اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا۔

ترجمہ حدیث ایضاً:۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضوان اللہ علیھما سے روایت ہے۔ کہ انہوں نے ایک جُبّہ ء (رسول) کی زیارت کروائی۔ جس کسروانی ایرانی جُبّہ کا رنگ سیاہی مائل اُس پر اُون کی کڑھائی کی ہوئی تھی۔ جس کے بٹن ریشمی کپڑے جیسے ٹکڑے سے تیار کئے گئے تھے۔ اور جُبّے شریف کے گریبان کے چاک پر ریشمی کپڑے کی پٹی کو سلائی میں ترتیب دیا گیا تھا۔ اور کہا یہ جُبّہ شریف سرکارِ دو عالم کا تھا جو وہ پہنا کرتے تھے۔ حضور علیہ السلام کے وصالِ مقدّس کے بعد یہ جُبّہ شریف حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس رہا اور جب صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنھما نے وصال کیا تو یہ جُبّہ میں نے حاصل کر لیا تھا۔ ہم اس جُبّہ شریف کو دھو دھو کر غسالہ کا پانی بیماروں کو پلاتے ہیں اور شفاء حاصل کرتے ہیں۔

شرح حدیث وحدیث ایضاً:۔ اوّل الذکر حدیث پاک میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک کے موئے مبارک کے فضائل اور برکات کا ذکر ہے۔

☆۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسمِ اطہر سے خلوصِ نیت سے چھو جانے والی چیز

Marfat.com

بیمار ہوتو شفاء مل جاتی ہے۔غم کی ماری دکھوں کی ٹپاری ہوتو سارے درداور غم ختم۔بے قرار ہوتو چین قرار،سکون مل جاتا ہے۔بد بخت ہوتو سعادت اور بے ایمان ہوتو ایمان مل جاتا ہے۔جوکہ کون ومکاں کالُبِّ لُباب اور سرمایہءسکون ہے۔

☆۔بزرگ کے تبرکات سے فیض حاصل کرنا سُنّتِ صحابہ ہے۔سرکارابدقرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک،ناخن مبارک،خون مبارک،بول مبارک شفابخش ہیں۔اور یہ امتیازی انفرادی فضیلت اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔

☆ فضائل خلیفہ اوّل صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ ☆

حدیث نمبر۶۲:۔ عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم جلس علیٰ المنبر فقال عبد خیّره الله بین ان یؤتیهٗ زهرة الدُنیاوبین ما عندهٗ فاختار ما عندهٗ فبکی ابو بکر وقال فدیناك بابا ئنا و اُمّها تنا قال فکان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم هو المخیّر وکان ابو بکر اعلمنا بهٖ وقال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم انّ امنّ النّاس علی فی ماله وصحبتهٖ ابو بکر ولو کنت متخذاً خلیلا لا تخذتُ ابا بکر خلیلا ولکن اخوة الاسلام لا تبقینّ فی المسجد خوخة الا خوخة ابی بکر

(ص۲۷۲ جلد۲، مسلم شریف)

Marfat.com

حدیث ایضاً۔ **عن جبير بن مطعم عن أبيه رضي الله عنهم ان امرأةً سألت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم شيئًا فامرها أن ترجع اليه فقالت يا رسول الله صلى الله عليك وسلم ارأيت ان جئتُك فلم اجدك قال كانها تعني با الموت قال فان لّم تجديني فأتى ابا بكر رضي الله عنه**

(ص ۲۷۳ جلد ۲، مسلم شریف)

ترجمہ:۔ سیدنا سعد بن مالک ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ارشاد فرمایا۔ ''اللہ تعالیٰ نے دُنیا کی چمک و دمک اور اپنے قرب و جوار کے درمیان اپنے بندے کو اختیار دے دیا ہے۔ تو اس کے بندے نے اس کے قرب و جوار کو اختیار کر لیا ہے''۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ زار و قطار رونے لگے۔ عرض کیا ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یارسول اللہ۔ راوی کہتا ہے کہ وہ اختیار دیئے گئے نبی لاریب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی تھے۔ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم سب سے بڑے عالم تھے۔ اور رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے نزدیک لوگوں میں سے اپنے شرفِ صحابیت اور اپنے مال و دولت میں زیادہ دیانتدار ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر صدیق کو بناتا۔ لیکن اخوتِ اسلامی اس سے مستثنٰے ہے۔ مسجدِ نبوی میں ابوبکر صدیق کے دروازے کے علاوہ کوئی دروازہ نہ رہنے دیا جائے۔

(ص ۲۷۴ جلد ۲، مسلم شریف)

ترجمہ حدیث ایضاً:۔ حضرت جُبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ایک عورت نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ مسائل دریافت کئے۔ بعد ازاں حضور سرورِ

Marfat.com

عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت سے (مزید دینی معلومات کیلئے) دوبارہ آنے کو کہا ۔اُس نے عرض کیا۔یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم دوبارہ حاضری پر اگر آپ کی زیارت نصیب نہ ہوئی یعنی آپ کا وصال ہو گیا تو پھر؟ لجپال مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایسا ہوا تو ابوبکر صدیق کے پاس آجانا (ص ۲۷۳ جلد۲، مسلم شریف)

شرح حدیث:۔اس حدیث پاک میں درج ذیل مضامین اپنے بے مثال انداز میں جلوہ نما ہیں۔

☆۔اس دُنیا میں نبی مختار ہوتا ہے۔جتنی بھی زندگی گزارنا چاہے مجازِ مطلق ہوتا ہے۔مسلم شریف کی حدیث پاک میں ہے۔

لن یّموت نبی حتی یریٰ مقعدہٗ من الجنة ثم یُخیّر

(ص ۲۸۶ جلد۲ مسلم شریف)

ترجمہ:۔کسی بھی نبی پر آخری وقت موت اس وقت تک نہیں آتا جب تک اسے جنت میں اس کا مقام دکھا کر اختیار نہیں دیا جاتا۔

☆۔بعد از وصال نبی جہاں بھی چاہے وہیں اپنے مزار کے لیے جگہ کی نشاندہی کر سکتا ہے ۔کوئی بھی نبی اپنے رب کریم کے قرب وجوار کو پوری دنیا و مافیھا کے قلیل مفاد پر قربان نہیں کرسکتا۔

☆۔فضائل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بضمن خلافت صدیقی اور الہامی اندازِ کلام (**فالّم تجدینی فأتی ابا بکر**) اس حدیث کے الفاظ بتلا رہے ہیں۔

صحاح ستہ کی کتب میں مذکور ہے۔کہ نبی وہیں دفن ہوتا ہے جہاں وفات پائے۔نبی کو وفات سے پہلے اختیار دے دیا جاتا ہے کہ وہ اگر دنیا میں مزید زندگی گزارنا چاہے تو اختیار

Marfat.com

ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عزرائیل علیہ السلام کا قبل از وفات مکالمہ ہوا۔ اور ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبل از وفات اختیار دے دیا گیا۔ اس حدیث پاک کے الفاظ ہیں (**فاختار ما عند الله**) آپ نے وصالِ حق کو اختیار فرمایا۔

☆۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ کا اس دنیا میں اعلانِ نبوت سے پہلے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دوستی اور محبت کا آغاز اس وقت ہوا۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک اٹھارہ سال اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک بیس سال تھی۔ ویسے تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پرانی ازلی قدیمی یگانگت اور محبت ہے اور رابطہ بلا فصل ہے۔

جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔ کہ **خلقتُ اناو ابو بکر من طينة واحدة** (ص ۲۵۶ عمدۃ التحقیق فی بشائرال صدیق)

ترجمہ:۔ میرے خمیر کی مٹی اور ابوبکر صدیق کے خمیر کی مٹی ایک ہی جگہ سے لی گئی۔ اور اس حدیث کے مفہوم کی واضح تصدیق یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنے مدفن کیلئے گنبد خضراء میں حضور کی رفاقت مصاحبت کا قریب ترین جوار نصیب ہوا۔ کیونکہ حدیث پاک میں بھی ہے۔ کہ آدمی وہیں دفن ہوتا ہے جہاں سے اس کا خمیر لیا گیا ہو۔ ازل سے لے کر ابد تک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امام الانبیاء کے ساتھ رفاقت واثنیئیت ثانی ہونا ثابت رہا ہے۔

☆ اسلام میں ثانی رسول:۔ سب سے پہلے ایمان لائے ☆ ہجرت میں ثانی۔ ثانی اثنین اذھما فی الغار ☆ دخولِ مدینہ میں ثانی ☆ ایمان باالاسراء معراج میں ثانی ☆ میلاد میں

Marfat.com

ثانی ☆ میلادِ مصطفیٰ پیر کو اور میلادِ صدیقِ اکبر منگل کا دن تھا ☆ ثانی فی القبر ☆ ثانی فی الحشر۔ اسلام لانے میں اوّلیت کچھ یوں ہے۔ سیدنا صدیقِ اکبر کے ایمان لانے کے وقت مولیٰ علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کمسن تھے۔

☆۔ بالغ مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔

☆۔ عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ایمان لائیں۔

☆۔ بچوں میں سب سے پہلے حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔

☆۔ کنیز زر خرید نوکرانیوں میں سب سے پہلے حضرت اُم ایمن رضوان اللہ علیہا ایمان لائیں۔

☆۔ غلاموں میں سب سے پہلے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔

☆۔ اس حدیث میں لفظ (**ولو كنت متخذا خليلا لا تّخذت ابا بكر خليلاً**) جو پیمانہ محبت قدرت کی طرف سے عطا ہوا سے خُلت کا نام دیا جاتا ہے۔ **واتّخذ الله ابراهيم خليلا**۔ یعنی بلا شرکت غیری جو محبت مالکِ حقیقی ہی کیلئے ہو وہ خُلّت ہے۔ اس لحاظ سے ایسے مقام پر سوائے معبودِ حقیقی کی ذات کے کوئی بھی دوسرا تصوُّر محال ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے اس حدیث میں فرمایا گیا۔ اگر میں کسی کو خلیل (دوست) بناتا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بناتا۔ خلّت ایزدی اور اخوۃ اسلامیہ میں بھی کچھ ایسا ہی فرق ہے۔

☆۔ **(الا خوخة ابی بکرؓ)**

مسجدِ نبوی میں آنے کیلئے قریب رہنے والے پڑوسیوں نے چھوٹے چھوٹے دروازے مسجد کی طرف نکال رکھے تھے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال سے کچھ دن

Marfat.com

پہلے سوائے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازے کے تمام ایسے دروازے بند کرنے کا حکم دے دیا۔ شارحین و محققین نے یہاں سے ثابت کیا ہے۔ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد امامت و نیابت کے فرائض ابوبکر صدیق نے ہی ادا کرنے تھے۔ اس لئے ان کا دروازہ بند نہ کیا گیا۔ البتہ یہ موقف انتخاب خلافت کیلئے بھی کوئی واضح تصدیقی نص نہیں ہے۔ بلکہ کسی اُجلّ سے اُجلّ صحابی رسول کا نام بھی بطور نامزدگیء خلافت نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی واضح اعلان نہ کیا۔ اور قرآن پاک میں خلافت کی نامزدگی کے بارے کوئی نص موجود نہیں ہے۔ البتہ محققین کی ایسی تحقیق خلافتِ راشدہ کے متعلق قرائن واحوال وامتیازی فضائل کے پیشِ نظر کی گئی ہے۔ جس کا حرفِ آخر اجماع اُمّت ہوا۔ خلافتِ راشدہ کے تعیّن کا معاملہ اعیانِ ملت کے اجماع امت کے فیصلوں پر چھوڑ دیا گیا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا اجماع اُمّت کے فیصلوں کے مطابق تعین کیا گیا۔ ایسے ہی خلافتِ فاروقی وخلافتِ عثمانی وخلافتِ حیدری اجماع اُمّت کے سنہری اصولوں کے مطابق تعیّن کی گئی۔ ☆ خلافتِ راشدہ کے انفرادی تعیّن کے متعلق اللہ ورسول کا کوئی واضح تحت اللفظ حکم ثابت نہیں ہے ☆

☆۔ خلیفہ اوّل سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہی ایک ممتاز صحابی رسول ہیں۔ جو اپنے سمیت چار پشتیں فرداً فرداً اصحابی رسول ہیں۔ آپ کا نام عبداللہ ولد عثمان کنیت ابوبکر لقب صدیق وعتیق آپ کے والد ماجد کا نام عثمان کنیت ابوقحافہ تھی۔ ابوبکر عبداللہ بن ابوقحافہ عثمان الصدیق الاکبر۔

صدیقِ اکبر کی نسلِ پاک میں سلسلہ وار چاروں باپ بیٹے صحابیءرسول ہونے کا شرف رکھتے ہیں۔ حضرت ابوعتیق صحابی ان کے والد حضرت عبدالرحمن صحابی اور عبدالرحمن کے

Marfat.com

والد حضرت ابوبکر صدیق صحابی اور حضرت ابوبکر صدیق کے والد حضرت عثمان ابوقحافہ بھی صحابی رسول تھے۔ایک لاکھ سے زائد صحابہ کرام واہل بیت عظام کی خطیر نفری میں سے ایسا سعادت مند کوئی بھی صحابی نظر نہیں آتا۔جس کی چار نسلیں بلافصل صحابیت کے شرف سے فیض یاب ہوں۔ویسے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اُن دس صحابہ کرام میں پہلے نمبر پر ہیں۔ جنھیں **عشرہ مبشّرہ** کہا جاتا ہے۔یعنی دنیا میں ہی جن کو جنت کی خوشخبری دے دی گئی

۔ا۔حضرت ابوبکر صدیق ۲:۔حضرت عمر بن خطاب ۳:۔حضرت عثمان بن عفان

۴:۔حضرت علی بن ابی طالب ۵:۔حضرت زبیر بن عوام ۶:۔حضرت سعید بن زید ۷:۔حضرت سعد بن ابی وقاص ۸:۔حضرت طلحہ بن عبیداللہ ۹:۔حضرت ابوعبیدہ بن جراح ۱۰:۔حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضوان اللہ علیھم اجمعین۔

☆۔سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق تمام ادوار سابقہ وموجودہ اہل سنت و جماعت سمیت تمام کا متفقہ فیصلہ ہے۔کہ انبیاء کرام کے بعد سب سے اعلیٰ درجہ سیدنا ابوبکر صدیق کو نصیب ہے۔گو دورِ حاضر کے کچھ بدقسمت لوگ سیدنا ابوبکر صدیق سمیت کئی صحابہ کرام کو گالیاں دیتے ہیں اور ان پر لعنت بھیجتے ہیں۔(العیاذ باللہ) درحقیقت ایسے لوگ اپنا ایمان ضائع کرتے ہیں۔اور وہ سبُّ وشَتم ولعن طعن واپس ایسے لوگوں کے منہ پر ہی پڑتی ہے۔دورِ حاضر کے کلمہ بلافصل پڑھنے والوں کے محقق نے اپنی کتاب جلاء العیون فارسی مطبوعہ ایران میں حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر وسیدہ عائشہ صدیقہ رضوان اللہ علیھم کو بہت سے مقامات پر کافر بھی لکھا ہے اور لعنت بھی بھیجی ہے۔**العیا ذ باللہ۔** یہ لوگ ویسے تو خود کو مومن کہتے ہیں لیکن حقیقت کیا ہے؟ حضرت ابوبکر وعمر وسیدہ عائشہ کے ایمان اور تقوے کی گواہی قرآن نے وضاحت سے ذکر کی ہے۔ان پاک ذاتوں کو کافر

Marfat.com

کہنے والا قرآن کا منکر اور قرآن کا منکر **محبِ اهلبیت** نہیں ہوسکتا ۔

حدیث نمبر۶۳:۔**عن عمر رضی الله عنه قال امر نا رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ان نتصدّق ووافق ذالك عندی مالاً فقلت الیوم اسبق ابا بکر ان سبقتهٗ یوماً قال فجئت بنصف مالی فقال رسول اللہ صلی الله علیه وآلهٖ وسلم ما ابقیت لا هلك فقلت مثلهٗ واتی ابو بکر بکل ما عندهٗ فقال یا ابا بکر ما ابقیت لاهلك فقال ابقیت لهم الله و رسولهٗ قلت لا اسبقهٗ الیٰ شیئی ابداً رواه الترمذی و ابو داؤد**

(ص ۵۵٦جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا۔جبکہ میرے پاس اس دفعہ کافی مال تھا۔میں نے کہا کہ آج ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بازی جیت لوں گا۔تو میں نے اپنے کل مال سے نصف مال اٹھایا اور لاکر بارگاہِ رسالت میں پیش کردیا۔مدنی لجپال سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا (اے عمر) کتنا مال لائے ہو؟ میں نے عرض کیا کُل مال سے نصف مال لایا ہوں۔اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا کل مال لاکر رکھ دیا تھا۔حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا ابوبکر یہاں کتنا مال لائے؟ اور اپنے گھر والوں کیلئے کتنا چھوڑ آئے؟ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اپنے اہل وعیال کیلئے میں اللہ ورسول چھوڑ آیا ہوں۔مجھے یقین ہوگیا کہ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کسی بھی

Marfat.com

معاملے میں سبقت نہیں کرسکتا۔اس حدیث کوترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا۔

شرح حدیث :۔ یہ حدیث پاک سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عظیم خصائل وفضائل و ایثار کا حسین مرقع ہے۔فاروقِ اعظم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ جس کی نشان دہی کررہے ہیں۔اوراس حدیث میں نہایت قابلِ قدر الفاظ یہ ہیں۔ (**لا اسبقه الیٰ شئی ابدا**)

﴿**ا بقیت لهم الله ورسولهٗ**﴾۔کہ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر اگر کوئی ابدی سرمدی دولت ہے تو وہ اللہ ورسول کی ذات۔مکہ سے مدینہ ہجرت کی تیاری کرتے وقت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار درہم امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں لا کر رکھ دیے اور عرض گزار ہوئے۔یہ آپ کی ملکیت ہے آپ جہاں چاہیں خرچ فرماتے جایئے۔شمع رسالت کے بے مثال پروانے تھے۔

Marfat.com

☆ فضائل خلیفہ ثانی سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ☆

حدیث نمبر۶۴:۔ **عن ابن عباس رضی الله عنهما عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم قال اللهم اعزالاسلام بابی جهل عمرو بن هشام او بعمر بن الخطاب فاصبح عمر فغدا علی النبی صلی الله علیه وآله وسلم فأسلم ثم صلیّ فی المسجد الحرام ظاهراً رواه احمد و الترمذی**

(ص ۵۵۷ جلد۲، مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث:۔ **عن ابن عمر رضی الله عنهما قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ان الله جعل الحق علی لسان عمر رضی الله عنه رواه البیهقی فی دلائل النبوة**

(ص ۵۵۷ جلد۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا مانگی۔ اے اللہ ابو جہل عمرو بن ہشام سے یا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اسلام کا بول بالا فرما۔ تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ علی الصبح نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور حاضر ہو کر مشرف باسلام ہو گئے۔ پھر مسجدِ حرام خانہ کعبہ میں کھُلم کھلا نمازیں ادا ہونے لگیں۔ اس حدیث کو امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں اور امام ترمذی نے روایت کیا (ص ۵۵۷ جلد۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ حدیث ایضاً:۔ حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ

Marfat.com

رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے حق بیان کرنے کیلئے حضرت عمر بن خطاب کی زبان کا انتخاب فرمایا ہے۔اس حدیث کو امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کیا ہے۔

شرح حدیث:۔ان دونوں احادیث میں اہم ترین نکات درج ذیل ہیں۔

☆۔حق کا بول بالا ہمیشہ سے لیکر ہمیشہ تک کسی بھی رنگ میں اللہ والوں ہی سے منسلک رہا ہے۔

☆۔حق کے بول بالا کیلئے اللہ کا نبی اللہ تعالیٰ سے دعا کر کے نام لیکر کسی ایک کو مانگ لے اور اللہ تعالیٰ مطلوبہ شخصیت کو منتخب فرما کر نبی کے قدموں میں لا کر دولتِ ایمان سے مالا مال فرماتے ہوئے بیان حق کیلئے ترجمان مقرر فرمادے۔ایسی مسلّمہ منتخب شخصیت سے عداوت رکھنے والا ایماندار کیسے ہوسکتا ہے؟

☆۔ایمان عمر سے پہلے مسلمانوں کو مشرکین مکہ کی طرف سے مسجدِ حرام میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں تھی۔جوں ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کو ساتھ لیکر مسجدِ حرام (کعبہ شریف) میں علانیہ طور پر نمازیں ادا کروائیں۔یہ تھا مقام عمر بن خطاب فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا۔اور اس عظیم شرف کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بارگاہِ مصطفوی **علے صاحبها الف الف تحية** اور بارگاہِ ایزدی جلّ جلالہٗ سے فاروق (حق وباطل میں فرق کرنے والا) کا لقب عنایت ہوا۔جب سے آپکی شناخت ومرتبت کا طرہ امتیاز فاروقِ اعظم کے لقب سے منسلک رہا ہے۔☆۔حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو اللہ ورسول کی طرف سے حق اور سچ کا ترجمان منتخب ہونے پر پورے افرادِ کائنات کی مبارکبادیاں بارگاہِ حق میں قبول ہوں آمین

Marfat.com

☆ ۔نبوت کے چھٹے سال ستائیس سال کی عمر میں پنتالیس آدمیوں اور تیس عورتوں کے ایمان لانے کے بعد ایمان لائے ۔جبکہ پچھلے دن شہنشاہِ ہر دوسرا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا مانگی تھی ۔**اللّٰھم اعزّ الاسلام بأحبّ ھذین الرجلین الیك بعمر بن الخطاب او بعمر و بن ھشامِ ابی جھل**

(ص ۹۱ الصواعق المحرقہ)

ترجمہ:۔اے اللہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ یا عمرو بن ھشام ابوجہل دونوں میں سے ''جو تجھے پسند ہو'' ایک کو ایمان کی دولت عطا فرما کر اسلام کا بول بالا فرما۔

نکتہ:۔اس قسم کی منفرد امتیازی فضیلت سے خلافت کی اوّلیت یا افضلیت کا یقینی فیصلہ کرنا شریعتِ اسلامیہ میں غیر معتبر ہے۔خلافت کی اولیت یا افضلیت اجماع اُمّت پر منحصر ہے ۔ورنہ یہ مسئلہ صدیوں تک بھی حل نہ ہو سکے گا۔حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چاروں خلفائے راشدین میں سے کسی ایک کے انفرادی امتیازی فضائل سامنے رکھ کر مسئلہ خلافت کی اولیت کا مسئلہ ہرگز حل نہیں ہو سکے گا۔مگر اجماع اُمّت ہی ایک ایسا اصول ہے۔ جو تمام الجھنوں کی سلجھن پیش کرتا ہے۔

☆ ۔اسی اسلام کے ابتدائی دورِ ابتلا مکہ شریف میں ایمان لانے والوں اور پہل کرنے والوں میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد سابقین اوّلین میں شامل ہونے کا شرف عظیم فاروقِ اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو عطا ہوا۔جیسا کہ کلامِ الٰہی پارہ نمبر ۱۱،اور رکوع نمبر ۲ گواہ ہے۔

والسّبقون الاوّلون من المھجرین والانصار والذین اتّبعوھم باحسانٍ رضی اللہ عنھم ورضواعنہ و اعدلھم

Marfat.com

جنّت تجری تحتها الانہر خلدین فیھا ابداً ذالك الفوز العظیم (پارہ نمبر ۱۱ رکوع ۲)

ترجمہ:۔مہاجرین اور انصار میں سے ایمان لانے میں پہل کرنے والوں اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے والوں سے اللہ تعالیٰ راضی ہوا۔اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے۔اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے ہمیشہ رہنے والے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں۔جن میں نہریں چلتی ہیں۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ (پارہ ۱۱ رکوع ۲)

قرآن پاک کی متعدد آیات حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئیں۔ اور اکثر ان آیات کے نزول سے قبل اللہ تعالیٰ فاروقِ اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی زبانِ حق ترجمان پر ان آیات کے مفہوم کا اظہار کروا دیتا تھا۔مثلاً پردہ کی فرضیت اور تمنائے عمر رضی اللہ عنہ۔سیدہ عائشہ صدیقہ اور انکی برأت و پاکدامنی کی آیات اور بدر کے قیدیوں کا فیصلہ خداوندی اور زبان عمر رضی اللہ عنہ۔

☆ فضائل خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ ☆

حدیث نمبر ۶۵:۔**عن ثمامة بن حزن القشیری رضی الله عنه قال شهدتُّ الدار حین اشرف علیهم عثمان فقال انشد کم الله والاسلام هل تعلمون اَنّ رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قدم المدینة ولیس بها ماء یستعذب غیر بئیر رومة فقال من یّشتری بئیر رومة یجعل دلوهٗ مع دلاءِ المسلمین**

Marfat.com

بخير له منها فی الجنة فا شتريتها من صلب مالی واليوم تمنعوننی ان اشرب منها.......... الخ رواه الترمذی والنسائی والدارقطنی (ص ۵۶۲ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔ حضرت ثمامہ بن حزن قُشیری سے روایت ہے۔ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن میں وہاں موجود تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کی چھت سے آواز دے کر کہا ''لوگو'' اللہ تعالیٰ اور اسلام کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تمہیں پتہ ہے؟ کہ جب رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینے شریف تشریف لائے تو پینے کیلئے سوائے بئیر رومہ کنویں کے پانی کے میٹھے پانی پینے کا کوئی وجود نہ تھا۔ آپ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اعلان فرمایا سب کے استعمال کیلئے بئیر رومہ کنویں کو خرید کر کون آزاد کرے گا؟ جس کے بدلے اسے جنت ملے گی۔ تو میں نے اپنی جیب سے رقم خرچ کر کے اسے آزاد کیا جبکہ مجھے وہاں سے آج پانی پینے کی اجازت نہیں۔ اور میں نمکین کھارا پانی پی رہا ہوں۔ انہوں نے کہا آپ نے سچ کہا۔ پھر حضرت عثمانِ غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے دوسری بات دریافت فرمائی۔ فرمایا میں اللہ تعالیٰ اور اسلام کی قسم دے کر تمہیں پوچھتا ہوں۔ کہ ہجرت کے بعد مسجدِ نبوی کی جگہ تنگ تھی۔ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اعلان فرمایا کہ مسجدِ نبوی کے پڑوس میں فلاں آدمی کے گھر کی جگہ خرید کر مسجدِ نبوی کیلئے کون وقف کرے گا۔ جس کے بدلے اُسے جنت کی خوشخبری مبارک رہے۔ تو میں نے اپنی گرہ سے رقم دے کر جگہ خریدی اور مسجد کیلئے وقف کر دی۔ تو آج تم مجھے اس مسجد میں نماز پڑھنے سے روکتے ہو۔ انہوں نے کہا آپ نے سچ کہا۔ پھر آپ نے فرمایا میں تمہیں اللہ جل جلالہٗ کی ذات کی اور اسلام کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کہ نبی پاک صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور میں چاروں کوہِ ثبیر پر جب چڑھے تو پہاڑ نے جنبش کی اور بالائی حصہ سے کچھ پتھر لڑھک کر پہاڑ کے دامن میں نیچے جا گرے۔ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اے پہاڑ سکون کر اس وقت تجھ پر ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔ تو سب نے کہا آپ نے سچ کہا۔ حضرت عثمان نے فرمایا خدا کی قسم سب نے گواہی دے دی۔ رب کعبہ کی قسم میں اس وقت شہید ہوں۔ تین مرتبہ یہی الفاظ دہرائے۔ اس حدیث کو ترمذی اور نسائی اور دار قطنی نے روایت کیا۔

(ص ۵٦۲ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث:۔ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ عام الفیل کے چھ سال بعد پیدا ہوئے۔ قدیم اسلام لانے والوں میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تبلیغ اور کوشش کے بعد بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر مکہ شریف میں مشرف باسلام ہو گئے۔

صاحب الهجرتین :۔ یہ لقب بھی حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو عطا ہوا۔ یعنی اسلام اور ایمان کی خاطر آپ نے اپنا اصل گھر بار، مال و متاع اور وطن دو مرتبہ چھوڑا۔

پہلی ہجرت:۔ اپنی زوجہ سیدہ رقیہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ مکہ چھوڑ کر ملک حبشہ کو ہجرت کی۔

دوسری ہجرت:۔ پھر حبشہ سے دس سال بعد سیدہ رقیہ رضوان اللہ علیہا کے ہمراہ مدینہ شریف کی طرف ہجرت کی۔

جنگِ بدر:۔ اسلام کی پہلی بڑی جنگ، جنگِ بدر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ صرف اس وجہ سے شامل نہ ہو سکے کہ آپ کی زوجہ محترمہ سیدہ رقیہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار تھیں۔ انکی تیمارداری کیلئے نبی پاک صلی اللہ علیہ واالہ وسلم نے حضرت عثمان کو مدینہ شریف میں

Marfat.com

رہنے کا حکم دیا کہ جنگِ بدر میں شامل نہ ہوں۔جنگِ بدر کے موقع پر صاحبزادی رسول سیدہ رقیہ کا وصال ہوگیا۔تو حضور علیہ السلام نے اپنی دوسری صاحبزادی سیدہ ام کلثوم رضوان اللہ علیھا کو حضرت عثمان غنی کے نکاح میں دے دیا۔یہیں سے ذوالنورین کا لقب عطا ہوا۔ یعنی نبی کے دونور نظر کے سرتاج حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ۔

☆ جنت پیسوں سے مول خریدی ☆

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تین دفعہ پیسے دے کر جنّت خریدی۔

ا۔میٹھے پانی کا چشمہ خرید کر وقف کر دیا۔

۲۔مسجدِ نبوی کی توسیع کی خاطر مسجد کا قریبی رہائشی مکان مالک سے خرید کر فی سبیل اللہ مسجدِ نبوی کے نام وقف کر دیا۔

۳۔غزوۂ تبوک کے موقع پر چھ سو اونٹ اور ایک ہزار اشرفی خرچ کر کے تیسری مرتبہ جنت خریدی۔جبکہ احادیث کے صاف الفاظ ہیں۔''حضرت عثمان جنتی ہے خواہ کوئی عمل کرے یا نہ کرے'' **ماذاعلیٰ عثمان ما عمل بعد الیوم** ''

ہجرت کے چھٹے سال صلح حدیبیہ کے موقع پر حضور شافع روزِ جزاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے بیعت عام فرمائی۔حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی ضروری مہم پر بھیج رکھا تھا۔تو حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام سے بیعت لیکر فراغت پر اپنا ایک ہاتھ مبارک اٹھا کر فرمایا۔''یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔اور دیکھو یہ عثمان میری بیعت کر رہا ہے۔اور اپنے دوسرے ہاتھ مبارک پر وہ ہاتھ رکھ دیا''۔اللہ تعالیٰ نے اس منظر کو قرآن پاک (پ ۲۶ سورہ فتح) میں یوں بیان فرمایا۔''یارسول اللہ صلی اللہ

Marfat.com

علیک وسلم جنہوں نے آپ کے ہاتھ مبارک پر اپنا ہاتھ رکھ کر بیعت کی یہ میرا ہاتھ تھا۔ انہوں نے مجھ سے بیعت کی ہے"

تو یہ ایمان افروز جلوہ کچھ اس طرح ہوا۔ کہ عثمان کا ہاتھ نبی کا ہاتھ اور نبی کا ہاتھ اللہ جل مجدہٗ کا ہاتھ۔ اتنی بڑی شان والا حضرت عثمان کا ہاتھ تھا۔ تب ہی تو اسی ہاتھ سے یعنی حضرت عثمان کے ہاتھ سے قرآن جمع کروایا۔ جو موجودہ ترتیب پر مسلمانانِ عالم کے ہاتھوں اور گھروں میں تشریف فرما ہے۔ حدیث پاک میں موجود ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میرا عثمان ایسے ستر ہزار آدمیوں گنہگاروں کو قیامت کے دن بخشوائے گا ۔جن پر جہنم کی سزا لازمی ہو چکی ہوگی۔ **یشفعُ فی سبعین الفا کلھم استو جبو االنار(الصواعق المحرقه)** ۔حضرت عثمان تیسرے خلیفہ راشد عشرہ مبشرہ میں شامل صاحب الھجر تین، صاحب شرف **ید الله فوق ایدیھم** ۔ دنیا کے مال کے عوض تین دفعہ نبی پاک سے جنت خریدنے والے نبی پاک صلی اللہ علیہ واالہ وسلم کی دو صاحبزادیوں سیّدہ رُقیہ وسیّدہ امّ کلثوم کے سر تاج رضی اللہ عنہ۔

Marfat.com

☆فضائل مولائے کائنات حیدرِ کرّار رضی اللہ عنہ☆

حدیث نمبر۶۶:۔عن زید بن ارقم رضی الله عنه وعلی بن ابی طالب رضی الله عنهما قال قال رسول الله صلی الله علیك وسلم من کنت مولاهُ فعلیٌّ مولاه اللّهم واٰل من والیٰ علیاًاو بی روایة عادِ من عادیٰ علیاً روی من الصحابه ثلاثون فالحدیث متواتر رواه احمد والحاکم والترمذی والطبرانی (صفحہ ۳۲۴ جلد ۲ کشف الخفاء اسماعیل بن محمد عجلونی متوفی ۱۱۶۲)

ترجمہ:۔سیدنا زید بن ارقم وسیدنا مولیٰ علی ابن ابی طالب رضوان اللہ علیھما نے روایت ہے ۔کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کا میں مولیٰ اسکا علی مولیٰ اے اللہ جو علی سے پیار کرے تو بھی اس سے پیار کر اور جو علی سے عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ۔صحابہ کرام میں سے تیس جلیل القدر صحابہ کرام نے اس حدیث کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا۔تو یہ حدیث متواتر درجہ رکھتی ہے۔اسے محدّث امام احمد بن حنبل و حاکم اور ترمذی نے ذکر کیا۔

شرح حدیث:۔یہ حدیث پاک سند اور متن کے لحاظ سے نہایت مضبوط اور اصول حدیث کے زاویے کے مطابق بڑی بلند پایہ احادیث میں سے تواتر کی حد کو پہنچی ہوئی ہے۔اس حدیث پاک میں تین مضمون خود بخود ظاہر و باہر ہیں۔

ا۔لفظ مولیٰ اور اس کی وضاحت ۲۔مولیٰ علی سے دوستی ۳۔مولیٰ علی سے دشمنی۔

Marfat.com

ا۔لفظ مولیٰ کا معنی:۔ نوکر۔ غلام ۔ سردار ۔ خلیفہ ۔ جانشین ۔ نائب ۔ مالک ۔ ستر کے لگ بھگ مولیٰ کے معنی کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔لیکن دورِ حاضر کے کچھ جاہل لوگ معنی کرتے ہیں پہلے خلیفہ۔حالانکہ لغت کی کسی بھی کتاب میں لفظ مولیٰ کا معنی پہلا خلیفہ نہیں ہے۔مولیٰ مشکل کشا نائب رسول بھی ہیں خلیفہء برحق امیر المؤمنین بھی ہیں۔سردار مالک اور آقا قائد اعظم بھی یہ سب کچھ مسلّم لیکن پہلا خلیفہ مولیٰ کا ترجمہ کسی عربی لغت میں نہیں ہے۔

۲۔مولیٰ علی حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ سے دوستی اور عقیدت اور پیار ایمان کی علامت ہی نہیں ہے۔ بلکہ علی کی محبت ایمان کی جان ہے۔جس کو مولیٰ علی سے محبت اور پیار نہیں اس کے اسلام اور ایمان کا اعتبار نہیں ۔جس کے ایمان کا اعتبار نہیں اسکے پیچھے امامت میں اقتداء کرنا نماز پڑھنا حرام ہے۔جس کے ایمان کا اعتبار نہیں اس کی قیادت میں اسلامی ریاست کے ضروری کام نمٹانا یا لوگوں کے فیصلے کرنا یا قاضی القضاۃ بننا اللہ و رسول سے کھلی بغاوت ہے۔اور جس کے ایمان کا اعتبار نہ ہو اس کی امامت و قیادت و خلافت کے خلاف علمِ بغاوت نہ کھڑا کرنے والا اللہ و رسول کا دشمن ہے۔ چونکہ مولیٰ علی مُشکل کشا اللہ اور رسول کے محبوب تھے۔اور اُنہوں نے سابقہ تینوں خلیفوں کی خلافت راشدہ میں کوئی بھی لڑائی یا علم بغاوت بلند نہیں کیا ۔اس لیے یہ بات مُسلّم رہی کہ حضرت ابوبکر و عُمر و عُثمان تینوں کی خلافتِ راشدہ حق تھی ۔جس پر ہمیشہ سے لیکر ہمیشہ تک مُہر حیدری ثبت رہی ہے۔

امیر المؤمنین سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کے فضائل و مناقب و کرامات اتنی کثرت سے وارد ہیں کہ کسی صحابی یا غیر صحابی کی عظمت شان اس حد تک نہیں پہنچی۔قرآن پاک کی ایک صد سے زائد آیاتِ کریمہ مولیٰ مشکل کشا کے حق میں نازل ہوئیں۔ نبی پاک

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ علی سے محبت ایمان کی علامت اور علی سے عداوت کفر کی علامت ہے۔ علی کے چہرے کی زیارت خدا کی عبادت جس محفل میں حب علی کی شرکت نہین۔ وہ محفل بے کار جس شعبہ حیات میں حب علی کا حقیقی مقام قائم نہیں وہ زندگی تو کیا موت سے بھی بدتر۔

☆۔ جو خلافت یا قیادت یا سیادت یا شرافت علی کی رضا کے خلاف ہے۔ ایسی خلافت یا قیادت کو للکار کے علم بغاوت لئے مقابلے کیلئے میدان میں آ کر برسرِ پیکار نہ ہونا حیدری قوت کے صاف چہرے پر ایسا بدنما گندا داغ ثابت ہوگا۔ جس گندے داغ کو مٹانے کیلئے تمام جہانوں کے سمندروں اور دریاؤں کا پانی ناکافی ہوگا۔ مولیٰ مشکل کشا رضی اللہ عنہ کی تمام مبارک زندگی میں پہلے تینوں خلیفوں کی خلافت اور قیادت حق تھی۔ اسی لئے حیدرِ کرّار نے سابقہ خلافتِ راشدہ کے کسی بھی دور میں کوئی محاذ آرائی یا جنگ نہ کی۔

☆ ''خلافت امام الانبیاء اور مولیٰ علی رضی اللہ عنہ'' ☆

خلافتِ امام الانبیاء ایک خصوصی دعوتِ حق تھی جس دعوت کے میزبان مولیٰ علی مشکل کشا تھے۔ مہمانوں کو پہلے فارغ کرنا یہ میزبان بالخصوص ترجمانِ حق کا پہلا بنیادی فریضہ ہے۔ میزبان گھر والے محفل والے پروگرام والے گھر کے مالک مہمانوں سے خود کو مقدم نہیں رکھا کرتے۔ خلیفہ اوّل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت سے لے کر حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت تک چوبیس سال کے زائد عرصہ کے دوران ان تینوں خلفائے راشدین میں سے کسی ایک خلیفہ کے خلاف مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے بغاوت کا جھنڈا کھڑا کیا ہو یا کہیں لڑائی قتل و غارت ہوئی ہو۔ کتب ہائے حدیث وتفسیر میں کہیں ایک لفظ بھی موجود نہیں۔

Marfat.com

دورِ خلافت راشدہ کے پہلے تینوں خلفائے راشدین (ابوبکر و عمر و عثمان رضوان اللہ علیہم) کی خلافت میں چوبیس سال سے زائد عرصہ تک ان کے پیچھے مولیٰ علی کا نمازیں پڑھنا اور کسی قسم کا منفی یا باغیانہ انداز میں کسی قسم کا علم بغاوت نہ کھڑا کرنا اور سابقہ چوبیس سال میں سے اکثر زمانہ قاضی القضاۃ رہنا پہلے تینوں خلیفوں کے منصبِ خلافت پر حیدری مہرِ تصدیق ہمیشہ سے مُسلّم رہی ہے۔

علی کیلئے نبی کی دعا

نبی اُمّی واقفِ اسرار **لدُنی** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولائے کائنات حیدرِ کرّار رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمائی تھی۔ **اللھم ادرّ الحق مع علی حیث دار (الصواعق المحرقہ)**۔ترجمہ:۔اے اللہ علی جدھر پھر جائے حق کو ادھر پھیر دے۔ بلافصل کلمہ پڑھنے والوں کے منہ پر ایسا طمانچہ اور کسی طرف سے نہیں پڑے گا۔علی صحابہ کے گرویدہ اور صحابہ علی کے گرویدہ۔دورِ حاضر کے اسلام دشمن عناصر بلاوجہ یہ تأثر قائم کرتے پھر رہے ہیں۔کہ حب علی اور حب اہلبیت رکھنے والے نبی کے صحابہ کو نہیں مانا کرتے اور نہ ان سے محبت رکھنے کا کوئی حق ہے۔جب اہلبیت اطہار نے مولیٰ علی سمیت پہلے تینوں خلفائے راشدین کی خلافت کو تسلیم کرلیا۔اس کے بعد مولیٰ مشکل کشا اور اہلبیت اطہار کے فیصلے نہ ماننے والا ایمان دار کیسے ہوسکتا ہے؟ مولیٰ علی مشکل کشا کا چوبیس سال کے عرصہ میں پہلے خلفائے راشدین میں سے کسی ایک کے پیچھے صرف ایک نماز پڑھنے سے تمام خلافتِ راشدہ کا تیس سالہ دور بے داغ ہوجاتا ہے۔

☆۔مولیٰ علی واہلبیت علیھم رضوان سے دشمنی ایمان کیلئے سم قاتل سے بڑھ کر ہے۔اہل سنت جماعت بفضلہٖ تعالیٰ اہلبیت حیدرِ کرّار سمیت تمام آلِ رسول سے کامل محبت رکھنے

Marfat.com

والے ہیں۔نفل ہوں یا سنت واجب ہو یا فرض عبادت ہر دو رکعت کے بعد آلِ رسول اہل بیت پر درود پڑھنا واجب قرار دیتے ہیں۔اور پڑھتے ہیں۔اکثر و بیشتر اہلِ بیت آلِ رسول کے مختلف تہواروں پر ایصالِ ثواب اور ان کے نام کی محفلیں قائم رکھنے میں زبر دست جوش اور ولولہ رکھتے ہیں۔لہٰذا حُبِّ علی وحُبِّ اہلِ بیت وحب صحابہ کے یکساں طور پر گرویدہ اگر ہے تو صرف اہلِ سنت و جماعت بریلوی مسلک ہی ہے۔دورِ حاضر میں آلِ رسول سے دشمنی رکھنے والے ایک تو کلمہ بلافصل پڑھنے والے ہیں۔ جنھوں نے اہل بیت کے بنیادی فیصلوں کو تسلیم نہیں کیا۔اور دوسرے وہ لوگ ہیں جو فیضانِ اہلبیت اوران کی روحانیت کے منکر ہیں۔کہ اہلِ بیت عظام کو مخلوق کا ملجاو ماویٰ یا ہر دکھ کا مداوی ماننے سے انکاری ہیں۔

☆کلمہ بلافصل پڑھنے والوں سے یہودیت ونصرانیت کا طُرّئہ امتیاز☆

دورِ حاضر کے یہودیوں سے پوچھا جائے کہ تمہارے مذہب یہودیت میں سب سے اعلیٰ لوگ کون ہیں؟ تو وہ جواب دیں گے۔ہمارے نبی حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ(وہ افراد جو اپنے نبی کے جانشین اور خلیفے بنے)عیسائیوں سے پوچھا جائے کہ تمہارے مذہب عیسائیت،نصرانیت میں سے اعلیٰ لوگ کون ہیں؟ تو وہ جواب دیں گے۔ہمارے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحابہ کرام اور انکے خلیفے جانشین۔

دورِ حاضر کے کلمہ بلافصل پڑھنے والوں سے پوچھا جائے کہ تمہارے مذہب میں سب سے بڑھ کر گمراہ اور بے دین اسلام کے دشمن کون لوگ ہیں؟ تو انہی کلمہ بلافصل پڑھنے والوں کی اکثریت جواب دے گی۔کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام اور خلیفے ایسے لوگوں کا ایمان تو دیکھوان کے مقابلے میں اپنے نبی کے جانشین صحابہ کرام کی عقیدت

Marfat.com

رکھنے میں یہودی اور عیسائی بھی ان کی نسبت بازی جیت گئے۔

☆سورج کی مغرب سے واپسی۔ نبی کا معجزہ، علی کی کرامت☆

حدیث نمبر ٦٧:۔عن اسمآء بنت عمیس رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نام علیٰ فخذ علیّ حتیٰ غابت الشمسفلمااستیقظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال علی یا رسول اللہ صلی اللہ علیك وسلم انی اصلی العصر فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللھم انّ عبد ك علیاً احتبس بنفسہٖ علٰی نبیہٖ فرُدّ الشمس علیہ قالت اسماء فطلعت الشمس حتّی وقعت علیٰ الجبال و علیٰ الارض ثم قام علی فتوضّأ و صلی العصر و ذالك با الصہبآء بخیبر ۔ رواہ الطحاوی و القاضی عیاض و ملّا علیؒ القاری و العینی فی عمدۃ القاری و ابن حجر فی فتح الباری و الطبرانی و الحاکم و البیہقی والسیوطی

(ص ٣٥٣ جلد ١، کشف الخفاء اسماعیل بن محمد عجلونی)

ترجمہ:۔حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دفعہ مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے ران مبارک پر سر مبارک رکھ کر سو گئے۔

Marfat.com

یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ جب نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے۔ مولیٰ علی کرّم اللہ وجھہ الکریم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میری عصر کی نماز قضا ہو گئی۔ ابھی ادا نہیں کی تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی۔

''اے اللہ تیرے مقبول بندے مولیٰ علی نے اپنی ذات کو میرے لئے وقف کر دیا۔ تو علی حیدرِ صفدر کیلئے سورج واپس لوٹا دے۔ راویہ حدیث حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ سورج اتنا واپس نمودار ہو گیا کہ پہاڑ اور زمین روشن ہو گئے۔ پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اٹھے وضو کر کے نمازِ عصر ادا کی اور یہ واقعہ خیبر کے علاقہ وادیٔ صہباء میں واقع ہوا۔ اس حدیث کو محدثین کی ایک جماعت امام طحاوی اور قاضی عیاض اور ملاّ علی قاری علامہ عینی نے عمدۃ القاری اور علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی اور علامہ سیوطی نے روایت کیا۔ (ص ۳۵۳ جلد ۱، کشف الخفاء اسماعیل بن محمد عجلونی متوفی ۱۱۶۲)

شرح حدیث:۔ اس حدیث پاک میں متعدد فضائل نبوت وولایت مذکور ہیں۔

☆۔ سب سے بڑی خوبی نبی پاک کا معجزہ اور علی کی کرامت جنہوں نے اپنی نمازِ عصر اپنے آقا لجپال کے سکون پر قربان کر دی۔ ویسے تو فرائض وقوانین اسلامیہ کی قربانی کسی بھی چیز یا ذات پر نہیں دی جا سکتی۔ البتہ محبوبِ خدا شہنشاہِ ہر دوسرا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ایک ایسی منفرد بے مثال ذات ہے۔ جو کہ فرائض اسلامیہ کی حقیقی بنیاد اور لُبِّ لُباب ہونے کے حوالے سے ان میں یہ اہلیت موجود ہے۔ کہ اگر کوئی پروانہ شمع رسالت عاشقِ رسول ان کی رضا کی تلاش میں اُن کے حکم سے فرض نماز قضا کر لے۔ تو وہ نماز قضا ہونے کی وجہ سے ناقص متصور نہ ہو گی بلکہ اکمل ہو گی۔ جیسا کہ حدیث نمبر پچاس (۵۰) حضرت سعید بن معلّٰی صحابی رسول کی حدیث پاک سے واضح ہے۔ حالانکہ اس کے برعکس کسی سے نماز قضا

Marfat.com

ہو جائے تو اس کی نماز ناقص ہی رہے گی۔ لیکن یہاں قدرتِ رسول عربی وولایت علی کا عروج مقصود ہے۔

☆۔اس مقامِ خیبر کی وادیٔ صہباء میں سورج کی واپسی ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ اور مولیٰ علی کی بے مثال کرامت ہے۔ غیر نبی کیلئے سوائے مولیٰ علی کے بطور کرامت سورج کی واپسی آج تک معرضِ وجود میں نہیں ہے۔ اللہ کے نبی کی بات تو وراء الوراء ہے۔ کسی ولی کی عظمت کو دوبالا کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ اپنے قدرتی نظام میں ہر قسم کی تبدیلی کرسکتا ہے۔"لوأ قسم علیٰ الله لأبرّ ہ"

☆حضرت علی رضی اللہ عنہ اللہ ورسول کے عاشق ومحبوب ہیں اور اللہ ورسول علی کے عاشق ومحبوب☆

حدیث ایضاً:۔ **عن ابی هریره رضی الله عنه اَنّ رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال یوم خیبر لا عطین هذا الرأیة (غداً) رجلا یحبُّ الله ورسولهٗ وفی روایة یحبّه الله ورسولهٗ یفتح الله علیٰ یدیه قال عمر بن الخطاب رضی الله عنه ماحببتُ الامارة الا یومئذٍ قال فتساورتُ لها رجآءَ انْ ادعیٰ لها قال فدعا رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم علیًا بن ابی طالب رضی الله عنه وفی روایة وکان فی عینیه رمدٌ فبصق فیه رسول الله صلی الله علیه وآله**

Marfat.com

وسلم فبرأ فاعطاه الرأية اياها وقال امش و لا تلتفت حتّٰی یفتح الله علیك قال فسارَ علیٌّ شیئاً ثمّ وقف ولم یلتفت فصرخ یا رسول الله صلی الله علیك وسلم علیٰ ماذا اُقاتل الناس قال قاتلهم حتّٰی یشهدُ واَن لا اله الا الله و ان محمد رسول الله فاذا فعلوا ذالك فقد منعوا منك دماء هم واموالهم الا بحقها و حسابهم علیٰ الله

(ص ۲۷۹ جلد ۲، مسلم شریف)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے روز فرمایا میں کل اس آدمی کو جھنڈا عطا کروں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے پیار کرتا ہے۔ اور اللہ و رسول اس سے پیار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں (قلعہ قموص از قلعھائے خیبر) فتح فرمائے گا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ سرداری یا قیادت کی میں نے کبھی تمنا نہیں کی لیکن اس دن میرے دل میں شدید حرص و تمنا تھی کہ کل سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح مجھے بلا کر جھنڈا عطا فرمائیں ۔راوی کہتے ہیں کہ اگلے روز رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولیٰ علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کو بلایا جب کہ اس وقت آپ کی آنکھ مبارک میں شدید ورم اور درد تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولیٰ علی کی آنکھ میں اپنا لعاب مبارک ڈال دیا آنکھیں اسی وقت ٹھیک ہو گئیں ۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیدرِ کرّار رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عطا کرتے وقت فرمایا ۔جاؤ رواں دواں چلتے جاؤ اور پیچھے مڑ کر مت دیکھنا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آپ کو فتح و نصرت عطا فرما دے۔ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے کچھ قدم چل کر پیچھے دیکھے بغیر کھڑے ہو کر

Marfat.com

زور سے آواز دی یارسول اللہ میں کس بات پر کافروں سے لڑائی کروں؟ آپ نے فرمایا جب تک وہ خدا کو ایک وحدہٗ لاشریک نہ مانیں اور میری رسالت کا اقرار نہ کریں۔اس وقت تک کافروں سے لڑتے جایئے۔جب وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائیں تو انہوں نے اپنے مال اور اپنی جانیں اسلام کی تلوار سے محفوظ کر لیں۔مگر اسلام کے حق کی خاطر (ان کا مال اور جان ضائع کیا جا سکتا ہے)اور انکا حساب اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

(ص ۲۷۹ جلد ۲، مسلم شریف)

ایضاً شرح حدیث:۔اس حدیث پاک میں تفصیلاً تو بہت زیادہ حقائق ودقائق ہیں۔لیکن یہاں اجمالاً چند امور نہایت قابلِ ذکر پیشِ خدمت ہیں۔

☆۔اخبارِ بالغیب۔یعنی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنے والے دِن کی غیب کی خبر کا اعلان فرمایا۔حدیث کے یہ الفاظ **لا عطین الرأیة غداً** .... **یفتح اللہ علیٰ یدیہ** میں کل اس کو جھنڈا عطا کروں گا۔جس کے ہاتھوں یہ خیبر کا قلعہ ،قلعہ قموص فتح ہو جائے گا۔

☆۔فضائل حیدر کرّار کے تمام فضائل کو سمندر در کوزہ کر کے فرما دیا۔جوامع الکلم صفتِ نبوت کا کامل اظہار فرما دیا۔**یحبُ اللہ ورسولہٗ ۔ و یحبہ اللہ ورسولہٗ** ۔ایسا شہسوار عالم ہوگا۔ (جس کو کل میں جھنڈا دوں گا)وہ اللہ ورسول کا محبوب ہوگا۔ اور اللہ ورسول اس کے محبوب ہونگے۔

☆۔للھیت وخلوص فاروقِ اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہ امارت وقیادت کی کبھی خواہش نہ رہی سوائے اس روز فتح خیبر کے کہ اس میں ایک عظیم خوبی اور کمال تھا۔کہ وہ علمبر دار اللہ ورسول کا محبوب اور اللہ ورسول اس کے محبوب ہونگے۔اس قربِ خداوندی وقربِ

Marfat.com

رسول سے شانِ محبوبیت کے جلوے سے مُنسلک ہونے کی اضافی عظیم تمنّا میں اس دن کی امارت وقیادت کی امنگ ہوئی۔ ورنہ فاروقِ اعظم سرداری وقیادت کے اپنی طرف سے کبھی خواہش مند نہ رہے۔

☆۔ نبی پاک نے جولعابِ دہن (تھوک مبارک) حضرت ابوبکر صدیق کی ایڑی پر لگا کر سانپ کے زہر سے شفاء دی۔ وہی لعابِ مبارک حضرت علی کی آنکھ میں ڈال کر درد سے شفاء دی۔ تبرکاتِ نبویہ کی نشان دہی مُسلّم رہی۔

☆۔ فاتح خیبر حیدر۔ قلعہ قموص کا دروازہ (لوہے کا) شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے اکھاڑ کر اس سے ڈھال کا کام لیا۔ جب قلعہ فتح ہوگیا تو آپ نے دروازہ نیچے پھینک دیا۔ بڑھ کر ستر آدمیوں نے اٹھانا چاہا اٹھا نہ سکے۔ اسے کہتے ہیں حیدری قوت۔

شاہِ مردان شیرِ یزدان قوّتِ پروردگار

لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

یہ ہیں اسد اللہ الغالب اللہ کا شیر۔ اللہ کے شیر نہ ڈرا کرتے ہیں، نہ بِکا کرتے ہیں۔ جنگل کا شیر کسی سے ڈر سکتا ہے۔ لیکن یہ ممکن ہی نہیں کہ اللہ کا شیر کسی سے ڈر جائے۔ حق علی کے ساتھ، علی حق کے ساتھ۔ جو کہا حق جو کیا حق جو دیکھا حق۔ بولنا حق خاموشی حق فیصلے حق۔ آپ کی خلافت کا حق اگر کوئی غصب کرتا تو یقیناً آپ تلوار اٹھاتے اور شجاعت کے ایسے جوہر دکھاتے کہ ہزاروں لاکھوں کو بھی مقابلہ کی ہمت نہ ہوتی۔ اپنا حق ضرور لے لیتے۔ جبکہ دورِ حاضر کے گستاخِ صحابہ اپنا یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ مولا علی کرم اللہ وجھہ الکریم کی خلافت کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ستر مرتبہ نبی پاک پر نازل ہوا۔ لیکن نبی پاک کے صحابہ نے خلافت پر ڈاکہ ڈالا۔ اگر یہی عقیدہ صحیح ہے۔ تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خلافتِ

Marfat.com

علی بلا فصل کیلئے جو ستّر سے زائد مرتبہ حکم الٰہی نازل ہوا اُس پر عمل درآمد کیلئے مولا علی شیرِ خدا نے کیا اقدام کیا؟ پچیس سال کسی قسم کی بالکل کوئی جواب طلبی نہ کی۔ کیا شیرِ خدا حیدرِ کرّار کی یہی شان ہو سکتی ہے؟ کلّا و حاشا۔ خلافتِ بلا فصل کا عقیدہ رکھنے والے (یعنی مولا علی کا خلافت میں پہلا نمبر تھا) لوگ بیشک دین کے دشمن مولیٰ علی مشکل کشا کے فیصلوں کے منکر ہیں۔ جب کہ آپ حیدرِ کرّار رضی اللہ عنہ نے انتخابِ خلافت میں (نبی پاک کے بعد) کوئی فراڈ یا دھوکہ نہیں دیکھا تبھی تو پہلے تینوں خلفائے راشدین کی بیعت بھی کی اور انکے دورِ خلافت میں قاضی القضاۃ بھی رہے اور انکے پیچھے نمازیں بھی پڑھیں۔

الا بحقها :۔ کلمہ توحید پڑھ کر مسلمان ہونے والا اپنی جان اور مال اسلام کی تلوار سے محفوظ کر لیتا ہے۔ لیکن اسلام کے کسی قانون یا بنیادی رکن کو توڑنے والا مسلمان اس رعایت کا حقدار نہیں ہوگا۔ مثلاً ڈاکہ مارنے والا، شادی شدہ زنا کرنے والا، ناحق کسی کو قتل کرنے والا، عظمت خداوندی کیخلاف یا عصمتِ انبیاء پر کفری کلمے بولنے والا اسلام کی تلوار سے اپنی جان یا مال محفوظ نہیں رکھ سکتا۔ اس قسم کے مجرموں پر سزائے موت اور جرمانہ کفارہ وغیرہ لاگو ہوتا ہے۔

Marfat.com

☆اہلِ بیت کی پاکیزگی کا ایک نمونہ☆

حدیث نمبر ۶۸۔ **عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم لعلیٍ یا علیُّ لا یحلُّ لا حدِ یجنبُ فی هذا المسجد غیری و غیرك رواه الترمذی**

(ص ۵۶۴ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔ ابوسعید سعد بن مالک الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولائے کائنات حضرت علی سے فرمایا۔ ''اے علی تیرے اور میرے سوا اس مسجد نبوی سے جنبی (خواب یا بیداری میں جنسی مادہ کی خصوصی کیفیت کے خروج کا نام جنبی یا جنابت) ہونے کی حالت میں کسی کو گزرنے کی اجازت نہیں۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا۔ (ص ۵۶۴ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث:۔ اس حدیث میں درج ذیل امور ظاہر و باہر ہیں۔

☆۔ مولائے کائنات حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کی بے مثال طہارتِ باطنی و ظاہری کو واضح الفاظ میں حضور علیہ السلام نے بیان کیا تو وہ بھی اپنی نبوت کی صفائے باطنی کے ساتھ مربوط فرمادیا۔

☆۔ یہ بات واضح فرمادی کہ جنبی واجب الغسل آدمی ہوتا ہے۔ (**لا یحلُ لاحدِ**) مسجد میں داخل نہیں ہوسکتا۔ لیکن اپنی ذات پاک و مولائے کائنات کی ذاتِ ستودہ صفات کو امتیازی انداز میں مستثنےٰ فرمادیا۔ اس بات کی تصدیق قرآن پاک میں موجود

Marfat.com

ہے۔(**انما یرید اللہُ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیراً** پارہ۲۲،رکوع۱) حضور سرورِ کائنات نے ایک دفعہ اپنے کمبل رحمت میں مولائے کائنات کو داخل فرمایا۔تھوڑی دیر بعد سیدہ خاتونِ جنّت تشریف لائیں ۔حضور علیہ السلام نے خاتونِ جنّت کو بھی کمبل میں داخل فرمایا۔اس کے فوراً بعد حسنین کریمین شہزادگانِ اسلام تشریف لائے تو حضور نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں کو بھی اپنے کمبل میں چھپالیا۔ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنھا نے عرض کیا کہ یارسول اللہ مجھے بھی کمبل میں داخل فرمالیجئے۔سرکار ابدقرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔تو پہلے ہی خیریت سے ہے۔یعنی تو امام الانبیاء کی بیوی ہونے کے حوالے سے خیر و عافیت کے گہوارے میں ہے۔اس کے بعد نبی لاریب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا فرمائی۔**اللھم ھؤلاء اھل بیتی فاذھب عنھم الرجس و طھرھم تطھیراً** ۔ترجمہ۔اے اللہ یہ لوگ میرے گھر والے ہیں۔ان سے ہر قسم کی پلیدی دور فرما کر انھیں خوب شائستہ آراستہ فرما۔اس سلسلۂ تطہیر میں اور بھی محافل منعقد ہوئیں اور رہیں اور یہ لفظ تطہیر قرآن پاک میں متعدد جگہ پر ذکر کیا گیا ہے۔چھٹے پارے میں وضو کرنے والے ایمان داروں سے خطاب خداوندی ہے۔کہ وضو کا حکم تمہیں اس لئے دیا گیا ہے۔**لیطھرکم و یتمّ نعمتہٗ علیکم و لعلکم تشکرون** (پارہ۶ رکوع۶) ترجمہ۔(اے ایمان والو) تاکہ تمہیں پاک کردے اور اپنی نعمت تم پر مکمل فرمادے تاکہ تم شکر گزار بنو۔دوسری جگہ مذکور ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنی امّت کو پاک فرماتے ہیں۔**خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم و تزکیھم بھا** (پارہ۱۱،رکوع۲)

Marfat.com

البتہ پنجتن پاک کیلئے یہ لفظ تطھیر نہایت خصوصی مقصد کیلئے استعمال کیا گیا ہے۔ کہ کائنات میں ایسی ظاہری و باطنی طہارت اور کسی مکتب حیات کو نصیب نہیں۔ لیکن **انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس** کے عمومی لفظی اور معنوی اشتراک سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں پاکوں کو خارج سمجھنا قرآن کے اندازِ کلام کے سراسر خلاف ہے۔ کیونکہ یہ آیت تطھیر کا خطاب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں پاکوں سے ہے۔ اس آیت تطھیر سے حقیقی باطنی طھارت مراد ہے۔ ظاہری جسمانی طھارت تو ہر انسان حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن حقیقی باطنی طھارت اسے ہی حاصل رہے گی۔ جس کو اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔ اور اس آیتِ تطھیر میں خطاب بھی ازواج پاک سے ہے۔ اور اس حقیقی باطنی طھارت میں بھی از خود شامل ہیں۔ پوری آیت کریمہ شروع از پارہ نمبر ۲۱ آخر رکوع **یا ایھا النبی قل ازواجك ان كنتن .... الخ** سے لے کر آخر رکوع نمبر ۱ پارہ ۲۲ تک ازواج پاک سے ہی لفظی طور پر خطاب موجود ہے۔

اور اس آیتِ تطھیر کے ان الفاظ کا نزول متعدد دفعہ ہوا۔ جس میں سے نمایاں طور پر تطھیر (طھارت ظاہری و باطنی) کا کامل حصہ پنجتن پاک ہی کیلئے ہے۔ اور یہ آیتِ کریمہ اپنے تحت اللفظ ظاہری عمومی تقاضے کے مطابق چادر تطھیر کے فیض سے نبی پاک کی بیویوں امہات المؤمنین (تمام مومنوں کی مائیں) کو بھی خصوصی حصہ عطا فرماتی نظر آ رہی ہے۔

کیونکہ اس پوری آیتِ کریمہ میں جن الفاظ سے خطاب کیا گیا ہے وہ ایک لفظ ہے (**اھل البیت**) گھر والے۔ دوسرا لفظ ہے (**نساء النبی**) نبی کی بیویاں۔ اور تیسرے نمبر پر یہ لفظ (**لستُنّ۔ وقرن۔ اتّقیتن۔ فلا تخضعن۔ وقلن**) یہ الفاظ جمع مؤنث مخاطب نبی کی پاک بیویاں ہیں۔ ویسے تو لفظ اھل بیت نبی پاک صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کیلئے بھی فرمایا (**سلمان منا اهل البيت**) سلمان ہمارے اہل بیت سے ہے۔ پوری آیت تطہیر ملاحظہ ہو

-یٰنساء النبی لستن کاحدٍ من النسآء اِنِ اتّقیتنّ فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبه مرض و قلن قولا معروفاً ☆وقرن فی بیوتکن ولا تبرّجن تبرُّج الجاهلیة الاولیٰ واقمن الصلوٰة واٰتین الزکوٰة واطعن الله و رسولهٗ ط انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهر کم تطهیراً (پارہ۲۲رکوع ۱)

ترجمہ:۔اے نبی کی بیویو تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔اگر تمہیں پرہیز گاری مطلوب ہے تو کسی سے بات کرتے وقت اتنی نرم بات نہ کرو کہ بدخواہ آدمی کے دل میں کوئی غلط خیال گزرے۔اور اچھی معتدل بات کیا کرو۔اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور سابقہ جاہلیت کی سی سجاوٹ نہ کرو اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ ادا کرتی رہو اور اللہ ورسول کی اطاعت کرتی رہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ فیصلہ فرما چکا ہے۔ کہ تم گھر والوں سے پلیدی دور فرمادے اور تمہیں ہر قسم کی پاکیزگی اور طہارت عطا فرمادے۔

خلاصہ کلام آیت تطہیر :۔ بے شمار اسرار و رموز والی آیت تطہیر میں واضح طور پر نبی پاک کی بیویاں ازواج مطہرات بھی شامل ہیں۔اور اس آیت تطہیر کا اتنا حصہ **انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهر کم تطهیراً**

☆ صرف پنجتن پاک کیلئے علیحدہ بھی نازل ہوا۔یعنی سب سے زیادہ اکمل نفیس ترین ظاہری و باطنی طہارت اور پاکیزگی کے مالک صرف پنجتن پاک ہی ہیں۔اور دوسرے

Marfat.com

درجہ پر نبی پاک کی بیویوں کو یہ تطہیر کامل حاصل ہے۔ جیسا کہ درج کردہ قرآن پاک کی آیتِ تطہیر سے خود بخود واضح ہے۔ ان کے بعد صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین و دیگر ائمۃ اہل بیت وغوث وقطب واولیاء کاملین کو بھی ظاہری و باطنی پاکیزگی درجہ بدرجہ حاصل ہے۔ بلکہ ہر ایماندار کو اس کے تقوی کی حیثیت کے مطابق ظاہری بھی اور باطنی طھارت کا بھی مقرر حصہ ملا ہے۔

خلاصہ یہ نکلا کہ پنجتن پاک کی ظاہری و باطنی پاکیزگی سے دوسرے اعیانِ دین وملت کے افراد کو کوئی مماثلت یا تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ پنجتن پاک جنبی ہونے کی حالت میں مسجد سے گزر سکتے ہیں۔ لیکن پنجتن پاک کے علاوہ کسی کو بھی جنبی ہونی کی حالت میں مسجد سے گزرنا سخت منع ہے۔

حدیث نمبر۶۹:۔ **عن عائشه رضی الله عنها ان النبی صلی الله علیه وآلهٖ وسلم دعا فاطمة ابنتهٗ فسارّها فبکت ثمّ سارّها فضحکت فقالت عائشه صلوات الله علیها فقلت لفاطمة ما هذا الذی سارّكِ بهٖ رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فبکیتِ ثمّ سارّكِ فضحکتِ قالت سارّنی فاخبر نی بموتهٖ فبکیتُ ثمّ سارّنی فاخبر نی انی اوّل من یتبعهٗ من اهلهٖ و فی روایة انه قال صلی الله علیه وآلهٖ وسلم لها انك سیدة نساء المؤمنین او سیدة هذا الامة فضحکتُ**

(ص ۲۹۰ جلد ۲، مسلم شریف)

Marfat.com

ترجمہ:۔ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضوان اللہ علیہا سے روایت ہے۔ کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ اپنی صاحب زادی سیدہ فاطمہ خاتونِ جنت صلوات اللہ علیہا کو اپنے پاس بلایا۔اور آپ نے خاتونِ جنت سے کان میں کوئی بات کی۔تو خاتونِ جنّت رونے لگیں۔پھر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اور بات انکے کان میں کی تو خاتونِ جنت صلوات اللہ علیہا مسکرائیں۔حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضوان اللہ علیہا نے سیدہ فاطمہ سے رونے اور مسکرانے کی وجہ پوچھی۔تو خاتونِ جنّت نے فرمایا۔پہلی دفعہ جب سرکارِ ابد قرار نے مجھ سے سرگوشی فرمائی تو آپ کے وصال کی خبر تھی۔میں رو پڑی۔اور دوسری دفعہ سرگوشی فرمائی تو مجھے مژدہ جانفزا عطا کیا۔کہ آپ کے وصال کے بعد سب سے پہلے میں ان سے جاملوں گی۔اور تمام جہان کی عورتوں پر مجھے فضیلت عطا کر دی گئی ہے۔اس بات پر میں مسکرائی۔

شرح حدیث:۔اس حدیث پاک میں اہم امور کا اظہار کیا گیا ہے۔

☆۔نبی کو اپنی موت کا علم (**فاخبر نی بموته**)☆۔کسی بھی محفل میں خصوصی راز کی ایسی سرگوشی کرنے کی اجازت ہے جس میں کسی کی حق تلفی نہ ہو۔☆حضرت عائشہ صدیقہ کا اس فضیلتِ فاطمہ زہراء والی حدیث کی روایت کرنا خاتونِ جنت سے نہایت محبت کا کامل ثبوت ہے۔☆سیدہ خاتونِ جنت نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار صاحبزادیوں میں سے سب سے کم عمر لیکن شان و عظمت میں سب سے اعلیٰ ہیں۔☆ایک حدیث پاک میں ہے کہ حضور نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔" فاطمہ میرے دل کا ٹکرا ہے جو اسے ناراض کرے گا اس نے مجھے ناراض کیا۔جو مجھے ناراض کرے گا اس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے گا۔"

Marfat.com

سیدۃُ النّساء:۔ پوری کائنات میں تمام عورتوں میں سے پانچ عورتیں زیادہ افضل ہیں (۱) حضرت مریم بنت عمران (۲) حضرت آسیہ بنت مزاحم (۳) سیدہ خدیجۃ الکبریٰ (۴) حضرت عائشہ صدیقہ (۵) سیدہ فاطمہ خاتونِ جنت صلوات اللہ علیھن ۔ان پانچوں میں سے تین زیادہ افضل ہیں۔ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ دوسری پاک ذات خاتونِ جنّت حضرت فاطمہ صلوات اللہ علیھا۔اور تیسری سیدہ خدیجۃ الکبریٰ۔
ان تینوں میں سے کسی ایک کی دوسرے پر افضل ہونے کی بحث کرنا ایمان کیلئے نقصان دہ ہے۔اس لئے حضرت عائشہ صدیقہ وحضرت خدیجہ واور حضرت فاطمۃ الزہراء۔تینوں کے اپنے اپنے منفرد اتنے فضائل ومناقب اور خداداد صلاحیتیں موجود ہیں۔کہ کسی بھی امتی کے بس کی بات نہیں کہ ان تینوں پاک ذاتوں میں افضیلت کا فرق بیان کر سکے۔احتیاط یہی انسب ہے کہ ان تینوں پاک ذاتوں کو ایک دوسری پر فضیلت دینے سے گریز کیا جائے۔یا یوں ترتیب دے دیا جائے کہ سیدۃ النساء فاطمہ خاتونِ جنت سوائے خدیجۃ الکبریٰ اور حضرت عائشہ کے تمام جہانوں کی عورتوں کی سرداراوران سے افضل ہیں۔حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وا آلہ وسلم کے پاس سیدہ خاتونِ جنّت جب بھی حاضر ہوتیں تو آپ اٹھ کر کھڑے ہو جاتے۔اور خاتونِ جنّت کے سر مبارک کو بوسہ دیتے۔اور فرماتے فاطمہ سے مجھے جنّت کی خوشبو آتی ہے۔اور جب حضور نبی لاریب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمہ زہراء کے پاس تشریف لے جاتے تو خاتونِ جنت فاطمہ صلوات اللہ علیھا اٹھ کر کھڑی ہو کر استقبال کرتیں۔اور حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک چوم لیتیں۔
ایک اور حدیث میں ہے کہ محشر کے روز اہل محشر کو حکم دیا جائے گا کہ اپنے سر جھکاؤ نگاہیں نیچی کرو۔کیونکہ محبوبِ خدا کی صاحبزادی فاطمہ زہراء حوروں کے جھرمٹ میں پل صراط

Marfat.com

سے گزر کر جنّت میں جارہی ہیں۔

☆لی خمسة اطفی بها حرّ الوباء الحاطمه

☆المصطفیٰ والمرتضیٰ و ابناهما والفاطمه

Marfat.com

☆ فضائل ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہما ☆

حدیث نمبر ۷۰:۔عن عائشه رضی الله عنها قالت انّ النّاس يتحرّون بهداياهم يوم عائشه يبتغون بذالك مرضاة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وقالت ان نساء رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كن حزبين فحزبٌ فيه عائشة وحفصه و سوده بنت زمعة و صفية بنت حييَ والحزب الاخر امّ سلمة و زينب بنت حجش و سائر نساء رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فكلّم حزب امّ سلمة فقلن لها كلّمي رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يكلم الناس فيقول من اراد ان يهدى الىٰ رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فليُهدهِ حيث كان فكلمتهُ فقال لها لا تؤ ذينى فى عائشة فان الوحى لم يأتنى وانا فى ثوب امرأةٍ الا عائشه قالت اتوب الىٰ الله من اذاك يا رسول الله ثمّ انهن دعون فاطمة فارسلن الىٰ رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقالت فكلّمتهُ فقال يا بنية الا تُحبين ما أُحبُّ قالت بلىٰ قال فاحبّى هذهِ وفى رواية فقال رسول الله صلى

Marfat.com

اللہ علیہ وآلہ وسلم لفاطمۃ یا بنیۃ سلیھن ھل فیھن من ابو ھا ابو بکر متفق علیہ

(ص ۵۷۳ جلد۲، مشکوٰہ شریف وعمدۃ التحقیق فی بشائر ال صدیق)

☆ حضرت عائشہ صدیقہ کا رشتہ کس نے کروایا ☆

ایضاً حدیث:۔ عن عائشہ رضی اللہ عنھا انّ جبرئیل جآء بصورتھا فی خرقہ حریر خضراء الیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال ھذہٖ زوجتك فی الدنیا والاخرۃ رواہ الترمذی (۵۷۴ جلد۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔ امّ امؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق صلوات اللہ علیھا سے روایت ہے۔ کہ جس دن حضور علیہ السلام میرے گھر تشریف لاتے۔ لوگ بڑے اہتمام سے اُسی روز تحائف لاکر پیش کرتے تاکہ حضور علیہ السلام راضی ہو جائیں۔ اور صدیقہ بنت صدیق حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ واالہ وسلم کی ازواج امھات المؤمنین (مومنوں کی مائیں نبی کی بیویاں) کے دوگروہ تھے۔ ایک گروہ میں حضرت عائشہ بنت ابی بکر اور حضرت حفصہ بنت عمر اور حضرت سودہ بنت زمعہ اور حضرت صفیہ بنت حُیی ابن اخطب اور دوسرے گروہ میں حضرت امّ سلمہ اور زینب بنت جحش اور دوسری تمام ازواج پاک تھیں۔ حضرت اُمّ سلمہ سے ان کے گروہ نے کہا کہ آپ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور ہمارا مطالبہ پیش کریں۔ کہ حضور علیہ السلام لوگوں کو خبردار فرمادیں۔ کہ جو لوگ مجھے تحفے پیش کرنا چاہیں۔ میں جس گھر میں بھی ہوں جہاں بھی ہوں وہیں پیش کر دیا کریں۔ (یعنی حضرت عائشہ صدیقہ کے گھر میں میری موجودگی کا انتظار نہ کریں) تو

Marfat.com

حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ السلام سے یہی مطالبہ کیا۔ آپ نے فرمایا مجھے عائشہ صدیقہ کے بارے تکلیف نہ پہنچاؤ۔ کیونکہ میں کسی بھی بیوی کے بستر میں ہوں تو وحی نہیں آتی۔ سوائے حضرت عائشہ صدیقہ کے بستر کے۔ حضرت امّ سلمہ نے عرض کیا یارسول اللہ میں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتی ہوں۔ اس بات سے کہ میں آپ کو تکلیف پہنچاؤں۔ پھر حضرت امّ سلمہ کے گروہ نے سیدہ فاطمہ خاتونِ جنت صلوات اللہ علیھا کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی مطالبے کیلئے بھیجا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا ''اے خاتونِ جنت کیا جس سے میں محبت کرتا ہوں تم اُس سے محبت کرتی ہو؟ عرض کیا کیوں نہیں آپ نے فرمایا تو پھر آپ بھی اس (عائشہ) سے محبت کریں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اس مقام پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے میری لختِ جگر یہ مطالبہ کرنے والی میری ان بیویوں سے پوچھو ان میں کوئی ایسی بھی ہے جس کے باپ کا نام ابوبکر صدیق ہو یہ حدیث بخاری و مسلم اور عمدۃ التحقیق فی بشائر ال صدیق میں ہے۔

ترجمہ حدیث ایضاً:۔ حضرت عائشہ رضوان اللہ علیھا سے روایت ہے۔ کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ریشمی سبز رنگ کے کپڑے میں میری تصویر حضور علیہ السلام کے پاس لائے اور عرض کیا دنیا و آخرت میں یہ آپ کی (رفیقہ حیات) بیوی ہے۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا۔ (ص ۵۷۴ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث:۔ اس حدیث مبارکہ میں اور دوسرے ضروری امور کے علاوہ چند باتیں بڑی اہمیت کے ساتھ مذکور ہیں۔

☆۔ نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا (رضائے مصطفیٰ) کے حصول میں ہمیشہ کوشاں رہنا سُنّت صحابہ ہے۔ اِس حدیث کے یہ لفظ (**يبتغو ن بذالك**

Marfat.com

مرضاۃ رسول اللہ)

☆ ۔ایک سے زائد بیویوں کیساتھ مساوی حیثیت میں عدل وانصاف کا تقاضا پورا کرنا۔

☆ ۔امام الانبیاء کے حضور وحی خداعز وجل کا صرف عائشہ صدیقہ کے بستر میں آنا اور کسی بیوی کے بستر میں نہ آنا۔

☆ ۔جس ذات سے حضورؐ محبت کریں اس ذات سے حُسنِ عقیدت اور محبت رکھنا ہر ایمان دار کیلئے لازمی ہے۔حضرت عائشہ صدیقہ امّ المومنین کے گھر میں تحفوں اور ہدیوں کا کثرت سے آنا چونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسند تھا اور نبی کی پسند خداوندِ کریم کی پسند ہے۔اس لئے نبی کی اس پسند کو بے انصافی نہیں کہا جا سکتا۔اور نہ ہی اس میں دوسری پاک بیویوں کی کوئی حق تلفی تھی۔

☆ ۔امتیازی قدرتی اعزاز کی وجہ سے دریافت فرمانا کہ اور بھی کوئی عورت ہے جس کے باپ کا نام ابوبکر صدیق ہے۔عظیم عطائے خداوندی ہے۔

☆ ۔رشتہ کروانے والے کی ذات پر رشتہ کی اہمیت کا انحصار ہوتا ہے۔اور یہ رِشتہ کروانے والا جبریلِ امین اور اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بانی شریعت ہونے کی حیثیت سے شریعت مطہرہ کے احکام اپنی امت کیلئے مقرر فرمائے ہیں۔ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کوئی بھی ایمان دار بیک وقت چار سے زائد بیویاں اپنے نکاح میں نہیں رکھ سکتا لیکن بانی شریعت والی ءامت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اس قانون سے مستثنٰے ہے۔حضور علیہ السلام نے بیک وقت اپنے نکاح میں گیارہ بیویاں اپنے حُسن معاشرت میں داخل رکھیں۔جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کی کُل

Marfat.com

تعداد چودہ ہے۔

(۱) حضرت خدیجہ بنت خویلد (۲) حضرت عائشہ بنت ابی بکر (۳) حضرت سودہ بنت زمعہ (۴) حضرت حفصہ بنت عمر (۵) حضرت امّ سلمہ ھند بنت ابی امیّہ (۶) جویریہ بنت حارث (۷) حضرت زینب بنت جحش (۸) حضرت زینب بنت خزیمہ (۹) حضرت ریحانہ بنت یزید (۱۰) حضرت امّ حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان (۱۱) حضرت اسماء بنت نعمان رضوان اللہ علیھن ان کے علاوہ جن سے منگنی کی بات چلی لیکن نکاح میں لانے کی نوبت ہی نہ آئی یا حقوق زوجیت ادا کرنے سے قبل یا بعد میں اُن کو فارغ کر دیا ان کے سمیت کُل تعداد اٹھائیس ہے (ص ۲۱۶ جلد ۳، عمدۃ القاری شرح بخاری)

☆۔حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بطور ادائیگی حقوق زوجیت وخبر گیری کیلئے اپنی ازواج پاک کی باریاں مقرر فرما رکھی تھیں۔جس دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضوان اللہ علیھا کے کاشانہء اقدس میں تشریف فرما ہوتے تو صحابہ کرام سمیت اکثر لوگ کثرت سے تحائف لے کر آتے۔دوسری ازواج پاک کا جب مطالبہ ہوا کہ لوگوں کو نبی پاک کی دوسری ازواج پاک کے گھروں میں بھی اسی طرح تحائف بھیجنے چاہئیں۔تو آپ کو یہ ناگوار گزرا۔اور فرمایا کہ حضرت عائشہ ابو بکر کی بیٹی ہیں اور ایسی خوش نصیب عورت کوئی بھی نہیں جو امام الانبیاء کی محبوب ترین بیوی ہو اور امام الصدیقین کی بیٹی ہو۔لہٰذا میری رضا کی طلب میں قُدرتی جاذبیت کی وجہ سے جو لوگ کثرت سے عائشہ صدیقہ کے گھر میری موجودگی میں تحائف لاتے ہیں۔مجھے بھی پسند ہے اس لیے کہ عائشہ صدیقہ سے میرا نکاح اور شادی کروانے والا اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔اسی وجہ سے تحائف لانے والے صدیقہ بنت صدیق رضوان اللہ علیھا کے گھر میری موجودگی کو اور

Marfat.com

میری رضا کی تلاش کو بھی لوگ غنیمت سمجھتے ہیں۔ جبکہ میری رضا بھی رضائے الٰہی ہے۔

ضروری نوٹ:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضوان اللہ علیھا کا رشتہ کروانے والا اللہ تعالیٰ کی ذات اور جبرئیل امین تھے۔

سبز رنگ کے بہترین ریشمی رومال پر قلمِ قدرت سے بنائی گئی حضرت عائشہ کی تصویر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جبرئیل امین نے لا کر پیش کی۔

ایسے رشتے پر تنقید کرنے والے یا اس رشتے سے حسد، بغض، کینہ عداوت رکھنے والے در حقیقت اللہ تعالیٰ سے دشمنی کر رہے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ پر جب تہمت لگی تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور کی تقریباً اٹھارہ آیات نازل فرمائیں۔ جس میں صدیقہ بنت صدیق صلوات اللہ علیھما کی پاکدامنی اور تقویٰ اور ایمان کی کامل سند کا ذکر فرمایا۔ **ان الذین جاؤابا الافك عصبة منكم**

(پارہ ۱۸ سورۂ نور)

لہٰذا دورِ حاضر میں حضرت عائشہ صدیقہ کو گالیاں دینے والے اور اہل بیت کی محبت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے قرآن کے بھی منکر اور اللہ تعالیٰ کے بھی منکر۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو قرآن پر ایمان رکھتے ہوئے تمام اہل بیت وصحابہ کرام اور ازواج نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب کے ساتھ درجہ بدرجہ حُسنِ عقیدت ومحبت رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین۔

Marfat.com

☆صحابہ کرام پر لعنت بھیجنے والوں کے منہ پر وہی لعنت واپس ڈال دی جاتی ہے☆

حدیث نمبر ۱۷:۔ **عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول ان العبد اذا لعن شیئاً صعدت اللعنۃ الیٰ السمآء فتُغلق ابواب السمآء دونھا ثم تھبط الیٰ الارض فتُغلق ابوا بھا دونھا ثم تأخذ یمینا و شمالا فاذا لم تجد مساغاً رجعت الیٰ الذی لُعِنَ فان کان لذالک اھلاً والا رجعت الیٰ قائلھا رواہ ابو داؤد**

(ص ۴۱۳ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ میں نے آقائے کل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا۔ کہ جب آدمی کسی چیز پر لعنت بھیجتا ہے تو تو وہ لعنت آسمانوں کی طرف پرواز کر جاتی ہے۔ تو آسمانوں کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ واپس زمین پر آجاتی ہے تو زمین پر اس کا داخلہ بند کر دیا جاتا ہے۔ پھر وہ صدائے لعنت ادھر اُدھر چکر لگاتی ہے۔ جب اس کو کوئی لعنت کا مستحق نظر نہیں آتا تو وہ صدائے لعنت اس چیز کی طرف جاتی ہے جس پر لعنت کی گئی تھی۔ اگر وہ چیز اس لعنت کی حقدار ہو تو اس پر پڑ جاتی ہے۔ اور اگر وہ چیز اس لعنت کی حقدار نہیں تو واپس اُس لعنت بھیجنے والے پر پڑ جاتی ہے۔ اس حدیث کو ابو داؤد نے روایت کیا۔ (ص ۴۱۳ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث:۔ سوائے چند سورتوں کے کسی بھی چیز پر لعنت بھیجنے سے شریعت نے منع کر دیا

Marfat.com

ہے۔

☆۔جن کفار کا نام لے کر قرآنِ پاک اور احادیث نے اُن کو کافر کہا ہے۔یا جن دوسری موجودات میں سے کسی چیز کا نام لے کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پاک نے ان پر لعنت بھیجی ہے۔اُن خاص افراد یا ان خاص چیزوں کے علاوہ کسی بھی انسان یا جن یا حیوان یا فردِ کائنات پر لعنت بھیجنا سخت حرام ہے۔جس چیز کو نامزد کر کے شریعت نے لعنت کا مستحق قرار دیا ہے ایسی چیزوں پر بھی لعنت بھیجنا کوئی خوبی یا نیکی نہیں ۔اس کی جگہ عبادت ذکر و فکر کرنا بہت بہتر ہے۔ملعون اشیاء پر لعنت بھیجنا جائز تو ہے لیکن کوئی بہتر پسندیدہ عمل نہیں۔

☆۔ایمان تو ایسے لوگوں کا غارت ہو گیا جو دورِ حاضر میں سیدنا ابوبکر صدیق و عمر بن خطاب وعثمان بن عفان رضوان اللہ علیہم جیسے ایمان وایقان کے مرکز پاک ذاتوں پر لعنت بھیجتے ہیں۔جیسا کہ دورِ حاضر کے گستاخ صحابہ کے بہت بڑے نامور محقق نے اپنی کتاب جلاء العیون فارسی مطبوعہ ایران میں یوں ہی لکھا ہے۔بلکہ بہت سی جگہوں پر بغیر لعنت بھیجے خلفاء راشدین وازواجِ پاک کا ذکر کیا ہی نہیں ۔(العیاذ باللہ)

(حوالہ جلاء العیون فارسی مطبوعہ ایران)

جن پاک ذاتوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے اور قرآن نے ایماندار متقی کہا ہے۔اور اللہ ورسول ان سے راضی اور وہ اللہ ورسول سے راضی ۔اور قرآن نے جن کے یقینی بہشتی ہونے کا اعلان کیا ہے۔ان پاک ذاتوں پر لعنت بھیجنے والا ایمان دار کیسے ہو سکے گا؟ ویسے بھی اگر کوئی آدمی کسی کے نام خط یا ڈاک یا پارسل بھیجتا ہے اور اس نام کا آدمی (مُرسل الیہ) وہاں مذکورہ پتہ پر کوئی نہیں ملتا تو وہ خط یا پارسل بذریعہ ڈاک واپس بھیجنے والے کے پاس پہنچ جاتا ہے۔یعنی عام آدمی یا حیوان یا کسی چیز پر ناحق لعنت بھیجی جائے تو

Marfat.com

وہ لعنت واپس آ کر اسی بھیجنے والے کے منہ پر پڑ جاتی ہے۔ جب نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ کے اندر آرام فرما ابو بکر و عمر رضوان اللہ علیھما پر جو لعنت بھیجے گا۔ وہ لعنت واپس اسی بھیجنے والے کے منہ پر پڑ جاتی ہے۔ کیونکہ ابو بکر و عمر سمیت عشرہ مبشرہ و دیگر صحابہ کرام پر تو اللہ و رسول ہر وقت رحمت کی بارش برساتے ہیں۔ لہٰذا صحابہ کرام میں سے کسی ایک پر یا ازواج مطہرات بالخصوص حضرت عائشہ صدیقہ پر لعنت بھیجنے والے پر وہی لعنت واپس ان کے سر اور منہ پر پڑ جاتی ہے۔ اس حدیث کی روشنی میں یہ بات بھی وضح ہو گئی کہ بلاوجہ شرعی کسی بھی چیز پر لعنت بھیجنا سخت حرام اور ایمان کی دولت کیلئے عظیم خطرہ ہے۔

☆فیضانِ عام ابو ہریرہ کے نام☆

حدیث نمبر۲۷:۔ **عن ابی هریره رضی الله عنه قال قلت یارسول الله انّی اسمع منك حدیثاً کثیراً انساهُ قال اُبسط ردائك فبسطتُّهٗ قال فغرف بیدیه ثمّ قال ضُمّهٗ فضممتهٗ فما نسیتُ شیئاً بعدهٗ متفق علیه** (ص ۵۳۵ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث:۔ **عن ابی هریره رضی الله عنه قال حفظتُ من رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وعائین فامّا احدهما فبثثتهٗ فیکم وامّا الاخر فلو بثثتُهٗ قطع هذا البلعوم یعنی مجری الطعام رواه البخاری** (ص ۳۷ جلد ۱ مشکوٰۃ شریف)

Marfat.com

ترجمہ:۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے ارشادات سنتا تو بہت ہوں لیکن مجھے بھول جاتے ہیں۔ فرمایا ''اپنی چادر بچھا دو'' میں نے اپنی چادر بچھا دی۔ آپ نے دونوں ہاتھوں کا چلّو بھر کر میری چادر پر رکھ کر فرمایا ''چادر کو اکٹھا کر کے سینے سے لگا لو'' میں نے لپیٹ کر اکٹھا کر لیا اور اُسے سینے سے لگا لیا۔ اس کے بعد مجھے کوئی چیز نہیں بھولی۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا۔

ترجمہ حدیث ایضاً:۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ میں نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دو خزانے حاصل کئے۔ ایک خزانہ تو یہ ہے جو میں آپ میں تقسیم کر رہا ہوں۔ یعنی حدیث کا سرمایہ اور دوسرا خزانہ اگر کسی کو بتاؤں تو میری شاہ رگ کاٹ دی جائے گی۔ اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا۔

شرح حدیث نمبر ۲۷ وایضاً حدیث:۔ ان دونوں احادیث میں ظاہری و باطنی دونوں علوم کی نشاندہی کی گئی ہے۔

☆۔ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین میں سے منفرد خصوصیت کے مالک ایک یہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں جو پانچ ہزار سے زائد احادیث کے حافظ تھے۔

☆۔ نبی مادّی، فطری، جسمانی، دنیاوی تقاضوں کا محتاج نہیں ہوتا۔ ہوا سے دونوں ہاتھوں کا چلّو بھر کر چادر میں کیا ڈالا؟ نظر و فکر میں آنے والی کوئی بھی چیز سامنے نظر نہیں آئی۔ یہ تو ابو ہریرہ کی باطنی قوّتِ پرواز کو مستحکم بنانا تھا۔ اور یہ فیضانِ نبوت ہی تو تھا کہ تمام صحابہ کرام میں سے سب سے زیادہ احادیث کے حافظ تھے۔ جب کہ اسی فیضِ رسالت کا ذکر پہلی حدیث میں ہے۔ کہ ایک خزانہ تو بانٹے جا رہا ہوں۔ دوسرے خزانہء خاص کی اگر عام

Marfat.com

لوگوں کو کیفیت بتلا دوں تو مجھے شریعت کی تلوار سے ذبح کر دیا جائے۔

خلاصہ حدیث

طریقت اور تصوّف کے خاص راز اور باطنی خصوصی اسرار لدُنّیہ کی عام لوگوں میں تشہیر کرنا شرعی طور پر منع ہے۔ جن کی عام لوگوں کو بتلانے کی اجازت نہیں ہوتی۔

☆فضائل خواجہ اُویس القرنی رضی اللّٰہ عنہ☆

حدیث نمبر ۷۳:۔ عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال ان رجلاً یأتیکم من الیمن یُقال له اُویس لا یدعُ با الیمن غیر امّ لهٗ و قد کان به بیاض فدعا الله فاذهبهٗ الا موضع الدرهم فمن لقیهٗ منکم فلیستغفر لکم وفی روایة قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ان خیر التابعین رجل یُقال لهٗ اُویس ولهٗ والدة و کان به بیاض فمروه فلیستغفر لکم

(ص ۵۸۲ مشکوٰۃ شریف وص ۳۱۱ جلد ۲، مسلم شریف)

ترجمہ:۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یمن سے ایک آدمی تمہارے پاس آئے گا۔ جس کا نام اُویس بن عامر ہے

Marfat.com

۔یمن سے اپنی والدہ کی اجازت کے بغیر باہر کبھی نہیں نکلا۔اوراس کوسفید داغ والے برص کی تکلیف تھی۔ جواللہ تعالیٰ نے اسے شفاء دی۔البتہ ایک سفید نشان درہم کے برابر باقی ہے۔تو جوتم میں سے اُس کی ملاقات کرے اُس سے مغفرت کی دعا کروائے۔ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تابعین (جنھوں نے صحابہ سے ملاقات کی) میں سے بہتر افضل آدمی جس کا نام اُویس ہے۔اس کی والدہ بھی حیات ہے۔اوراسکے جسم پر ایک سفید نشان ہے۔تو تم اس سے (اُمّت کیلئے) دُعائے مغفرت مانگو۔

شرح حدیث:۔روض الریاحین میں امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ کوڑے،کرکٹ کے ڈھیر سے بیکار سمجھ کر پھینکے ہوئے روٹی کے ٹکڑے صاف کر کے دھوکر کھالیتے تھے۔اوراسی قسم کے کپڑے کے پرانے ٹکڑوں کو جوڑ کرلباس کی ضرورت پوری کرتے۔ایک دن کسی کوڑے کرکٹ کے ڈھیر سے روٹی کا ٹکڑا تلاش کر رہے تھے۔کہ ڈھیر کی دوسری طرف سے ایک کُتّا بھی کچھ تلاش کررہا تھا۔خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو دیکھ کروہ بھونکا۔آپ نے فرمایا تم اپنی طرف سے تلاش کرو میں اپنی طرف سے تلاش کرتا ہوں۔اورتو مجھ پر نہ بھونک اگر پُل صراط سے میں صحیح سلامت گزر گیا تو میں تجھ سے بہتر ہوں۔اوراگر نہ گزر سکا تو تُو مجھ سے بہتر ہے۔اورآپ کے گھر والے رشتہ دار آپ کو پاگل کہتے تھے۔آپ سے بچے کھیلا کرتے تھےاورپتھر بھی مارا کرتے تھے۔

(روض الریاحین،ص ۱۷۸)

آپ کا اسم گرامی اُویس بن عامر القرنی رضی اللہ عنہ ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہ سرکارِدوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا''بے شک اللہ تعالیٰ اپنے

Marfat.com

بندوں میں سے پرہیزگار تھوڑی دنیا رکھنے والے گم نام سر کے بکھرے بالوں، غبر آلود چہرے والوں، پیٹ خوراک سے خالی رکھنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔ مالدار لوگ ان کو اپنے قریب بیٹھنے کی اجازت نہیں دیتے۔ کسی خوشحال گھرانے سے رشتہ مانگیں وہ رشتہ نہیں دیتے۔ مُدّتِ دراز علاقے سے پردیسی بن کر غائب رہیں تو اُن کو کوئی پوچھتا نہیں کہ اُن کے غائب رہنے سے کوئی کمی محسوس ہوئی ہے۔ بیمار ہو جائیں تو کوئی خبر لینے، بیمار پُرسی کرنے نہیں آتا۔ اور اگر کسی محفل میں آجائیں تو اُن کی آمد پر کوئی خوش نہیں ہوتا۔ اگر فوت ہو جائیں تو جنازہ پڑھنے والے بہت کم معدودے چند، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ان میں سے ایک آدمی کی نشان دہی فرمایئے۔ آپ نے فرمایا اُن میں سے ایک اُویس القرنی رضی اللہ عنہ ہے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اُویس قرنی کون ہے؟ حضور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا درمیانی قد وقامت والا دونوں کندھوں کے درمیان فراخ فاصلہ، گوڑھا گندم گُون رنگ، ہمیشہ نیچی نگاہ، دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھے اپنے لئے رونے والے۔ اُون کی صرف دو چادروں سے لباس بنانے والے۔ زمین والوں میں گم نام آسمان والوں میں مشہور جانے پہچانے۔ اگر اللہ کی قسم اٹھالے تو اللہ تعالیٰ انھیں کُفارہ نہیں پڑنے دے گا۔ جیسے وہ کہہ دے، اللہ تعالیٰ ویسے ہی کر دیتا ہے۔ خبردار اُس کے بائیں کندھے کے نیچے سفید چمکیلا داغ ہے۔ خبردار قیامت کے روز لوگوں سے کہا جائے گا۔ جاؤ جنت میں اور اُویس قرنی سے کہا جائے گا یہاں کھڑے ہو جاؤ جن کو چاہو جنت میں لے جاؤ۔ تو مُضر اور ربیعہ قبیلے کے لوگوں کی بکریوں کے بالوں برابر گنہگار دوزخیوں کو بخشوا کر جنت میں لے جائیں گے۔

اے عُمر و اے علی رضی اللہ عنہما جب تمہیں حضرت اُویس القرنی سے ملاقات کا موقع ملے تو

Marfat.com

آپ اُن سے میری اُمت کیلئے ضرور دعا کروانا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یوں ہی دس سال کا عرصہ گزرا ہر سال بالخصوص حج کے موقع پر یہی تلاش جاری رہی۔ بالآخر خلافتِ فاروقی کے آخر میں گیارہ سال بعد ایامِ حج کے دوران فاروقِ اعظم وحیدرِ کرّار رضی اللہ عنھما نے ابوقبیس پہاڑی پر چڑھ کر زور سے آواز دی (**یا اھل الیمن**) اے یمن والو! تم میں سے کوئی اُویس بھی ہے؟ تو ایک لمبی داڑھی والا عمر رسیدہ آدمی کھڑا ہو کر کہنے لگا۔ مجھے پتہ نہیں آپ اُویس کس کو کہہ رہے ہیں؟ البتہ میرا ایک بھتیجا ہے جس کو ہم اُویس کہتے ہیں۔ لیکن وہ تو ایک گم نام پاگل ہے جسے ہم اپنے اونٹ چرانے کیلئے ساتھ رکھتے ہیں۔ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہ آپ کا بھتیجا کیا اس وقت یہاں کہیں ہمارے حرم میں موجود ہے؟ انہوں نے جواب دیا عرفات میں ہمارے اونٹوں کے پاس ہے۔ اس کے بعد حضرت عمر بن خطاب اور حضرت مولیٰ علی شیرِ خدا دونوں نے سوار ہو کر عرفات کا رُخ کیا۔ وہاں جا کر کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں اونٹ چر رہے ہیں۔ اور خواجہ اُویس قرنی قریب نماز پڑھ رہے ہیں۔ فاروقِ اعظم وحیدرِ کرّار شیرِ خدا رضی اللہ عنھما اپنی سواریوں سے اُتر کر، اپنی اپنی سواریوں کو باندھ کر خواجہ اُویس قرنی رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر آپ کو سلام کہا۔ خواجہ صاحب نے اُن کے سلام کا جواب دیا۔ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا آپ کون ہیں؟ خواجہ صاحب نے عرض کیا کسی قوم کا مزدور اور اُن کے اُونٹوں کو چرانے والا ہوں۔ اُنہوں نے کہا آپ کا نام کیا ہے؟ جواب دیا۔ عبداللہ۔ (اللہ کا بندہ) انہوں نے کہا ساری کائنات کے افراد اللہ تعالیٰ ہی کے بندے ہیں۔ ہم نے پوچھا ہے کہ جو نام آپ کی والدہ نے رکھا تھا وہ کیا ہے؟ خواجہ صاحب نے عرض کیا آپ کا مطلب کیا ہے؟ انہوں نے کہا ہمیں کچھ اوصاف معلوم ہو گئے ہیں۔ ایک

Marfat.com

نشانی دیکھنا چاہتے ہیں۔آپ اپنا بایاں کندھا دکھا دیجئے اگر آپ کے کندھے پر سفید نشان ہوگا تو آپ اُویس قرنی ہونگے۔جب خواجہ صاحب نے کندھا ننگا کیا تو وہ سفید نشان کندھے پر موجود پایا۔فاروقِ اعظم اور مولیٰ علی دونوں نے لپک کر خواجہ اُویس کے کندھے اور گردن کو چوم لیا اور کہا ہم گواہی دیتے ہیں۔کہ آپ اُویس بن عامر القرنی الیمنی ہیں۔ آپ ہمارے لئے دعا فرمایئے۔خواجہ صاحب نے عرض کیا میں ہمیشہ سب کیلئے اجتماعی دُعا کرتا ہوں اور دُعا کیلئے اللہ تعالیٰ کے اور بہت سے مقبول بندے ہیں۔جن سے آپ جا کر دُعا کروا سکتے ہیں۔انہوں نے کہا نہیں آپ ضرور دعا فرمائیں۔خواجہ اُویس القرنی نے عرض کیا۔اب جبکہ آپ پر میری خصوصی حالت ظاہر ہوگئی ہے تو آپ فرمایئے کہ آپ کون ہیں؟ تو مولیٰ مشکل کشا نے فرمایا یہ میرے ساتھ امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔اور میرا نام علی بن ابی طالب ہے۔اُس وقت خواجہ صاحب اُٹھ کر بیٹھ گئے۔اور کہا اے امیر المؤمنین عمر بن خطاب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔اے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آپ پر بھی سلام ہو اور اللہ تعالیٰ آپ کو اس اُمّت کی طرف سے جزائے خیر دے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''آپ یہاں ٹھہریں میں شہر مکہ شریف سے جا کر اپنے جوڑوں میں سے آپ کو کپڑوں کا ایک جوڑا پیش کروں۔اور کچھ اشیاءِ ضرورتِ زندگی بھی پیش کروں۔میں ابھی جاتا ہوں۔خواجہ صاحب نے عرض کیا میرا آپ سے کوئی وعدہ نہیں آپ آج کے بعد مجھے نہیں دیکھیں گے۔آپ بتلایئے میں نان ونفقہ کو کیا کروں گا ؟ کیا آپ میرے جسم پر اُون کی میلی کچیلی دو چادریں دیکھ رہے ہیں۔یہ کب پھٹیں گی؟ یہ میرے جوتے جن کو میں نے ٹانکے لگا رکھے ہیں۔میں ان کو کتنا عرصہ پہن کر توڑ ڈالوں گا۔میرے پاس مزدوری کے چار درہم ہیں میں ان کو کب خرچ کروں گا؟ میرے سامنے اور

Marfat.com

آپ کے سامنے بہت بڑی بڑی دہشت ناک گھاٹیاں ہیں۔ جنھیں عبور کرنا ضروری ہے۔

اے امیر المؤمنین آپ مجھ پر رحم کریں۔ اتنی فراخی لباس اور مال کا حساب کون دے گا؟ جب یہ باتیں فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے سُن لیں تو اپنا دُرّہ زمین پر دے مارا۔ اور بلند آواز سے کہا کاش عمر کی ماں اُس کو جنم نہ دیتی۔ کاش میری ماں بے اولاد ہوتی۔ ہے کوئی جو آج عمر سے یہ خلافت لے کر اُمّت کا انتظام کرے؟ مجھ سے بوجھ ہلکا ہو جائے۔

اُس کے بعد خواجہ صاحب نے عرض کیا۔ اے امیر المؤمنین جب تک میرا معاملہ میرے اور میرے مالکِ حقیقی کے درمیان تھا تو یہ مزدوری اور اُونٹوں کی نوکری کا کام ہو رہا تھا۔ لیکن اب جب میری کہانی اور راز فاش ہو چکا ہے تو آپ مجھے اجازت دیجئے آپ سے میری یہ ملاقات ختم۔ ایک دوسری روایت کا لفظ ہے۔ **لہٗ والدۃٌ وھو بھا برٌّ"**

اور خواجہ اُویس قرنی رضی اللہ عنہ کی ایک والدہ ہے جس کا وہ فرمانبردار ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ خواجہ اُویس قرنی کو یہ مقام جو ملا تو وہ والدہ سے وفاداری اور خدمت کا ہی صلہ ہے۔ خواجہ اُویس قرنی رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السّلام کے عہدِ رسالت میں دو چند بار عرب شریف میں جانے کا موقع ملا۔ لیکن آقا لجپال مدنی منٹھار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نہیں ہو سکی۔ اور نہ ہی شرفِ صحابیت سے بہرہ ور ہو سکے۔ یہ سابقہ مضمون روض الریاحین سے لیا گیا۔ اس حوالے سے کہ خواجہ اُویس قرنی رضی اللہ عنہ کو اپنی والدہ کی خدمت کے عوض یہ مقام ملا کہ امام الانبیاء اپنی اُمّت کیلئے ان سے دعا کروانا پسند کرتے ہیں۔ آئندہ چند احادیث فضائل والدین ملاحظہ فرمائیے۔

Marfat.com

فضائل والدین

حدیث نمبر۴۷:۔عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ قال جاء رجل الیٰ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یستاذنہٗ فی الجھاد فقال احیٌّ والداک قال نعم قال ففیھما فجاھد

(ص۳۱۳ جلد۲، مسلم شریف)

ایضاً حدیث:۔عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ انہٗ کان جریج یتعبّدُ فی صومعتہٖ فجاءت اُمّہٗ وجعلت کفّھا فوق حاجبھا ثم رفعت رأسھا الیہ تدعوہ فقالت یا جُریج انا اُمُّکِ فکلّمنی........الخ (ص۳۱۳ جلد۲، مسلم شریف)

ترجمہ:۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا۔اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم مجھے میدانِ جہاد میں جانے کی اجازت دیجئے۔آپ نے فرمایا کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟ اس نے عرض کیا ہاں۔آپ نے فرمایا تو اُن کی خدمت کرتا رہے تیرے لئے یہی جہاد ہے۔

ترجمہ حدیث ایضاً:۔سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی نبی پاک سے روایت ہے کہ ایک جُریج نامی عبادت گزار اپنے عبادت خانے میں عبادت کیا کرتا تھا۔کہ اُس کی والدہ نے آکر اپنے ہاتھ کو اپنے بھوؤں پر رکھ کر جریج کی طرف اپنا سر اٹھا کر آواز دی۔اے جُریج میں تیری ماں تجھے بلا رہی ہوں۔اتفاق سے حضرت جُریج اس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔

Marfat.com

(دل میں کہا) اے اللہ ادھر تیری عبادت اُدھر میری والدہ تاہم نماز جاری رکھی۔ پھر ٹھہر کر حضرت جُریج کی والدہ نے آواز دی اور کہا اے جُریج میں تیری والدہ بول رہی ہوں میری بات سُنو۔ حضرت جُریج نے اپنے دل میں کہا یا اللہ اِدھر تیری عبادت اُدھر میری والدہ آواز دے رہی ہے۔ بہرکیف نماز جاری رکھی۔ حضرت جُریج کی والدہ بولی اے اللہ جُریج میرا بیٹا ہے۔ میں نے اس سے بات کرنا چاہی اس نے انکار کر دیا۔ تو تُو اسے اس وقت تک فوت نہ کر جب تک وہ بدکار عورتوں کا منہ نہ دیکھ لے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جُریج کی والدہ اگر ارتکابِ زنا کی بدعا کر دیتی تو وہ بھی قبول ہو جاتی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا حضرت جُریج کے عبادت خانے کے آس پاس ایک گڈریا بکریاں چرایا کرتا تھا۔ شہر سے ایک بدکار لڑکی اس گڈریے کے پاس آئی اور اس سے زنا کروایا تو اسے حمل ہو گیا۔ لوگوں نے لڑکی سے پوچھا یہ کس کا کام ہے؟ اس نے کہا یہ کام تو میرے ساتھ جُریج نے کیا ہے۔

حضور علیہ السّلام نے فرمایا یہ سُن کر لوگ طیش میں آ گئے۔ اپنی کسیوں اور کلہاڑیوں اور گینتیوں سے حضرت جُریج کا گرجا مسمار کرنے کیلئے دوڑ پڑے۔ جب وہاں پہنچے تو اتفاقاً اس وقت بھی حضرت جُریج نماز پڑھ رہے تھے۔ غصے اور طیش میں آئے ہوئے لوگوں نے حضرت جُریج کو آواز دی وہ چونکہ نماز پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ تو سب غصے میں بے قابو ہو گئے۔ اور اس کے گرجے کو گرانے لگے۔ نماز سے فارغ ہو کر دروازہ کھولا باہر نکلے پوچھا کیا بات ہے؟ تو انہوں نے کہا اس بچے سے پوچھو۔ بعض روایتوں کے مطابق حضرت جُریج کو لوگوں نے پیٹا مارا اور سرِ عام لا کر جواب طلبی کی۔ تو حضرت جُریج نے کہا مجھے ذرا مہلت دو وہاں دوگانہ ادا کر کے بچے کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا ''بچے

Marfat.com

بول! تیرا باپ کون ہے؟ اُس نے صاف لفظوں میں کہا میرا باپ تو بکریوں کا فلاں چرواہا ہے۔ جب لوگوں نے شیر خوار بچے کی گواہی سُنی تو کہنے لگے اے جُریج ہم تیرے گرجے کو دوبارہ سونے اور چاندی سے تعمیر کروائیں گے۔ آپ نے فرمایا ایسا ہرگز نہیں۔ اس گرجا کو دوبارہ مٹی سے ہی بناؤ۔

شرح حدیث نمبر ۴۷ وشرح حدیث ایضاً:۔ اِن دونوں احادیث میں نہایت مھتم بالشان اُمور میں سے چند درج ذیل ہیں۔

☆۔ حضرت جُریج نہایت صاحبِ مقام ولیِ کامل بنی اسرائیل کی کسی ملت کے ایک اہم رکن تھے۔

☆۔ کسی بھی دین وملّت میں فرض عبادت کے دوران سوائے انبیاء کے مخلوق کے آداب بجالانا جائز نہیں۔ البتہ نفلی عبادت چھوڑ کر اہلِ حق میں سے کسی ایک کے آداب بجالائے جاسکتے ہیں۔ جن میں سے اولیائے کرام اور والدین کو ہر ملّت میں اوّلیت حاصل رہی ہے لیکن جس نفلی عبادت کو مکمل ادائیگی سے قبل چھوڑ دیا بعد میں ان نوافل کی قضاء واجب ہوگی

☆۔ حضرت جُریج نفلی عبادت ہی کر رہے تھے۔ اگر فرض عبادت کر رہے ہوتے تو عین ممکن ہوتا کہ ماں کی بددعا قبول نہ ہوتی۔ اس شریعتِ محمدیہ مطہرہ میں آج بھی نفلی عبادت کے اجر سے والدین کی خدمت بجالانے کا اجر کہیں زیادہ ہے۔ جیسا کہ اسی حدیث میں جہاد سے افضل والدین کی خدمت بیان کی گئی ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بندہ نفلی عبادت کر رہا ہو اور والدین آواز دیں تو نفلی بدنی عبادت وہیں چھوڑ کر والدین کی بات سن کر تعمیل کرنے سے نفلی عبادت کو درمیان میں چھوڑنے سے اللہ تعالیٰ ناراض نہیں ہوتا۔

البتہ وہ شروع کی ہوئی نفلی بدنی عبادت کی قضاء لازمی ہوگی۔

Marfat.com

☆۔والدین کتنے ہی رُوسیاہ گنہگار کیوں نہ ہوں اولاد کے حق میں اُن کی دعا یا بددعا ایک اکسیر کا مقام رکھتی ہے۔

والدین اولاد کو بددعا دینے سے گریز کریں۔ یہ بھی ثابت ہے کہ ہر نفلی کام سے زیادہ ثواب والی نیکی والدین کی خدمت ہے۔

☆۔انسان خواہ ولی کامل ہی کیوں نہ ہو والدین کے حقوق کو بالائے طاق رکھ کر اپنے مقام و برگزیدگی کو قائم رکھنے یا حقیقی فوز و فلاح حاصل کرنے میں کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔

☆۔خداداد صلاحیت سے ولی چاہے تو کائنات کی ہر اُس چیز سے باتیں کرسکتا ہے جو عادی طور پر بولنے پر قادر نہ ہو۔

☆۔والدین کی دعا سے اللہ تعالیٰ اپنے قانون اور تقدیریں بدل دیتا ہے

☆ماں باپ کی خدمت مُشکل کُشا ہے☆

حدیث نمبر۷۵:۔ **عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنھما عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہٗ قال بینما ثلثۃ نفر یتمشون اخذھم المطر فاووا الی غار فی جبل فانحطت علی فم غارھم صخرۃ من الجبل فانطبقت علیھم الــــــــــخ**...... (ص۳۵۳ جلد۲، مسلم شریف)

ترجمہ:۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ سرکارِ دوعالم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمی سفر پر نکلے راستے میں انھیں بارش نے آلیا۔ مجبوراً قریبی پہاڑ کی غار میں پناہ لینا پڑی۔ پہاڑ کے بالائی حصہ سے اچانک ایک چٹان لڑھک کر غار کے منہ میں چسپاں ہوگئی۔ ان تینوں نے ایک دوسرے سے کہا۔ زندگی میں جو

Marfat.com

اعمال ہم نے صرف رضائے الٰہی کیلئے کئے ہیں۔ بارگاہِ الٰہی میں ان نیک اعمال کا وسیلہ
پیش کریں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ہماری مُشکل حل فرما دے۔ ایک بولا اے اللہ کریم میری ایک
چچازاد بہن تھی۔ عورتوں پر فریفتہ مردوں کی نسبت مجھے اُس چچازاد بہن سے زیادہ محبت تھی
۔ ایک روز میں نے اُس سے جنسی پیاس بجانے کیلئے بُرے کام پر آمادہ کرنے کی کوشش کی
اُس نے انکار کر دیا۔ اور ایک مہم ڈال دی کہ اگر میں ایک سو اشرفی لا کر اُسے پیش کروں
تب وہ اپنے آپ کو میرے قابو میں دے گی۔ میں نے بڑی محنت اور مزدوری کر کے سو
اشرفی لا کر اُس کے سامنے رکھ دیں۔ خلوت میں جب میں اُس سے بُرا فعل کرنے کیلئے
تیار ہوا۔ تو اُس نے کہا اے بھائی اللہ سے ڈر اور اِس مُہرِ امانت کو ناجائز طریقے سے مت
توڑ میں یہ بات سُن کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور اُس بُرے فعل سے باز آ گیا۔ یا اللہ جیسا کہ تُو جانتا
ہے کہ میں نے صرف تیرے خوف سے یہ بُرا کام چھوڑ دیا تھا اور وہ پیسے بھی واپس نہ لئے۔
تُو ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرما۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنی قُدرتِ کاملہ سے غار کا منہ اتنا
کھول دیا اور غار کے منہ سے پتھر کی چٹان اتنی ہٹا دی کہ آسمان نظر آنے لگا۔

دوسرا بولا:۔ یا اللہ میں نے ایک مزدور کام پر لگایا تھا۔ اس اُجرت پر کہ چند کلو
چاول (مونجی) اُسے دوں گا۔ شام کو اس مزدور نے اپنی مزدوری کا مطالبہ کیا۔ میں نے وہ
مقرر کردہ چاول اُسے پیش کئے۔ اُس نے یہ چاول لینے سے انکار کر دیا۔ اور کہا یہ مزدوری
کم ہے۔ ناراض ہو کر چلا گیا۔ میں اُس چاول (مونجی) کی کاشت کرتا رہا۔ کئی سالوں تک
یونہی سلسلہ چلتا رہا۔ یہاں تک کہ اُس کاشت کاری کی آمدنی میں سے میں نے کئی گائیں
خریدیں۔ اور اُن کو چرانے کیلئے کئی نوکر غلام خریدے۔ ایک دن وہی مزدور میرے پاس
آنکلا اور اپنی مزدوری کا مطالبہ کیا۔ میں نے اُس سے کہا باہر جنگل میں فلاں جگہ گائیں چر

Marfat.com

رہی ہیں۔اور اُن کو چرانے والے نوکروں سمیت سب کچھ تمہارا ہے۔جا کر لے لو۔تو اُس نے کہا تُو مجھ سے مذاق کر رہا ہے۔میں نے کہا ہرگز نہیں مزاح نہیں کر رہا۔وہ سب مال نوکروں سمیت تیرا ہی ہے۔تو وہ لے کر چلا گیا۔اے اللہ کریم اگر تُو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام خالص تیری رضا کیلئے کیا تھا۔تو تُو اس عمل کے وسیلہ سے ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرما۔اللہ تعالیٰ نے غار کے منہ سے چٹان کافی پیچھے ہٹادی لیکن کوئی آدمی باہر نہیں آ سکتا تھا۔

تیسرا بولا:۔اے اللہ کریم میرے والدین بوڑھے ضعیف العمر تھے۔اور میری بیوی اور میرے بچے جن کی پیٹ پوجا کیلئے میں بکریاں چرا کر لاتا اور انھیں بکریوں کا دودھ پلاتا۔لیکن پہلے اپنے والدین کو پلایا کرتا تھا۔ایک روز مجھے شام کو واپسی پر اندھیرا ہو گیا۔میں نے جلدی سے بکریوں کا دودھ دوھ لیا۔اور والدین کے پاس پہنچا کیا دیکھا کہ وہ سو گئے ہیں۔میں وہیں اُن کے پاس کھڑا ہو گیا۔میرے بچے میرے پاؤں میں بھوک سے بلبلا رہے تھے۔لیکن میں نے اُن کی پرواہ نہ کی۔ مجھے یہ پسند نہ تھا کہ والدین کو جگاؤں کیونکہ اُن کے آرام میں فرق پڑتا تھا۔اور یہ بھی مجھے پسند نہ تھا کہ اپنے بچوں کو اپنے والدین سے پہلے دودھ پلادوں۔ساری رات یونہی کھڑا رہا۔میرے بچے میرے قدموں میں روتے روتے سو گئے۔صبح ہوئی والدین جاگے تو میں نے سب سے پہلے ان کو دودھ پلایا۔اور بچوں کو بعد میں۔اے اللہ کریم اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ خدمتِ والدین تیری رضا کیلئے کی تھی۔تو تُو آج ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرما۔پس اللہ تعالیٰ نے غار کے منہ سے ساری چٹان ہٹادی۔

شرح حدیث:۔اس حدیث پاک کے اہم نکات میں سے چند ملاحظہ ہوں۔

Marfat.com

☆۔سابقہ اقوام کے اخلاقی تعمیری حالات سے فائدہ اٹھانا حق پرستی ہے۔اور زندگی میں کبھی مُشکل پیش آئے تو پُر خلوص نیک اعمال کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے مُشکل کشائی کروانا قرآن وسُنت سے ثابت ہے۔

☆۔کسی بھی انسان کا نیک عمل مُشکل کشا ہوسکتا ہے۔یا مُشکل کشائی کروا سکتا ہیں۔نیک عمل ذات نہیں صفت ہے۔جس کی صفت مُشکل کشا ہو سکتی ہے۔صفت والا موصوف بھی یقیناً مُشکل کشا ہوسکتا ہے۔بعض لوگ مجبوراً یہ کہہ دیتے ہیں کہ زندہ انسان زندہ کی مُشکل کشائی کرسکتا ہے۔فوت شُدہ زندہ کی یا فوت شدہ کی مُشکل کشائی نہیں کرسکتا۔حالانکہ یہ تو ایک محض خبط ہے۔کیونکہ اس قسم کے بے ادب لوگ جب یہ کہتے ہیں۔کہ اللہ کے غیر سے مُشکل کشائی کا تصوّر ہی شرک ہے۔تو پھر اس نظریے میں زندہ یا فوت شدہ کی کوئی قید ہی نہیں ہے۔اور اگر زندہ مُشکل کُشا ہوسکتا ہے شرک نہیں تو فوت شدہ مثلاً اولیاء انبیاء پسِ مرگ مُشکل کُشا مانے جائیں تو کیوں شرک ہے؟

☆۔اور اسی حدیث پاک میں یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ مزدور کی مزدوری کبھی معاف نہ ہو گی۔پوری زندگی میں کسی وقت بھی کسی مزدور یا کسی مظلوم کا حق واپس کیا جا سکتا ہے۔یہ بھی واضح ہوا کہ جرائم اور بالخصوص جنسی برائیوں کو رضائے الٰہی کی خاطر چھوڑنے والا مستجاب الدعوۃ ہوتا ہے۔اس کی دعا فوراً قبول ہوتی ہے۔

☆۔والدین کی خدمت کو تمام غیر فرض امور سے مقدم رکھنے والا بھی مستجاب الدعوۃ ہوتا ہے۔منصبِ نبوت وولایت کے شرعی لازمی آداب کے بعد ہر قسم کی خدمت الفت وصلہ رحمی میں انسان کیلئے والدین سے بڑھ کر اور کوئی زیادہ حقدار نہیں ہوسکتا۔

☆۔والدین سے صلہ رحمی اور پیار کا حصہ باقی مخلوق سے کہیں زیادہ ہونا ضروری ہے۔

Marfat.com

جیسا کہ قرآن پاک یوں ارشاد فرما رہا ہے۔ **وقضٰی ربّك الّا تعبد وا الّا ایّاہ و بالوالدین احسانًا** (پارہ ۱۵ بنی اسرائیل) ترجمہ:۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ کے رب نے یہ حتمی فیصلہ فرمادیا ہے کہ اُس کے بغیر کسی کی عبادت نہ کی جائے۔ اور والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک کیا جائے۔ اللہ جل مجدہٗ نے والدین کی خدمت کو اپنی عبادت کے بعد کیسے ثانوی حیثیت دی ہے۔ گویا کہ یوں فرمادیا کہ فرائض دین کے بعد تمام غیر فرض امور سے بڑھ کر ثواب کے لحاظ سے والدین کی خدمت ہے۔

☆۔ والدین کتنے بھی بدکردار، جُرم پیشہ، اخلاقیات سے کورے ناپسندیدہ ہوں۔ اولاد کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ والدین پر ہاتھ اٹھائیں یا بے ادبی سے سخت زبان استعمال کریں۔ یہ حکم قرآن پاک سے ثابت ہے۔ **امّا یبلُغَنّ عندك الکبر احدھما اوکلھما فلا تقل لّھما اُفٍ ولا تنھر ھما وقل لّھما قولاً کریماً** (پارہ ۱۵) کسی بھی بُرے یا غلط فکر وعمل سے باز رکھنے کیلئے صرف اخلاقی طور پر پیار سے ہی اولاد کا اپنے والدین کو سمجھانے کا حق ہے۔

البتہ کسی غلط کام، بُرے فعل یا ارتکابِ شرک وکُفر میں والدین کی اطاعت کرنا ان کی بات ماننا سخت گناہ ہے۔ اس کے علاوہ والدین کا ہر حکم اولاد کیلئے مقدم رکھنا لازم ہے۔

Marfat.com

☆فوت شدہ کی قضاشدہ نمازوں کے علاوہ اسکے تمام قضاشدہ فرائض کی ادائیگی زندہ آدمی کرسکتا ہے☆

حدیث نمبر۷۶:۔ عن ابن عباس رضی الله عنهما قال جاء ت امرأةٌ الیٰ رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فقالت یا رسول الله انّ امی ماتت و علیها صوم نذر افا صوم عنها قال ارأیت لو کان علیٰ امّكِ دینٌ فقضیتیه اکان یؤدّی ذالك عنها قالت نعم قال فصومی عن اُمّكِ و فی روایة انّ امّی لم تحج افأ حج عنها قال حجّی عنها

(ص۳۶۲ جلد۱، مسلم شریف)

ایضاً حدیث:۔قال ابو هریره رضی الله عنه "لاصحاب الرسول" من یضمن لی منکم انّ یّصلی لی فی المسجد العشار رکعتین ثم یقول هذهٖ لابی هریرة

(۴۶۸ جلد۲، مشکوٰۃ شریف وص۵۹۲ باب ذکر البصرۃ ابوداؤد)

وقال صاحب اللمعات ملّا علیّ القاری قوله هذهٖ لابی هریرة رضی الله عنه الظاهر انّ معنی ثواب هذهٖ الصّلوٰۃ لابی هریرۃوقد جاز فی العبادۃ البدنیّة ان تجعل ثواب عملٍ لغیرهٖ و امّا فی العبادۃ المالیة فجائز باالاتفاق لمعات

Marfat.com

ترجمہ:۔ سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما سے روایت ہے۔ کہ جناب سید الانبیاء والمرسلین کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی۔ عرض کرنے لگی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میری والدہ فوت ہو چکی ہے۔ اور اس نے روزہ رکھنے کی منّت مانی تھی۔ کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھ سکتی ہوں۔ آپ نے فرمایا! کیا تیری ماں پر قرضہ ہوتا تو تُو وہ ادا کرتی۔ اور کیا یہ اس کا قرضہ ادا ہو جاتا۔ عرض کیا ہاں یارسول اللہ آپ نے فرمایا تو پھر تُو اپنی والدہ کی طرف سے نذر پوری کر۔ ایک روایت میں ہے کہ۔ یارسول اللہ میری والدہ نے حج نہیں کیا تھا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں۔ آپ نے فرمایا اپنی والدہ کی طرف سے، تُو حج کر سکتی ہے۔

ترجمہ ایضاً حدیث:۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ صحابہ کرام کی اس جماعت سے اپیل کی جو ملکِ شام جا رہی تھی۔ اور وہاں وادیٔ ابلّہ میں ایک مسجد عشّار تھی۔ کہ تم صحابہ کرام میں سے کوئی ایک صحابی مجھے اس بات کی کیا ضمانت دے سکتا ہے کہ وہ ملکِ شام کی وادیٔ ابلّہ کی مسجدِ عشّار میں دو رکعت نماز نفل میرے لئے ادا کرے۔ اور پھر کہے کہ یہ نفل ابو ہریرہ کیلئے ہیں۔

ملّا علی قاری شرح حدیث ہذا میں بیان فرماتے ہیں۔ اس کا معنی یہ ہے کہ اس نماز دوگانہ کا ثواب ابو ہریرہ کیلئے ہے۔ محققین یہاں سے ثابت کرتے ہیں کہ بدنی عبادات میں ایصالِ ثواب جائز ہے کہ کوئی مسلمان شخص اپنے نیک عمل کا ثواب دوسرے زندہ مسلمان کی ملکیت کر دے۔ بدنی عبادت کے ایصالِ ثواب میں بعض علماء اختلاف کرتے ہیں۔ لیکن مالی عبادت کے ایصالِ ثواب میں کسی کو بھی کوئی اختلاف نہیں ہے۔

شرح حدیث:۔ اس حدیث پاک میں ایصالِ ثواب (کسی کو ثواب پہنچانا) کے کئی مختلف

Marfat.com

طریقے بیان کئے گئے ہیں۔

☆۔کسی بھی اہلِ حق کوثواب پہنچانے کے دوطریقے ہیں۔مالی عبادت کا ثواب، بدنی عبادت کا ثواب، مالی عبادت میں تمام صدقات خیرات، کفارے، فطرانے اور زکوٰۃ کی ادائیگی شامل ہے۔بدنی عبادت میں نماز، روزہ، حج تمام فرائض اور تمام نوافل اور دعائیں شامل ہیں۔

نکتہ:۔سوائے فرض نماز کے ہر قسم کی شرعی لازمی عبادت کی قضاء کسی بھی فوت شدہ آدمی کی طرف سے ادا کی جاسکتی ہے۔

☆۔اہلِ حق کے کسی بھی فرد کوخواہ وہ دنیا کی زندگی سے منسلک ہو یا آخرت کی زندگی سے منسلک ہو۔قرآن وحدیث کی رُو سے کسی بھی نیک عمل کا ثواب پہنچانا جائز ہی نہیں بلکہ بہت پسندیدہ عمل ہے۔اپنی کسی بھی نیکی کا ثواب جتنوں کو پہنچایا جائے اتنے گُنا بھیجنے والے کومزید ثواب دے دیا جاتا ہے۔

☆۔ایصالِ ثواب کرنے والے کے اعمال نامے سے اُس کے نیک عمل کا ثواب ختم نہیں کیا جاتا۔بلکہ وہ ثواب اپنی بھرپور کیفیت میں ثواب پہنچانے والے کے اعمال نامے میں بدستور موجود رہتا ہے۔اس بات پر قرآن کریم گواہ ہے۔

والذین آمنوا واتّبعتھم ذرّیّتھم بایمانٍ الحقنا بھم ذرّیّتھم و ما التنھم من عملھم من شیٔی (پارہ ۲۸)

ترجمہ۔اور وہ ایمان والے جن کی اولاد ان کے نقشِ قدم ایمان پر قائم رہی۔ہم اُن کی اولاد کو ان کے پاس پہنچادیں گے۔اور اُن اسلاف ایمان والوں کے مرتبے میں بھی کوئی کمی نہیں کریں گے۔(پارہ ۲۸) یعنی ایمان پر قائم رہنے کے بعد نیک عمل کی اشد

Marfat.com

ضرورت ہے۔ اور ایمان والوں کے نیک اعمال اُن کیلئے بھی کافی رہیں گے۔ اور اُن کی اولادوں کو بھی فضیلت کا حصہ ملے گا۔ لیکن اسلاف ایمان والوں کے درجہ اور مرتبے میں بھی کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔ اس طرح ایصالِ ثواب کرنے والے کو اُس کے نیک اعمال کا اجر پورا پورا دیا جاتا ہے۔ اور جس کو ثواب پہنچایا جاتا ہے اُس کو بھی بھرپور ثواب دیا جاتا ہے۔ ☆:۔ (ص ۱۶۹ جلد ۱) ابوداؤد اور نسائی کی ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا کہ میری والدہ اچانک فوت ہوگئی ہے۔ اگر وہ اچانک فوت نہ ہوتی تو ہمیں اپنے لئے صدقہ یا خیرات کا ضرور حکم دیتی۔ کیا اُس کو میں کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اس کیلئے پانی کا صدقہ کر دو اُس کو ثواب پہنچے گا۔ تو حضرت سعد بن معاذ نے اپنی والدہ کیلئے پانی کا کنواں کھدوا دیا۔ اس کنویں کا نام بئیر امّ سعد رکھا گیا۔ یعنی سعد کی والدہ کا کنواں۔

☆ ۔ فوت شُدہ ماں باپ کی عاق نافرمان بیٹی یا بیٹا اپنے والدین کو ایصالِ ثواب کرتا رہے۔ تو والدین عالمِ برزخ میں راضی ہو جاتے ہیں۔ اور اولاد ابرار کی صف میں شامل ہو جاتی ہے۔ اور دنیا کی جس قسم کی بھی بہترین نعمت کا ایصالِ ثواب کیا جائے تو اسی قسم کی نعمت فوت شُدہ کو جنت سے دے دی جاتی ہے۔

"واُتوا بہٖ متشابھا" خوردنی، نوشیدنی، پوشیدنی ہر قسم کے لباس سمیت جیسا بھی ایصالِ ثواب ہوگا۔ ویسی ہی چیزیں جنت میں موجود ہیں۔ وہاں سے دے دی جاتی ہیں۔ بظاہر شکلاً تو جنت کی چیزیں دنیا کی نعمتوں کی طرح ہی ہوں گی۔ لیکن پائیداری، افادیت اور ذوق کے لحاظ سے نہایت مختلف ہوں گی۔ ایک حدیث پاک میں مذکور ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

Marfat.com

''مسلمان کو فوت ہونے کے بعد تین چیزیں فائدہ پہنچا سکتی ہیں۔ا۔نیک اولاد ۲۔کسی کو دین کا علم سکھایا ۳۔مالی صدقہ جاریہ۔
یعنی کوئی بھی ایسا مالی طور پر نیک عمل جس کے مفید اثرات مرنے کے بعد بھی قائم رہیں۔ پسِ مرگ فائدہ پہنچانے والے ہر نیک عمل کو صدقہ جاریہ کہا جاتا ہے۔جس کی افادیت مدّت مدید تک جاری وساری رہے۔ابوداؤد، نسائی، ترمذی اور بخاری نے اس حدیث کو روایت کیا (ص ۱۱۸ کشف الخفاء وص ۳۶ مشکوٰۃ شریف)

☆ کتاب الرقاق (دل نرم کرنے والی احادیث) ☆

(توبہ)

حدیث نمبر ۷۷:۔ **عن النعمان بن بشير رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم والله للهُ اشدّ فرحاً بتوبة عبده من رجل كان فى سفر فى فلاة من الارض فاوىٰ الىٰ ظلّ شجرةٍ فنام تحتها فلما استيقظ لم يجد راحلتهُ فاتى شرفاً فصعد عليه فأشرف فلم يرشيئاً ثم أتى اٰخر فأشرف فلم يرشيئاً فقال ارجع الى مكانى الذى كنت فيه حتى اموت ......الخ ،رواه مسلم و احمد و النسائى والحاكم و البيهقى** (ص ۴۰۶ جلد ۲ کشف الخفاء)

ترجمہ:۔ایک صد چودہ احادیث کے راوی صحابی رسول حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ

Marfat.com

سے روایت ہے۔ کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! خدا کی قسم اللہ تعالیٰ اپنے گنہگار بندے کی اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرنے پر اس آدمی کی نسبت زیادہ خوش ہوتا ہے۔ جو سفر کے دوران کسی چٹیل میدان میں پہنچا اور آرام کیلئے کسی درخت کے نیچے سو گیا۔ بیدار ہوا تو سواری گم پائی۔ وہاں کسی اونچے ٹیلے پر چڑھ کر دیکھا سواری نظر نہ آئی۔ دوسری پہاڑی پر چڑھ کر دیکھا لیکن سواری کہیں نظر نہ آئی۔ تو مایوس ہو کر واپس اسی درخت کے نیچے آ کر لیٹ گیا کہ بس اب موت ہی آئے گی۔ تو اچانک دیکھتا ہے کہ اس کی سواری اپنی نکیل کی رسّی کھینچے اُس کی طرف آ رہی ہے۔ بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ وہ آدمی مارے خوشی کے بے قابو ہو کر بولا۔ اے اللہ تو میرا بندہ میں تیرا خدا۔

اس مسافر آدمی کی خوشی سے اللہ تعالیٰ اپنے اُس بندے پر زیادہ خوش ہوتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ کر لیتا ہے۔ اس حدیث کو احمد، نسائی، حاکم اور بیہقی نے روایت کیا۔

شرح حدیث:۔ اس حدیث پاک میں درج ذیل نکات موجود ہیں۔

☆:۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اتنا مہربان ہے کہ کسی ذہن یا شعور کی اُس کی بندہ نوازیوں کی مکمل کیفیت تک رسائی نہیں ہو سکتی۔

☆۔ سچی پکّی توبہ تقویٰ کا مدارِ حقیقت ہے۔ توبہ کرتے وقت مکمل ندامت اور شرمندگی سے آئندہ وہ فعل کبھی بھی نہ کرنے کا تہیّا ہو جائے تو یہ سچی توبہ ہے۔ اگر اسکے باوجود ہی گناہ دوبارہ سرزد ہو جائے تو سابقہ توبہ کی فضیلت قائم ہی رہے گی۔

Marfat.com

گناہ سے مکمل شرمندگی توبہ ہی ہے

حدیث نمبر ۷۸:۔عن انس بن مالك رضی الله عنه و ابن مسعود رضی الله عنه قالا قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم النّدامة توبة رواه ابن ماجه و ابن حبان والحاکم وصحح اسنادهٗ وروی احمد والطبرانی عن ابن عباس رضی الله عنهما انّه صلی الله علیه وآله وسلم قال کفّارةُ الذ نب النّدامة (ص ۳۔۱۳ جلد ۴، احیاء العلوم)

حدیث ایضاً نمبر ا:۔ عن ابی هریره رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم لا یلج النّار من بکیٰ من خشیة الله حتّٰی یعود اللّبنُ فی الضرعِ رواه الترمذی

(ص ۳۳۲ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

حدیث ایضاً نمبر ۲:۔ عن ابن عباس رضی الله عنهما و علی بن ابی طالب رضی الله عنه رفعاهُ الیٰ رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یا ابن آدم ما تصنعُ باالدُّنیا حلالها حساب حرامها عقابٌ رواه الدیلمی والبیهقی (ص ۱۷ ۴ جلد ۱، کشف الخفاء)

ترجمہ:۔ سیدنا انس بن مالک اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پشیمانی توبہ ہے۔

Marfat.com

ترجمہ حدیث ایضاً نمبر ا:۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ **نبیء** لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو انسان اللہ تعالیٰ کے خوف سے رو پڑا وہ ہرگز جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔ یہاں تک کہ دودھ واپس پستان میں چلا جائے۔

ترجمہ حدیث ایضاً نمبر ۲:۔ سیدنا عبداللہ بن عباس وسیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنھما سے مرفوع حدیث روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے آدم کے بیٹے تُو ایسی دُنیا کو کیا کرے گا۔ جس کے حلال مال کا حساب ہوگا۔ اور حرام مال صرف عذاب ہی ہوگا۔ ان تینوں احادیث کو ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم اور احمد اور طبرانی اور ترمذی، دیلمی اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

شرح حدیث وایضاً:۔ ان احادیث میں بہت سے حقیقت نواز انداز موجود ہیں۔

☆۔ سچی توبہ کیلئے خلوصِ دل کا ہونا ضروری ہے۔ اگر کوئی گنہگار خلوصِ دل سے کسی گناہ کی توبہ کرتا ہے۔ اور پھر کسی آئندہ وقت وہی جرم اس سے سرزد ہو جاتا ہے۔ تو پچھلی دفعہ وہی گناہ کرنے پر جو خلوصِ دل سے توبہ کی تھی اس کے اجر میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ایک حدیث پاک میں ہے۔ **التائب من الذنب کمن لّا ذنب لهٗ**۔ یعنی کسی بھی گناہ سے سچی توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا اُس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔ اور ایک حدیث پاک میں ہے۔ **التائب حبیب الله**۔ توبہ کرنے والا اللہ کا حبیب ہے۔ کسی گناہ میں آلودہ ہونے کے بعد دل میں شرمندگی آئے تو باعث رحمت ہے لیکن گناہ کی معافی اُس وقت متصور ہوگی۔ جب دل سے ایک دفعہ مکمل خلوصِ نیت سے توبہ ہو جائے۔ اور دوبارہ وہ گناہ کرنے کا قطعی کوئی ارادہ نہ رہے۔

ضروری نوٹ:۔ صرف اللہ تعالیٰ کا حق ضائع کرنے کی صورت میں شرمندگی اور صرف

Marfat.com

خالص توبہ ہی کافی ہے۔لیکن بندوں کے حق کو ضائع کرنے والا جب تک بندے سے معافی نہیں لے لیتا توبہ قبول نہیں ہوتی۔قیامت کے دن مظلوم جب تک معاف نہیں کرے گا۔ظالم کو اللہ تعالیٰ معافی نہیں دے گا۔صرف ایک ہی صورت ہوسکے گی کہ اللہ تعالیٰ جس ظالم کو بخشنا چاہے گا۔مظلوم سے کہے گا ظالم کو معاف کر دے۔مظلوم نہیں مانے گا تو اللہ تعالیٰ مظلوم سے فرمائے گا تُو اپنا حق ظالم کو معاف کر دے میں اپنا حق تجھے معاف کرتا ہوں اور تم دونوں جنت میں چلے جاؤ۔اور اگر ایسا نہ ہوا تو ظالم کی اپنی قیمتی نیکیوں سے مظلوم کا حق پورا کیا جائے گا۔اور اگر ظالم کے پاس اتنی نیکیاں بھی نہ رہیں جن سے وہ مظلوموں کے حقوق واپس کر سکے۔تو ظالم کو جہنم جانا ہوگا۔اور مظلوم کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے معاوضہ ادا کرے گا۔**الا ان یشاء ربی شیئاً** ۔

☆۔گناہ سرزد ہو جانے پر آنکھوں سے آنسو کا نکل جانا یہ بھی اللہ تعالیٰ کا کرم بالائے کرم ہے۔نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔**دمعة العاصی تُطفئ غضب الرب**۔گناہ گار آدمی کے آنسو اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کر دیتے ہیں۔ایک اور حدیث پاک میں ہے۔کہ روزِ محشر گناہ گاروں کو دیکھ کر دوزخ کی آگ بھڑکے گی۔اور گناہ گاروں کی طرف حملہ آور ہو کر بڑھے گی۔جو زبانیہ ملائکہ دوزخ کو زنجیروں سے کھینچ کر روکنے کیلئے مقرر کئے گئے ہونگے۔وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کریں گے۔یاالٰہی ہمارے بس کی بات نہیں رہی۔آواز آئے گی گناہگاروں کے آنسوؤں کا پانی دوزخ کے منہ پر چھڑ کا دو دوزخ پیش قدمی سے رُک جائے گی۔

رونے اور آہ وبکا کی مختلف صورتیں ہیں۔کوئی دنیا کی محبت میں روتا ہے۔کوئی زخم کے درد، بیماری کی سنگینی سے روتا ہے۔کوئی منافقت کا رونا روتا ہے۔بارگاہِ خداوندی میں جس

Marfat.com

رونے اور آنسو کی قدر و قیمت ہے۔ وہ ہے صحیح العقیدہ مسلمان کے نکلنے والے خلوصِ نیت سے اس کی آنکھوں کے آنسو۔ ورنہ منافقت کا رونا یا دُنیا کیلئے سب بے قیمت ہیں۔ لہٰذا نکلنے والے کسی کی آنکھ سے آنسو کی قبولیت دو چیزوں سے مشروط ہے

۱۔صحیح العقیدہ مسلمان ۲۔خلوصِ نیت

جب تک یہ دونوں چیزیں اکٹھی بیک وقت نہیں پائی جاتیں تو اس رونے کی کوئی قیمت یا قبولیت نہیں ہے۔ بد مذہب، گندے عقیدوں والے اور خود کو مسلمان کہلانے والے۔ ہندو ،سکھ، عیسائی، دھریے بھی رویا کرتے ہیں۔لیکن وہ بارگاہِ ایزدی میں شرفِ قبولیت حاصل نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ نہ اُن کا عقیدہ صحیح ہے۔ اور نہ نیت خالص ہے۔

خلوصِ نیّت کی صرف اُسی وقت توفیق ہوسکتی ہے یا وہی خلوصِ نیت قابلِ اعتبار ہوسکتا ہے۔ جبکہ رونے والا صحیح العقیدہ صحیح مسلمان ہو۔ دُنیاوی مطالب کیلئے رونا بھی وہ فضیلت نہیں رکھتا۔ جس کی فضیلت قرآن وسُنّت نے بتلائی ہے۔

ایمانی ارتقاء، خوفِ خدا، طلبِ معرفت، قُرب خداوندی، عشقِ رسول ومحبت اولیاء میں رونے کی قدر مُسلّم رہی ہے۔

حدیث ایضاً میں دُنیا کی بے بنیادی کا ذکر ہے۔ کہ دُنیا کے حلال مال کا حساب ہوگا۔ کہ دولت کے حقوق زکوٰۃ، عُشر، صلہ رحمی کے حقوق ادا کیئے یا نہیں؟ حلال کمائی سے رشتہ داروں کا حق ادا کیا یا نہیں؟ نفلی صدقات کہاں کہاں خرچ کیئے اور کس کس غرض سے خرچ کیا لیکن حرام کمائی ہوئی دولت پر ایسے سوالات ہرگز نہیں کیئے جائیں گے۔ کیونکہ حرام مال پر نہ تو زکوٰۃ ہے اور نہ عُشر ہے۔

اور جس کی کمائی کے تمام ذریعے حرام ہیں ایسا آدمی اگر کسی بھی رفاہِ عامہ میں یا نیک کام

Marfat.com

میں خرچ کرے گا تو اُسے ثواب نہیں ملے گا۔ بلکہ اُلٹا مجرم ٹھہرے گا اور گناہ ہوگا۔ حرام کمائی کسی بھی شکل میں ہو حرام ہی ہے۔ مثلاً اولاد جانتی ہے کہ ہمارے آباؤ اجداد نے اصول فروشی کر کے اُس غدّاری کے بدلے ایسی جائیدادیں حاصل کیں۔ جن جائیدادوں کے قابضین آباد کنندگان پہلے سے موجود تھے۔ اور اُن کو بے دخل کر کے اپنے اثر ورسوخ سے مالک بن بیٹھے۔ ایسی جائیدادوں کی کمائی تمام تر حرام ہے۔ اُن سابقہ قابضین مستحق لوگوں کو ایسی جائیدادیں واپس کرنا لازمی حق ہے۔ البتہ اصول فروشی کے بدلے اور غدّاری کر کے جو سفید زمینیں ہتھیالی گئیں اِن کا حکم مقبوضہ جائیدادوں کی طرح نہیں ہے۔

☆۔ جس آدمی کی کمائی ملی جُلی ہے۔ کچھ حلال آمدنی اور کچھ حرام تو ایسی مخلوط کمائی والے سے نیک رفاہِ عامہ کی ضروریات میں رقوم لی جاسکتی ہیں۔ لیکن اگر ایسا آدمی واضح کر دیتا ہے۔ کہ نیک کام میں جو حصہ ڈال رہا ہوں۔ یہ تمام تر حرام کمائی کے کھاتے سے دے رہا ہوں۔ تو ایسی رقم یا کوئی چیز کسی بھی نیک کام میں خرچ کرنا سخت گناہ ہے۔ اور اُس سے لینا بھی سخت جُرم ہے۔

ایک حدیث پاک میں ہے کہ ایک آدمی دُور دراز سے سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے خانہ کعبہ پہنچتا ہے اور **"مطعمهٗ حرام، ملبسهٗ حرام، مشربه حرام انّٰی یُستجاب لهٗ"** اس کا کھانا اور پینا اور لباس حرام کی کمائی سے ہے۔ اُس کی دُعا کیسے قبول ہوگی۔ دوسری حدیث پاک میں ہے۔ **کُلّ جسدٍ نَبتَ من سُحتٍ فا النار اولٰی به**۔ جو جسم حرام مال سے پرورش پائے گا۔ اُس کیلئے صرف دوزخ کی آگ کافی ہے۔ بزرگانِ دین نے حلال کمائی کو نصف ولایت قرار دیا ہے۔ یعنی جو مسلمان مکمل طور پر حلال کمائی کا مالک ہے وہ اللہ تعالیٰ کا نصف ولی ہے۔

Marfat.com

☆پرہیز گار زمیندار اور بادلوں کے ذریعے سیرابی کا نظامِ قُدرت☆

حدیث نمبر۷۹:۔ عن ابی هریره رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم قال بینا رجل بفلاةٍ من الارض فسمع صوتاً فی سحابة أسق حدیقة فلان فتنحیّ ذالك السحاب فافرغ ماءَہٗ فی حرّة فاذا شر جةٌ من تلك الشراج قد استو عبت ذالك الماء کلّه فتتبّعَ الماء فاذاً رجل قائم فی حدیقة یُحوّل الماء بمسحاتهٖ فقال له یا عبد الله ما اسمك قال فلان للا سم الذی سمع فی السحابة فقال له یا عبد الله لم سئا لتنی عن اسمی قال انّی سمعتُ صوتاً فی السحاب الذی هذا ماؤہ .... الخ (ص۴۱۱ جلد۲ مسلم شریف)

ترجمہ:۔سیدنا عبدالرحمن بن صخر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی پاک سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے سفر کے دوران کسی علاقہ میں فضا میں گذرنے والے ایک بادل سے یہ آواز سُنی کہ فلاں آدمی کے باغ کو سیراب کردو تو فضا کے بادلوں میں سے بادل کا ایک ٹکڑا الگ ہو گیا۔ اور اس نے پوری وادی میں خوب بارش برسا دی۔ اُس برسات کے پانی کے ریلوں میں سے پانی کے ایک ریلے نے قریبی باغ کا رُخ کیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی اُس باغ میں کھڑا اپنی کُسّی سے کھیتوں کو پانی لگا رہا ہے۔ میں نے

Marfat.com

پوچھا اے اللہ کے بندے تیرا کیا نام ہے؟ اُس نے وہی نام بتایا جو میں نے بادل سے سُنا تھا۔ تو اُس نے مجھ سے کہا! اے اللہ کے بندے تو نے میرا نام کیوں پوچھا؟ میں نے کہا بادل سے آپکے نام کی آواز آئی تھی کہ فلاں (یعنی آپ) کے باغ کو پانی دے دو۔ اس باغ میں آپ کی کیسی مصروفیت ہے۔ اُس نے کہا جب تُو نے پوچھ ہی لیا تو سُن لے کہ میں اس باغ کی پیداوار کے تین حصے کر لیتا ہوں۔ ایک حصہ فقراء اور مساکین میں تقسیم کر دیتا ہوں ۔ اور دوسرا حصہ میں اپنے اہل وعیال کیلئے لے لیتا ہوں۔ اور تیسرا حصہ باغ پر خرچ کر دیتا ہوں۔ (ص ۴۱۱ جلد ۲، مسلم شریف)

شرح حدیث:۔ اس حدیث پاک میں مالی صدقہ کی روحانیت اور اس ذریعہ سے قُربِ بارگاہِ ایزدی کے جلووں کا ذکر ہے۔

☆۔ وہ کتنا خوش قسمت مسلمان ہے۔ جو دُنیا کی دولت کے عوض اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حد درجہ کی مقبولیت حاصل کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتے بادل کے ذریعے جس شخص کے باغ کو سیراب کریں۔ وہ کتنا محبوب ترین ولی کامل ہے۔ زمین کی پیداوار کے تین حصے کرنا۔ یہ باغ کے مالک ولی کامل کی محض للّٰھیت کی منفرد سوچ تھی۔ ورنہ شریعت **محمدیہ علیٰ صاحبہا الف الف تحیّة** میں زمین کی کُل پیداوار میں تمام زمینی اخراجات نکال کر باقی اجناس پیداوار کا (بارانی زمینوں میں) دسواں اور نہری ذرائع سے سیراب ہونی والی زمینوں میں بیسویں حصہ کا نام عُشر کے لفظ سے شرعی قوانین کے مطابق معروف ومشہور ہے۔ جس کا مستحقین تک پہنچانا لازمی حق اسلام ہے۔ یا جس زمین کو پانی خرید کر لگایا جاتا ہو ایسی زمین کی پیداوار میں بیسواں حصہ عُشر کے نام سے مستحقین کو پہنچانا لازمی ہے۔ جو زمیندار زمین کی پیداوار کا عشر مستحقین کو ادا نہیں کرتا وہ کتنا ہی حاجی، غازی

Marfat.com

،نمازی، پرہیزگار ہو۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ بعض زمین دار ایک خوش فہمی کا شکار ہوتے ہیں۔ دیگیں اور رنگ برنگے کھانے پکا کر دعوتِ عام کر دی۔ اس خوش فہمی میں کہ دعوت کی دعوت، شہرت کی شہرت اور عشر اور زکوٰۃ بھی ادا اور لوگوں میں کرّ و فر بھی بے بہا۔ حالانکہ دعوتِ عام یا افطاری کا اہتمام یا اسلامی تہواروں پر پکائے گئے طعام یا نفلی صدقہ و خیرات عُشر اور زکوٰۃ کی جگہ نہیں لے سکتے۔ عُشر اور زکوٰۃ اسلام کا لازمی فرض ہے۔ اور دعوتِ عام یا افطاری کا اہتمام یا نفلی صدقات وغیرہ لازمی نہیں ہیں۔ بڑے بڑے جاگیردار اور اکثر مالدار بھی اِس جُرم میں مُلوّث ہیں۔

☆ اپنی سابقہ حالت کو بھول جانے والا انسان اللہ و رسول کا منظورِ نظر نہیں ہو سکتا ☆

حدیث نمبر ۸۰:۔ **عن ابی هریره رضی الله عنه انهٗ سمع النبی صلی الله علیه وآله وسلم یقول ان ثلثة فی بنی اسرائیل ابرص و اقرع و اعمیٰ........ الخ** (ص ۴۰۸ جلد ۲، مسلم شریف)

ترجمہ:۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سُنا بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے۔ ایک پھلبہری والا

(جسم پر سفید بدنما قسم کے داغ وغیرہ کو پھلبہری کہتے ہیں) دوسرا کوڑھی والا بدشکل اور تیسرا اندھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے تینوں سے امتحان لیا۔ اُن تینوں کے پاس ایک فرشتہ بھیجا۔ فرشتہ پھلبہری والے کے پاس آیا۔ اور اُسے کہا تجھے کیا چیز پسند ہے؟ اُس نے کہا سب سے پہلے مجھے پھلبہری کے مرض سے شفاء حاصل ہو۔ اچھا جسم اور تندرستی پسند ہے۔ کیونکہ اسی پھلبہری کے مرض کی وجہ سے معاشرہ میں باعثِ نفرت ہوں۔ فرشتے نے اُس کے جسم پر ہاتھ پھیرا تو اُس کی (برص کی بیماری) پھلبہری ختم ہو گئی۔ اور جسم کی کھال صاف بے داغ

Marfat.com

ہوگئی۔ پھر فرشتے نے پوچھا۔ تجھے کونسا مال پسند ہے؟ اُس نے کہا مجھے اُونٹ پسند ہیں ۔حضور نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو اُس پھلبہری والے کو دس اونٹنیاں دے دی گئیں۔ فرشتے نے کہا اللہ تعالیٰ تجھے اس مال میں برکت دے۔

اس کے بعد کوڑھی کے مرض والے بدشکل آدمی کے پاس وہ فرشتہ گیا۔ اور اُس سے پوچھا تجھے کیا پسند ہے۔ اُس نے کہا مجھے کوڑھی مرض سے شفاء اور اچھی شکل چاہیے۔ میں بدشکل ہونے کی وجہ سے معاشرہ میں کٹ کر رہ گیا ہوں۔ فرشتے نے اُس کے جسم پر ہاتھ پھیرا تو اُس کا کوڑھی پن ختم ہوگیا۔ شکل اچھی ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ کے اُس فرشتے نے اُس آدمی سے پوچھا۔ تجھے کون سا مال پسند ہے؟ اُس نے کہا مجھے گائے کی نسل پسند ہے۔ تو فرشتے نے اُسے ایک حاملہ (بچہ دینے والی) گائے لا کر دی۔ اور کہا اللہ تعالیٰ تیرے اس مال میں برکت دے۔ اس کے بعد وہ فرشتہ اندھے آدمی کے پاس گیا۔ اور کہا تجھے کیا چیز پسند ہے؟ اُس نے کہا میری آنکھوں کی بینائی واپس لوٹ آئے۔ فرشتے نے اُس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو اس کی آنکھیں روشن ہوگئیں۔ پوچھا تجھے کون سا مال پسند ہے؟ اُس نے کہا مجھے بکریاں پسند ہیں۔ تو اُس کو فرشتے نے ایک حاملہ بکری لا کر دی۔ اور کہا اللہ تعالیٰ تیرے مال میں برکت دے۔ چنانچہ ان تینوں کے مال ایک کی اُونٹ نسل میں، دوسرے کی گائے نسل میں، تیسرے اندھے کی بکری نسل میں بے پناہ اضافہ ہوا۔ حتیٰ کہ ان کے پاس کئی کئی ریوڑ تیار ہوگئے۔

کچھ عرصہ بعد وہی فرشتہ انسانی شکل میں پھلبہری والے کے پاس آیا۔ اُس نے کہا میں مسکین پردیسی مسافر ہوں۔ میرا سفر ابھی بہت ہے۔ اس وقت مجھے سوائے رب کی ذات کے اور تیرے سوا اور کوئی آسرا نہیں ہے۔ میں اُس ذات کا واسطہ دے کر تجھ سے سوال کرتا

Marfat.com

ہوں۔اپنے مال سے مجھے کچھ حصہ دے۔اُس نے کہا میرے اپنے اخراجات ہی پورے نہیں ہوتے تجھے کہاں سے مال دوں؟ فرشتے نے اس سے کہا جو انسانی شکل میں تھا۔ مجھے تو کچھ یوں معلوم ہوتا ہے۔جیسا کہ تو وہ شخص ہے۔جس کو اللہ تعالیٰ نے پھلبہری کی بیماری سے نجات دی تھی۔ جب کہ لوگ تجھ سے نفرت کرتے تھے۔اور اُونٹوں کا مال دیا تھا۔اُس کہا مجھے تو زندگی بھر ایسا نہیں ہوا۔ مجھے تو وراثت میں یہ تمام مال ملا ہے۔فرشتے نے کہا اگر تُو جھوٹا ہو تو پھر ویسا ہی ہو جا جیسے پہلے تھا۔چنانچہ وہ دیکھتے ہی دیکھتے چند دنوں میں محتاج اور غریب ہو گیا۔اور پھلبہری کے مرض کا شکار ہو گیا۔

اس کے بعد وہ فرشتہ اُس آدمی کے پاس آیا۔جو کوڑھی کی بیماری میں مبتلا رہا تھا۔اور اسی طرح اُس سے گفتگو ہوئی۔اُس نے بھی ایسا ہی جواب دیا۔تو فرشتے نے کہا اگر تُو جھوٹا ہے تو پھر ویسا ہی ہو جا جیسا پہلے تھا۔چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے وہ چند دنوں میں کنگال ہو گیا۔مال جاتا رہا۔اور کوڑھی مرض میں مبتلا ہو گیا۔

پھر وہ فرشتہ اُس آدمی کے پاس آیا جو پہلے اندھا تھا۔اُس سے بھی ایسی ہی گفتگو ہوئی تو اُس نے جواب دیا۔ہاں میں واقعی پہلے اندھا تھا۔اللہ تعالیٰ نے مجھ پر احسان کیا مجھے روشن آنکھیں عطا کیں۔اور بکریوں کا بے تحاشہ مال عطا کیا۔لہٰذا اے سوال کرنے والے مسافر راہگیر جتنا تیرا جی چاہتا ہے میرے مال سے لے سکتا ہے۔اُس فرشتے نے کہا جو انسانی شکل میں تھا۔ مجھے تیرے مال کی کوئی ضرورت نہیں۔تیرے دونوں ساتھی پھلبہری مرض والا اور کوڑھی مرض والا سے اور تجھ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے میں امتحان لینے آیا تھا۔جس میں تیرے دونوں ساتھی ناکام اور برباد ہوئے۔مال بھی اُن کا برباد ہوا۔اور تُو کامیاب ہوا ۔تجھے مبارک ہو۔

Marfat.com

شرح حدیث :۔اس حدیث پاک میں متعدد امور واضح ہیں۔

جو دوسخا اور وسیع الظرفی کی برکت۔

☆:۔امارت ہو غربت ہو، مصیبت ہو، خوشی ہو ہر حال میں اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کی یاد ہمیشہ مساوی قائم رکھنا ضروری ہے۔غربت سے امارت نصیب ہو تو ماضی بھولنے والا ہمیشہ کیلئے ذلیل ہو جاتا ہے۔اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر ناراض رہتا ہے۔مصیبت ہو تو صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے۔خوشحال زندگی ہو جائے تو شکر گزاری سے گہرا رابطہ رہے۔اور دولت کے نشے میں چُور ہو کر مغروری میں انسان کو انسان ہی نہ سمجھنا فرعون و نمرود و ہامان سے رشتہ قائم کرنے کے مترادف ہے۔

☆ذکرِ الٰہی اور اللہ والوں کے علاوہ تمام دُنیا و مافیہا لعنتی ہے☆

حدیث نمبر ۱۸:۔ **عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال الا انّ الدُنیا ملعونۃٌ ملعون ما فیھا الا ذکر اللہ وما والاہ و عالم و متعلم رواہ الترمذی و ابن ماجہ** (ص ۴۴۱ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

حدیث ایضاً:۔ **عن سھل بن سعد رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لو کانت الدُنیا تعدل عند**

Marfat.com

الله جناح بعوضة ماسقٰی کافر امنها شربة رواه احمد و الترمذی و ابن ماجه (۴۴۱ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ خبردار تمام دنیا اور جو کچھ اس میں ہے۔ سب پر اللہ جل شانہٗ کی لعنت سوائے یادِ الٰہی اور جو یادِ الٰہی سے منسلک یا دینی تعلیم دینے والا یا لینے والا۔

ترجمہ حدیث ایضاً:۔ حضرت سھل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پوری دنیا کی قیمت مچھر کے ایک پر کے برابر بھی ہوتی۔ تو کافر کو ایک گھونٹ پانی کا پینے کو نہ دیا جاتا۔

شرح حدیث و ایضاً حدیث:۔ دنیا کے جس شعبے میں عملی وفکری لحاظ سے اللہ ورسول کی رضا شامل حال نہیں ایسی دُنیا یقیناً لعنتی ہے۔ مسلمان دنیا کی زندگی کے کسی بھی مرحلے میں ہو۔ سب سے پہلے یہ دیکھے کہ میرے اس مرحلہءِ حیات میں کیا اللہ ورسول مجھ پر راضی ہیں۔ خوشی ہو، غمی ہو شرعی فرائض واخلاقیات پر نظر رکھنا ضروری ہے۔ خواہ کوئی دُنیا کا فرد راضی ہو یا ناراض۔ پہلی حدیث میں تین چیزوں کا ذکر ہے۔ جن میں سے ایک چیز کا بھی وجود مسلمان کی دُنیاداری کو ملعون ہونے سے تحفظ فراہم کرتا ہے ۱۔ ذکرِ الٰہی۔ ۲۔ دوسری چیز عالم دین باعمل کا وجود۔ ۳۔ تیسری چیز دینی علوم کو حقیقی بنیادی انداز میں سیکھنے والے یا سکھانے والے۔ ان تینوں چیزوں کی بنیاد عالمِ ربانی سے منسلک ہے۔ کیونکہ اللہ کی یاد کی ضروریات اور حدود کسی استاد عالمِ دین سے سیکھنے سے ہی وجود پذیر ہونگی۔ یوں کہہ لینا بے جانہ ہوگا۔ کہ دنیائے کائنات اللہ والوں کی برکت سے قائم ہے۔ جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث پاک میں ہے۔ **لاتقوم الساعةُ حتّٰی تقول الله** یعنی جب تک دنیا

Marfat.com

میں ایک بھی صحیح خالص فرد اللہ کہنے والا موجود ہے قیامت قائم نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ حدیث پاک میں ہے کہ "**لا تقوم الساعة الا علیٰ شرارِ النّاس** ۔

یعنی قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہوگی۔ ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ

"**الدُنیا جیفةٌ وطالبها کلابٌ او کما قال** ۔ یعنی دنیا مردار ہے۔ اس کا متلاشی کتا ہے۔ دنیا کی جس بھی کسی چیز کو شریعت کی چُھری سے ذبح کر کے پاک نہیں کر لیا جاتا اور شرعی احکام کے مطابق اپنی دنیاداری کے تمام امور کو پابند نہیں کر لیتا۔ اس وقت تک دنیا مُردار ہے۔ اور اسکا تلاش کرنے والا کُتا ہے۔ دنیا کی اسی پلیدی کے مدِ نظر ایضاً حدیث وضاحت کر رہی ہے کہ پوری دنیا (جو اللہ رسول کی رضا کے خلاف ہو) **وما فیها** کی قدر مچھر کے ایک پر برابر بھی نہیں۔

☆ دُنیاوی مال و دولت کی غیر ضروری کثرت بالخصوص اُمّتی کیلئے نقصان دہ ہے ☆

حدیث نمبر ۸۲:۔ **عن انس بن مالك رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم خرج یوماً و نحن معهٗ فرأی قبّةً مشرفةً فقال ماهذهٖ قال اصحابهٗ هذه لفلان رجل من الانصار فسکت و حملها فی نفسهٖ حتّٰی لما جاء صاحبها فسلّم علیه فی النّاس فاعرض عنه صنع ذالك مراراً حتّٰی**

Marfat.com

عرف الرجل الغضب فيه والاعراض ....الخ رواه ابو داؤد (ص۴۴۲ جلد۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن بازار نکلے اور ہم آپ کے ساتھ تھے۔ تو آپ نے ایک چوبارہ دیکھا فرمایا یہ کیا ہے۔ ہم نے عرض کیا یہ فلاں انصاری نے چوبارہ تیار کیا ہے۔ آپ خاموش تو ہوئے مگر ناراضگی کے آثار ظاہر تھے۔ یہاں تک کہ ایک دن وہی انصاری حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اور حاضرین کی موجودگی میں آپ سے سلام عرض کیا۔ تو آپ نے اس کی طرف سے چہرہ مبارک دوسری طرف پھیرلیا۔ یہ کیفیت دیکھ کر انصاری نے دوسری طرف سے سامنے ہوکر پھر سلام عرض کیا تو آپ نے دوسری طرف منہ مبارک پھیرلیا۔ چند مرتبہ ایسے ہی کرنے کے باوجود نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور پر غضب کے آثار فزوں تر ہوئے۔ انصاری نے صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین سے دریافت کیا تو صحابہ کرام نے فرمایا۔ تیرے چوبارے کو جس دن سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا ہے۔ اُس دن سے لے کر وہ تجھ سے ناراض ہیں۔ انصاری نے واپس جا کر اپنے گھر کے بالا خانے چوبارے کو گرادیا۔ پھر کسی دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہاں سے گزر ہوا۔ آپ نے فرمایا چوبارہ کہاں گیا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم انصاری نے آپ کی ناراضگی کی وجہ سے یہ چوبارہ گرادیا ہے۔ آپ نے فرمایا زندگی کی ضرورت کیلئے ایک مکان کے علاوہ دوسرا مکان مالک مکان کیلئے وبال اور باعث عذاب ہوگا۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا۔

(ص۴۴۲ جلد۲ مشکوٰۃ شریف)

Marfat.com

شرح حدیث :۔اس حدیث پاک سے ایمان افروز نکات ظاہر ہیں۔

☆۔جیسے تمام انبیاء کرام اپنے اُمتیوں کوشرعی ناپسندیدہ اقدامات سے باز رکھنے میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی تبلیغ حق کرتے رہتے ہیں۔ایسے ہی ہر استاد اور بالخصوص پیرو مرشد حضرات اپنے مریدوں اور شاگردوں کوشرعی ناپسندیدہ اقدامات سے روکتے رہیں تاکہ بندگانِ خدا سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیروکار بن سکیں۔اور وہ ہدایات اور تبلیغ کیا ہے؟وہ ہے غیر ضروری دنیاداری اختیار کرنے سے منع کرنا۔

☆۔پیر یا استاد یا مُبلّغ عالمِ دین کے شرعی معاملات میں ٹوکنے ۔سے غصہ کرتے والا مُرید یا مقتدی یا شاگرد وفادار نہیں ہوسکتا۔شرعی امور کی کسی بھی بات منع کئے جانے سے مُرید یا مقتدی یا شاگرد کی اخلاقی وفاداری تب ہوگی۔جب ممنوعہ حرکت سے فوراً باز آجائے۔

☆۔دنیاوی زندگی کی ضرورت سے زائد کمرہ یا مکان بنانا مسلمان کی اُخروی زندگی کیلئے اور ابدی کامیابی کیلئے سخت مُضر ہے۔عین ممکن ہے کہ دُنیاوی کرّ وفر کے بدلے میں اسے ملنے والی بہشتوں کی نعمتوں میں کمی کردی جائے۔

بُرائی کوروکنے میں اپنی پُوری کوشش نہ کرنے والا بُرے لوگوں میں خود برابر کا شامل ہے

حدیث نمبر ۸۳:۔ عن عمرو بن میمون الاودی قال قال رسول

Marfat.com

الله صلى الله عليه وآله وسلم لرجل وهو يعظهٔ اغتنم خمساً قبل خمسٍ شبابك قبل هرمِك و صحتك قبل سُقمك وغناك قبل فقرك و فراغك قبل شغلك و حيٰوتك قبل موتك رواه الترمذی (ص۴۴۱ جلد۲ مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث:۔عن جابر بن عبد الله الانصاری رضی الله عنه قال قال رسول صلی الله علیه وآله وسلم اوحی الله الیٰ جبرائیل اَن اَقلِب مدینة کذاوکذا باهلها فقال یا رب انّ فیهم عبدك فلاناً لم یعصك طرفة عین قال فقال قلّبها علیه وعلیهم فانّ وجهه لم یتمعّرُ فیّ ساعة قطّ

(۴۳۹ جلد۲۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔عمرو بن میمون اودی سے مُرسل حدیث مروی ہے۔کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک آدمی کو نصیحت کرتے فرمارہے تھے۔پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو۔بڑھاپے سے پہلے جوانی کو، بیماری سے پہلے تندرستی کو، غریبی سے پہلے مالداری کو، مصروفیت سے پہلے فراغت کو، اور موت سے پہلے زندگی کو۔اس حدیث کو ترمذی نے مُرسل بیان کیا۔ (ص۴۴۱ جلد۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ ایضاً حدیث:۔سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ فلاں علاقے کے شہروں اور آبادیوں اور وہاں کے رہنے والوں سمیت زمین کے ٹکڑے کو اُلٹا کر تباہ کردو۔جبرئیل علیہ السّلام نے عرض کیا یا اللہ ان آبادیوں میں ایک تیرا بندہ تیری عبادت

Marfat.com

کرنے والا بھی موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اُس عبادت گزار سمیت علاقے کو تباہ کر دو۔ اس لئے کہ میری مخلوق کو گمراہ ہوتے دیکھ کر اس عبادت گزار نے چپ سادھ لی اور اس کے ماتھے کی کروٹ تک نہ بدلی۔ اور کسی کو کبھی تبلیغ نہ کی۔

شرح حدیث:۔ اس حدیث پاک میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت قرار دیا ہے۔ حالانکہ مسلمان کیلئے باعث غنیمت تو بے شمار چیزیں ہیں۔ چونکہ حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قوتِ علیم بذات الصدور سے آنے والے سائل کے مزاج کے مطابق نسخہ تجویز فرمایا کرتے تھے۔ اسی لئے اس مریض سائل کے مزاج کے مطابق یہ نسخہء کیمیا منتخب فرمایا۔ البتہ یہ نسخہ صرف اسی سائل کیلئے مفید نہیں تھا۔ بلکہ تمام افرادِ امت کیلئے سدا بہار نسخہء کیمیا سے بڑھ کر ہے۔ جوانی، تندرستی، مالداری، فارغ البالی۔ اور زندگی حاملِ ذکر و فکر۔ یہ نعمتیں انسان کیلئے باعث فوز و فلاح دین و دنیا ہو سکتی ہیں۔ اور اگر ان نعمتوں کو غلط استعمال کیا ان کا حق ادا نہ کیا۔ تو یہی نعمتیں باعث زوال سکون دین و دنیا ہو جائیں گی۔ اور ہمیشہ کیلئے نقصان اٹھانا ہوگا۔ دوسری حدیث میں اللہ تعالیٰ نے نیکی کا حکم اور بدی سے روکنے کا ایک اہم نکتہ بیان فرمایا ہے۔ کہ ہر وقت آدمی سر بسجود رہنے والا، تمام اذکار کا ورد کرنے والا اور نفلی کاموں سمیت حد درجہ کا صدقہ خیرات کرنے والا اگر خلقِ خدا کی اصلاح نہیں کرتا۔ اور مخلوق کی ہمدردی نہیں رکھتا۔ تو ایسے نیک صوفی و عامل کی تمام نیکیاں برباد ہیں۔ بالخصوص جب خلقِ خدا گمراہ ہو رہی ہو اور تسبیح کا کسبی اپنے وظائف و اوراد میں مدہوش رہے۔ اور اللہ کے بندوں کی اصلاح اور تبلیغ کیلئے کچھ نہ کرے۔

Marfat.com

☆محبوبِ خدا کا سمندر در کوزہ نصیحت کا خزانہ☆

حدیث نمبر۸۴:۔ عن سعد بن ابی وقاص رضی الله عنه انّ رجلاً قال یا رسول الله صلی الله علیك وسلم أوصنی وأوجز فقال علیك با الیأس ممّا فی ایدی النّاس فانّهٗ الغنٰی و ایّاك و الطمع فانّهٗ الفقر الحاضر وصلّ صلاتك وأنت مُوَدّعٍ وایّاك وما یعتذرُ منه

(ص ۳۱۵ جلد ا، کشف الخفاء وص ۴۴۵ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔ سیدنا سعد بن ابی وقاص من اصحاب العشرۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک آدمی نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا مجھے جامع وصیت کیجئے مگر نہایت مختصر۔ آپ نے فرمایا عام لوگوں سے کچھ بھی امید نہ رکھو اور یہی مالداری ہے۔ اور لالچ سے الگ رہو۔ کیونکہ یہی غربت ہے۔ اور نماز جب بھی پڑھو تو آخری نماز سمجھ کر پڑھو۔ اور کوئی بھی ایسا کام نہ کرو جس کی کسی بھی وقت معافی مانگنی پڑے۔

شرح حدیث:۔ اس حدیث پاک میں پوری دنیا کی بے بساطی کے پیشِ نظر مسلمان کو پوری زندگی کا اجمالی نظام الاوقات دے دیا ہے۔

☆۔ عام لوگوں سے کبھی بھی امیدیں وابستہ نہ کی جائیں۔ لفظ ناس ذکر کرنے سے خواص مقربین اولیاء کرام مستثنےٰ ہوئے۔ امیدیں جب بھی وابستہ کی جائیں۔ تو صرف اللہ تعالیٰ سے اور صالحین اولیاء کاملین سے اللہ تعالیٰ کے مظاہر سمجھ کر۔

Marfat.com

سے اور صالحین اولیاء کاملین سے اللہ تعالیٰ کے مظاہر سمجھ کر۔

☆۔طمع اور لالچ بہت بُری عادت ہے۔جس سے موجود کمائی بھی ضائع ہو جاتی ہے۔اور مستقبل کے فوائد سے محرومیت بھی ہو جاتی ہے۔اس کی مثال کچھ یوں ہے۔جیسا کہ ایک کتا اپنے منہ میں گوشت کا ٹکڑا لئے پانی کے گھاٹ پر کھڑا ہو۔اور پانی میں اُسے اپنا ہی عکس نظر آیا۔اور وہ کتا اُس اپنے ہی عکس کو اپنا شریک یا رقیب سمجھ کر بھونکنا شروع کر دے۔اس لالچ میں آکر کہ جو گوشت کا ٹکڑا اس کے منہ میں نظر آرہا ہے۔وہ بھی میرے ہاتھ آجائے۔بھونکنے سے اُس کے اپنے منہ سے گوشت کا ٹکڑا پانی میں گر کر گم ہو جائے۔یعنی اپنی موجودہ یا سابقہ کمائی کو صحیح استعمال اور محفوظ کئے بغیر آئندہ کی کمائی یا حصول مال میں حواس باختہ ہو جائے اس کو بُری طمع یا لالچ کہتے ہیں۔اور یہی غریبی ہے کیونکہ جو خوراک یا مال دائرہ اختیار سے خارج ہے۔اُسے حاصل کرنے میں بھی ناکامی اور پچھلی کمائی جس کا کوئی معقول مصرف ہی سامنے نہ ہو۔وہ بھی برباد ہو جائے۔

☆۔پوری زندگی کیلئے عبودیت کا ایک ایسا نسخہ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو عطا فرمایا۔جس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔کہ نمازی جب بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کیلئے نماز پڑھے تو ایسی یکسوئی اور توجہ سے کہ سوائے رب ذوالجلال جل جلالہٗ کی ذات ہی کے تصوّر کے علاوہ کوئی بھی دوسری چیز خیال میں نہ آنے پائے۔ایسی صورت میں زندگی کی ہر نماز کامل ہونے کے ساتھ دنیاوی نمود و نمائش کی فریب خوردگی سے مکمل چھٹکارا نصیب ہو جائے گا۔اسی لئے ارشاد ہوا کہ جو بھی نماز پڑھو زندگی کی آخری نماز سمجھ کر۔

☆۔اس حدیث میں جس چوتھی چیز کا ذکر ہے وہ ہے عاقبت اندیش سوچ سے خود کو آراستہ کرنا کہ زندگی میں کبھی کوئی ایسا کام یا بات نہ ہونے پائے جس سے عذر معذرت یا معافی

Marfat.com

نہیں ہو سکتے۔ البتہ اس حدیث میں جو چیز اوّلاً مُترشح ہو رہی ہے وہ ہے حقوق العباد

☆ بے بہا خزانوں کا عظیم تحفہ بہت کم الفاظ میں عطائے مصطفٰے ☆

حدیث نمبر ۸۵:۔ عن ابن عباس و انس بن مالك و ابن عمر رضی الله عنهم قال رسول الله صلی الله علیه وآلہٖ وسلم ثلاثٌ مُهلكاتٌ و ثلاث منجیات و ثلاثٌ كفّاراتٌ و ثلاث درجٰتٌ فامّا المهلكاتُ فشحٌ مُطاعٌ وهویً متّبعٌ و اعجاب المرء بنفسهٖ و امّا المنجیاتُ فا العدل فی الغضب و الرّضاَ و القصُدُ فی الفقر و الغنٰی و خشیة الله فی السرّ و العلانیة و امّا الكفّاراتُ فا نتظارُ الصلوٰة بعد الصلوٰة و اسباغ الوضوء فی السّبرات (سردیاں) علیٰ المكاره ونقل الاقدام الیٰ الجماعات و امّا الدرجات فاطعام الطعام و افشآء السّلام والصلوٰة با اللیل و النّاس نیام وله شواهدٌ كثیرة

(ص ۳۴۴ جلد ۲، کشف الخفاء)

ترجمہ:۔ سیدنا عبداللہ بن عباس اور انس بن مالک اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم

Marfat.com

سے روایت ہے۔ کہ نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین بربادیاں ہیں۔ اور تین کامیابیاں ہیں۔ اور تین چیزیں گناہ کو مٹانے والی ہیں۔ اور تین بلندیاں ہیں۔

تین بربادیاں۔ (۱) بُخل کی قیادت (قیادت میں حد سے تجاوز اور غیر ضروری گرویدگیٔ مال) (۲) نفس کی پیروی (۳) اپنی خوبیوں پر ناز کرنا۔

تین کامیابیاں۔ (۱) غصّے اور خوشی میں انصاف پیشِ نظر (۲) امیری اور غریبی میں میانہ روی (۳) خفیہ اور علانیہ حالت میں سدا خوفِ خدا۔

تین چیزیں گناہ کو مٹانے والی۔ (۱) ایک نماز پڑھ کر دوسری کا انتظار (۲) ناپسند پریشان کُن حالت میں باوضو رہنا (۳) پنجگانہ جماعت میں شمولیت کیلئے مسجد کی طرف پیدل چل کر جانا۔

تین بلندیاں۔ (۱) مستحق لوگوں کو کھانا کھلانا (۲) سلام لینے دینے کی عادت جاری ساری (۳) رات کو نفل پڑھنا جب لوگ سو رہے ہوں۔

اس حدیث کی تائید بہت سے محدثین نے کی ہے۔

شرح حدیث:۔ یہ حدیث پاک بہت سی مشہور ترین احادیث کا مجموعہ ہونے کے علاوہ قلیل المبانی کثیر المعانی سمندر در کوزہ ہونے کا اکمل نمونہ ہے جو کہ روحانیت وجسمانیت کی حقیقی تربیت اور ذوقِ حیاتِ جاودانی بھی ہے۔ جامع و مانع ایک عظیم نسخہء ایمان بھی ہے۔

بُخل کی عادت میں سبقت کرنا ہلاکت ہے۔ نفس کی پوجا یعنی اللہ ورسول کی پسند اور حکم کے مقابلے میں اپنے نفس کی بات مقدم رکھنا۔ اس کو میدانِ تصوّف میں شرکِ خفی کہا جاتا ہے۔ انسان کا اپنی خوبیوں پر نظر رکھنا اور نازاں رہنا اور دوسروں کی برائیوں پر نظر رکھنا ہلاکت کا

Marfat.com

۔انسان کا اپنی خوبیوں پر نظر رکھنا اور نازاں رہنا اور دوسروں کی برائیوں پر نظر رکھنا ہلاکت کا عظیم سبب ہے۔**واللہ اعلم بالصواب ۔**

☆شراب پینا سگی ماں سے زنا کے برابر ہے☆

حدیث نمبر ۸۶:۔**عن ابن عباس رضی اللہ عنهما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم الخمر امّ الفوا حش و اکبر الکبائر من شربها فقد وقع علیٰ امّهٖ وخالتهٖ وعمّتهٖ رواه الطبرانی و الدارقطنی و الدیلمی** (ص ۴۳۳ جلد ۱، کشف الخفاء مصنف اسماعیل بن محمد عجلونی)

☆امر بالمعروف و نهی عن المنکر (تبلیغ)

ایضاً حدیث نمبر ۱:۔**عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنه عن رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم قال من رأی منکم منکراً فلیُغیرهُ بیدهٖ فان لم یستطع فبلسانهٖ فان لم یستطع فبقلبهٖ و ذالك اضعفُ الایمان رواه مسلم**

(ص ۴۳۶ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث نمبر ۲:۔**عن جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنه قال سمعتُ رسول اللہ صلی اللہ علیه وآلهٖ وسلم یقول مامن**

Marfat.com

ان يُغيّرُ وا عليه ولا يُغيِّرون الا اصابهم الله منه بعقاب قبل ان يّموتوا رواه ابو داؤد و ا ن ماجه (ص ۴۳۷ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شراب تمام بیحیائیوں اور برائیوں کی ماں ہے۔ اور تمام بڑے گناہوں میں سے بہت بڑا گناہ ہے۔ جو شراب پیئے گا اس نے بے شک اپنی سگی ماں اور سگی پھوپھی اور سگی خالہ سے زنا کیا۔ اس حدیث کو طبرانی اور دار قطنی اور محدث دیلمی نے روایت کیا (ص ۴۳۳ جلد ا، کشف الخفاء)

ترجمہ حدیث ایضاً نمبر ا:۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول پاک صلی الہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو تم میں سے برائی دیکھے اسے طاقت سے روک دے۔ اگر طاقت سے نہ روک سکے تو منہ سے منع کرے۔ اور اگر منہ سے نہ کہہ سکے تو دل سے برا سمجھے۔

ترجمہ حدیث ایضاً نمبر ۲:۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ میں نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سُنا کسی بھی قوم میں کوئی جرم پیشہ آدمی بے لگام ہو جائے۔ اور وہ قوم اُس مجرم کو جرائم سے روک سکتی ہو۔ اور نہ روکے تو مرنے سے پہلے اس قوم کو اللہ تعالیٰ سزا دے گا۔

شرح حدیث:۔ اس حدیث پاک میں شراب کی حرمت بیان کی گئی ہے۔ اور اس کے نقصانات کے پیشِ نظر اس کی نہایت کامل انداز میں مزمت بیان کی گئی ہے۔

☆۔ شریعتِ **محمدیہ علیٰ صاحبها الف الف تحيّة** میں ہر اس بہنے والے رقیق مشروب یا کسی بھی ایسے جمے ہوئے مواد کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ جس۔ سے انسا

Marfat.com

ن ہے، ہوش وہواس اپنی صحیح کارکردگی کا مظاہرہ نہ کرسکیں۔ "**الخمر ما خامر العقل**" ہروہ چیز خمر (شراب) ہے۔ جو عقل پر پردہ ڈال دے۔ دوسری حدیث پاک میں ہے۔ "**کُلُّ ما اسکر کثیرہٗ فقلیلہٗ حرام او کما قال**" جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ لائے وہ تھوڑی بھی حرام ہے۔ نشہ آور تھوڑی ہو خواہ زیادہ ہو حرام ہے۔ کسی پینے والے کو تھوڑی چیز کھانے یا پینے سے نشہ ہو یا نہ ہو۔ ہر صورت شراب یا کوئی بھی نشہ آور چیز حرام اور نجاست غلیظہ ہے۔

☆۔ ابتدائے اسلام میں شراب حلال تھی اور جاہلیت کے زمانہ سے بڑے زور شور سے چلی آ رہی تھی۔ اس لئے اسلام کے ابتدائی مختلف ادوار میں پہلے اس کی قباحت اور نقصانات بیان کئے جاتے رہے۔ پھر بعد میں مکمل طور پر قرآن وسنت سے حُرمت کا فیصلہ لاگو کر دیا گیا۔ جو کہ قیامت تک حرام ہی رہے گی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا جو آدمی یہ شراب پیئے گا۔ اس کا جنت میں داخلہ بند ہے۔ صحیح توبہ نہ کرنے والا جب تک دوزخ کی آگ میں سزا نہیں پالے گا۔ بہشتوں میں نہیں جا سکے گا۔ شراب نوشی اتنا بڑا سنگین جرم ہے۔ کہ زیرِ نظر حدیث بیحیایوں کی ماں قرار دیا گیا ہے۔ گویا کہ تمام گناہوں کا مجموعہ یہ شراب اتنی گندی چیز ہے۔ کہ سگی ماں یا خالہ یا پھوپھی سے زنا کے مترادف جُرم قرار دیا گیا۔ کون اتنا بے غیرت کمینہ ہوگا۔ جو اپنی سگی پھوپھی یا سگی خالہ یا سگی ماں سے زنا کرے گا۔ ایسے شدید بُرے اعمال سے رُکنا اور روکنا دونوں فرضِ عین ہیں۔

اس ضمن میں دوسری حدیث پاک میں حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ حضور نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُن کر روایت کر رہے ہیں۔ کہ بُرائی کو دیکھ کر جو روک سکتا ہو اور نہ روکے۔ ایسے ایک یا زیادہ افراد کو بطور قہر خداوندی مرنے سے پہلے

Marfat.com

کوئی نہ کوئی ضرور سزا ملے گی۔

☆۔ نہی عن المنکر اور امر بالمعروف یعنی بُرائی سے روکنا اور اچھے کام کی تعلیم دینے کو تین درجوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

۱۔ کسی بھی بُرائی کو طاقت سے روکنا یا کسی بھی یقینی اور لازمی اچھی چیز پر طاقت سے عمل کروانا۔

۲۔ کسی بھی بُرائی کو زبان سے روکنا یا کسی بھی لازمی یقینی چیز پر زبان سے عمل کروانا۔

۳۔ کسی بھی بُرائی کو دل سے رد کر دینا یا کسی بھی لازمی اچھی چیز کو دل سے ماننا اور اس پر مقدور بھر عمل کرنا۔

یہ تیسرا ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔ اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی بھی بُرائی کو طاقت سے روک سکتا ہو لیکن طاقت سے روکنے کی بجائے زبانی تبلیغ و نصیحت سے کام لے۔ اور اسی پر اکتفا کرے تو برابر کا مُجرم ہوگا۔ اور جو مسلمان طاقت سے نہیں روک سکتا زبان سے روک سکتا ہے۔ لیکن زبان سے نہیں روکتا بلکہ دل سے بُرا سمجھتا ہے۔ یہ بھی مُجرم کے جُرم میں برابر کا شریک ہے۔ اور جو مسلمان کسی بھی بُرائی کو نہ طاقت سے روکنے کی ہمت رکھتا ہے اور نہ منہ سے کہنے کی ہمت رکھتا ہے۔ دل سے بُرا تو سمجھتا ہے۔ لیکن ایسے عادی جرائم پیشہ لوگوں سے تعلقات اُستوار رکھتا ہے۔ اُن کی محفل نہیں چھوڑتا ایسے غلط لوگوں کی خوشی و غمی کے مواقع میں اُن سے برابر ہمدردی صلہ رحمی کرتا ہے۔ تو یہ بھی درحقیقت بُرائی کو پسند کرتا ہے۔ ایسے لوگوں کی محفل کو بغیر کسی شرعی مجبوری کے خیر باد نہ کہنے والا جرائم پیشہ لوگوں کے جُرم اور سزا میں برابر کا شریک ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں موجود ہے۔

”ولا ترکنوا الیٰ الّذین ظلموا فتمسّکم النّار و مالکم من

Marfat.com

دون الله من اولیآء ثم لا تُنصرون (پارہ۱۲رکوع۹)

ترجمہ۔اور ظالموں کی طرف مائل نہ ہو جاؤ تو تم کو جہنم کی آگ جلائے گی اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا اگلی حدیث نمبر ۸۷ میں اس **امر باالمعروف** اور **نہی عن المنکر** کے بارے میں کوتاہی کرنے والوں کا حال بیان کیا گیا ہے۔

اچھی بات کی تبلیغ اور بُری بات سے نہ روکنے والے کا حشر

حدیث نمبر ۸۷:۔**عن اُسامة بن زید رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وآلہٖ وسلم یُجآءُ باالرجل یوم القیٰمة فیلقی فی النّار فتندلق اقتابه فی النّار فیطحنُ فیها کطحن الحمار برحاه فیجتمع اهل النّار علیه فیقو لو ن ای فلان ما شأ نك الیس کُنت تامرنا باالمعر و ف و تنها نا عن المنکر قال کُنت اٰمرکم باالمعروف واٰتیه و انها کم عن المنکر و اٰتیه متفق علیه** (ص ۴۳۶ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

حدیث ایضاً:۔ **عن انس بن مالك رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وآلہٖ وسلم قال رأیت لیلةَاُسرِیَ بی رجالاً تقرضُ شفاههم بمقاریض من نّار قلت من هؤلاء یا جبرئیل قال هؤلاء خطباءُ اُمّتك یامرون النّاس با البر و ینسون**

Marfat.com

انفسھم یقولون مالا یفعلون و یقرؤن کتاب الله ولا یعملون رواہ فی شرح السنة والبیھقی فی شعب الایمان

(۴۳۸ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔سیدنا اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہ رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز ایک ایسے آدمی کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔جس کی انتڑیاں باہر نکل آئیں گی۔تو وہ آدمی اپنی انتڑیوں کے اردگرد یوں چکر لگائے گا۔جیسے گدھا آٹا پیسنے کی چکّی کو گھمانے کیلئے چکر کاٹتا ہے۔یہ حالت دیکھ کر جہنمی لوگ اس کے ارد گرد جمع ہو جائیں گے۔اور پوچھیں گے ارے تُو تو ہمیں نیکی کا حکم دیا کرتا تھا اور بُرائی سے روکا کرتا تھا۔تُو یہاں کیسے؟ جواب دیگا ہاں میں آپ کو اچھائی کا حکم دیتا تھا۔لیکن خود اچھے کام نہ کرتا تھا۔اور آپ کو بُری چیزوں سے روکتا تھا۔لیکن خود نہ رکتا تھا۔

ترجمہ ایضاً حدیث:۔سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہ رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا معراج کی رات میں نے کچھ آدمی دیکھے جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جارہے ہیں۔میں نے (جبرئیل امین علیہ السلام سے) پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے عرض کیا یہ آپکی امت کے خطیب (واعظ، علماء) ہیں۔لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے تھے۔اور خود نیکی سے فرار رکھتے تھے۔منہ سے جو وعظ و تبلیغ کرتے تھے اس پر خود عمل نہ کرتے تھے۔احکامِ قرآن وسُنّت لوگوں کو سُناتے اور خود شرعی احکام پر عمل نہ کرتے تھے۔

شرح حدیث وایضاً:۔دونوں حدیثوں میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے منہ پھیرنے والے کیلئے وعید شدید کے دو نمونے بیان کئے گئے ہیں۔

Marfat.com

☆۔ایک نمونہ تو اس شخص کا جو اچھی بات کی لوگوں کو تبلیغ و نصیحت کرے اور بُرے کاموں سے لوگوں کو روکے لیکن خود عمل نہ کرے۔

☆۔دوسرا نمونہ۔ایسے شخص کی جہنم کی سزا کے دو نقشے دکھائے گئے۔ا۔گدھے کی طرح اپنی انتڑیوں کے اردگرد چکر لگانا۔۲۔آگ کی قینچیوں سے ہونٹوں کا جہنم میں کاٹا جانا۔ بے عمل عالم مولوی خطیب حضرات کا ذکر ہوا کہ اُن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں۔ان مذکورہ خطیب مولوی حضرات سے وہ بدعمل خطیب علماء مراد ہیں جو لوگوں کو نماز کی سخت پابندی کی وعظ کریں اور خود لاپرواہی کا شکار رہیں۔اور اختیاری نمازی رہیں۔سفر و حضر میں لوگوں کو نماز پڑھانے امامت کے امور انجام نہ دے رہے ہوں۔تو نمازوں کو الوداع ہی کہتے گئے۔یا تو بلاوجہ قضا کرتے گئے یا سرے سے ادا ہی نہ کی۔ لوگوں کو زکوٰۃ کی سخت تنبیہ کرتے رہے۔اور خود اپنے پاس یا بینکوں میں رقوم جمع کروا کر زکوٰۃ دینا تو ایک طرف اُلٹا سود (منافع) لیتے رہے۔خود صاحبِ نصاب ہوتے ہوئے بھی ادائیگی زکوٰۃ نہ کی۔کاروباری پلاٹ،مکان (حاجت ضروریہ روزمرّہ کے علاوہ) یا مختلف کاروباروں میں چلائی جانے والی رقوم پر سال پورا ہو جانے کے باوجود علماء و آئمہ حضرات کی خاصی تعداد خود کو زکوٰۃ ادا کرنے کے حق دار نہیں سمجھتے غالباً اس خام خیالی کا شکار ہیں۔ کہ ہم تو مذہب و دین اور مسلمانوں کے خدمت گزار ہیں۔ہمیں ان ضروریاتِ دین سے مُستثنٰے رہنا ہمارا حق ہے۔حالانکہ ایسی فکر اور سوچ درحقیقت اسلام کی خدمت سے فرار اور غداری کے مترادف ہے۔اور ایسے بے عمل آئمہ مولوی و علماء حضرات قینچیوں سے ہونٹ کٹوانے کے سزاوار ہونگے۔جو لوگوں کی ضروریاتِ دین صلہ رحمی اتفاق و اصلاحِ معاشرہ کیلئے مقدور بھر کوشش جیسے مسائل کی تبلیغ کریں اور خود "وهم ينهون عنه و

Marfat.com

ينئون عنه ''لوگوں کو تو بُرائی سے روکیں اور خود وہی بُرائیاں اختیار کریں''۔ان دونوں احادیث اور اسی قسم کی دوسری زجر و توبیخ والی احادیث جن میں علماء امت کو مختلف سزاؤں کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔ان علماء سے مراد فرائض اسلام و احکامِ شرعیہ کے تارک مراد ہیں۔ البتہ غیر لازمی اور نفلی کاموں کی تبلیغ کرنے والا عالم یا مبلغ اگر خود ایسے نفلی کام نہ کرے جن کی تبلیغ کرتا ہے۔تو ان احادیث میں مذکورہ سزاؤں سے مستثنے و مبرا ہوگا۔

☆غریب کون☆

حدیث نمبر ۸۸:۔ عن ابیھریرہ رضی اللہ عنه ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال اتدرون ما المفلس قالوا المفلس فینا من لا درھم له ولا متاع فقال ان المفلس من امتی من یأتی یوم القیٰمة بصلوٰة و صیام وزکوٰة و یأتی قد شتم ھذا وقذف ھذا و اکل مال ھذا وضرب ھذا وسفك دم ھذا فیُعطے من حسناته و ھذا من حسناته فان فنیت حسناته قبل ان یُقضے ما علیه اُخذ من خطا یاھم فطُرحت علیه ثم طُرح فی النّار رواہ مسلم (ص ۴۳۵ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

☆ظلم تین ہیں☆

حدیث ایضاً:۔عن عائشه رضی الله عنها قالت قال رسول الله

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم الدّواوین ثلثة دیوان لا یغفر اللہ الا شراك باالله و دیوان لا یترکهٗ الله ظلم العباد فیما بینهم حتّٰی یقتصَّ بعضهم من بعضٍ و دیوان لا یعبأ الله به ظلم العباد فیما بینهم و بین الله فذالك الٰی اللّٰه ان شآء عذّ به و اِن شاء تجاوز عنه (ص۴۳۵ جلد۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو غریب کون ہے؟ انہوں (صحابہ کرام) نے عرض کیا ہم میں سے غریب وہ ہے جس کے پاس نہ کوئی درہم نہ کوئی سامان۔آپ نے فرمایا میری امت میں سے وہ آدمی غریب ہے جو قیامت کے دن بہت سی نمازیں اور روزے اور زکوٰۃ صدقہ خیرات جیسے نیک عمل لے کر آئے گا۔ایک وہ آجائے گا جسے اس نے گالی دی ہوگی۔اور ایک وہ آجائے گا جس پر اس نے تہمت باندھی ہوگی۔اور ایک وہ آجائے گا جس کا مال اس نے زبردستی چھینا ہوگا۔اور ایک وہ آجائے گا جس کو اس نے قتل کیا ہوگا''یا کروایا ہوگا''۔اور ایک وہ آجائے گا جسے اس نے مارا پیٹا ہوگا۔تو ایسے تمام مظلوموں کو اس کی نیکیوں سے حقوق اور معاوضے ادا کیے جائیں گے۔اگر اس کی (ظالم کی) نیکیاں مظلوموں کے حقوق ادا کرنے سے قبل ختم ہوگئیں۔تو مظلوموں کے گناہ اس نیکیوں والے ظالم کے کھاتے میں ڈال دیے جائیں گے۔پھر اس ظالم کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

ترجمہ حدیث ایضاً:۔سیدہ عائشہ صدیقہ رضوان اللہ علیہا سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔لازمی حقوق تین ہیں۔

۱۔شرک۔وہ حق جو کبھی نہیں بخشا جائے گا۔۲۔ایک وہ حق ہے جو چھوڑا نہیں جائے گا یعنی

Marfat.com

بندوں کے آپس میں مظالم جب تک ایک دوسرے کو پورے پورے حقوق نہیں دلوائے جائیں گے۔

۳۔تیسرا لازمی حق وہ جسکی اللہ تعالیٰ کو کوئی پرواہ نہیں وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق ہیں۔جسے بندہ ادا نہیں کرتا چاہے تو معاف کرد ے۔چاہے سزا دے۔

شرح حدیث وایضاً حدیث:۔ان دونوں احادیث میں درج ذیل نکات موجود ہیں۔ا۔غریبی دو قسم ا۔مالی دُنیاوی۔۲۔ایمانی روحانی۔

اس پہلی حدیث پاک میں مالی و دُنیاوی غُربت کو کوئی بھی وُقعت نہیں دی۔ایمانی روحانی غُربت کی وضاحت کی گئی ہے۔اور یہ بتایا گیا ہے کہ پائیدار دولت وہ ہے جو ہمیشہ رفیقِ سفر ہے۔اور وہ صرف دولتِ ایمان ہے۔

☆۔جُرم پیشہ لوگوں کے نیک اعمال اور ادائیگی فرائض سمیت نیکیاں قبول بھی ہوتی ہیں۔

☆۔بندوں کی حق تلفی اللہ عز اسمہٗ کبھی معاف نہیں کرے گا جب تک مظلوم خود معاف نہیں کرے گا۔یا اللہ تعالیٰ مظلوم کو اپنی طرف سے خود معاوضہ ادا نہ کرے گا۔

☆۔قیامت کے دن جس ظالم کے پاس اتنے نیک اعمال نہ ہوئے۔جس سے تمام مظلوم لوگوں کے حقوق کا بدلہ ادا ہو سکے ایسے ظالم کو مظلوموں کے حقوق کے بدلے اسے مظلوموں کے گناہ اٹھوا دیئے جائیں گے۔اور سیدھا جہنم پہنچا دیا جائے گا۔

"الأان یشآء ربی شیئاً"

☆۔تین مذکورہ حقوق میں سے دو کی معافی ممکن ہے۔بندوں میں آپس کے مظالم دوسرے اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان بندے کے مظالم۔تیسرا حق کبھی نہیں معاف ہوگا۔وہ ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی بھی دوسری چیز کو **جزوی**

Marfat.com

یا کُلّی طور پر خدا ماننا۔

☆مومن کا خواب لاجواب☆

حدیث نمبر ۸۹:۔عن جابر بن عبد الله الانصاری رضی الله عنه قال قا ل رسول الله صلی الله علیه وآلهٖ وسلم اذا رأی احدکم الرُّؤیا یکرهها فلیبصُق عن لیسا رهٖ ثلثا و لیستعذ با الله من الشیطن ثلثاً و لیتحول عن جنبهٖ الذی کان علیه رواه مسلم (ص۳۹۴ جلد۲ مشکوٰۃ) ایضاً حدیث:۔

عن سمرة بن جندب رضی الله عنه قال کان النبی صلی الله علیه وآلهٖ وسلم اذا صلی اقبل علینا بوجههٖ فقال هل رأی منکم اللّیلة رؤیا قال فان رأی احدٌ قصّها فیقول ماشآء الله فسألنا یوماً فقال هل رأی منکم احد رؤیا قلنا لا قال ولکنی رأیت اللّیلة رجُلین اتیانی فا خذا بیدی ....الخ رواه البخاری (ص۳۹۵ جلد۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی بُرا خواب دیکھے تو اپنی بائیں طرف تین دفعہ تھوک دے اور تین دفعہ ''اعوذ باالله من الشیطن الرجیم

Marfat.com

"پڑھ کر جس پہلو پر لیٹے یہ خواب آیا۔ اُس کو بدل کر دوسرے پہلو پر لیٹ جائے۔ اس حدیث کو مسلم بن حجاج قشیری محدث نے روایت کیا۔ (ص ۳۹۴ جلد ۲، مشکوۃ شریف)

ترجمہ ایضاً حدیث:۔ حضرت سمرہ بن جُندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہو کر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرماتے تم میں سے آج رات کسی نے خواب دیکھا اگر کسی نے دیکھا ہوتا تو وہ اپنا خواب بیان کرتا۔ اور حضور کچھ فرما دیتے جو اللہ کو منظور ہوتا۔ ایک دن حضور علیہ السّلام نے ہم سے خواب کے بارے میں پوچھا کہ کسی کو خواب آیا؟ ہم نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا آج رات میں نے خواب میں دیکھا میرے پاس دو آدمی آئے۔ وہ میرے ہاتھ سے پکڑ کر مجھے ملکِ شام کی طرف لے گئے۔ میں نے دیکھا ایک آدمی بیٹھا ہوا ہے۔ اور ایک آدمی اُس کے پاس لوہے کا جمور لے کر کھڑا ہے۔ اُس جمور سے بیٹھے آدمی کے منہ کے گال کی ایک طرف سے پکڑ کر کھینچ کر پچھلی طرف گدّی تک چیر دیتا ہے۔ پھر منہ کی دوسری طرف سے ایسے ہی کرتا ہے۔ جب تک وہ جبڑے کی دوسری طرف کو چیرتا ہے پہلی طرف دوبارہ جڑ جاتی ہے۔ وہ جمور والا آدمی بیٹھے آدمی کے ساتھ مسلسل بار بار یہی مشق کر رہا ہے۔ میں نے دونوں آدمیوں سے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا آگے چلئے تھوڑی ہی دور چلے کیا دیکھا کہ ایک آدمی گدّی کے بل اُلٹا لیٹا ہوا ہے۔ اس پر ایک آدمی بڑا وزنی پتھر لے کر کھڑا ہے۔ اور اس لیٹے ہوئے آدمی کے سر پر مارتا ہے۔ تو اس کا سر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ اور پتھر گھوم کر دور جا کر گرتا ہے۔ وہ آدمی اس پتھر کو جا کر پھر اُٹھا لاتا ہے۔ اتنی دیر میں اُس لیٹے ہوئے آدمی کے سر کے ٹکڑے آپس میں جڑ کر پہلی حالت میں صحیح ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ دوبارہ یہی عمل کرتا ہے اور بار بار ایسے ہی کر رہا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ میرے ساتھ والے

Marfat.com

آدمی مجھے کہنے لگے آگے چلئے۔ تھوڑی دور ہی گئے تھے۔ کہ ایک بہت بڑا تنور دیکھا جس میں زبردست شعلہ دار آگ جل رہی ہے۔ جب آگ کا لاوا تنور سے باہر نکلتا ہے تو ننگے آدمی اور ننگی عورتیں اس لاوے میں نظر آتے ہیں۔ لاوا جب تنور میں واپس نیچے چلا جاتا ہے۔ تو ننگے مرد اور عورتیں بھی اسی لاوے کے ساتھ نیچے تنور میں چلے جاتے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ اور یہ کیا معاملہ ہے؟ میرے ان دونوں ساتھیوں نے کہا آگے چلئے ۔ ہم تھوڑی دیر ہی چلے تھے۔ کیا دیکھتے ہیں۔ کہ خون کی ایک نہر چل رہی ہے۔ جس کے درمیان خون میں ایک آدمی کھڑا (ڈوب رہا) ہے۔ اور نہر کے دونوں کناروں پر دو آدمی پتھر لے کر کھڑے ہیں۔ نہر کے اندر ڈوبنے والا آدمی جب ایک کنارے کی طرف قریب آتا ہے۔ تو آگے سے کنارے پر کھڑا آدمی اس کو پتھر دے مارتا ہے۔ اور وہ پھر درمیان میں چلا جاتا ہے۔ پھر دوسری طرف جب نکلنا چاہتا ہے۔ تو ادھر سے بھی اس کے ساتھ یہی سلوک ہوتا ہے۔ یہ سلسلہ یوں ہی بار بار دہرایا جارہا ہے۔ میں نے اپنے ہمسفر دونوں آدمیوں سے کہا یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا آگے چلئے چنانچہ ہم تھوڑی دور ہی چلے تھے کیا دیکھا ایک بہت بڑا وسیع وعریض باغ ہے۔ اس میں ایک بہت بڑا درخت ہے۔ اس درخت کے نیچے تنے کے پاس ایک بزرگ اور بہت سے بچے بیٹھے ہیں۔ اور ان کے پاس ایک آدمی آگ جلا رہا ہے۔ تو وہ میرے دونوں ساتھی مجھے ساتھ لے کر اس درخت پر چڑھ گئے۔ درمیان میں کیا دیکھا بڑا خوبصورت گھر ہے۔ جس میں بزرگ نوجوان مرد عورتیں اور بچے موجود ہیں۔ پھر یہاں سے ہم درخت کے بالائی حصہ پر چڑھ گئے۔ یہ گھر پچھلے گھر سے کہیں زیادہ خوبصورت تھا۔ یہاں صرف بزرگ بوڑھے اور نوجوان آدمی تھے۔ میں نے اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا۔ کہ تم نے آج رات مجھے خوب سیر کرائی۔ لیکن مجھے بتلاؤ

Marfat.com

جو جو دیکھا اس کی حقیقت کیا ہے؟ انہوں نے کہا جو آدمی آپ نے دیکھا۔ اس کے منہ کے جبڑے جموڑ سے چیرے جا رہے ہیں وہ جھوٹ بولنے والا چغل خور تھا۔ ایک کی بات لے اڑتا دوسرے لوگوں کے پاس اور دوسرے لوگوں کی باتیں اوروں کے پاس لے اڑتا۔ جھوٹ موٹ ملا کر ان کی عزت کو خاک میں ملا دیتا۔ ایسے آدمی کا حشر قیامت کے روز دوزخ میں ایسے ہی ہوگا۔ اور وہ لیٹا ہوا آدمی جو آپ نے دیکھا۔ جس کا سر پتھر مار مار کر کُچلا جا رہا ہے۔ وہ قاری و حافظِ قرآن تھا۔ اور لوگوں کو احکامِ شریعت کی تبلیغ کرتا تھا۔ اور قرآن کے لازمی احکام پر خود عمل نہیں کرتا تھا۔ ایسے آدمی کے ساتھ دوزخ میں قیامت کے روز یہی سلوک کیا جائے گا۔ اور آپ نے جو جلتی آگ والا تنور دیکھا۔ جس میں ننگے آدمی اور ننگی عورتیں جل رہی ہیں۔ وہ بدکار زانی لوگ ہیں۔ اُن کا حشر قیامت کو ایسے ہی ہوگا۔ اور جس آدمی کو آپ نے خون کی نہر میں دیکھا وہ سود خور آدمی ہے۔ جو لوگوں کا خون چُوستا ہے۔ ایسے آدمی کا قیامت کو یہی انجام ہوگا۔ اور جو درخت آپ نے دیکھا اس کے نیچے ابراہیم علیہ السلام اور لوگوں کے بچے بیٹھے ہوئے تھے۔ اور جو آدمی پاس بیٹھا آگ جلا رہا تھا وہ جہنم کا داروغہ تھا۔ اور درخت پر پہلا درمیانی گھر عام ایمان والوں کی رہائش گاہ تھی۔ اور یہ گھر جس میں ہم کھڑے ہیں یہ شہیدوں کی منزل ہے۔ اور میں جبرائیل اور یہ میرا ساتھی میکائیل ہم دونوں فرشتے آپ کو سیر کرانے آئے تھے۔

شرح احادیثِ خواب:۔ خواب دیکھنے کے مختلف احوال ہیں۔

☆۔ نبی کا خواب ☆۔ مومن ایمان والے کا خواب۔ ☆۔ عام لوگوں کا خواب۔

کسی بھی نبی برحق کا کوئی بھی خواب وحی کا درجہ رکھتا ہے۔ اولیاء کاملین اور تمام کامل ایمان والوں کے اکثر خوابوں کو وحی کی مانند قرار دیا گیا ہے۔ عام لوگوں کے خواب کے مختلف

Marfat.com

احوال اور مختلف تعبیریں کی جاتی ہیں۔فرائض شرع کو مقدور بھر ادا کرنے والا اور خورد ونوش میں حدِ اعتدال سے تجاوز نہ کرنے والے کے خواب کی تعبیر کافی آسان ہوتی ہے۔لیکن خوابوں کی تعبیر کا پُختہ علم رکھنے والے کیلئے۔

البتہ مادیت کی کثافت اور بلغمی وسوداوی اجزاء سے متاثر بے تحاشا انداز میں کھانے پینے والا آدمی شرعی فرائض سے اکثر یا کبھی کبھار یا بالکل فارغ فاسق آدمی کا خواب کی تعبیر اضغاث احلام (جس کی تعبیر نہایت مشکل در مشکل) ہے۔اسی وجہ سے احادیث میں ایسے گندے اور کثیف ترین خوابوں سے محفوظ رہنے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔جیسا کہ زیرِ تشریح حدیث پاک میں بھی یہی ترغیب موجود ہے کہ اگر ناپسندیدہ بُرا خواب آجائے تو اُٹھ کر تین دفعہ **اعوذ باالله من الشیطٰن الرجیم** پڑھ کر اپنے بائیں پستان پر تھوک دیا جائے۔جس کروٹ پر یہ خواب آیا وہ کروٹ بدل کر دوسری کروٹ آدمی لیٹ جائے اور کسی سے وہ خواب بیان نہ کرے۔تو جسے خواب آیا اس کو ایسا کرنے سے گندے خطرناک خواب کے اثرات نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔احادیث کی رو سے کسی قسم کا بھی خواب آئے اس کو بے وقوف جاہل آدمی کے سامنے مت بیان کیا جائے۔کیونکہ سننے والا اس خواب کی جو بھی تعبیر کردے گا۔اس کی تعبیر کا ویسے ہی واقع ہو جانا اکثر ہو سکتا ہے۔

ضروری نوٹ:۔جس خواب میں احتلام ہو جائے اس پورے خواب کی کوئی تعبیر نہیں ہے

Marfat.com

☆کون سا جُھوٹ بولنا جائز ہے☆

حدیث نمبر۹۰:۔عن اسماء بنت یزید قالت قال رسول الله صلی الله علیه وآلہٖ وسلم لا یحلُّ الکذب الافی ثلث کذبُ الرجل امراته لیُرضیھاوالکذب فی الحربِ والکذبُ لیُصلح بین الناس رواہ احمد و الترمذی (ص۴۲۸ مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث نمبر۱:۔ عن ابیھریرہ رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وآلہٖ وسلم لا یحلُّ للمؤمن ان یّھجر مؤمنًا فوق ثلاث فان مرّت به ثلث فلیلقه فلیسلم علیه فان ردّ علیه السلام فقد اشترکا فی الا جر وان لّم یرد علیه فقد بآء بالاثم وخرج المسلّم من الھجرۃ رواہ ابو داؤد و فی روایة من ھجرا خاہ سنة فھو کسفكِ دمه و فی روایة من ھجر فوق ثلث فمات دخل النار رواہ ابو داؤد و احمد (۴۲۸ جلد۲ مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث نمبر۲:۔ مامن مسلمین یلتقیان فیتصا فحان الا غفر لھما قبل ان یّتفرقا رواہ احمد و ابو داؤد والترمذی و ابن ماجه و البیھقی (ص۶۴ ۳ جلد۲ کشف الخفاء)

ایضاً حدیث نمبر۳:۔عن انس بن مالك رضی الله عنھما قال انّ

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مرّعلے غلمانٍ فسلّم علیھم متفق علیہ (ص ۳۹۷ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث نمبر ۴:۔ عن ابیھریرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خلق اللہ آدم علےٰ صورتہ طولہٗ ستُّون ذراعاً فلمّا خلقہ قال اذھب فسلّم علےٰ اولٓئیک النفر من الملائکۃ جلُوس فا ستمع ما یحیّونک فانھا تحیّتک و تحیّۃ ذریّتک فذھب فقال السلام علیکم فقالوا السلام علیک و رحمۃ اللہ قال فزادوہٗ و رحمۃ اللہ قال فکلّ من یّدخل الجنّۃ علیٰ صورۃ آدم و طولہٗ ستُّون ذراعاً فلم یزل الخلق یُنقص بعدہٗ حتّٰی الاٰن متفق علیہ

(ص ۳۹۷ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ حدیث نمبر ۹۰:۔ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سوائے تین صورتوں کے جھوٹ بولنا جائز نہیں۔

☆۔ خاوند اپنی بیوی سے زیادہ پیار بڑھانے کیلئے ''ایسی جھوٹی باتیں کہہ لے۔ جس سے حقوق اللہ یا حقوق العباد کی کسی قسم کی تلفی نہ ہو''۔

☆۔ اسلام و کفر کی جنگ میں اسلامی عسکری اُمور کو مستحکم کرنے کیلئے۔

☆۔ لوگوں کے درمیان صُلح و آشتی کی فضا کو قائم رکھنے یا مزید مستحکم کرنے کیلئے۔ اس حدیث کو امام احمد اور امام ترمذی نے روایت کیا۔ ترجمہ ایضاً حدیث نمبر ۱:۔ سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وآلہ وسلم نے فرمایا کسی مؤمن کیلئے جائز نہیں کہ اپنے ایمان دار بھائی سے تین دن سے زیادہ ناراض رہے۔ اگر ناراضگی میں تین روز پورے ہو جائیں تو ایمان والے کو چاہیے کہ اپنے ایمان والے بھائی سے جا ملے اور اسے سلام کہے۔ اگر وہ سلام کا جواب دے دے تو دونوں کو اجر ملے گا۔ اور اگر وہ سلام کا جواب نہ دے۔ (مصالحت کا انداز نہ رکھے) تو سلام کہنے والا اجر کا مستحق اور مصالحت نہ کرنے والا گنہگار۔ اور ابوداؤد کی ایک روایت میں یوں ہے۔ جو اپنے بھائی سے ایک سال تک ناراض رہا گویا کہ اس نے اُسے قتل کیا۔ ایک اور روایت میں یوں ہے جو آدمی تین دن سے زائد اپنے بھائی سے ناراض رہا اور اسی دوران وہ مرگیا تو سیدھا جہنم جائے گا۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا۔

ترجمہ ایضاً حدیث نمبر۲:۔ دو مسلمان جب بھی خلوص سے ملیں اور سلام کہنے کے بعد مصافحہ کرلیں۔ تو ایک دوسرے سے جدا ہونے سے پہلے اُن دونوں کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ اس حدیث کو ابن ماجہ اور ترمذی اور بیہقی اور احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا۔

بحوالہ کشف الخفاء اسمٰعیل بن محمد عجلونی متوفی ۱۱۶۲۔

ترجمہ ایضاً حدیث نمبر۳:۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچوں کی ایک ٹولی پر سے گزرے تو آپ نے اُن کو سلام کہا۔

ترجمہ ایضاً حدیث نمبر۴:۔ سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اُن کو اپنی (پسندیدہ) صورت پر پیدا فرمایا۔ اُن کا قد ساٹھ گز تھا۔ جب آدم علیہ السلام کی تخلیق پایہ تکمیل کو پہنچی۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا جاؤ سامنے بیٹھے ہوئے فرشتوں کو سلام کہو۔ اور غور سے سُن لو جیسے وہ

Marfat.com

سلام کا جواب دیں۔وہی طریقہ اور جواب تیری اولاد کیلئے جاری وساری رہے گا۔آپ وہاں تشریف لے گئے۔اور فرشتوں کو سلام کہا۔تو انہوں نے جواب میں علیکم السّلام ورحمۃ اللہ کہا۔ورحمۃ اللہ لفظ کا اضافہ کیا۔نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔"جو بھی جنت میں داخل ہوگا وہ آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی صورت کے مطابق ساٹھ گز قد کی لمبائی کے ساتھ داخل ہوگا۔آدم علیہ السّلام کے زمانہ اقدس سے لے کر قد چھوٹے ہوتے رہے۔اب تک یہ قد رہ گئے ہیں۔اس حدیث کو بخاری ومسلم نے روایت کیا (ص ۳۹۷ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

تنبیھات:۔جو آدمی یہ چاہتا ہو کہ لوگ اُسے سلام کریں یا خود کسی کو سلام کہنا گوارا نہ کرے۔ایسے آدمی سلام کی برکات سے بہرہ ور نہیں ہو سکتے۔زندگی کے متعلقہ دینی ودُنیاوی ہر شعبے میں جو آدمی نہایت درجے کا ناپسند ہو۔اور خود کسی کو سلام کرنا پسند نہ کرے۔لوگوں سے سلامی لینا پسند کرتا ہو۔ ایسے شیطان آدمی کو سلام کہنا منع ہے۔اگر اس کی انتقامی کاروائی یا ایذا رسانی کا اندیشہ ہو۔تو سلام کی جگہ یوں کہہ لیا جائے تو بجا ہوگا۔

السّلام علیَّ :۔**علیَّ** کو آہستہ کہہ لے یعنی مجھ پر سلامتی ہو۔اور اگر کسی بے ادب سے واسطہ پڑے اور مجبوراً سلام کہنا پڑے تو **الثّلام علیکم** ثا کے ساتھ یعنی تمھاری گھری بربادی ہو۔یا، **الصّلام علیکم** صاد کے ساتھ یعنی تم پر بوجھ ہو یا آگ ہو۔یا، **السّام علیکم** تم پر موت طاری ہو۔البتہ کسی صحیح العقیدہ ایسے مسلمان کو جو ننگ معاشرہ نہ ہو ایسے الفاظ سے سلام کہنا حرام ہے۔اور اگر کوئی غیر مسلم یا کوئی بے ادب ایسے الفاظ استعمال کرے گا۔تو ایسے الفاظ کا قہر اُسی کہنے والے کی طرف ہی لوٹے گا۔کیونکہ وہی اُن الفاظ کے مفہوم کا اہل اور مرجع رہا ہے۔صحیح العقیدہ ایمان دار آدمی ایسے قہر کا مستحق نہیں ہوتا

Marfat.com

شرح احادیث۔ نمبر۹۰وایضاً نمبر۱،۲،۳،۴:۔

حدیث نمبر۹۰ میں جھوٹ اور اس کی حدود متعین کی گئی ہیں۔اصل واقعہ کے خلاف بات کو عربی زبان میں کذب کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔اور اُردو اور پنجابی زبان میں ایسی بات کو جھوٹ کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔البتہ جھوٹی بات کا علم نہ ہو کہ وہ جھوٹ ہے۔ ایسی بات کہنے والے پر وہ شرعی احکام لاگو نہیں ہوتے۔جو جان بوجھ کر جھوٹ بولنے والے پر لاگو ہوتے ہیں۔جس جھوٹی بات میں کوئی بھی منفی تخریبی نمونہ موجود ہو۔ایسا جھوٹ بولنا حرام ہے۔اور جس جھوٹ میں صرف تعمیری اصلاحی ومثبت نمونہ موجود ہو۔ایسا جھوٹ قابلِ سزا جرم نہیں ہے۔ بلکہ خوب تر اور قابلِ تحسین ہے۔اسی جھوٹ کی اس حدیث میں وضاحت کی گئی ہے۔کہ خاوند ایسی جھوٹی بات کر سکتا ہے۔جس سے بیوی کے ساتھ پیار میں اضافہ ہو سکے۔جس جھوٹ میں اللہ تعالیٰ کے حقوق پامال ہوں یا بندوں کے اسلامی حقوق ضائع ہوں۔اس قسم کا کوئی بھی جھوٹ سخت حرام ہے۔

جائز جھوٹ کی دوسری قسم:۔اسلام وکفر کی لڑائی میں اسلام کی بہتری کیلئے کوئی بھی جھوٹ بولا جائے تو جائز اور مستحسن ہوگا۔

تیسری قسم۔معاشرہ میں یگانگت اور ہم آہنگی کو مضبوط بنانے کیلئے دو فریقوں کے درمیان پیار اور اتفاق کی فضاء کو مستحکم کرنے کیلئے اور ناراضگی کو دور کرنے کیلئے جھوٹ بولنا جُرم نہیں ۔بلکہ نیکی اور کارِ خیر کے زمرے میں آتا ہے۔چونکہ مسلمانوں کی خیر خواہی بیشتر اُمورِ زندگی سے مقدّم ہے۔اس لئے ہر دوسرے مسلمان کیلئے خیر وعافیت کی طلب ایمان کے اہم اُمور سے ہے۔اور اس کیلئے ہمارے آقا لجپال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرے مسلمان کو سلام کہنے میں پہل کرنے کی تعلیم دی ہے۔

Marfat.com

ایضاً حدیث نمبرا میں یہی مذکور ہے۔ کہ کوئی مسلمان اپنے بھائی مسلمان سے تین دن سے زائد ناراض نہ رہے۔ اور اگر تین دن یونہی غصہ ناراضگی میں گزر گئے تو دونوں مسلمان بھائیوں کیلئے لازم ہے۔ کہ دونوں میں سے ہر ایک پہل کر کے اپنے بھائی مسلمان کو جا کر سلام کہے۔ اگر پہل نہ کر سکے تو پہل کرنے والے مسلمان بھائی کا خیر مقدم کرے۔ اور خلوصِ دل پیش کیا جائے۔

ضروری نوٹ:۔ غیر مسلم یا بدعقیدہ بے ادب مسلمان یا معاشرے کے ناسور مسلمان شرپسند شیطان آدمی سے تین دن سے زیادہ ناراض رہنے میں شرعی اسلامی نقطہءنگاہ کے مطابق کوئی گناہ نہیں۔ صلح و آشتی میں یا معافی مانگنے میں پہل کرنے والا اس حدیث میں موجودہ سزا سے بریٔ الذمہ ہے۔ بلاوجہ شرعی سلام کا جواب نہ دینے والا معذرت خواہ کو معافی نہ دینے والا، تین دن سے زائد ناراض رہنے والا سخت مجرم اور گنہگار ہے۔ اور ایسے ہی ہے۔ جیسے اُس نے کسی کو قتل کر دیا ہے۔ اور وہ جہنمی ہے۔

ایضاً حدیث نمبر۲ بھی اسی مفہوم کی تائید کر رہی ہے۔ اور ترغیب دی گئی ہے۔ مسلمان کا مسلمان پر پہلا بنیادی حق یہ ہے۔ کہ جب بھی آمنا سامنا ہوا ایک دوسرے کو سلام کہا جائے۔ اور مصافحہ دونوں ہاتھوں سے کیا جائے۔ اگر چہ ایسا بار بار کرنا پڑے۔ کہ چند منٹ پہلے کسی بازار میں ملے۔ مصافحہ وسلام ہو۔ اور پھر دوبارہ دوسرے بازار میں آمنا سامنا ہوا۔ تو پھر ایسا سلام و مصافحہ کرنے سے اللہ ورسول راضی تمام صغیرہ گناہوں کی معافی ہو جاتی ہے۔ البتہ بڑے کبائر گناہ بغیر سچی پکی توبہ یا ضائع کردہ مالی حقوق کی واپسی کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔

☆ کبیرہ گناہ کسے کہتے ہیں؟

Marfat.com

جس غلطی پر اللہ ورسول کی سخت ممانعت ہو اسے کبیرہ گناہ کہتے ہیں۔ اور ہر وہ چھوٹا صغیرہ گناہ جو حقیر غلطی سمجھ کر بار بار کیا جائے۔ ایسا صغیرہ (چھوٹا) گناہ بھی کبیرہ (بڑے) گناہ کی شکل اختیار کر جاتا ہے۔ شراب نوشی، نشہ خوری، جوا، سود، بیاج اور منافع، پرافٹ بینکاری، تہمت، بہتان، چغلی، غیبت، قتل و غارت، چوری اور بلا وجہ شرعی حقوق العباد ضائع کرنا کبیرہ گناہ ہیں۔

جھوٹی گواہی (**شهادة الزور**) ماں باپ کو تکلیف پہنچانا وغیرہ۔ یہ ایسے سب کبائر گناہ ہیں۔ اور جن غلطیوں پر سختی سے اللہ ورسول کی ممانعت نہیں ہے۔ ایسے تمام گناہ صغائر گناہ ہیں۔

شرح حدیث ایضاً نمبر۳:۔ حضور نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھوٹوں پر مہربانی کرنے کا کمال طریقہ اُمت کو عطا فرمایا۔ کہ بازار یا اور کسی جگہ بچوں پر سے گزر فرماتے۔ تو آپ بچوں کو خود سلام کہتے۔ گویا کہ سُنتِ مصطفی تا ابد جاری رہی کہ بڑے چھوٹوں کو سلام کہیں۔ اس میں ہتک نہیں ہے۔ عجز و انکساری بارگاہِ ایزدی مطلوب رہی ہے۔ البتہ کھڑے یا بیٹھے آدمی کے پاس سے گزرنے والا۔ اور سوار پیدل کو سلام میں پہل کرے۔ خواہ وہ کوئی بڑا ہو، خواہ وہ کوئی چھوٹا ہو۔ برابر کا آمنا سامنا ہو جائے۔ اور دونوں سلام کہنے میں پہل کر دیں۔ اور جواب بھی دونوں دیں۔ تو دونوں ڈبل اجر کے مستحق ہونگے۔

شرح حدیث ایضاً نمبر۴:۔ اس حدیث پاک میں بھی اسی قسم کے درج ذیل اُمور جلوہ افروز ہیں۔

☆۔ سلام کے متعلق تعلیم یا ترغیب دینا سُنتِ الٰہیہ ہے۔

Marfat.com

☆ ۔سلام کے پورے الفاظ کہہ لئے جائیں تو اسی قدر نیکیاں زیادہ ملیں گی۔ مثلاً پورا سلام یوں ہے۔ **السّلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکاتہٗ** ،اس کے جواب میں یوں کہا جائے۔ **وعلیکم السّلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ومغفرتہٗ** ۔اور ایک حدیث پاک میں ہے۔ مسلمان جب اپنے گھر جائے۔ خواہ کتنی بار ہی آنا جانا ہو ہر بار سلام کہنے کی بے شمار برکتیں ہونگی۔

☆ ۔آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام کا قد مبارک ساٹھ گز تھا۔ اور جتنی نسلیں اب تک پیدا ہوئیں دن بدن قد وقامت میں کمی آتی رہی حتّٰی کہ اب تین چار گز قد رہ گیا ہے۔ گز سے مراد شرعی گز ہے اور وہ نبصر انگلی سے لے کر کہنی کے اخیر تک اور یہ ایک شرعی گز ڈیڑھ فٹ ہے۔

☆ ۔قیامت کے دن جنّتی جب جنّت میں جائیں گے تو قد ساٹھ گز ہی ہوگا۔ سیدنا آدم علیہ السلام کا قد مبارک ساٹھ شرعی گز یعنی نوّے فُٹ تھا۔ اسی حساب سے قیامت کو بہشتیوں کا بالخصوص نوے فٹ قد ہوگا۔ اور رہی جسامت وضخامت۔ تو اگر آج کے قد کے مطابق جو زیادہ سے زیادہ چھ فٹ قد پایا جاتا ہے۔ اور دونوں کندھوں کے درمیان کم ازکم سوا فٹ فاصلہ ہے۔ تو پندرہ گنا کا حساب لگائیں۔ یعنی پندرہ کو چھ سے ضرب لگائیں تو نوّے فٹ ہوگا۔ گویا کہ آج کی قد وقامت کی نسبت ہر قسم کا پندرہ گنا اضافہ ہوگا۔ تو دور، حاضر کے انسانی کندھوں کے فاصلہ کے لحاظ سے ہر بہشتی کے دونوں کندھوں کے درمیان بیس فٹ کا فاصلہ ہوگا۔ اسی شرح سے انسانی جسم کے باقی تمام مادی جنسی اعضا کا طول وعرض بھی پندرہ گنا زائد ہوگا۔

Marfat.com

دورِ حاضر میں سلام کہنے کا نیا طریقہ

کسی کا کوئی عزیز یا رشتہ دار یا دوست کہیں سفر پر جانے لگے یا گاڑی پر یا ہوائی جہاز پر سوار ہونے لگے تو وہ اپنا ہاتھ فضاء میں لہرا کر کہتے ہیں۔ بائے، بائے یا صرف ہاتھ سے اشارہ کر دیا جاتا ہے۔ یہ طریقے اسلام کی تعلیمات سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ یہ طریقے کفار، یہود وھنود کے ہیں۔

خبردار

ہماری تہذیب (کلچر) میں غیر اسلامی تہذیب داخل کی جارہی ہے۔ غور کرنے سے ہر غیّور مسلمان لرزہ براندام ہوجاتا ہے۔ ہمارے کھانے پینے، اُٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے، آنے جانے، کھانے پینے، خوشی وغمی، لین دین ہر چیز میں مغربی اقوام عیسائیت اور یہودیت مذھب کا طور طریقہ داخل کیا جارہا ہے۔ نام رکھنا ہو تو وہ بھی بعض مسلمان غیر اسلامی نام رکھنا فخر محسوس کرتے ہیں۔ خواہ کُتّا ہی نام رکھنا پڑے۔

مثلاً دورِ حاضر میں باپ والد کو ''پاپا'' کہا جاتا ہے۔ ابو جی اور والدِ حضور کی جگہ ''پاپا'' کہنا پسند کیا جارہا ہے۔ اصل حقیقت سے بے خبر مسلمان ذرا خدارا توجہ کرے۔ کہ انگریز عیسائی اور یہودی لوگ بہت سے اقسام کے کُتّے پالتے ہیں اور کُتوں سے بے پناہ محبت کرتے ہیں۔ انگریزی کی ڈکشنریوں میں موجود ہے کہ کُتّے کے جوان بیٹے کو پپّی کہتے ہیں۔ اسی پپّی لفظ سے پپّو اور پاپا تیار کیا گیا ہے۔ بالفرض مسئلہ اس کے برعکس بھی ہو تو غیّور مسلمان اپنا کلچر اپنی زبان کے سُنہری الفاظ، القابات چھوڑ کر بے ایمان کی زبان کے الفاظ استعمال کریں تو اسلامی غیرت کو عظیم چیلنج ہے۔ کیا والد صاحب یا ابو جی یا ابّا حضور الفاظ میں کیڑے پڑ گئے ہیں۔ کہ بے غیرت، بے ایمان لوگوں کی زبان کے الفاظ استعمال کئے

Marfat.com

جائیں۔انگریزی زبان بولنا منع تو نہیں ہے۔لیکن جہاں اپنی زبان کے الفاظ میسر نہیں ہیں وہاں کوئی حرج نہیں۔لیکن بلاوجہ باپ کو کتا اور بیٹے کو کتے کا بچہ جیسے الفاظ سے ملا دینا کہاں کی غیرتِ اسلامی ہے۔

پپو، پاپا، پپّی لفظ کے حوالے سے سُنتے جایئے کہ انگریز عورتیں اپنے ساتھ خاص قسم کے پالتو جوان کُتے رکھتی ہیں۔جن سے خلوت اور جلوت میں جو جو خدمت کرواتی ہیں۔وہ ہر مسلمان شخص پر کھلے لفظوں میں واضح ہو جائے۔تو کبھی بھی پپو، پاپا کا نام لینا یا اپنی اولادوں کے ایسے نام رکھنا گوارہ نہ کریں۔اس لئے کہ انگریز عورتوں کے نزدیک پپّی (کُتے کا جوان بچہ) ایک محبوب ترین رفیقِ سفر اور خاوند کی جگہ کام دیتا ہے۔اس مناسبت سے وہ انگریز عورتیں پسند کرتی ہیں۔کہ بیٹے کو پپو اور غیر ضروری عارضی پرائیویٹ خاوند کو پاپا کے نام سے پکارا جائے۔جو لوگ مغرب کے انگریزوں اور ان کے ممالک کو دیکھتے اور جانتے ہیں۔اُنھیں بخوبی علم ہے کہ وہاں باپ کی ولدیت چلتی ہی نہیں۔اسلئے کہ بیٹے کا پتہ ہی نہیں کہ کس کا نطفہ ہے؟ وہاں کی انسانی پیداوار کیلئے شہوت اور جنسی ضرورت پورا کرنے کیلئے جوان کُتوں (پپّی) سے اور بندروں سے زنا کروایا جاتا ہے۔اسی مجبوری کی بنا پر وہاں باپ کی ولدیت کی کسی بھی شعبے میں ضرورت نہیں پڑتی۔وہاں کی نسل اکثر ماں کے نام پر چلتی ہے۔لہٰذا ہم مسلمان قوم کو اسلامی تہذیب اپنانا چاہیے۔انگریز کبھی اپنا نام یا اپنی اولادوں کا نام محمد رکھنا گوارہ ہی نہیں کرتے۔جن اشیاء کے نام عربی، فارسی اور ہماری قومی زبان اُردو پنجابی میں نہ ملیں ایسے میں انگریزی نام سے کسی چیز کو ذکر کرنا منع نہیں ہے۔اس کے برعکس ہماری اسلامی غیرت کو ایک عظیم چیلنج ہے۔

Marfat.com

☆غیبت اور چغلی کرنے والے کا انجام☆

حدیث نمبر ۱۹۱:۔ عن انس بن مالك رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وآلهٖ وسلم لمّا عرج بی ربی مررتُ بقوم لهم اظفارٌ من نّحاس یخمشون وجوههم و صدورهم فقلت من هؤلآءِ یا جبرائیل قال هؤلآء الذین یاکلون لحوم النّاس و یقعون فی اعراضهم رواه ابو داؤد

(ص ۴۲۹ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث نمبر ۱:۔ عن سهل بن سعد رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وآلهٖ وسلّم من اغتاب اخاه فاستغفر لهٗ فهو کفّارة لهٗ رواه ابو نعیم فی الحلیه و ابن عدی فی الکامل (ص ۱۳۱ جلد ا کشف الخفاء)

ترجمہ:۔ سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کہ معراج کی رات ایک ایسی قوم پر میرا گزر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے۔ اور وہ ان ناخنوں سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ میں نے پوچھا جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟ اس نے عرض کیا یہ وہ لوگ ہیں جو دوسرے لوگوں کا گوشت کھایا کرتے تھے۔ (چغلی اور غیبت کیا کرتے تھے) اور اُن کی عزت کو خاک میں ملانے کے درپے رہتے تھے۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا

(ص ۴۲۹ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

Marfat.com

ترجمہ حدیث ایضاً:۔سیدنا سھل بن سعد سے روایت ہے۔کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنے بھائی کی چغلی (غیبت) کی پھر اُس کیلئے اللہ تعالیٰ سے اُس کے گناہوں کی معافی کی دعا کی۔تو ایسے چغلی یا غیبت کرنے والے کے ذمّے کوئی کفارہ نہ ہے (ص ۱۳۱ جلد ۱ کشف الخفاء اسمٰعیل بن محمد عجلونی)

شرح حدیث وایضاً حدیث:۔ان دونوں احادیث میں درج ذیل اہم اُمور جلوہ گر ہیں۔

☆۔شبِ معراج میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کی عدم موجودگی میں اُس کی برائیاں اور نقص جوئی کرنیوالوں کا حال

دیکھا کہ وہ اپنے چہرے اور سینے اپنے ہاتھ کے ناخنوں سے چھیل رہے ہیں۔نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے پوچھا۔یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کسی آدمی کی عدم موجودگی میں اگر اُس کی وہ بُرائی یا خامی بیان کی جائے۔جو اُس میں موجود ہو تو تب بھی اس کو غیبت یا چغلی کہیں گے۔آپ نے فرمایا یہی تو غیبت اور چغلی ہے۔اور اگر اس میں وہ عیب یا بُرائی موجود نہیں اور بیان کی گئی یہ تو بہتان ہوا جو غیبت سے بڑھ کر جُرم ہے۔شرعی طور پر غیبت گناہِ کبیرہ ہے۔اور بہتان اُس سے بڑھ کر قابلِ سزا جُرم ہے۔جس کی غیبت کی جائے بہتر تو یہی ہے۔کہ اُس سے جا کر معافی مانگ لی جائے۔اگر ایسا ممکن نہ ہو تو اُس کیلئے حدیث پاک میں تلافی کا طریقہ بتلایا گیا ہے۔کہ اس کے گناہوں کیلئے اللہ تعالیٰ سے سیر حاصل انداز میں معافی مانگ لی جائے۔تو غیبت کا جُرم معاف ہوسکتا ہے۔اس کیلئے اگر دعائیہ الفاظ منتخب کرنا ہوں تو یوں بھی کہا جاسکتا ہے۔

"اللھم اغفر لکُلّ من اغتبتہٗ اور **سببتہٗ** اور **لعنتہٗ**۔

ترجمہ یااللہ ایسے ہر شخص کے گناہ معاف فرما جس کی میں چغلی یا غیبت کرچکا ہوں یا اُسے

Marfat.com

گالی دے چکا ہوں یا اُس پر لعنت بھیج چکا ہوں۔

☆فوت شدہ غیر عادی مجرم کی خیریت کی دو آدمی بھی گواہی دے دیں تو فوت شدہ کی معافی ممکن ہے☆

حدیث نمبر۹۲۔ عن ابی الاسود قال قدمتُ المدینة و قد وقع بها مرضٌ فجلستُ الیٰ عمر بن الخطاب رضی الله عنه فمرّ بهم جنازة فأثنی علےٰ صاحبها خیراً فقال عمر رضی الله عنه وجَبَتْ ثم مرّ بأُخری فمرّت بهم جنازة فأَثنی علےٰ صاحبها شرًّا فقال وجبت فقال ابو الا سو د فقلت وما وجَبَتْ یا امیر المومنین قال قلتُ کما قال النبی صلی الله علیه وآلهٖ وسلم ایُّما مُسلمٍ شهد لهٗ اربعةٌ بخیرٍ أدخله الله الجنّة فقلنا و ثلاثة قال و ثلاثة فقلنا و اثنان قال و اثنان ثم لم نسأله عن الواحد (ص ۱۹۵ جلد ۸ عمدة القاری شرح بخاری)

ایضاً حدیث نمبر۱:۔ عن علی ا بن ابیطالب رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وآلهٖ وسلم للمسلم علےٰ المسلم ستٌّ بالمعروف یُسلّم علیه اذا لقیهٗ و یجیبهٗ اذا دعاه و یشمتهٗ اذا عطس و یعوده اذا مرض ویتبع جنازتهٗ

Marfat.com

اذا مات ویُحبَ لہٗ ما یحبُّ لنفسہٖ رواہ الترمذی و الدارمی

(۳۹۸ جلد۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔ سیدنا ابوالاسود تابعی روایت کرتے ہیں کہ میں مدینہ شریف میں فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے حضور اُس وقت حاضر ہوا جبکہ مدینہ شریف میں کوئی وبائی مرض پھوٹ چکی تھی۔

کچھ لوگ ایک میّت کا جنازہ لے کر گزرے وہ اس میّت کی خوبیاں بتا رہے تھے۔ اور تعریف کرتے جا رہے تھے۔ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا واجب ہوگئی۔ پھر اور ایک جنازہ گزرا تو وہ لوگ اس کی بُرائی بیان کر رہے تھے۔ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا واجب ہوگئی۔ پھر ایک تیسرا جنازہ گزرا تو (اسی قسم کی باتیں لوگ کیے جا رہے تھے) فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا واجب ہوگئی۔ ابوالاسود کہتے ہیں کہ میں نے فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے عرض کیا ''اے امیر المؤمنین کیا واجب ہوگئی''۔ تو آپ نے فرمایا میں نے بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسے ہی ایک واقعہ میں عرض کیا تھا کیا واجب ہوگئی تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جس آدمی کے نیک ہونے کی چار آدمی گواہی دے دیں تو اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں داخل فرماتا ہے۔'' ہم نے عرض کیا کیا اگر کسی مسلمان کی تین آدمی گواہی دیں کہ وہ نیک ہے تو پھر۔ آپ نے فرمایا تین کی گواہی بھی قبول ہو جاتی ہے۔ پھر ہم نے عرض کیا اگر دو آدمی گواہی دے دیں تو پھر۔ آپ نے فرمایا دو کی گواہی بھی اللہ تعالیٰ قبول فرمالیتا ہے۔ پھر ہم نے ایک گواہ کے بارے میں نہیں پوچھا۔

اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا (ص ۱۹۵ جلد ۸ عمدۃ القاری)

ترجمہ ایضاً حدیث:۔ سیدنا علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمان کے مسلمان پر بھلائی اور خیر خواہی کے چھ حق

Marfat.com

ہیں ۔ا۔ جب بھی ملاقات ہو اُس کو سلام کہے ۔۲۔ جب بھی وہ بلائے اس کی آواز پر لبیک کہے ۔۳۔ جب اُس کو چھینک آئے تو چھینک کا جواب دے ۔۴۔ جب وہ بیمار ہو جائے اُس کی بیمار پُرسی کرے ۔۵۔ اور جب وہ فوت ہو جائے اُس کے جنازے میں شریک ہو ۔۶۔ اُس کیلئے ہر وہ چیز پسند کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے ۔اس حدیث کو ترمذی اور دارمی نے روایت کیا (ص ۳۹۸ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث نمبر ۹۳ وایضاً :۔اس حدیث پاک میں ایمان افروز نکات جلوہ گر ہیں ۔

ا۔حدیث پاک میں چار یا تین یا دو مسلمان کسی فوت شدہ کے نیک ہونے اور تقویٰ کی گواہی دے دیں تو وہ جنت میں ضرور جائے گا۔لیکن چند چیزیں پیشِ نظر رہی ہیں ۔

ب ۔حقوق العباد کا مجرم یا حقوق اللہ کا مجرم جنت میں داخل تو ہو سکتا ہے ۔لیکن یہ ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حق یا بندے کے حق کی ادائیگی یا معافی سے پہلے جنت میں چلا جائے ۔ لازمی حقوق جب تک ادا یا معاف نہیں ہونگے جنت میں داخلہ ممکن نہیں ۔

ج ۔اس حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی مسلمان کے نیک ہونے کی گواہی حقیقتاً صحیح ہے تو اس فضیلت کا حقدار ہوگا ۔

د ۔ گواہی دینے والے کہیں کہ فلاں شخص فوت ہونے والا بہت اچھا ہے اور اس فوت شدہ کے بڑے بڑے گناہوں کا گواہی دینے والوں کو کوئی علم نہیں ہے تو اس گواہی کی کم از کم اتنی برکت ضرور ہو جائیگی کہ اس کے بڑے بڑے گناہوں کی تلافی یا سزا یا ادا میں کافی حد تک آسانی پیدا کر دی جائیگی ۔بصورتِ عذاب کافی حد تک سزا کم کر دی جائیگی ۔

ھ۔ویسے ہی رسمی طور پر ایسے متوفی کو نیک کہہ دینا جس نے دونوں ہاتھوں سے لُوٹ کھسوٹ کی گاڑی چلائے رکھی ۔فرائض کی ادائیگی بالکل صفر رہی اور ہر چھوٹا بڑا اس شخص کو

Marfat.com

اچھی طرح جانتا رہا کہ یہ فوت ہونے والا عادی جُرم پیشہ ایسا شخص ہے جس کی عدم موجودگی میں اُس کی بُرائی بیان کی جائے تو غیبت یا چُغلی شمار نہیں ہوتی۔ ایسے شخص کو جتنے لوگ بھی اچھا کہیں اس حدیث کا مصداق نہیں ہوسکتا۔ اس حدیث کا وہ آدمی مصداق ہے جس نے اپنی کافی کوشش کے مطابق فرائض اور لازمی حقوق کی ادائیگی کی ہو۔ اور خلقِ خدا کو تکلیف پہنچانے سے کافی پرہیز کیا ہو۔

☆ دُنیا ایمان والے کا قید خانہ ہے ☆

حدیث نمبر۹۳:۔ **عن ابی هریره رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وآلهٖ وسلم والّذی نفسی بیده لا تذهب الدنیا حتّٰی یمرّ الرجل علےٰ القبر فیتمرّ غُ علیه ویقول یٰلیتنی کنتُ مکان صاحب هذا القبر ولیس به الدّین الا البلاء** (ص۳۹۴ جلد۲ مسلم شریف و ص۴۶۹ جلد۲ مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث نمبر۱:۔ **عن ابی هریره رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وآلهٖ وسلم و الّذی نفسی بیده لیأتینَ علےٰ الناس زمان لا یدری القاتل فی ایّ شئیٍ قَتَلَ ولا یدری المقتول علےٰ ایّ شیٔ قُتل** (ص۳۹۴ جلد۲ مسلم شریف)

ایضاً حدیث نمبر۲:۔ **عن انس بن مالك رضی الله عنه قال سمعتُ**

Marfat.com

رسول الله صلی الله علیه وآلهٖ وسلم یقول انّ من اشراط الساعة ان یُرفع العلم و یکثر الجهل و یکثر الزنا و یکثر شرب الخمر و یقلّ الرجال و یکثر النسآء حتّٰی یکون لخمسین امرأةٍ قیّمٌ واحد متفق علیه (ص۴۶۹ جلد۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اُس وقت تک دنیا ختم نہیں ہوگی جب تک کسی قبر کے قریب سے گزرنے والا آدمی قبر پر لیٹ کر یہ تمنا نہیں کرے گا۔ کہ کاش آج یہ قبر میری ہوتی۔ اور ایسے وقت میں دین اسلام کے اصول پر قائم رہنا تمام تر آزمائش ہی ہوگی۔

ترجمہ حدیث ایضاً نمبرا:۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شفیع دو عالم نور مجسّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اُس ذات کی قسم جس کے قبضہء قدرت میں میری جان ہے۔ لوگوں پر (قبل از قیامت) ایسا وقت بھی ضرور آئے کہ قاتل کو یہ علم نہ ہوگا کہ میں نے کسی کو کیوں قتل کیا۔ اور مقتول مظلوم کو یہ علم نہیں ہوگا کہ اُسے کس جرم میں قتل کیا گیا۔

ترجمہ ایضاً حدیث نمبر۲:۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے۔ آپ نے فرمایا قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ علم اُٹھا لیا جائے گا۔ جہالت عام ہو جائیگی۔ عورتیں بہت زیادہ ہو جائینگی۔ یہاں تک کہ پچاس عورتوں کی کفالت و نگہبانی ایک مرد کے حصّہ آئے گی۔

شرح حدیث نمبر۹۳ و شرح احادیث ایضاً:۔ ان احادیث میں قیامت سے قبل رونما ہونے والے کچھ مصائب اور اخلاقی ابتری کا ذکر ہے۔

مصائبِ دنیا:۔ احکم الحاکمین کی حکمت کا تقاضا بنیادی طور پر تو ایسے ہی ہے۔ کہ مجموعی

Marfat.com

حیثیت سے مسلمان کیلئے دنیا ایک مصیبت خانہ ہے۔ مصائب و آلام کا گھر ہے۔ اور کافر کیلئے دنیا ایک گلشن ہے۔

دینِ اسلام کے بنیادی قواعد وضوابط پر قائم رہنا بالخصوص قیامت کے نزدیک زبردست امتحان کے مترادف ہوگا۔ صحیح العقیدہ اصول پرست مسلمانوں پر تو بے تحاشا آفتیں ٹوٹ پڑیں گی۔ معاشرہ اس قدر ناگفتہ بہ ہو جائے گا۔ کہ اخلاقیاتِ اسلامیہ کا تقریباً خاتمہ نظر آئے گا۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر وصلہ رحمی جیسی بنیادی ضروریات دین پر قائم رہنے والا تو اتنی مشکلات و آفات میں پھنس جائے گا کہ کسی قبر کے پاس سے گزرے گا تو اس قبر پر لیٹ کر کہے گا۔ کاش یہ قبر میری ہوتی تو دنیا کی آفت بھری زندگی سے نجات مل جاتی۔ اس قسم کے صحیح العقیدہ اصول پرست مسلمان پر ایسی آفتیں اس لئے ٹوٹ پڑیں گی تاکہ وہ دینِ اسلام کے بنیادی نظریات سے دست بردار ہو جائے لیکن اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ صحیح اہلِ ایمان سے ایمان چھینا نہ جائے گا البتہ انھیں صفحہ ہستی سے غائب کر دیا جائے گا۔ ایسے حالات میں صحیح اہلِ ایمان مسلمان کو ہم خیال ہمسفر بہت کم ملیں گے۔

معاشرہ کے اکثر طبقے شر پسند ہی نہیں بلکہ بُرائی کو اچھائی اور اچھائی کو بُرائی سمجھنے والے ہونگے۔ اسی وجہ سے خالص ایمان دار کیلئے اُس زندگی سے موت مقدم ہوگی۔ اور ایسے زمانہ میں قتل و غارت اتنی عام ہوگی کہ قاتل کو یہ بات سمجھنے کی زحمت گوارا ہی نہ ہوگی کہ کسی کو وہ کیوں قتل کر رہا ہے۔ اور مظلوم مقتول کو یہ سمجھ نہیں آئے گا کہ قاتل اُسے کیوں قتل کر رہا ہے۔ یعنی حیوانات کو قتل کرنے سے انسانی قتل کو بہت آسان اور ایک شغل سمجھا جائے گا۔ بظاہر مغربی دنیاوی علوم اور سائنس نے بہت زیادہ ترقی کر لی ہوگی۔ لیکن دینی علم بہت کم رہ جائے گا۔ یعنی تعمیرِ انسانیت کے بنیادی اخلاقی اور ذکر و فکر کے اصول ناپید ہو جائیں

Marfat.com

گے۔ مادیت اور نمائش پرستی (رولڈ گولڈ پروگرام) کو مقصدِ حیات بنالیا جائے گا۔ اور حقیقی خداترس امور تقریباً ختم ہو جائیں گے۔ اسی مادیت پرستی کی پہلی بڑی پیداوار کہ زنا کاری عام ہو جائے گی۔ شراب نوشی کرنے والے کثرت سے نظر آئیں گے۔ مردوں کی تعداد اتنی قلیل ہو جائے گی۔ اور عورتوں کی تعداد میں اتنی کثرت ہو جائے گی کہ ماؤں، بہنوں، خالاؤں، پھوپھیوں جیسی پچاس عورتوں کی دیکھ بھال کرنے والا صرف ایک آدمی بمشکل مُیسّر آئے گا۔

اور یہ وہی دور ہوگا جس کے بارے میں امام غزالی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب احیاء العلوم عربی مطبوعہ مصر جلد نمبر ا میں ایک حدیث پاک ذکر کی ہے۔ کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کی محفل میں جلوہ گری کے دوران فرمایا وہ کیسا وقت ہوگا؟ جب تم نیکی کا حکم نہ دو گے۔ اور بُرائی سے کسی کو نہ روکو گے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا! کیا ایسا وقت آنے والا ہے؟ فرمایا ہاں اس سے بڑھ کر سنگین خطرناک وقت آئے گا۔ صحابہ نے عرض کیا وہ کونسا وقت ہوگا آپ نے فرمایا جب بُرائی کا حکم دیا جائے گا اور اچھائی سے روکا جائیگا۔ یعنی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے الٹ کیا جائے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا ایسا بھی وقت آنے والا ہے۔ آپ نے فرمایا اس سے زیادہ بدتر وقت بھی آئے گا۔ صحابہ نے عرض کیا وہ کیسا وقت ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جب بُرائی کو اچھائی اور اچھائی کو بُرائی سمجھا جائے گا۔ یہ آخری مرحلہ وجود ہوگا یعنی تین مرحلے بیان کئے گئے۔

ا۔ نیکی کا حکم اور بُرائی سے روکنا۔

۲۔ بُرائی کا حکم اور نیکی سے روکنا۔

۳۔ نیکی کو بُرائی سمجھنا اور بُرائی کو اچھائی سمجھنا۔ اس تیسرے مرحلے کا آغاز ہو چکا ہے۔

Marfat.com

غالب خیال یہی کیا جا سکتا ہے کہا اِسی دور کا اختتام قیامت ہی ہو۔ یہ دور کب ختم ہوگا۔

واللہ ورسولہٗ اعلم بالصّواب۔

ویسے تو حضور سیّد الکل ھوالکل لہ الکل وھوکل الکل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے اور قیامت کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا فاصلہ سبابہ اور وسطی انگلی میں ہے۔ یعنی میرے وصال کے بعد بہت جلد قیامت قائم ہو جائے گی۔ دنیا کے ہر قسم کے حالات تو زمنِ رسالت سے ہی انقلاب پذیر ہونے شروع ہو گئے تھے۔ بعد میں جوں جوں وقت گزرتا گیا قربِ قیامت کی بہت سی نشانیاں گزر گئیں جو باقی ہیں اُن میں سے کچھ یہ ہیں۔

۱۔ **خروج دابّۃُ الارض** ایک ایسا جانور ہے جو لوگوں سے باتیں کرے گا

۲۔ امام مھدی علیہ السّلام۔ اہلِ بیت سے محمد بن عبداللہ کے نام سے ایک بڑے تاجدار امامِ اُمّت کی حیثیت سے ظاہر ہونگے۔ اور وہ اہل بیت کے سادات گھرانے سے ہونگے

۳۔ خروج دجّال۔ دجّال ایک انسان بنی آدم ہے جسکا تفصیلی ذکر حدیث نمبر ۳۶ کی ایضاً حدیث دجّال میں گزر چکا ہے۔ اور یہ دجال دنیا کے کسی گوشے میں قید ہے۔ اس کو بطور فتنہ وامتحانِ اُمت کیلئے پیدا کیا گیا ہے۔ اور یہ دجّال یافث بن نوح علےٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی اولاد سے ہے۔

۴۔ **خروج یاجوج ومأجوج** ۔ یہ قوم بھی حضرت نوح علیہ السّلام کی اولاد سے ہے۔

۵۔ آسمانوں سے عیسےٰ ابن مریم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا دمشق کی جامع مسجد کے شرقی مینار پر نازل ہونا۔

۶۔ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔ ۷۔ (صور) نالی میں حضرت اسرافیل علیہ السّلام کا

Marfat.com

۶۔سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔ ۷۔(صور) نالی میں حضرت اسرافیل علیہ السّلام کا پھونک مارنا۔اور یہ آخری علامت ہوگی اور قیامت بپا ہو جائے گی۔

ان چند علاماتِ قیامت کی ترتیب کچھ اس طرح ہو سکتی ہے۔

اوّل امام مھدی علیہ السلام کی تشریف آوری پھر ان کی زندگی میں ہی دجّال کا آنا اور دابۃ الارض کا ظاہر ہونا پھر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں سے نزول اور وہ دجال کو قتل کریں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام شادی کریں گے۔اور اولا د ہو گی تقریباً چالیس برس شریعتِ **محمدیہ علیٰ صاحبھا الف الف تحیۃ** کی خدمت و تبلیغ کریں گے۔ اور انہی کے ہاتھوں یہود و نصارٰی کی شامت آئے گی پھر عیسیٰ علیہ السلام وصال فرمائیں گے۔ گنبدِ خضراء میں ہمارے نبیٔ کل ھادیٔ سُبُل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرب و جوار میں دفن ہونگے۔ پھر معاشرے میں اخلاقی عملی فکری زبردست تبدیلیاں آئیں گی۔ ایمان دار بہت کم اور کفر کا ہر طرف زور بڑھ جائے گا۔ اس کے بعد یأجوج و ماجوج سدّ اسکندری سے باہر نکل جائیں گے۔ پھر طلوع شمس مغرب سے ہو جائیگا۔ ایک سو بیس سال مغرب سے ہی طلوع ہوتا رہے گا۔ مغرب سے طلوع شمس کے بعد کسی کی توبہ یا ایمان قابلِ قبول نہیں ہوگا۔ **لا ینفع نفسًا ایمانھالم تکن اٰمنت من قبل** (پارہ ۸ سورۃ الانعام) پھر بے شار سوراخوں والی قرناء (صور) اسرافیل علیہ السلام فرشتہ پھونک مارے گا تو سب کائنات تباہ ہو جائیگی

Marfat.com

☆اُمّتِ مُحمّدیہ علیٰ صاحبھا الف الف تحیۃ پر اللہ تعالیٰ کا کرم بالائے کرم☆

حدیث نمبر۹۴:۔ عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انّ اللہ تجاوز لُامتی عمّا وسوست أوحد ثت بہ انفسھا مالم تعمل بہٖ اوتکلّم رواہ البخاری (ص۱۸۸ اعمدۃ القاری)

ایضاً حدیث:۔عن ابن عباس رضی اللہ عنھما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انّ اللہ کتب الحسنات والسیّئآت فمن ھم بحسنۃٍ فلم یعملھا کتبھا اللہ لہ عندہ حسنۃ کاملۃ فان ھمّ بھا فعملھا کتبھا اللہ لہ عندہ عشر حسنات الیٰ سبعمائۃ ضعفٍ الیٰ اضعاف کثیرۃ ومن ھمّ بسیّئۃ فلم یعملھا کتبھا اللہ لہ عندہ حسنۃ کاملۃٌ فان ھو ھمّ بھا فعملھا کتبھا اللہ لہ سیّئۃً واحدۃ متفق علیہ

(ص ۲۲۷ جلد ا مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے میرے اُمّتی کے دل میں وسواس اور گزرنے والے خطرات اور گندے غلط خیال معاف کر رکھے ہیں۔ جب تک ایسے خطرات اور وسوسوں غلط خیالات کو زبانی یا فعلی طور پر عملی جامہ نہیں پہنایا جاتا۔ اس حدیث کو بخاری نے اپنی صحیح

Marfat.com

میں روایت کیا۔

ترجمہ حدیث ایضاً:۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نیکیاں اور بُرائیاں فرشتوں سے درج کرواتا ہے۔ تو جس مسلمان نے نیکی کا ارادہ کیا اور اُس کو عملی جامہ نہ پہنایا تو اللہ تعالیٰ اُس کے اعمال نامے میں ایک کامل نیکی لکھوا دیتا ہے۔ اور اگر مسلمان اُس نیک ارادے کو عملی جامہ پہنا دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے اعمال نامے میں دس نیکیوں سے لے کر سات سوگنا بلکہ اس سے بھی زائد نیکیاں عطا فرد یتا ہے۔ اور جس مسلمان نے کسی بُرے کام کا ارادہ کیا اور پھر اُسے عملی جامہ نہ پہنایا تو اللہ تعالیٰ اُسکو ایک کامل نیکی عطا فرد یتا ہے۔ اور اگر اس نے بُرے ارادے کو عملی جامہ پہنا دیا۔ تو اللہ تعالیٰ اُس کے اعمال نامے میں صرف ایک ہی گناہ لکھوا دیتا ہے۔ اس حدیث کو بخاری مسلم نے روایت کیا۔

شرح حدیث وایضاً حدیث:۔ اس حدیث پاک میں یہ نکات درج ذیل ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں اوّلاً یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ مسلمان کے بُرے ارادے کو گناہ نہیں لکھا جاتا جب تک وہ اُسے عملی طور پر کر نہیں لیتا۔ اور اگر کر لیتا ہے تو صرف ایک گناہ ہی لکھا جاتا ہے۔ اور اگر بُرا ارادہ کرنے کے بعد عملی نمونہ نہیں پہنایا جاتا تو اُس بُرے ارادے کے بدلے ایک کامل نیکی مل جاتی ہے۔

اور اگر نیکی کا ارادہ کیا جائے۔ اور پھر اُسے عملی طور پر نہ کرے۔ تو اُسے ایک نیکی اور اگر عملی جامہ پہنا دیا جائے تو دس نیکیوں سے لے کر سات سو بلکہ لاتعداد نیکیاں بھی عطا کر دی جاتی ہیں۔ یہ فضیلت صرف اس **اُمت محمدیہ علیٰ صاحبھا الف الف تحیۃ** کیلئے ہی ہے۔ گزشتہ اُمتوں کیلئے یہ رعایت نہ تھی۔ یہ بات حدیث کے اس لفظ

Marfat.com

سے مترشح ہو رہی ہے۔ انّ اللہ تجاوز عن اُمّتی۔واللہ و رسولہ اعلم باالصواب۔

☆غیبی روزی کے اسباب کی غیر ضروری تفتیش سے سلسلہءعطا وصفا بند بھی ہو سکتا ہے☆

حدیث نمبر۹۵:۔ عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ قال دخل رجل علیٰ اھلہ فلما رأی مابھم من الحاجۃ خرج الیٰ البریّۃ فلما رأت امرأتہٗ قامت الیٰ الرُّحیٰ فوضعتھا (ای وضعت طبقۃ العلیا علےٰ السُفلےٰ فا المعنٰی نظفتھا وھیّأ تھا) و الیٰ التنور فسجّرتہ قالت اللھم اررقنا فنظرت فاذالجفنۃُ قد امتلأت قال و ذھبت الیٰ التنور فوجدت ممتلئًا قال فرجع الزوج قال اصبتُم بعدی شیئًا؟ قالت امرأتہ نعم من ربّنا وقام الیٰ الرحی فذکر ذالک للنبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فقال امّا انّہٗ لو لم یرفعھا لم تزل تدورالیٰ یوم القیمۃ رواہ احمد (ص۴۵۴ جلد۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ عبدالرحمٰن بن صخر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک (مالی لحاظ سے) غریب آدمی باہر سے اپنے گھر آیا۔ جب اپنے اہل وعیال کا حال دیکھا تو

Marfat.com

واپس جنگل میں چلا گیا (غم غلط کرنے کیلئے) جب اُسکی بیوی نے اپنے بھوک کے مارے خاوند کی یہ حالت دیکھی۔تو گھر میں رکھی آٹا پیسنے والی چکی کے پاٹوں کو صاف کر کے جوڑ کر رکھ دیا۔اور تنور میں جا کر آگ جلا دی پھر اللہ کریم خیر الرّازقین کی بارگاہ میں متوجہ ہوئی اور دعا کی۔اے اللہ کریم ہماری روزی کا انتظام فرما دے۔تو کیا دیکھتی ہے کہ چکی خود چل رہی ہے۔گوندھے آٹے سے پرات بھر گئی۔ساتھ ساتھ چکی بھی چل رہی ہے۔تنور کو دیکھا وہ روٹیوں سے پُر ہے۔اتنے میں اُس عورت کا خاوند واپس گھر آ گیا۔پوچھا کہ میرے بعد تمھیں کچھ ملا؟ بیوی نے عرض کیا ہاں اللہ رب العالمین نے ہم پر کرم فرمایا۔چنانچہ وہ صاحبِ خانہ چکّی کی طرف گئے جو از خود چل رہی تھی۔اُس کا اوپر کا پاٹ اُٹھا کر دیکھا تو چکّی رُک گئی۔یہ واقعہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر بیان کیا۔حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تو چکّی کے پاٹ کو اُٹھا کر نہ دیکھتا۔تو یہ چکّی قیامت تک خود بخود چلتی رہتی۔اور یونہی آٹا برآمد ہوتا رہتا۔اس حدیث کو امام احمد بن حنبل نے اپنی مُسند احمد بن حنبل میں روایت کیا۔

شرح حدیث:۔اس حدیث پاک میں متعدد مضامین درج ذیل ہیں۔

☆۔خانگی فاقہ کشی اور مالی غربت سے دل برداشتہ ہو کر مایوس نہیں ہونا چاہیے بلکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہمیشہ رجوع رکھنا چاہیے۔

☆۔ایک ہی گھر کے دونوں افراد میاں اور بیوی صاحبِ حال اور صاحب کرامت ہوں تو کیسی سعادت ہے؟

☆۔غیبی امداد یا غیبی روزی کے اسباب کی غیر ضروری تفتیش کرنے سے سلسلہ عطا وصفا بند بھی کیا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

☆ ۔کراماتِ اولیاء حق ہیں۔ان کا مبداء و معاد و مرجع عطائے ربِّ ذوالجلال ہے۔

☆ ۔کسی ایک نبیؑ اللہ کے ایک ہی معجزہ یا کسی ایک ولی اللہ کی کرامت کے ذریعہ ہمیشہ ابد الآباد ساری مخلوقات کو روزی دی جاسکتی ہے۔جبکہ اسباب و ذرائع تنوروں، چولہوں وغیرہ میں سے کسی ایک کی بھی ضرورت نہیں پڑتی۔

☆ دوزخ کی ہولناکیاں اور غیظ و غضب ☆

حدیث نمبر۹۶:۔ عن ابی هريره رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وآلهٖ وسلم قال أوقد علىٰ النار الف سنة حتّٰى احمرّتْ ثم أوقد عليها الف سنةٍ حتّٰى ابيضّت ثم أوقد عليها الف سنةٍ حتّٰى اسودّت فهى سوداء مظلمةٌ رواه الترمذى (ص۵۰۳ جلد۲ مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث:۔ عن عبد الله بن مسعود رضى الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وآلهٖ وسلم يؤتى بجهنّم يومئذٍ لها سبعون الف زمام كلِ زمام سبعون الف ملك يجرُّونها رواه مسلم (ص۵۰۲ جلد۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیّدِ عالم شفیعِ معظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔جہنم کی آگ ایک ہزار سال جلائی گئی تو سُرخ ہوگئی پھر ایک ہزار سال جلائی گئی تو سفید ہوگئی۔پھر ایک ہزار سال جلائی گئی تو سیاہ ہوگئی۔تو یہ گھٹا ٹوپ اندھیری سیاہ ہو

Marfat.com

گئی

ترجمہ ایضاً حدیث:۔سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنھما سے روایت ہے۔کہ حضور نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن جب جھنم کو کھینچ کر محشر میں لایا جائے گا تو اس کی ستّر ہزار لگامیں ہونگی۔ ہر لگام کو ستّر ہزار فرشتوں نے پکڑ کر کھینچ رکھا ہوگا۔

شرح حدیث نمبر ۹۶ و ایضاً حدیث:۔اللہ جلّ مجدہٗ نے اپنے بندوں کیلئے تین گھر پیدا فرمائے ہیں۔

ا۔ایک وہ گھر جو پہلے نہیں تھا اور اب موجود ہے اور بالآخر نہیں رہے گا:۔دُنیا

۲۔دوسرا گھر اور تیسرا گھر جنّت و دوزخ ہیں۔یہ دونوں گھر پہلے نہیں تھے اب موجود ہیں اور ایسے وقت تک باقی رہیں گے۔ہمیشہ ابدالاباد جسکی انتہا نہیں۔

مکمل ابدیت اور ہمیشگی صرف اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے۔وہ ایسے وقت سے لے کر موجود ہے جسکی کوئی ابتداء نہیں۔اور ایسے وقت تک باقی جسکی انتہا نہیں۔انسانوں اور جنّات کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرما کر اِس دُنیا کے بازار سے سودائے خرید و فروخت کیلئے وقت عطا فرمایا۔ اور انبیاء و اولیاء و علماء ربّانیّین و کتب سماویہ کے ذریعے پوری تفصیل بتادی گئی۔کہ اس دُنیا کے بازار میں کون کون سے سودے اچھے ہیں اور کون کون سے بُرے بیکار نقصان دہ سودے ہیں؟اور مزید صحیح کاروبار کی عمدگی کیلئے عقل بھی عطا فرمادی۔

اب جو آدمی بازار سے اچھا سودا خریدے گا اُس کیلئے جنّت ہمیشہ کا گھر ہوگا۔اور جو آدمی بُرا اور نقصان دہ سودا خریدے گا اُسے ہمیشہ کے گھر جھنم میں داخل کردیا جائے گا۔دُنیا سے جاتے جاتے اگر ایمان ساتھ لے گیا۔اور اس کے علاوہ بُرے سودے بھی خرید کئے ہونگے

Marfat.com

تو جھنم کی آگ میں اُسے ہمیشہ نہیں جلایا جائے گا بلکہ گناہوں کی سزا پا کر جنّت میں چلا جائے گا۔اور اگر دنیا سے جاتے جاتے ایمان بھی ضائع کر لیا تو دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ سزائیں پاتا رہے گا۔جھنّم کی آگ دُنیا کی آگ سے ستّر گنا زیادہ تیز حرارت والی آگ ہے دوزخ کا نہایت معمولی عذاب یہ ہوگا۔کہ دوزخ سے آگ کی جوتی پہنادی جائے گی۔ جس سے دوزخی کا دماغ ایسے اُبل جائے گا۔جیسے آگ پر رکھی ہوئی ہنڈیا اُبلتی ہے۔

خ میں جھنّمیوں کو بھوک بھی لگے گی۔تو تھوہر (زقوم) کھانے کو دیا جائے گا۔جس کو نچوڑ کر اُس کا ایک قطرہ اگر زمین پر گرا دیا جائے۔تو ساری زمین بنجر اور برباد ہو جائے۔ دوزخی کو پیاس لگے گی۔تو پینے کو پیپ اور خون کا ملا جُلا کھولتا ہوا مشروب اور اُبلتا ہوا پانی دیا جائے گا۔جس پیالہ یا برتن میں دیا جائے گا اُس کو لوہے کے جموروں کے ساتھ پکڑ کر دوزخی کے منہ کے قریب کیا جائے گا۔تو دوزخی کا اوپر کا ہونٹ جل پھُول کر سر سے اُوپر چلا جائے گا۔اور نیچے والا ہونٹ ناف سے نیچے تک چلا جائے گا۔جب وہ دوزخ کا اُبلتا ہوا بودار اور تلخ پانی دوزخی کے پیٹ کے اندر جائے گا۔تو ساری انتڑیاں اور داخلی گوشت وغیرہ جل کر فوراً پاخانے کے راستے سے نکل جائے گا۔اسکے بعد انتڑیاں اور ہونٹ اور جسمانی حالت دوبارہ ٹھیک ہو جائے گی۔پھر جب پانی مانگے گا تو یہی حالت کی جائے گی۔اور بار بار یہی مشق کروائی جائے گی۔مُجرم کی سزا کی نوعیت کے مطابق دوزخی مُجرموں کے جسم بڑھ جائیں گے۔

بعض گنہگار مسلمانوں کے جسم بھی دوزخ میں بڑھ جائیں گے۔لیکن کافروں اور مشرکوں اور منافقوں کی طرح نہ ہوگا۔منافقوں، بے ایمانوں، کافروں کے جسم تو **الامان العیاذ باالله** اتنے موٹے جسامت میں بڑھ جائیں گے حتیٰ کہ بے ایمانوں، منافقوں

Marfat.com

،کافروں میں سے ہر ایک کی کھال بیالیس گز یعنی تریسٹھ فٹ موٹی ہو جائے گی۔
اور ہر کافر، منافق، مشرک، بے ایمان کی ایک ایک ڈاڑھ اُحد پہاڑ کی طرح اور ایک کافر کو بیٹھنے کیلئے تین سو میل کا رقبہ درکار ہوگا۔ اور دوزخ کے اندر کافروں کی انتڑیاں جسم سے باہر گھسیٹی جارہی ہونگی۔ دو دو میل پر ایک ایک کافر کی انتڑیاں دوسرے دوزخیوں کے قدموں میں کُچلی جارہی ہونگی۔ جس دوزخی کے جسم کا حجم اور موٹائی جتنی زیادہ ہوگی۔ اتنا عذاب زیادہ سخت ہوگا۔ جتنا جسم کم موٹا ہوگا عذاب کی شدت اتنی ہی کم ہوگی۔
اور دوزخ کے زہریلے جانور بھی کچھ کم نہ ہونگے۔ اُونٹوں کے قد برابر سانپوں کے جسم ہونگے۔ ایک ڈنگ لگائے گا تو دُنیا کے وقت کے مطابق چالیس سال تک زہر کا اثر باقی رہے گا۔ اور وہاں کے بچھو خچروں کے برابر ہونگے۔ اور اتنے ہی زہریلے اور ڈسنے میں اتنے خطرناک کہ کئی کئی سال تک زہر باقی رہے گا۔
اس اتنے بڑے ناری دوزخی مقام سے نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اُمت کو احادیث میں اور قرآن میں بیشمار جگہوں پر ڈرایا ہے۔ کہ دوزخ کی آگ سے بچو۔ یہاں تک کہ کسی بھی فوت شدہ کی قبر کے متعلق ارشاد فرمایا۔ کہ (**لا تجصصوا القبور ولا تشیّدوھا**) کہ کسی بھی قبر کو چونے گچ نہ کرو اور نہ اُسے آگ کی پکی چیز سے تیار کرو۔ میّت کو آگ کی پکّی چیز سے بچاؤ۔
اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ اُمتی اس پیار کو کہاں تک قبول کر رہے ہیں۔
آخر میّت صاحب قبر کو آگ کی پکی چیز سے تکلیف ہوتی ہے۔ تبھی تو منع فرمادیا۔
لیکن ہو یہ رہا ہے۔ کہ قبر کی اسامی جو قبر کے اندر میّت کو رکھنے کیلئے بنائی جاتی ہے۔ اس اسامی کو آگ کی پکّی اینٹوں اور آگ کے سیمنٹ اور سریے سے پُختہ صرف اس لئے بناتے

Marfat.com

ہیں۔ کہ برادری قوم اور ہم پایہ لوگوں میں اُونچا مقام پائیں۔ دکھاتے یہ ہیں کہ ہم اپنے متوفی میّت سے بڑی محبت کا ثبوت پیش کر رہے ہیں۔ اور میّت چیخیں مار رہا ہے کہ میرے ساتھ یہ کیا سلوک کیا جا رہا ہے۔ میّت کی آسامی کو اندر سے پُختہ کرنا میّت سے صاف دُشمنی ہے۔ جذبات اور بدلتے حالات کی رو میں فوراً بہہ جانے والے ایسے علماء کی اس زمانہ میں کچھ کمی نہیں ہے۔ جو پاس کھڑے ہو کر یہ کام کرواتے ہیں۔ اور ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ ایسے علماء سے احتجاج کیا جائے تو نہایت غیر معقول اور بوسیدہ جواب دیتے یوں نظر آئیں گے۔ ۱۔ کیا کریں لوگ نہیں مانتے کہنے اور تبلیغ کا بار بار کیا فائدہ۔ ۲۔ علاقے کی زمین کمزور سیم زدہ ہے قبر کا بوجھ نہیں اُٹھا سکتی۔

۳۔ سب لوگ ایسے ہی کر رہے ہیں کس کس کو روکیں۔ ۴۔ سارے بزرگوں کے مزارات پکّے ہی ہیں۔ ۵۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مزارِ اقدس بھی تو پُختہ ہی ہے۔ وغیرہ۔

۱۔ لوگ مانیں یا نہ مانیں تبلیغ کے تین درجوں میں سے جو مسلمان کسی درجہ پر بھی فائز نہیں۔ وہ دُنیا سے جاتے وقت اپنے ایمان کی سلامتی کا انتظام کیسے کرے گا۔ تبلیغ اور دعوتِ حق اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تین درجے ہیں۔ ☆۱۔ طاقت کے ذریعے حق بات منوانا اور بُرائی سے روکنا۔ ☆۲۔ اگر یہ میسّر نہ ہو تو زبان کے ذریعے ☆۳۔ بیزاری اور دِل میں ایسی محفل سے مکمل نفرت۔

۲۔ علاقے کی زمین اگر واقعی اتنا بوجھ نہیں اُٹھا سکتی۔ تو جو پکّی اینٹوں سے بنانے کا قبر کا خرچہ آ رہا ہے۔ اُسی خرچے سے لکڑی کا صندوق اندر سے گارے کا لیپ کر کے متبادل انتظام ہو سکتا ہے۔ کچی اینٹوں سے قبر کی آسامی کسی بھی شکل میں تیار کی جا سکتی ہے۔ سبھی لوگ باطل پرست ہو جائیں۔ اور چند حق پرست ہوں تو کیا یہ چند اچھے لوگوں کو بُروں کے

Marfat.com

ساتھ مل جانا حق پرستی ہے؟ یا اپنی حقانیت اور سچائی کا پرچار تبلیغ کے تینوں درجوں میں سے کسی نہ کسی ایک درجے پر قائم رہ کر اپنے ایمان کی دلیل پیش کرتے رہنا حق پرستی ہے۔

۳۔ آغازِ بعثت سے لے کر اب تک کسی ولی یا نبی نے یہ تعلیم نہیں دی کہ میری یا کسی اور فوت شدہ کی قبر کے اندر آسامی آگ کی پکی اینٹ وسیمنٹ سے تیار کی جائے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مَرقدِ پُرانوار کی آسامی اور بلکہ ساری قبر مبارک گنبد کے اندر کچی ہی ہے۔ تمام متقدمین ومتاخرین محققین وجید علماء دور حاضر نے حقیقی شرعی مجبوری کے علاوہ شوق یا بلّے بلّے کی پُوجا اور میت سے جعلی محبت کرتے ہوئے عام متوفی آدمی کی قبر کو پُختہ بنانے سے سختی سے منع کیا ہے۔ جبکہ شریعتِ مُطہّرہ میں قبر یا آسامی کو پُختہ بنانے سے ثواب کا تو کوئی تصور ہی نہیں ہے۔ اسی لئے میّت صاحب قبر کو آگ کی پکّی چیز سے آسامی کے اندر بالخصوص تکلیف ہوتی ہے۔ البتہ کسی موذی جانور یا قبر بیٹھنے کا خدشہ ہو تو پھر بھی اندر سے آسامی کو پُختہ کرنا سراسر شرعی تقاضوں اور تعمیری مصلحتوں کے خلاف ہے۔

مجبوری کی صورت میں قبر کے اوپر بیرونی حصّہ کو آسامی کے آس پاس ہٹ کر پکّی قبر بنانا جواز کے دائرے میں آتا ہے۔ لیکن اب تو خودنمائی اور فیشن کے انداز میں اندر اور باہر سے قبریں پُختہ بنائی جارہی ہیں۔ جبکہ کوئی مجبوری نہیں کوئی شرعی وجہ بھی نہیں۔ مجبوری یا شرعی وجہ ہو تو متبادل طریقہ بتایا جاچکا ہے۔ خلاصہ کلام یہ نکلا۔ کہ قبر کو باہر یا اندر سے آگ کی پکّی چیز سے پُختہ بنانا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسند نہیں تھا۔ اپنے اُمّتی سے پیار کرتے ہوئے تکلیف دینے والی چیز سے منع فرمادیا۔ کیا یہ موجودہ لوگ اپنے متوفی (فوت ہونے والے) سے آگ کی پکّی چیزوں سے اس کی قبر بنا کر پیار کا ثبوت دے رہے ہیں، یا عداوت؟

Marfat.com

☆ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جھنڈا اُونچا رہے گا☆

حدیث نمبر ۹۷:۔عن بریدة الاسمی رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وآلهٖ وسلم اهل الجنّة عشرون ومأةُ صفٍ ثمانون منها من هذا الاُمّة واربعون من سائر الاُمم رواه الترمذی و الدارمی و البیهقی

(ص ۴۹۸ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث:۔ عن ابی هریره رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وآلهٖ وسلم کان یتحدّث و عندهٗ رجل من اهل البادیة اَنّ رجلا من اهل الجنّة استأذن ربهٗ فی الزرع فقال لهٗ الست فیما شئت قال بلیٰ ولکنی احبُّ ان ازرع فبذر فباد رالطرف نباتهٗ واستواءٗ واستحصادهٗ فکان امثال الجبالِ فیقول الله تعالیٰ جلّ مجدهٗ دونك یا ابن آدم فانّهٗ لا یُشبعك شئیٌ فقال الاعرابی والله لاتجدهٗ الّا قرشیاً و انصاریًا فانهم اصحٰب زرعٍ وامّا نحن فلسنا باصحٰب زرعٍ فضحك رسول الله صلی الله علیه وآلهٖ وسلم رواه البخاری (ص ۵۰۰ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔افغانستان کے علاقہ میں فوت ہونے والے صحابہ کرام میں

Marfat.com

سے ''۱۶۴'' احادیث روایت کرنے والے آخری صحابیٔ رسول حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اعظم نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ بہشتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہونگی۔ اَسّی صفیں میری اُمت کی ہونگی۔ اور چالیس صفیں باقی تمام اُمتوں سے ہونگی۔ اس حدیث کو امام ترمذی اور دارمی اور بیہقی نے روایت کیا۔

ترجمہ ایضاً حدیث:۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس ایک دیہاتی بیٹھا ہوا تھا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرما رہے تھے ۔کہ ایک جنّتی آدمی اللہ تعالیٰ سے جنّت میں کھیتی باڑی کی اجازت مانگے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تجھے تیری پسند کے مطابق کچھ نہیں ملا۔ عرض کرے گا کیوں نہیں لیکن مجھے زراعت کرنے کا شوق ہے۔ اُسے اجازت دے دی جائے گی۔ جو جو ارادہ کرتا جائے گا۔ فصلیں پے در پے اُگتی اور پکتی اور کٹتی جائیں گی۔ دیکھتے ہی دیکھتے پہاڑوں کی طرح فصلوں کے کلیان اکٹھے ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ رُک جا اے آدم کے بیٹے تیرے پیٹ کو کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔ تو (پاس بیٹھا وہ) دیہاتی بولا۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم وہ جنّتی آدمی قریشی یا انصاری ہی ہوگا۔ اس لئے کہ وہ زمیندار ہیں۔ ہم تو زمیندار نہیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسکرا دیئے۔ اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا۔

شرح حدیث نمبر ۹۷ وایضاً حدیث:۔ ان دونوں احادیث میں درج ذیل مذکور نکات موجود ہیں۔

☆۔ تمام اُمتوں کے جنّتی افراد سے زیادہ نفری جنّتیوں کی **اُمت محمدیہ علیٰ صاحبھا الف الف تحیّۃ** کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہم پر بہت بڑا اکرم بالائے کرم

Marfat.com

ہے۔الحمد اللہ تمام اُمتوں میں سے **جنّتیوں** کی نفری ایک صد بیس صفوں میں سے صرف چالیس صفیں ہونگی۔اور اَسّی صفیں جنّتیوں کی اس اُمتِ مرحومہ اُمّتِ محمد یہ سے ہونگی۔یہ شانِ محبوبی لجپال مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی صدقہ ہے۔

☆۔جس جنّت ودوزخ کا ذکر قرآن پاک میں ہے۔یہ جنّت اور دوزخ آسمان اور زمین سے الگ تیار کی گئی ہیں۔جیسا کہ قرآن پاک کے چوتھے اور ستائیسویں پارے میں موجود ہے۔ **عرضها السّمٰوٰت والارض** (پارہ ۴) **عرضُها کعرض السّمآء والارض** (پارہ ۲۷) یعنی صرف بہشتوں کی چوڑائی سات آسمانوں اور سات زمینوں کے برابر ہے۔تو **بہشتوں** کی لمبائی ان چودوں طبقوں کے اندر کیسے پُوری آسکتی ہے؟ معلوم ہوا کہ یہ جنّتی اور دوزخی مقامات ارض وسماء سے خارج میں موجود ہیں۔جیسے سات آسمانوں عرش وکرسی و دیگر ملکوتی مخلوقات کا حدود اربعہ خلاء میں قائم ہے۔ایسے ہی تمام زمینی مخلوقات کا حدود اربعہ بھی خلاء میں ہی قائم ہے۔اور ایسے ہی جنّت ودوزخ بھی خلاء میں ساکن ہیں۔اوران سب کوآسرا ہےاور قائم ہیں تو صرف اللہ جلّ مجدہٗ کی نگاہِ کرم سے۔کہ ان تمام موجودات کو کسی بھی چیز کی ٹیک نہیں۔اِن کو خلاء میں کوئی آسرا نہیں ہے۔اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کے حکم لم یزل ولایزال سے اپنی اپنی جگہ قائم ہیں۔

☆۔احادیث میں بہشتوں کی اہمیت وابدیت تفصیل سے مذکور ہے۔جنّت کی حور اگر اس جہان میں بےحجاب رُخ تابان کی ایک جھلکی دکھا دے تو ارض وسماء اس کے نورانی حُسن سے جگمگا جائیں۔وہاں سونے اور چاندی کے برتنوں میں خوردونوش ہوگا۔وہاں بیماری، بےقراری، فکروغم، اُداسی، جھگڑا، کسی قسم کا کبھی کوئی فساد نہ ہوگا۔جنّت میں جانے والوں کی عمریں پچیس تیس سال کے لگ بھگ ہونگی۔آنکھوں میں قدرتی کاجل اور چہرے پر

Marfat.com

بال نہیں ہونگے۔ جوانی ہمیشہ قائم رہے گی۔ بڑھاپا کبھی نہیں آئے گا۔ لباس میلا نہ ہوگا اور نہ پُرانا ہوگا۔ ایک جنّتی کو دُنیا کے سو مضبوط آدمیوں کی جنسی طاقت حاصل ہوگی۔ اور انبیاء کرام میں سے ہر ایک کو ایک سو جنّتی کی جنسی طاقت حاصل ہوگی۔ یعنی دُنیا کے طاقت ور چار ہزار آدمیوں کی طاقت ایک نبی کو حاصل ہوگی۔ ایک عام جنّتی کو بہتّر سے زائد حُوریں بطور بیوی کے دی جائیں گی۔ کم درجہ والے ایک جنّتی کو اتنا رقبہ علاقہ، باغات اور جائیدادیں دی جائیں گی۔ جتنی یہ دُنیا اور اس کے علاوہ دس گُنا کے برابر مزید دیا جائے گا۔ جنّت کی حُوریں اتنی خوبصورت ہونگی۔ جو کسی آنکھ نے ایسی حسین عورتیں کبھی نہ دیکھی ہونگی اور نہ سُنی ہونگی۔ حُسن و بدن کی نزاکت اتنی کہ پنڈلی کا مغز پہنے ہوئے لباس کے باہر سے نظر آئے گا۔

☆۔ قرآن پاک میں جن نوکروں چاکروں خدمت گاروں کا غلمان کے لفظ سے ذکر فرمایا ایسے غلمان تقریباً اَسّی ہزار ایک جنّتی کی خدمت کیلئے ہونگے۔ اور ہر وقت جنّتی کی خدمت کیلئے حاضر رہیں گے۔ کسی کو کہے بغیر دل میں جس چیز کی بھی چاہت ہوگی۔ فوراً وہ چیز خود حاضر خدمت ہوجائے گی۔ کہیں آنے جانے کا یا سیر و تفریح کا منصوبہ دماغ میں آئے گا۔ تو بہشتی جن پلنگوں پر بیٹھے ہونگے وہ پلنگ خود بخود مشینری کا کام دیں گے۔ اور جنّتی کی خواہش کے مطابق پرواز کر کے بہشتی کو وہاں پہنچا دیں گے۔ جہاں اور جیسا جنّتی کا ارادہ ہو گا۔ یعنی جنّتی ساز و سامان درخت اور جنّتی جانوروں کو اللہ تعالیٰ نے دلوں کے حال معلوم کرنے کی طاقت عطا کر رکھی ہے۔ اس کے علاوہ جنّتی جانور سواریاں بھی ہونگی۔ جن کو بُراق کہا جاتا ہے۔ اور جنّت کے آٹھ دروازے ہونگے موتیوں اور بے مثال انمول ہیروں اور زبرجد، یاقوت جیسے پتھروں سے محلّات اور بنگلے تیّار ہونگے۔ سونے اور چاندی اور دل

Marfat.com

رُبا خوشنما روح پرور اشیاء سے فرش تیار ہونگے۔جنّت میں مشہور چار نہریں ہیں۔دودھ کی ،شہد کی، پانی کی اور بدمستی خبیث تاثیر سے پاک شراب کی نہر ہوگی۔ایسا دودھ ایسا شہد، ایسا پانی، ایسی شراب اس سے پہلے نہ کسی نے نوش کی ہوگی اور نہ دیکھی ہوگی۔شراب میں بد مستی اور دماغ پر چھا جانے والا خمار نہیں ہوگا۔اولاد کی اگر کوئی خواہش کرے گا۔تو حور سے جفت اور وہیں قرار ووضع حمل اور دیکھتے دیکھتے بچہ جوان ہو جائے گا۔جنّتی جب بہشت میں داخل ہو کر اپنے اپنے گھروں میں جائیں گے۔تو ایسی شناخت کے ساتھ جیسے مُدتوں وہاں زندگی گزار چکے ہوں۔اور

اپنے گھر کا بخوبی اتہ پتہ ہو۔بہشتی ایمان دار کی جنّت میں بننے والی بیویاں (حوریں) اپنے بننے والے خاوند بہشتی کا استقبال کریں گی۔بہشت والے دو ہی زبانوں میں گفتگو کیا کریں گے۔(**لسانا اهل الجنّة العربيّة والفارسية او كماقال**)عربی اور فارسی دو زبانیں استعمال کی جائیں گی۔ویسے تو ہر انسان کو سکرات موت سے لے کر ہمیشہ کیلئے عربی زبان بولنے کا شعور دے دیا جاتا ہے۔بہشتی مرد مومن جنّت میں داخل ہوگا تو اس کا وہ حوریں استقبال کریں گی جو اس کی بیویاں ہونگی۔اور وہ استقبال کے وقت گیت گائیں گی۔

نحن الخالداتُ فلا نبيدُ ونحن الناعمات فلا نبأس و نحن الرّاضيات فلا نسخط طوبیٰ لمن كان لنا و كنّا لهٗ۔

ترجمہ:۔ہم ہمیشہ رہنے والی کبھی فنا نہ ہونگی ہم نعمتوں والی عمدہ کبھی غریب نہ ہونگی۔ ہم ہمیشہ راضی کبھی ناراض نہ ہونگی جس کیلئے ہم اور جو ہمارے لئے سب کو مبارک۔حدیث ایضاً میں اہم نکات یہ ہیں۔

Marfat.com

☆۔ جنّت میں جو کام بھی ہوگا اس کو کسی سبب یا وسیلہ یا ذریعہ کی ضرورت نہ ہوگی۔ بلکہ جنّتی جو جیسا ارادہ کرے گا ویسے ہی ہوتا جائے گا۔

☆۔ بیکار غیر ضروری مطالبے پورے نہیں کئے جائیں گے۔

☆۔ جملہ اہل حق کسی نہ کسی مقام پر یقیناً اس صفت سے متصف ہو جاتے ہیں۔

انّما امرُہٗ اذا اراد شیئًا ان یّقول لہٗ کن فیکون (پارہ ۲۳ سورۃ یٰسین)

ترجمہ۔ بے شک اللہ تعالیٰ جب کوئی کام کرنا چاہے تو صرف اتنا کہہ دیتا ہے ہو جا تو وہ کام ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی جب کوئی جنّتی کسی کام کا ارادہ کرے گا تو وہ کام فوراً ہو جائے گا۔

Marfat.com

☆ تمام بہشتیوں کو دُنیا کی تمام غلاظتوں، پاخانہ اور پیشاب جیسی گندگیوں کی ضرورت ہی پیش نہیں آئے گی ☆

حدیث نمبر ۹۸:۔عن جابر بن عبد اللّٰه الانصاری رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآلهٖ وسلم انّ اهل الجنّة یأکلون فیها ویشربون ولا یتفلون ولا یبولون ولا یتغوّطون ولا یتمخطون قالوا فما بال الطعام قال جشآء و رُشحٌ کرشح المسك یُلهمون التسبیح و التحمید کما تلهمون النفس رواه مسلم (۴۹۶ جلد۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہ نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا بہشتی لوگ کھائیں پئیں گے۔مگر جسمانی آلودگی میل وغیرہ اور جوئیں نہ پڑیں گی۔نہ پیشاب کی ضرورت ہوگی نہ پاخانہ کی حاجت ہوگی۔نہ رینٹھ اور نہ بلغمی تھوک ہی آئے گی۔صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین نے عرض کیا۔یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کھانے پینے کے فُضلات اور مواد کہاں جائیں گے؟ آپ نے فرمایا ڈکاریں گے اور خوراک کے سارے فُضلات اور مواد کستوری کی مہک بن کر سانس کے ساتھ اُڑ کر بکھر جائیں گے۔اور فضائے جنّت کو مہکا دیں گے۔تسبیح و تحمید سے جنّتیوں کا ایسا تعلق جیسا خود بخود بلا ارادہ سانس لیا جاتا ہے۔

شرح حدیث:۔اس حدیث پاک میں اہم نکات درج ذیل ہیں۔

Marfat.com

☆۔قرآن پاک میں اور احادیث صحیحہ میں مذکور بہشت اور دوزخ کوئی ہوائی یا خیالی چیز نہیں۔ بلکہ عین حقیقت کے مطابق جنّت اور دوزخ اپنا اپنا مستقل وجود اور لطیف جسم رکھتے ہیں۔جنّت میں ہر چیز لطیف وجود رکھتی ہوگی۔جس میں غلاظت، کثافت، خباثت اور شرارت فتنہ نہ ہوگا۔کامل اور بلیغ قسم کی صفتوں سے تمام جنّتی متصف ہونگے۔کھانا پینا، بہترین مشروبات، پھل اور ہر قسم کی مناسب تمنّا کے مطابق ہر سہولت خوبخود میسّر ہوگی۔ جنّت میں نیند نہ آئے گی بول و براز نہیں ہوگا۔البتہ پاخانے کا راستہ تو ویسے ہی ختم کر دیا جائے گا۔اور پیشاب کے راستے سے بدبودار بول نہیں آئے گا۔ بلکہ بول کے راستہ کو بحال رکھنے کی غالباً یہ ہی وجہ ہوگی۔کہ بہشتی زندگی کی لذیذ ترین اور سکون بخش جو عظیم ترین چیز ہوگی۔وہ حُوروں سے مباشرت اور ہم بستری جنسی دادِ عیش کا حصول ہوگا۔
پیشاب کے راستہ کو بحال رکھا جائے گا۔اور حُوروں سے یہ جنسی سُرور حاصل کرنا اس پیشاب کے راستہ سے ہی منسلک رہے گا۔

☆۔جنّت مصطفائی جاگیر ہے۔جنّت حضور دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں اور پیروکاروں کے ماننے والوں کی ایک عظیم رہائش گاہ (کالونی) ہے۔جس میں وہ ہمیشہ کیلئے پُرکیف زندگی گزاریں گے۔اور اُس جنّت کی مالکی (الاٹمنٹ) سے اُن کو کبھی بے دخل نہیں کیا جائے گا۔قیامت کے دن اللہ تعالیٰ یہی نعمتیں تمام تر اپنے محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماننے والوں کو عطا کر دے گا۔تمام جنّت میں سے حقوقِ ملکیت ہر بہشتی کو دے دیئے جائیں گے۔اس کے باوجود اللہ تعالیٰ غریب یا بے مالک نہیں ہوگا۔بے اختیار نہیں ہوگا۔اصل میں ہمیشہ وہی مالکِ حقیقی رہا ہے۔لہٰذا یہ کہنا غیر معقول نہ رہا۔
(یارسول اللہ) خالقِ کُل نے آپکو مالکِ کُل بنا دیا۔

Marfat.com

اس حدیث پاک کا ایک لفظ نہایت بلیغ انداز میں اہلِ سُنّت و جماعت بریلوی مسلک کی صداقت کا اقتباسی طور پر اعلان کر رہا ہے وہ

ہے۔(جشآء ورشحٌ کرشح المسك)

ا۔مخلوق میں سے بالخصوص انبیاء کرام متعدد امور میں اس دُنیائے ناپائیدار میں بھی طبعی اور فطری مادی تقاضوں کے محتاج نہیں ہوتے۔مثلاً طبعی ،فطری مادی ایک تقاضہ یہ بھی ہے کہ بالخصوص انسان جب کوئی چیز کھائے یا کوئی مشروب پی لےتو معدہ میں ہضم ہونے کے بعد پیشاب کے دونوں راستوں سے بدبودار، تلخ ،مُضر بول و پاخانہ برآمد ہونا ضروری عمل ہے۔لیکن جیسا کہ عالمِ آخرت میں جنّت میں جنّتی کھائیں گےاور پئیں گے۔اور اُن کے جسم سے کوئی گندگی یا غلاظت یا بدبودار مادہ کبھی برآمد نہ ہوگا۔بلکہ وہ بہشتی خوردونوش جنّتی کے ڈکار کے ساتھ کستوری بن کر اُڑ جائے گا۔اور جنّت کی فضاء کو آلودہ نہیں کرے گا بلکہ معطر بنادے گا۔چونکہ یہ وصف کوئی ایسا خاصہ خداوندی نہیں جس کی نسبت کسی نبی یا ولی سے کی جائے تو شرک یا بدعت ہوگا۔اسی لئے یہ بہشتی خاصّہ انبیائے کرام بالخصوص ہمارے آقائے کُل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے وِمحبوبین اولیاء کرام کیلئے اس دُنیا میں بھی ثابت وظاہرو باہر رہا ہے۔

اس مفہوم کو سمجھنے کیلئے حدیث نمبر ۵۹ **وھو من اطیب الطیب** پرغور فرمائیے۔

Marfat.com

☆ اُنکے بازو کی قُوّت پہ لاکھوں سلام ☆

حدیث نمبر۹۹:۔ عن عائشه زوج النبی صلی الله علیه وآلهٖ وسلم قالت کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآلهٖ وسلم یتحنّث فی غار حرآء فجاءهُ الملك فقال اقرأ قال ما انابقارئٍ قال فاخذنی فغطّنی حتّٰی بلغ منّی الجهدَ ثم ارسلنی فقال اقرأ قلت ماانا بقارئٍ قال فاخذنی فغطّنی الثانیة حتّٰی بلغ منّی الجُهد ثم ارسلنی فقال اقرأباسم ربّك الذی خلق ☆خلق الانسان من علقٍ ☆اقرأ وربُّك الاکرم الّذی علّم باالقلم ☆علّم الانسان مالم یعلم ☆فرجع بها رسول الله صلی الله علیه وآلهٖ وسلم ترجف بوادرهُ حتّٰی دخل علیٰ خدیجة فقال زمّلونی زمّلونی الخ

(ص ۸۸ جلد ا مسلم شریف)

ترجمہ:۔ام المؤمنین سیّدتنا عائشہ رضوان اللہ وصلوات اللہ علیہا فرماتی ہیں۔کہ رسول اعظم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بعثت سے پہلے علیحدگی اور خلوت نشینی پسند تھی'' آپؐ غارِ حراء (جبلِ نور) میں تشریف لے جاتے اور ساتھ زادراہ بھی لیجایا کرتے تھے۔

(''ایک دن جبلِ نور کی غارِ حراء میں عبادت میں مصروف تھے'') آپ کے پاس ایک فرشتہ (حضرت جبرائیل علیہ السّلام) آئے اور آکر عرض کیا **(اقرأ)** پڑھیے۔آپ نے فرمایا

Marfat.com

(ماانا بقارئ) میں نہیں پڑھنے والا۔تو جبرائیل علیہ السّلام نے مجھے پکڑا اور باہوں میں لے کر مجھے دبایا۔ یہاں تک کہ سارا زور لگا دیا۔تو پھر مجھے چھوڑ کر کہا۔ پڑھیے میں نے کہا میں نہیں پڑھنے والا۔تو اس نے دوسری مرتبہ پکڑ کر دونوں بازوؤں سے مجھے دبایا حتّٰی کہ اس نے سارا زور لگا دیا۔ پھر مجھے چھوڑ کر کہا پڑھیے میں نے کہا میں نہیں پڑھنے والا۔ پھر تیسری مرتبہ جبرائیل علیہ السّلام نے مجھے پکڑ کر خوب بھینچا اور دبایا حتّٰی کہ اس نے سارا زور لگا دیا۔ پھر مجھے چھوڑ کر کہا پڑھیے اللہ کے نام سے جس نے سب کو پیدا کیا۔ انسان کو خونی لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھیے آپ کا رب بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم کو لکھنا سکھایا ۔انسان کو ہر وہ چیز سکھا دی جس کا اُس کو پہلے علم نہ تھا۔ تب حضور علیہ السلام نے اس ترجمے والی ابتدائی آیات سورۃ العلق کو تلاوت کر کے سُنا دیا۔ پھر انہی آیات کے ساتھ حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت خدیجہ کے پاس واپس گھر لوٹے۔ جبکہ آپ کا جسم مبارک کانپ رہا تھا اور فرمایا مجھ پر چادر اوڑھ دو۔

شرح حدیث:۔اس حدیث پاک میں جبرائیل علیہ السّلام علٰی نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام کی حاضری ببارگاہِ مصطفوی کا ذکر کیا گیا ہے۔ جس میں ایمان افروز نکات جلوہ گر ہیں۔

☆ ۔مکتبِ وحدت میں سب انبیاء کرام سے زیادہ نمبروں میں نہایت اعلیٰ سند اور ڈگری حاصل کرنے والے ہمارے نبیؐ لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں مذکور ہے۔ **ادّبنی ربّی فاَحسن تأدیبی۔**

☆ ۔فرشتے اور نبی کا توازن ایک اُستاد اور شاگرد کا یا ایک پیر اور مُرید کا سا ہوتا ہے۔ انبیاء کے پاس وحی لانے والا فرشتہ ایک پیکرِ امانت فرشتوں کا سردار تو ہوسکتا ہے۔ لیکن نبیوں کا

Marfat.com

سردار نہیں ہوسکتا۔ نبوّت کے منصب کو ملکوتی دُنیا کا بڑے سے بڑے عظیم رتبہ والا فرشتہ بھی نہیں پا سکتا۔ جیسا کہ احادیث معراج میں بڑی صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ **سدرۃ المنتھٰی** کے اپنے عظیم مقام پر پہنچ کر جبرئیل امین نے محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے اپنی کھلی شکست تسلیم کرلی۔ کہ میں اس اپنے سدرۃ المنتھٰی مقام سے آگے عالم جبروت و عالمِ لاہوت میں جانے کی کوشش کروں تو میرے نورانی پر جل کر راکھ ہوجائیں۔ اس لئے کہ آگے جبروتی ولاہوتی جہانوں کے انوار اتنی ہیبت وطاقت وکمال رکھتے ہیں کہ میرے نوری پر وہاں سلامت نہیں رہ سکتے۔ لہٰذا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ آگے تشریف لیجائیے۔ آپ کیلئے اللہ تعالیٰ نے ملاقات کی بہت آگے جگہ مقرر کی ہے۔ آپ کے ساتھ وہاں جانے کی مجھ میں مجال نہیں۔ یہ آپ کا ہی مرتبہ ہے۔

☆۔ جیسا کہ دورِ حاضر کے **حُمُرٌ مُسْتَنْفِرہ** بے ادب لوگ امام الانبیا کے ساتھ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السّلام یا کوئی بھی وحی لانے والا فرشتہ نبی کا پیر یا اُستاد یا فیض رسان رہبر ہوا کرتا ہے۔ حالانکہ یہ بات تو ویسے عقلی طور پر بھی معقول نظر نہیں آتی۔ کیونکہ دو فریقوں کے درمیان ڈاک لے جانے والا یا سفیر بن کر جانے والا محض ایک رابطہ ہوتا ہے کہ اکثر اوقات سفیر کو کچھ بھی پتہ نہیں ہوتا۔ کہ مُرسل کاتب نے مکتوب الیہ کو کیا پیغام دیا ہے۔ لہٰذا جبرئیل علیہ السّلام ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں خادم اور مُرید بن کر فیض حاصل کرنے اور بارگاہِ مصطفوی تک رسائی حاصل کرنے کیلئے حاضر ہوا تھا۔ پیر یا اُستاد بن کر فرشتے کا نبی کے پاس آنا۔ یہ تو ویسے ہی ایک مضحکہ خیز سوچ ہے۔ نبی اور خداوندِ ذوالجلال کے

درمیان اور کوئی بھی مقام نہیں ہے۔ ملکوتی دُنیا کے مرتبے نبوّت کے منصب کے بعد شروع

Marfat.com

ہوتے ہیں۔

☆ ۔اس حدیث پاک کے لفظی اندازِ کلام پر ایک نظر۔

(فقال اقرأ قال ما انا بقارئ) کسی بھی حدیث میں یہ مذکور نہیں کہ جبرئیل امین علیہ السّلام نے پہلی اس وحی میں سورہ علق کی پہلی ساری آیت پڑھی ہو یعنی **اقرأ باسم ربك الذی خلق**" بلکہ دونوں مرتبہ صرف یہی کہتے رہے۔"**اقرأ**" پڑھیے اور آپ جواباً فرماتے رہے "**ماانابقارئ**" میں نہیں پڑھتا۔یعنی امانتِ خداوندی اور کلامِ الٰہی کی پہلی پُوری آیت جب تک آپ نہ پڑھیں گے میں نہیں پڑھوں گا۔تیسری مرتبہ حضرت جبرئیل امین نے پوری آیت پڑھی "**اقرأ باسم ربك الذی خلق**" تو حضور علیہ السّلام نے پھر یہ نہ فرمایا کہ "**ماانابقارئ**" بلکہ پوری آیت آپ نے بھی پڑھ کر سنادی "**اقرأباسم ربك الذی خلق**" ترجمہ:۔پڑھیے اپنے اُس رب کے نام سے جس نے سب

کچھ پیدا کیا۔ویسے بھی یہ بات کچھ معقول نظر نہیں آتی کہ پڑھانے والا کہے پڑھ اور پڑھنے والا بھی آگے سے کہے پڑھ۔کیونکہ "**اقرأ**" کا ترجمہ یہی ہے۔معلوم ہوا حضرت جبرئیل علیہ السّلام کا دو مرتبہ صرف "**اقرأ**" لفظ کہنا اور حضور علیہ السّلام کو اپنے کلاوہ میں لے کر خوب دبا کر ملنا ایسے اسرار پر مشتمل تھا۔جس کی حقیقت بالخصوص دورِ حاضر کا گستاخ رسول معلوم نہیں کرسکتا۔اور یہ راز و نیاز کے اسرار تو حضور کے خاص غلام ہی جانتے ہیں۔ جن کی بدولت سرکارِ ابدقرار کا ایک ادنیٰ اُمّتی عاشقِ رسول بھی جانتا ہے۔جیسا کہ علاّمہ نبھانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف جواہر البحار میں کئی متعدد اعیانِ اُمت کے حوالہ سے اس بات کی تصریح فرمائی ہے۔

Marfat.com

ورنہ فرشتے اور نبوّت کے مقام کی تو کوئی نسبت ہی نہیں۔

صد ہزاراں جبرئیل اندر بشر ☆ بہر حق سوئے غریباں یک نظر۔ رومی

☆۔ دورِ حاضر کے بعض بد بخت گستاخ امّتی یہ کہتے نظر آئیں گے۔ کہ جبرئیل امین فرشتہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُستاد تھے۔ فیض دینے کیلئے آئے تھے۔ اسی لئے تو آپ فرماتے رہے۔ **ما انا بقارئ**۔ میں پڑھنا نہیں جانتا۔ حالانکہ اسی حدیث سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ آپ خوب پڑھنا جانتے تھے۔ جونہی تیسری بار پوری آیت پڑھ کر جبرئیلِ امین نے سُنائی۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیسری بار یہ پھر نہ فرمایا کہ ''**ما انا بقارئ**'' صحیح ترجمہ یہ ہے۔ میں نہیں پڑھتا (جب تک پوری آیت نہ سُناؤ) ''**ما انا بقارئ**'' کا ترجمہ یہ کرنا کہ میں پڑھنا جانتا نہیں ہوں سراسر غلط فہمی ہے۔

رہا کلاوہ میں لے کر بھینچنا خوب دبانا یہ فیض حاصل کرنے کیلئے تھا۔ یعنی حضور نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ مبارک مشکوٰۃ نبوّت کے ساتھ جبرئیل امین کا اپنا سینہ اور دل ملانا فیض لینے کیلئے تھا فیض دینے کیلئے نہ تھا۔

اس حدیث پاک کے ضمن میں یہ بات بھی روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی۔ کہ ہمارے آقا فخرِ رُسل ھوالکل لہ الکل وھوکل الکل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جسمانی طور پر جبرئیل علیہ السّلام سے بڑھ کر بے پناہ طاقت اور توانائی کے مالک تھے۔ کتبِ سیرت میں یہ چیز موجود ہے۔ کہ سیّدنا جبرئیل علیہ السّلام اتنی طاقت کے مالک ہیں۔ اگر تمام دُنیا کے پہاڑ اکٹھے کر کے اپنے پَر کی ایک ضرب لگا دیں تو سارے پہاڑ خاک بلکہ راکھ بن جائیں۔ تو یہ ہیں سیّدنا جبرئیل علیہ السّلام فرشتوں کے سردار جنہوں نے ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تین بار ایڑی چوٹی کا زور لگا کر اپنے کلاوہ میں لے

Marfat.com

کرخوب دبایا۔لیکن ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کوسوائے پسینے کے چند قطروں کے کوئی خاص زحمت محسوس نہ ہوئی۔ ہمارے آقا علیہ السّلام کی جسمانی طاقت کا یہ عالم ہے۔تو ہمارے نبیؐ پاک کی رُوحانی طاقت کو جبرئیل علیہ السّلام کیسے پا سکتے ہیں۔

اخذنی ۔ فغطّنی ۔ حتّٰی بلغ منّی الجُهدَ۔

ترجمہ:۔''مجھے پکڑا اور خوب دبایا یہاں تک کہ ایڑی چوٹی کا سب زور لگا دیا''۔دورِ حاضر کے بے ادب لوگوں کی غلط فہمی کے مطابق اگر غور کیا جائے تب بھی معاملہ برعکس ہے۔

معراج کی رات نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جبرائیل علیہ السلام کے آخری مقام سدرۃ المنتھٰی سے آگے لامکان کی طرف جارہے ہیں۔اور جبرائیل علیہ السلام پیچھے رہ گئے۔ سرکارِ ابدقرار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!''جبریل میرے ساتھ آگے چلو''تو جواب دیا

ع۔ اگر یک سرِ موئے برتر پرم
فروغِ تجلّی بسوزد پرم (رومی)

ترجمہ:۔یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں اگر اپنے اس **سدرة المُنتھٰی** مقام سے ایک بال کے سر برابر آگے جاؤں۔تو اگلا نُور اتنی طاقت والا اور **پُر ھیبت** ہے۔کہ میرے نورانی پَر جل جائیں گے۔یہ آپ کی شان ہے۔آپ آگے لامکان کی طرف تشریف لیجائیے۔جبرائیل علیہ السلام اگر ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اُستاد ہوتا۔اور بارگاہِ خداوندی میں اُس کو زیادہ فضیلت حاصل ہوتی تو ساتھ ضرور جاتا۔لیکن اپنی بے بسی کا اظہار کر کے شکست مان کر ثابت کر دیا۔کہ جبرائیل علیہ السلام نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کلاوے میں لے کر فیض لینے آیا تھا فیض دینے نہیں آیا تھا۔

Marfat.com

کتاب الدُعاء

حدیث نمبر۱۰۰:۔عن انس بن مالك رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وآلهٖ وسلم الدُّعاءُ مُخ العبادة رواه الترمذی (ص۱۹۴ج۱مشکوٰۃ شریف)

حدیث ایضاً نمبر۱:عن سلمان الفارسی رضی الله عن قال قال رسول الله صلی الله علیه وآلهٖ وسلم لا یَرُدُّ القضآء الاالدُعآء ولا یزید فی العمر الّا البرّ رواه الترمذی

(ص۱۹۵ج۱مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث نمبر۲:۔عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وآلهٖ وسلم ثلثة لا تُردُّ دعوتهم الصائم حین یُفطر والامام العادل و دعوةُ المظلوم یرفعها الله فوق الغمام وتفتحُ لها ابواب السَّمآء ویقول الربُّ تعالیٰ وعزّتی وجلالی لا نُصرنّك ولو بعد حین وفی روایة عن ابیهریرة رضی الله عنه ثلث دعواتٍ مستجابات لا شكّ فیهنّ دعوة الوالد و دعوة المسافر و دعوة المظلوم رواه الترمذی وابو داؤد ابن ماجه (ص۱۹۵ج۱مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ حدیث نمبر۱۰۰:۔سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہ نبیؑ

Marfat.com

لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ''دُعا عبادت کا مغز ہے''۔اس حدیث کوامام ترمذی نے روایت کیا۔

ترجمہ ایضاً حدیث نمبرا:۔سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ''تقدیر (قضائے الٰہی) کوسوائے دُعا کے کوئی چیز نہیں بدل سکتی۔اور عمر میں خیر و برکت اور اضافہ سوائے نیکی کے اور کوئی چیز نہیں کرسکتی''۔اس حدیث کوامام ترمذی نے روایت کیا۔

ترجمہ ایضاً حدیث نمبر۲:۔سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہ سرورِ عالمیان مالکِ ہر این وآن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ''تین آدمیوں کی دُعا ردّ نہیں کی جاتی''

ا:۔بوقتِ افطار روزے دار کی دُعا ۲:۔انصاف کرنے والے امام وحکمران کی دُعا
۳:۔مظلوم کی دُعا جس کواللہ تعالیٰ قبولیت کیلئے بلند فرمادیتا ہےاور اس کیلئے آسمانوں کے دروازے کھول دیتا ہے۔اور بارگاہِ ایزدی سے آواز آتی ہے۔(اے مظلوم) میں تیری مدد ضرور کروں گا۔خواہ کچھ وقت کے بعد اور راور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے۔تین دُعاؤں کی قبولیت میں کوئی شک نہیں۔

ا:۔والد کی دُعا (یعنی والدین) ۲:۔مسافر کی دُعا ۳:۔مظلوم کی دُعا

شرح حدیث نمبر۱۰۰ واحادیث ایضاً:۔**شرع محمدیه علیٰ صاحبها الف الف تحیة** میں دُعاء کا لفظ مختلف معانی میں استعمال کیا گیا ہے۔دُعا بمعنی مطلق پکار، دُعا بمعنی اظہار، دُعا بمعنی عبادت۔

زیادہ تر بمعنی مطلق پکار اور بمعنی عبادت دعا کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔بہ نسبت مطلق پکار کے قرآن پاک میں دُعا بمعنی عبادت زیادہ استعمال کیا گیا ہے۔ہر عبادت پکار بھی ہے۔

Marfat.com

لیکن ہر پکار عبادت نہیں ہے۔ جن الفاظ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ لم یزل ولا یزال سے کچھ طلب کیا جاتا ہے۔ اُس کو دُعا بمعنی عبادت کہا گیا ہے۔ بتوں کو پوجنے والے مُشرک لوگ بھی اپنے بتوں سے جب کچھ مانگتے ہیں۔ تو اُن کا یہ نظریہ ہوتا ہے۔ کہ یہ بُت کسی نہ کسی لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے جزوی یا کُلّی شریک ہیں۔ اور یہی دُعا بمعنی عبادت اکثر بتوں کی نسبت کفار کی عبادت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ لیکن کُفار بتوں کو پوجنے والوں کی یہ دُعا و عبادت بمنزلہ شرک و کفر ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کسی کو مطلق پکارنے یا آواز دینے سے شرک لازم نہیں آتا۔ جب تک پکارنے والے کا نظریہ اور عقیدہ شرک نہ ہو۔ کسی کو آواز دینا یا مطلق پکار یا کسی نبی یا ولی یا بزرگ کو بطورِ استمداد پکارنا یا مدد طلب کرنا (صرف بطور مظاہرِ خداوندی) شرک نہیں ہے۔ لہٰذا قرآن پاک میں جو بار بار آیا ہے۔ **"والذین تدعون من دون الله"** ترجمہ:۔ اور جن کو تم اللہ تعالیٰ کے علاوہ پوجتے ہو۔ اور یہ خطاب کُفّار بُت پرستوں سے ہے۔ دُعا پکار بمعنی عبادت ہے۔ ایسی آیات جو کفار بُت پرستوں یا بتوں یا شیاطین کے حق میں نازل ہوئیں۔ ایسی آیات کو اولیائے کرام و انبیائے کرام پر ٹھونسنا اسلام دشمنی، بے دینی اور فرقہ واریت ہے۔ بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشادِ مبارک ہے۔ کہ "آخر زمانہ میں کچھ بے لگام مولوی پیدا ہو جائیں گے۔ جو بتوں، شیاطین والی آیات کو اولیائے کرام اور انبیائے کرام پر چسپاں کریں گے۔ اور جو لفظ دُعا قرآن و احادیث میں اللہ تعالیٰ سے مانگنے کے متعلق ہے وہ عبادت ہے۔ اور جو لفظ دُعا انبیائے کرام و اولیائے کرام سے متعلق ہے۔ وہ بمعنی وسیلہ و استمداد ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں یہ تعلیم موجود ہے۔ **"یا ایھا الذین آمنوا اتقوالله وابتغوا الیه الوسیلة"** (پارہ نمبر۲)

Marfat.com

"و یا ایها الّذین آمنوا استعینوا باالصبر والصلوٰۃ" (پارہ نمبر۲)

احادیث وقرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ کی ذات سے متعلق لفظ دُعاوالی احادیث کا یہاں ذکر ہے۔ان سابقہ احادیث میں دُعا بمعنی عبادت کا ہی ذکر ہے کہ دُعا بمعنی عبادت صرف اللہ تعالیٰ ہی سے مانگی جاسکتی ہے۔سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث اس بات کی وضاحت کررہی ہے۔ "الدُّعاء مُخُّ العبادۃ "دُعا عبادت کا مغز ہے۔مستجاب الدعوۃ (جس کی دُعا قبول ہوتی ہو) ہونے کیلئے ابتداًءچند چیزیں نہایت لازمی ہیں۔ ادائیگی فرائضِ دینیہ کی بھرپور کوشش رہے۔خوراک،غذاومشروبات ولباس وتمام ضروریاتِ زندگی کا مالی واسطہ صرف خالص حلال کمائی سے ہو۔بڑے بڑے کبائر گناہوں وشرعی ممنوعات سے مکمل اجتناب۔جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔"ملبسهٗ حرام ،مشربهٗ حرام مطعمهٗ حرام انّٰی یستجاب لهٗ "جسکا لباس حرام، پینا حرام،کھانا حرام اور دُور دراز سے جاکر خانہ کعبہ میں روکر دُعا کرے۔تو ایسے آدمی کی دُعا کیسے قبول ہوسکتی ہے۔اور حلال روزی سے خوردونوش سُنّتِ مُصطفٰی کے پیمانۂ حق کے مطابق ہو۔دُعا مانگتے وقت پاک جگہ یا مسجد قبلہ رُخ یکسوئی اور خلوصِ نیّت سے اچھی دُعا مانگی جائے۔

اور حدیث پاک میں ہے کُلّ جسدٍ نبتَ من سُحتٍ فا النّارُ اولیٰ به

ترجمہ:۔جس جسم کی بوٹیاں، گوشت پوست اور توانائیاں حرام کمائی سے پروان چڑھیں۔ ایسے جسم کو آگ میں جلا کر صاف کیا جائے گا۔سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی حدیث پاک میں دُعا کی طاقت کو جو جامع انداز میں بیان کیا گیا ہے۔وہ نہایت بے مثال ہے۔ کہ سوائے دُعا کے اور کوئی چیز مُشکل کُشا نہیں ہوسکتی۔اور عُمر میں نیکیوں سے اضافہ کا

Marfat.com

مطلب حقیقی بھی ہے اور اضافی بھی۔ زندگی کے دنوں کی گنتی کا بڑھنا حقیقی معنی ہے۔ نیک اعمال کی کثرت سے زندگی کے تمام مراحل میں خیرات و برکات کا شاملِ حال ہونا اضافی معنی ہے۔

حدیث ایضاً نمبر۲ میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دونوں روایتوں کے مطابق بطور مستجاب الدعوات پانچ آدمیوں کو نامزد کیا گیا ہے۔

۱:۔ مظلوم کی دُعا ۲:۔ بوقتِ افطار روزے دار کی دُعا ۳:۔ عادل انصاف کرنے والا حکمران ۴:۔ مُسافر کی دُعا ۵:۔ والدین کی دُعا۔

تاہم ان احادیث میں مذکور پانچ شخصیات کا ذکر اقل اکثر کیلئے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ اور بھی بہت سے مقامات کی برکت سے دُعا کی قبولیت ہوتی ہے۔ اور اسکے علاوہ بھی پاک ذوات مستجاب الدعوات ہوتے ہیں۔ مثلاً میدانِ جنگ میں جب کُفر و اسلام کے لشکر آمنے سامنے برسرِ پیکار ہوں۔ یہ وقت بھی دُعا کی قبولیت کا ہے۔ دائمی بیمار آدمی بھی اکثر مستجاب الدعوات ہوتے ہیں۔ اور غائبانہ کسی کی دُعا۔ یہ دُعا بھی اکثر قبول ہوتی ہے۔

بہترین افضل اور جلد قبولیت والی دُعائیں قرآنی دُعاؤں کا پہلا درجہ ہے۔ پھر معتبر اسناد اور صحیح متن والی احادیث میں مذکور جامع دُعائیں اور پھر اسکے بعد کوئی کسی بھی زبان میں خلوص سے مانگی گئی دُعا کا درجہ ہے۔

قرآنی ایمان افروز چند دُعائیں۔

۱:۔ ربّنا اٰتنا فی الدُّنیا حسنۃً وفی الاٰخرۃ حسنۃً وّ قنا عذاب النّار (پارہ۲ رکوع ۹)

ترجمہ:۔ اے اللہ ہمیں دُنیا میں بھی اور آخرت میں اچھی زندگی عطا فرما۔ اور دوزخ کے

Marfat.com

[stamp]

عذاب سے نجات عطا فرما۔

۲:۔ ربّنا انّنا سَمعنا منادیًا یُّنادی للایمان اَنْ اٰمنو بربّکم فاٰمنّا ربّنا فاغفرلنا ذنوبنا و کفّر عنّا سیّاٰتنا وتوفّنا مع الابرار

(پارہ۴ رکوع ۱۱)

ترجمہ:۔ اے اللہ ہم نے ایمان کیلئے اعلان کرنے والے کی آواز کوسُن لیا۔ کہ اپنے پرور دگار پر ایمان رکھوتو ہم ایمان لائے۔ اے ہمارے رب ہمارے گُناہ معاف فرما، ہماری برائیوں کو مٹادے۔ اور ہماراانجام نیک لوگوں کے ساتھ رہے۔

۳:۔ ربّنا لا تؤاخذ نا ان نّسینا او اخطأنا ربّنا و لا تحمل علینا اصراً کما حملتهٗ علیٰ الّذین من قبلنا ربّنا ولا تحمّلنا مالا طاقة لنا بهٖ واعفُ عنّا واغفرلنا وارحمنا انُت مولانا فانصُرنا علیٰ القوم الکٰفرین

(پارہ۳ رکوع ۸)

ترجمہ:۔ اے ہمارے رب ہم بھول جائیں یا خطا کر بیٹھیں۔ تو ہماری گرفت نہ فرما۔ اے ہمارے رب ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جیسا بوجھ تُو نے ہم سے پہلوں پر ڈالا اور ہم پر ایسی ذمہ داری نہ ڈال۔ جس کی ہم ہمّت نہیں رکھتے۔ اور ہمیں معاف فرما، ہمیں بخش دے۔ اور ہم پر رحم فرما۔ تُو ہمارا مالک ہے تو کافروں پر ہماری مدد فرما۔

۴:۔ وقُل ربّ اَدخلنی مُدخل صدقٍ وَّ اَخرجنی مُخرج صدقٍ وَّ اجعل لّی من لّدُنك سُلطاناً نّصیراً (پارہ۱۵ رکوع ۹)

ترجمہ:۔ اور تُو کہہ! اے اللہ مجھے دُنیا و آخرت کے ہر مرحلے کا حق سچ کا داخلہ و خارجہ عطا فرما۔ اور میرے لئے اپنی طرف سے مددگار دلیل مقرر فرما۔

Marfat.com

۵:۔ربّنا ظلمْنا انفسنا وانْ لّم تغفرلنا و ترحمنا لنکوننّ من الخٰسرین (پارہ ۸ رکوع ۹)

ترجمہ:۔اے ہمارے رب ہم اپنے آپ پر ظلم کئے بیٹھے ہیں۔اور اگر تو نے ہمیں معافی نہ دی۔اور ہم پر رحم نہ فرمایا۔تو ہم نُقصان اُٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

۶:۔ربّنا لا تجعلنا فتنةً لّلقوم الظٰلمین (پارہ ۱۱ رکوع ۱۳)

ترجمہ:۔اے اللہ ہمیں ظالموں کیلئے آزمائش نہ بنا۔

۷:۔ربّنا اتممْ لنا نورنا واغفرلنا انّك علیٰ کُل شئٍ قدیر

(پارہ ۲۸ رکوع ۲۰)

ترجمہ:۔اے اللہ ہمارا نُور مکمل فرما اور ہمیں معاف فرما۔بیشک تُو ہر شایانِ شان چیز پر قادر ہے۔

۸:۔ربّنا لاتُزغْ قلوبنا بعد اذھدیتنا و ھب لنا من لّدُنك رحمة انّك انت الوھاب (پارہ ۳ رکوع ۹)

ترجمہ:۔اے اللہ ہمیں ہدایت فرمانے کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا ہونے سے بچا۔اور اپنی طرف سے ہم پر رحمت فرما بیشک تُو بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے۔

﴿احادیث کی جامع دُعائیں﴾

ایسی احادیث جن کے الفاظ بہت کم اور مطالب واسرار و رموز بہت زیادہ ایسی احادیث کو جامع دُعائیں کا نام دیا جاتا ہے۔اور ایسی احادیث کثرت سے موجود ہیں۔جن کے کچھ الفاظ ذکر کئے جاتے ہیں۔

ا:۔عن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه عن النبی صلی

Marfat.com

اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کان یقول اللّٰھم انی اسئلك الھدٰی والتّقٰی والعفاف والغنٰی رواہ مسلم (ص ۲۱۸ ج ا مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یوں بھی دُعا مانگا کرتے تھے۔ اے اللہ میں تُجھ سے ہدایت، پرہیزگاری، پاک دامنی اور لوگوں کی محتاجی سے حفاظت کا سوال کرتا ہوں۔

۲:۔ اللّٰھم انّا نسئلك موجبات رحمتك و عزائم مغفرتك۔

ترجمہ:۔ اے اللہ ہم تُجھ سے تیری رحمت کے کامل وسائل اور تیری بخشش کے پکے ارادے مانگتے ہیں۔

۳:۔ اللّٰھم انّا نسئلك تھنئة العیش و خواتیم اعمالنا والعفاف والعفووالعافیة والمعافاة الدائمة فی الدُنیا والاٰخرة رواہ الترمذی وابن ماجہ۔

ترجمہ:۔ اے اللہ ہم تُجھ سے خوشگوار زندگی، پاک دامنی، مکمل معافی اور ہر کام کا انجام بخیر، دین ودُنیا کے تمام معاملات کی سلامتی مانگتے ہیں۔

وصلّی اللّٰہ وبارك وسلّم علیٰ مُحمّد وعلیٰ الانبیاء والمُرسلین وعلیٰ الملٰئکةالمقرّبین وعلیٰ اٰلہٖ و اصحابہٖ وازواجہٖ و ذُرّیّتہٖ واولیاء ملّتہٖ اجمعین۔

Marfat.com

Marfat.com

سُنّی رضوی جامع مسجد

ملنے کا پتہ: سُنّی رضوی جامع مسجد چک نمبر 58 گ ب جڑانوالہ

Marfat.com